عشق جاوداں Season - 2

تحریر: نور عروج

لہروں سے لڑا کرتا ہوں میں سمندر میں اتر کر
ساحل پہ کھڑا ہو کے میں سازش نہیں کرتا

وائٹ یونیفارم اور کیپ پہنے وہ پاکستان نیوی شپ اسلت (PNS-Aslat) ذوالفقار کلاس کی F-22 میں کھڑا تھا، یہ پاکستان نیوی کی

شپ ہے۔اس شپ کی خاصیت یہ ہے کے یہ خاص میزائل رکھتی ہے، جو دور سے دشمن کی سبمرین اور شب کو پہچان کر اس پر میزائل داغنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

"K-43 ہیلو، ہیلو، کمانڈر مجتبیٰ ولید حیدر۔۔اٹس کنڑول روم،این انڈین از ڈیکٹکٹڈ ان آور ائیریا، اٹ از یور ٹارگٹ۔" جیب میں رکھے واکی ٹاکی سے آئی آواز پر وہ متوجہ ہوتے اندر کی جانب بڑھا۔

"آرڈر ریسیوڈ، آور اینڈ آؤٹ۔" واکی ٹاکی دوبارہ سے جیب میں رکھتے وہ شپ کے میزائل بیسمنٹ کی طرف بھاگا۔

"کیا ہوا لالے؟ اب کس کی موت آئی ہے؟" بیسمنٹ میں موجود شہیر نے اسے شرارتی نظروں سے گھورا۔

وہی ہمیشہ کی طرح انڈین آرمی، ناجانے کیوں ان کو سکون نہیں آتا، روز" ہمارا ایک آدھ میزائل ضائع کروانے آجاتے ہیں۔" مصنوعی سنجیدگی سے کہتا وہ شہیر کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گیا۔

شہیر جانتا تھا کے اب گلے کچھ سیکنڈز میں انڈین سبمرین کے زرے بھی نہیں ملیں گے، کیونکہ وہ کمانڈر مجتبیٰ ولید حیدر کے ایریا میں آنے کی غلطی کر بیٹھے ہیں۔ جس کا نشانہ خطا ہونا ناممکن سی بات تھی۔

وہ اپنی جگہ پر بیٹھا دوربین سے سبمرین کی حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا، وہ آہستہ آہستہ نا محسوس انداز میں ان کی شپ کے قریب آتی K-43 انڈین جا رہی تھی، مجتبی کے چہرے پر اس کی اس چالاکی پر تمسخر بھری مسکراہٹ ابھری۔

اس نے پانچ تک گن کر میزائل کارخ اس سبمرین کی طرف کرتے میزائل شوٹ کیا، انہیں ایک دم جھٹکا لگا تھا جس کے بعد ہر طرف سکوت چھا گیا۔ اس نے دوربین میں دیکھا تو اب وہاں پانی میں صرف ذرات دکھائی دے رہے تھے

سر، اس بچارے کو تو جانے دیتے، ابھی غریب نے کیا ہی کیا تھا" تین منٹ" میں ایک دھماکے کے ساتھ انڈین سبمرین تباہ ہوئی تو شہیر شرارت سے بولا

یار جانے تو میں اسے دیتا مگر پھر میرا ریکارڈ ٹوٹ جاتا ناں، اور مجھے ابھی" ورلڈ رکارڈ بنانا ہے مزائل اٹیکس کا" شہیر کے سر سے ٹوپی اتارتے وہ بھی شرارت سے بولا۔۔

یار مجتبی نا کیا کر۔ "شہیر کو سخت چڑ تھی اس طرح کیپ اتارنے سے تبھی "
تپ کر بولا۔۔۔

شرم کرو، سینئر کو اس طرح بلاتے ہیں۔ "مجتبی سے اسے آنکھیں دکھائی "
مگر وہ جانتا تھا یہ محض ڈرامہ ہے ورنہ ان دونوں کی دوستی مثالی تھی

گھر کب جا رہا ہے تو؟ "شہیر نے اس کی بات ہوا میں اڑاتے پوچھا۔ "

نیکسٹ ویک ماموں کی برسی ہے، تب ہی جاؤں گا۔ "اچانک اس کا لہجہ "
سنجیدہ ہو گیا تھا۔

ہممم! ذین کیسا ہے؟ مطلب پہلے سے کوئی امپرومنٹ ہوئی یا نہیں؟ """"
شہیر اور وہ دونوں ایک دوسرے کی زندگی کے ہر راز سے واقف تھے۔

"اس کی حالت ابھی بھی ویسی ہی ہے اپنی مم اور ماما بابا اسے سمجھا سمجھا کر تھک چکے ہیں مگر وہ کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔" مجتبیٰ نے ایک گہرا سانس بھرا۔

یہ ان کی زندگی کا تاریک پہلو تھا جسے وہ چاہ کر بھی اپنی زندگی سے کھرچ نہیں سکتے تھے۔ جہاں زندگی حسین یادیں دیتی ہے وہیں یہ کبھی کبھار اتنی بے رحم ہو جاتی ہے کے انسان چاہ کر بھی ان لمحات کو بھلا نہیں پاتا۔

@@@@@@@@

"سنیں!" بلیو یونیفارم پہنے آنکھوں پر سن گلاسز لگائے چھ فٹ سے نکلتا قد، براؤن ہلکی ہلکی شیو، براؤن بال اور آنکھوں کے ساتھ، کھڑی مغرور ناک اور تیکھے نقوش والا وہ شہزادہ اپنے سامنے کھڑے ائیر کرافٹ مین سے بولا۔

"جی سر؟" ائیر کرافٹ مین نے سیدھا ہوتے اسے سیلوٹ کرتے پوچھا۔

"ایویشن کیڈٹ حریم عباد کو میرے آفس میں بھیجیں پلیز۔" وہ فائل کی طرف دیکھتا نرمی سے بولا۔ ائیر کرافٹ مین نے غور سے اس حسین شہزادے کو دیکھا جو بہت نرم بولتا تھا چھوٹے بڑے ہر کسی کی عزت کرتا تھا، بس مسکراتا بہت کم تھا

"جی سر!" سپاہی اس سے کہتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

حریم کو اس کا پیغام ملا تو وہ چلتے ہوئے اس کے آفس کی طرف آگئی باہر رک کر دروازے پر دیکھا تو "وونگ کمانڈر ارتضیٰ ولید حیدر" کی نیم پلیٹ لگی تھی۔ یہ رینک پڑھ کر اس کے دل میں ایک دم درد سا اٹھا تھا

"مے آئی کم ان سر؟" اس نے ہلکا سا سر اندر کرتے کہا تو وہ اپنی چیئر سے کھڑا ہوتا سر ہلا گیا۔ حریم اندر آ کر کھڑی ہوگئی وہ اس کے اگلے آرڈر کی منتظر تھی۔

"پرنسس! یہاں آئیں" ارتضیٰ نے گلاسز اتار کر رکھتے بازو پھیلائے اسے پاس بلایا، وہ شاید جانتی تھی کے اس نے اسے کیوں بلایا

وہ چلتے ہوئے آکر خاموشی سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی، صبح سے دل میں پلتی بے چینی کو سکون ملا تھا، کب سے روکے ہوئے آنسو جاری ہو چکے تھے، ارتضیٰ کچھ بھی بولے بغیر اس کی کمر سہلا رہا تھا

وہ ہر سال آج کے دن یوں ہی کرتا تھا، اسے کوئی تسلی، کوئی دلاسہ نہیں دیتا تھا خاموشی سے اس کا سر اپنے سینے سے لگا کر اس کا سارا درد خود میں اتار لیتا تھا، عجیب سا رشتہ تھا ان کا انہیں کبھی کچھ بولنا نہیں پڑتا تھا سامنے والا خود ہی سب سمجھ جاتا تھا

آر یو اوکے پرنسس؟" جب رو کر دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو وہ خود ہی پیچھے ہٹی،" ارتضیٰ نے اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے آنسو صاف کرتے پوچھا۔

ہمم، آئی ایم اوکے۔" زبردستی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر بولی جانتی تھی" وہ ایسے ہی اس کے لیے پریشان رہے گا۔

جب بھی دل اداس اور پریشان ہو تو آپ کو پتا ہے ناں کے آپ کو کیا کرنا" ہے؟" انگوٹھے کی مدد سے اس کے گال سہلاتے پوچھا تھا جس پر اس نے سر اثبات میں ہلایا

آپ کے پاس آنا ہے" دھیمی سی آواز میں بولا تھا"

بلکل میرے پاس آنا ہے، اپنا ہر دکھ، ہر درد مجھے دے دینا ہے اور یہ پیارے" سے چہرے پر صرف مسکراہٹ رکھنی ہے، اوکے؟" بار بار کی سمجھائی بات وہ ایک بار پھر اسے سمجھا رہا تھا۔ حریم نے اس کی بات پر اثبات میں سر ہلایا

ڈیٹس لائیک مائی پرنسس" اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اس ک سر" تھپتھپایا۔ حریم نے سامنے کھڑے اپنے پیارے سے شوہر کو دیکھا جو اللہ کی

طرح سے اسے دیا جانے والا بہت پیارا تحفہ تھا اگر وہ کوئی چیز لیتا ہے تو اس کے بدلے بہت قیمتی چیز دے بھی دیتا ہے۔

@@@@@@@@

"پینتھر، یہ کیس بہت زیادہ رسکی ہے۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہو گا۔" لیپرڈ نے اپنے سامنے کھڑے پینتھر کو دیکھ کر کہا حالانکہ اسے اچھے سے پتا تھا کوئی فائدہ نہیں جو پینتھر سوچ لے وہ کر کے رہتا ہے

"میں فیصلہ کر چکا ہوں، میں انڈیا جاؤں گا، اور مجھے کوئی روک نہیں سکتا، اس باران کے ساتھ کوئی بہت اہم انسان جڑا ہے جو ہمیں اندر سے کھوکھلا کرنا چاہتا ہے، ہمیں کسی بھی قیمت پر انہیں روکنا ہو گا" پینتھر کی پر سوچ نظریں سامنے بورڈ پر ٹکی تھیں

کچھ ہی دیر پہلے آئی ایس آئی کے ہیڈ نے انہیں ایک اہم مشن دیا تھا جس میں انہیں انڈیا جانا تھا کیونکہ اس بار پاکستان آرمی میں سے کوئی بہت اہم انسان یا شاید ان کا کوئی فیملی میمبر را کے ساتھ مل کر پاکستان کو نقصان پہنچانے والا تھا

اور یہ مشن ان دونوں کو ملا تھا، لیپرڈ نے سر سے دو دن سوچنے کا وقت مانگا مگر پینتھر اسی وقت اقرار کر گیا، وہ دنوں اس وقت میٹنگ روم میں ہی تھے جبکہ باقی سب جا چکے تھے۔

کیا سوچا ہے تم نے، نیکسٹ سٹیپ کیا ہو گا؟" لیپرڈ نے اس کی پر سوچ" نظریں دیکھیں تو سمجھ گیا کے وہ بہت کچھ سوچ چکا ہے۔

"میں انڈیا جاؤں گا اور را میں شامل ہو جاؤں گا، جبکہ تم یہیں رہ کر مشکوک لوگوں پر نظر رکھو گے۔"پینتھر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

لیپرڈ جانتا تھا وہ خود ہی خطرے میں کودے گا مگر وہ ہر گز بھی اسے اکیلے انڈیا جانے نہیں دینے والا تھا مگر فلحال اس کے سامنے سر اثبات میں ہلا گیا۔

"ہمم۔۔تو کام کس دن سے شروع کرنا ہے؟"لیپرڈ نے کچھ توقف کے بعد پوچھا

"میں فلحال گھر جا رہا ہوں، ایک ہفتے بعد ہم اپنے مشن پر کام شروع کریں گے، تب تک میں ایک چکر گھر کا لگا لوں۔"سنجیدہ انداز میں کہتے وہ باہر کی جانب بڑھ گیا

لیپرڈ بھی فائلز وغیرہ سمیٹ کر محفوظ کرتے اس کے پیچھے ہی باہر نکل گیا، یہ تھے مارخور، پاکستان کے دفاع کی آخری لکیر، دنیا کی نمبر ون ایجنسی کے شیر، اور پاکستان کی بہادر ماؤں کے سپوت جو دشمن کو ان کی اوقات میں رکھنا خوب جانتے ہیں

@@@@@@@@

سویرا اور ولید صبح سے ہی ابراہیم ولا آ گئے تھے، انہوں نے زندگی کے کئی سال ایک دوسرے کی سنگت میں گزار دیے تھے جہاں خوشیاں بھی تھی اور درد بھی اور سب سے بڑا دکھ تھا عباد کی جدائی کا دکھ،

اٹھارہ سال پہلے ایک انڈین حملے کے دوران عباد کے پلین کے انجن خراب ہونے کی وجہ سے اس کا پلین کریش ہو گیا، اس وقت ذین نو سال کا تھا جبکہ حریم محض ساڑھے چار سال کی تھی

عائشہ پر تو گویا قیامت ٹوٹ پڑی تھی، بھری جوانی میں وہ بیوگی کی چادر اوڑھ گئی تھی مگر اسے جینا تھا اپنے بچوں کی خاطر، اس نے ذین اور حریم کی خاطر اپنا ہر دکھ چھپا لیا تھا۔ ویسے بھی یہ پاکستانی فوجیوں کی بیویاں بھی عجیب ہوتی ہیں اپنے شوہروں کو وطن پر قربان کر کے بیٹوں کو بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلاتی ہیں

مگر ذین جو اس وقت، وقت کے اس حصے میں تھا جہاں ہر بری یاد ذہن کے پردے پر نقش ہو جاتی ہے وہ چاہ کر بھی اپنے باپ کی موت کو قبول نہیں کر پا رہا تھا، حریم چھوٹی تھی اسے سب نے مل کر سمبھال لیا خاص کر ارتضیٰ نے

مگر ذین پر کسی کے سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا، وہ عجیب سرد مزاج بن گیا تھا۔ سارا سارا دن اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ پھرتا رہتا تھا اگر کوئی کچھ کہتا تو جھگڑنے لگتا، عائشہ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

وہ سب لوگ لاونج میں جمع تھے، سارہ بیگم، زینب بیگم، سویرا، عائشہ اور پرنیاں، حیدر صاحب ابراہیم صاحب کے ساتھ سٹڈی میں تھے جبکہ ولید کسی کام سے باہر گیا تھا، ٹی وی پر کوئی ڈاکیومنٹری لگی تھی

اس میں آرمی کے شہداء کے گھر والوں کو خراجِ تحسین پیش کیا جا رہا تھا، وہ لوگ پورے انہماک سے ٹی وی دیکھ رہے تھے اچانک ایک دھماکے کے ساتھ ٹی وی کی سکرین چکنا چور ہوئی تھی۔۔ سب نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخوں کو روکا تھا اور پیچھے کی طرف دیکھا

ذین سرخ آنکھوں کے ساتھ سامنے دیکھ رہا تھا اس نے گلدان اٹھا کر ٹی وی میں مارا تھا۔ وہ سب لوگ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں

یہ کیا بد تمیزی ہے ذین ؟" عائشہ نے غصے سے ذین کو ڈپٹا تھا"

میں کتنی بار کہہ چکا ہوں کے مجھے اس گھر میں یہ ڈھکوسلے بازی نظر نہیں" آنی چاہیے، تو پھر کیوں دیکھ رہی تھیں آپ یہ سب، یوں ان لوگوں کو بلا کر دو لفظ ہمدردی کے بول کر یہ لوگ کیا سمجھتے ہیں یہ ان کے نقصان کو پورا کر سکتے ہیں ؟ ہوں ں ں ہ ڈرامے بازی" تنفر سے کہتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں چلا گیا

میں کیا کروں جانی، یہ لڑکا کیوں مجھے تکلیف سے دوچار کرتا ہے، اس کا باپ"
وطن کے عشق میں فنا ہو گیا اور یہ فوج سے اتنی نفرت کرتا ہے کے ان کا نام
سننا تک پسند نہیں کرتا" عائشہ روتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی

عاشی۔۔۔پلیز سمبھالو خود کو، پرنیاں بیٹا جاؤ ذین کو دیکھو۔"سویرا عائشہ"
کے کندھے کے گرد ہاتھ پھیلاتے پرنیاں سے بولی

پرنیاں سر ہلاتے ہوئے ذین کے روم کی طرف بڑھ گئی جہاں سے توڑ پھوڑ کی
آوازیں آرہی تھیں اس نے کچھ دیر رک کر اندر جھانکا، جہاں وہ اب پہلے کی
نسبت پرسکون تھا۔۔پرنیاں چلتے ہوئے اس کے پاس کھڑکی میں آکر کھڑی
ہو گئی

"کیسا فیل کر رہے ہو اب ؟"اسے باہر جھانکتا دیکھ پوچھا تھا۔ جس کا جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا پر نیاں کو اس پر شدید حیرت کوئی تھی اسے اس کا نیچے کیا گیا عمل یاد آیا

"کیوں ؟آخر کیوں ہو تم ایسے ؟ایک محبِ وطن فوجی کے بیٹے ہو کر تم اتنی نفرت کیوں کرتے ہو وردی سے اور وردی والوں سے "وہ صدمے سے گنگ تھی، کوئی اتنی نفرت کیسے کر سکتا ہے کسی سے

"ہاں, نفرت ہے مجھے وردی سے، نفرت ہے پاک آرمی سے، کیونکہ اس وردی نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا، میرا عشق مجھ سے دور کر دیا، کیوں آخر کیا قصور تھا میرا؟"اس کی آنکھوں سے نفرت کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

مگر وہ سب قسمت میں لکھا تھا۔ اور ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔" اس نے اسے سمجھانے کی بے ضرر سی کوشش کی تھی جبکہ جانتی تھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔

دل کے بہلانے کو غالب خیال اچھا ہے۔۔۔ یہ سب فضول تاویلیں مجھے مت دو، تمہاری کوئی بھی بات اس سچ کو بدل نہیں سکتی کے میری اس زندگی اور حالات کی زمہ دار پاک آرمی ہے۔" تمسخر بھری مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ اسے لاجواب کر چکا تھا۔

عباد کے بعد ذین کو ہر چیز سے عجیب سی چڑ ہو گئی تھی، اس کی نظر میں اگر اس کا باپ آرمی میں نا ہوتا تو وہ اتنی جلدی دنیا سے نا جاتا، ذین سب سے زیادہ عباد کے قریب تھا، وہ اس کے جانے کے بعد کئی راتیں سکون سے سو نہیں سکا تھا۔

ہر روز وہ پوری پوری رات جاگ کر گزار دیتا تھا کیونکہ اسے محبت سے اپنی آغوش میں سلانے والا اس کا باپ اسے اس بے رحم دنیا میں چھوڑ کر جا چکا تھا۔ پر نیاں جس طرح آئی تھی ویسے ہی واپس چلی گئی

@@@@@@@@

شاہ زیب رات کے دو بجے باہر لان میں چہل قدمی کر رہا تھا جب داہیم کی گاڑی گیٹ پر آکر رکی، وہ شاہ زیب کو وہاں دیکھ کر سمجھ چکا تھا کے آج اس کی کلاس پکی ہے۔۔ اسنے گاڑی سے نکلتے چہرے پر زمانے بھر کی معصومیت سجانی چاہی

اسلام علیکم بابا جانی" داہیم نے شاہ زیب کے قریب آتے اس کا ہاتھ تھام
کر ہونٹوں سے لگایا یہ ان کا انداز تھا باپ سے محبت جتانے کا

وعلیکم السلام صاحب زادے، کہاں سے آرہے ہیں رات کے اس وقت؟""
شاہ زیب اس کے چہرے پر چھائی مصنوعی معصومیت کو دیکھتے تیکھے انداز میں
اسے پوچھا

باباوہ۔۔۔وہ۔۔۔میں دراصل میں دوستوں کے ساتھ چلا گیا تھا۔"وہ"
ان کے سوال کے لیے تیار نہیں تھا تب ہی گڑ بڑا گیا

اپنی حرکتوں سے باز آجائیں داہیم خانزادہ، یہ آپ کی آوارہ گردیاں روز"
بروز بڑھتی جارہی ہیں، حوزان کو دیکھیں، ماشاءاللہ ایک نام بنالیا ہے اس نے
پولیس فورس میں جبکہ آپ دونوں کی عمر میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے اور

ایک آپ ہیں جنہیں کوئی فکر ہی نہیں ہے" شاہ زیب نے ہمشیہ کی طرح اسے حوزان کا حوالہ دیا تھا

داہیم خاموشی سے سر جھکائے اس کی ڈانٹ سن رہا تھا جب وہ خود بول بول کر تھک گیا تو چپ ہو گیا، کیونکہ اس کے اس بیٹے نے ڈھٹائی میں پی ایچ ڈی کر رکھی تھی۔

جائیں اب روم میں، اور دوبارہ میں آپ کو لیٹ نائٹ آوارہ گردی کرتے" ناں دیکھوں" شاہ زیب نے اس کے تھکے چہرے پر نظر ڈالتے کہا

جی بابا" داہیم احترام سے کہتا اپنے روم کی طرف بڑھ گیا، بہرام جو اپنی" بالکنی میں کھڑا سب دیکھ رہا تھا نفی میں سر ہلا گیا، جب تک داہیم گھر نہیں آجاتا تھا بہرام کو نیند ہی کہاں آتی تھی۔

داہیم کمرے میں داخل ہونے لگا تو سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز آئی وہ سمجھ گیا تھا کے بہرام آج بھی اس کے انتظار میں جاگ رہا ہے وہ اپنے کمرے میں جانے کی بجائے وہیں رک گیا

کیا یار لالہ۔۔۔آپ سو کیوں نہیں جاتے میرا انتظار کرنا ضروری ہے ؟"وہ" اپنے بھائی کی محبت پر کبھی کبھی حیران ہو جاتا تھا اس کے لیے آب اور شاہ زیب کے بعد اگر کسی کو ماں باپ کا درجہ ملتا تو وہ بہرام ہوتا۔

آپ کو پتا ہے ناں داہی جب تک آپ گھر نہیں پہنچ جاتے ہمیں سکون نہیں" ملتا پھر آپ یہ سب آوارہ گردیاں بند کیوں نہیں کر دیتے۔"بہرام پیچھے ہاتھ باندھے سنجیدگی سے بولا۔

لالہ! پلیز یار، یہی تو عمر ہے گھومنے پھرنے کی پھر تو ذمہ داریاں کی نبھانی" ہیں اور آپ کی طرح بیگم کے نخرے ہی اٹھانے ہیں، ویسے بیگم سے یاد آیا میری بھابھی ماں کیسی ہیں"شرارت سے کہتے اس نے بہرام کا دھیان بھٹکانا چاہا جس میں وہ کامیاب رہا تھا

بہرام کی آنکھوں میں چھن سے حسال کا حسین چہرہ آیا تھا، نازک سی کانچ کی وہ گڑیا جان تھی اس کی مگر وہ اپنی سنجیدہ طبیعت کے باعث کبھی کھل کر اس سے اظہار نہیں کر سکا تھا، داہیم ہر وقت بھابھی ماں، بھابھی ماں کرتے اسے چڑاتا رہتا تھا

مجھے کیا پتا، تمہاری بھابھی ماں ہیں تمہیں پتا ہو! "داہیم کے سامنے زیادہ دیر" خیالوں میں کھویا رہنے کا مطلب تھا اپنی شامت کو آواز دینا اسی لیے اس نے جلدی سے اس پر بات ڈالی تھی۔

جی جی بھابھی ماں تو میری ہی ہیں مگر جانم تو آپ کی ہیں۔"شرارت سے" اپنے روم کی طرف بڑھتے کہا اگر وہ بہرام کی گرفت میں آجاتا تو بہرام نے اسے چھوڑنا نہیں تھا۔۔

داہیم آپ کب سدھریں گے؟"بہرام نے نفی میں سر ہلاتے پوچھا"

جب آپ کے کیوٹ کیوٹ سے بچے مجھے چاچو بلائیں گے تب۔"اس سے" پہلے بہرام اسے پکڑتا وہ جلدی سے روم میں گھستا روم لاک کر چکا تھا۔۔

بہرام سر جھٹک کر اپنے روم میں چلا گیا داہیم خانزادہ لاعلاج تھا۔ اگلے دن صبح وہ سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پر جمع تھے۔ آب کچن میں ان کے لیے ناشتہ بنارہی تھی ان گزرے سالوں میں ان کی زندگیوں میں بھی بہت کچھ بدلا تھا پلوشہ بیگم، ماہ پری بیگم اور رانیہ بیگم کچھ سالوں کے وقفے سے خالقِ حقیقی سے جاملی تھیں

ذیشان کا ٹرانسفر اسلام آباد ہو جانے کی وجہ سے وہ سب لوگ اپنی آبائی حویلی چھوڑ کر یہاں شفٹ ہو گئے تھے شاہ زیب بھی بزنس کی وجہ سے اسلام آباد کا ہو کر رہ گیا۔ مشک اور دلکش دونوں پیار محبت سے ایک ساتھ رہ رہی تھیں

تو وہیں آب اور شاہ زیب بھی اپنی زندگی میں خوش و خرم تھے۔ ان کی زندگی میں ایک اور خوبصورت اضافہ آزین کی صورت میں ہوا تھا، ہری آنکھوں والی آزین میں پورے خاندان کی جان تھی حسال کے بعد وہ ان سب میں

دوسری لڑکی تھی جو باپ اور بھائیوں کے بعد شاہ زر اور ذیشان کی بھی جان تھی

اور وہ رگِ جاں تھی حوزان کی، انہوں نے حسال کا بہرام اور حوزان کا آزین سے نکاح دو سال پہلے آزین کے سولہ سال کی ہوتے ہی کر دیا تھا۔ حوزان کے لیے اس کی سویٹی ہی سب کچھ تھی تو سویٹ کے لیے اس کا خان

داہیم، آج آپ ہمارے ساتھ ہمارے ایک دوست کے گھر چل رہے ہیں""" شاہ زیب نے جوس پیتے داہیم کو دیکھ کر کہا

جی بابا" انہوں نے باپ کی بات پر کیوں، کب، کیسے کرنا سیکھا ہی نہیں تھا" جو شاہ زیب نے کہہ دیا وہ ان کے لیے حرفِ آخر تھا۔ ہاں مگر یہ شک سویٹی

پر لاگو نہی ہوتی تھی کیونکہ وہ وہی کرتی تھی جو وہ چاہتی تھی اور ہر کوئی اس کی بات پر لبیک کہتا تھا

"ماما سویٹی کہاں ہے؟" بہرام نے آزین کی غیر موجودگی محسوس کرتے آب سے پوچھا

"وہی جہاں وہ ہر بار آپ کے بابا کے بات نہ ماننے پر ہوتی ہیں۔" آب نے منہ بسور کر کہا تھا وہ آج بھی ویسی ہی تھی معصوم اور سادہ سی اور اس کی یہی معصومیت شاہ زیب کو اس کا دیوانہ بناتی تھی

"ڈونٹ ٹیل می بابا نے پھر اس کی بات سے انکار کیا ہے اور وہ گئی ہے اپنے خان کے پاس؟" داہیم نے ہنستے ہوئے پوچھا ان کی بہن کا سارا زور اپنے خان پر ہی تو چلتا تھا۔

جی وہیں گئی ہے اور اب شام سے پہلے واپس نہیں آئے گی اور ناں ہی اس کی" پھپھو اسے آنے دیں گی "آب نے اسی انداز میں بتایا اسے ان سب کا آزین کو اس طرح سر چڑھانا پسند نہیں تھا اس کے نزدیک انہوں نے اسے بہت زیادہ خود سر اور ضدی بنا دیا تھا مگر اس کے اعتراض کرنے پر سب کہہ دیتے تھے کے اس کا خان ہے ناں اس کی ضد پوری کرنے کے لیے۔

@@@@@@@@

کیا ہوا ہے سویٹ؟ یار کچھ بتاؤ بھی؟" حسال کب سے اس سے پوچھ رہی" تھی مگر اس کی ایک ہی ضد تھی کے میں خان کو ہی بتاؤں گی جو آج جلدی کام پر چلا گیا تھا ذیشان، شاہ زر، مشک، دلکش سب نے باری باری اس سے پوچھا تھا مگر وہ کسی کو کچھ بتانے کو تیار نہیں تھی

دیدہ یار نہیں ناں میں خان کو بتاؤ نگی ناں۔۔"اپنی پونی ٹیل ہلاتے ہوئے" معصومیت سے بولا تھااس کی یہی معصوم صورت سب کو اس سے پیار کرنے پر مجبور کر دیتی تھی

اوکے مت بتاؤ چلو آؤ کچن میں چلتے ہیں میں تمہارے لیے فرائز بناتی ہوں، "ٹھیک ہے ؟" حسال کو جب لگا کے وہ نہیں بتائے گی تو وہ بات بدل گئی

وہ دونوں کچن میں آ گئیں آزین اس کے پاس بیٹھی اسے سارے زمانے کی باتیں سنا رہی تھی جبکہ حسال مسکرا کرا سے سنتی اس کے لیے فرائز اور نگٹس بنا رہی تھی دلکش اور مشک دونوں باہر لاونج میں بیٹھی تھیں جبکہ شاہ زر اور ذیشان اپنے اپنے کام پر جا چکے تھے۔ ذیشان اسوقت کمشنر کی پوسٹ پر تھا۔

وہ شام تک ان کے ساتھ لاونج میں رہ کر اس کا انتظار کرتی رہی مگر جب وہ آٹھ بجے تک بھی نہیں آیا تو اٹھ کر اس کے روم میں آگئی، اس کا واڈروب کھولتے اس میں سے اس کی فیورٹ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر نکال کر پہن لیا اسے اپنے خان کی خوشبو بہت پسند تھی صوفے پر بیٹھی میگزین الٹ پلٹ کرنے لگی پھر نا جانے کب وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کی آغوش میں چلی گئی

اس نے کمرے میں آتے اپنی کیپ اتار کر ٹیبل پر رکھی۔ کمرے میں اسے اپنے علاوہ کسی اور کی بھی خوشبو محسوس ہوئی تھی اور یہ خوشبو تو اس کی نس نس میں بسی تھی اس کی رگِ جاں کی خوشبو وہ جھٹکے سے مڑا وہ وہیں پیچھے موجود صوفے پر لیٹی تھی۔

ایک ہاتھ ڈھل کر نیچے لٹک رہا تھا جبکہ وہ خود بے ترتیب سی صوفے کی پٹی پر سر رکھے سو رہی تھی۔ایک تو اس کی جاناں کو نیند بہت آتی تھی اسے دیکھتے ہی اس کی ساری تھکن کہیں دور جا سوئی تھی

بلیک یونیفارم میں ملبوس نیلی آنکھوں والا شہزادہ یک ٹک اپنی زندگی کو دیکھتا اس کے پاس چلا آیا۔اس کے سر کے پاس نیچے بیٹھتے اس کا بازو اٹھا کر صوفے پر رکھا

سویٹی! ویک اپ میری جان،"انگلی سے اس کے بال چہرے سے ہٹائے"
اس وقت اس کی سویٹ دنیا کی سب سے معصوم لڑکی لگ رہی تھی حالانکہ وہ کتنی معصوم تھی یہ وہ اچھے سے جانتا تھا

اگراس نے خوبصورتی اپنے باپ سے چرائی تھی تو معصومیت میں وہ اپنی ماں کا پرتو تھی مگر شرارتوں میں وہ بلکل اپنے سسر پر گئی تھی۔

اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے وہ آہستہ سے آنکھیں کھول گئی، ہری آنکھوں میں کچی نیند کا خمار تھا جن میں سرخ ڈورے تیرتے مقابل کا ضبط آزمارہے تھے

خان! آپ آگئے؟" خوبصورت مسکراہٹ لبوں پر سجائے سیدھی ہوئی،" اس وقت وہ بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس تھی جو یقیناً اس نے اسی کے واڈروب سے نکالے تھے۔

وہ ہمیشہ ایسے ہی حلیے میں ملتی تھی۔ گھر میں اپنے بھائیوں کے اور یہاں آتی تو اس کے کپڑوں کا کباڑہ کرتی۔

جی خان کی جان! خیریت آپ یہاں کیوں لیٹی ہیں؟"اس کا حلیہ دیکھ کر وہ"
دلکشی سے مسکرا دیا

وہ ہمیں آپ سے ضروری بات کرنا تھی"وہ چہرے پر زمانے بھر کی"
معصومیت سمیٹ لائی اور ایسا تب ہی ہوتا تھا جب اسے کوئی بات منوانا ہوتی

حکم کریں جاناں"دل پر ہاتھ رکھے جھکا تھا"

ہمیں گاؤں جانا ہے! بابا نہیں مان رہے"اس کے انداز پر مان بھری"
مسکراہٹ سجائے بولی جانتی تھی اس کا خان اس کی کوئی بات نہیں ٹال سکتا

مگر "اسے ضروری کام تھا مگر اس کی مسکراہٹ کم ہوتی دیکھ وہ اپنا کام بھاڑ "
میں جھونک چکا تھا اس کے نزدیک اگر کوئی اہم تھا تو صرف اس کی سویٹی

اوکے سویٹی ! آپ ریڈی رہیے گا جب جانا ہو مجھے کال کر دیجیے گا" نیچے
سے کھڑا ہوتے بولا

اوہ ! خان یو آر دی بیسٹ۔۔۔ آئی لو یو۔۔۔ "وہ ہر بار ایسے ہی معصومیت "
میں اظہار کر کے اس کا ضبط آزماتی تھی۔

سب اسے یونہی زن مرید نہیں کہتے تھے اس کے نزید اس کے بابا سب سے
بڑے زن مرید تھے مگر اس نے اپنے باپ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ حسال ہر
بار اسے چھیڑتی تھی مگر وہ محض مسکرا دیتا۔

"اچھااب آپ گھر جائیں گی یا یہیں رکیں گی؟" اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا

"نہیں حسال دیدہ کہہ رہی تھیں آج ہم ان کے ساتھ رکیں گے۔" وہ سر دائیں بائیں ہلاتے بولی اس کی اس ادا کر حوزان کا دل دھڑکا تھا۔

"یوں مت کیا کریں جاناں!" اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر روکا تھا۔

"چلیں جائیں اب جا کر آرام کریں۔" اس کے گال تھپتھپاتے کہا تھا وہ جتنی دیر اس کے سامنے رہتی اسے ایسے ہی اپنے آپ پر ضبط کے کڑے پہرے لگانے پڑتے

اس کی بات پر وہ سر ہلا کر وہ روم سے باہر نکل گئی اس کا رخ حسال کے کمرے کی طرف تھا حوزان چند لمحے کھڑا اس کا احساس محسوس کرتے چینج کرنے چل دیا۔۔

@@@@@@@@

مجتبیٰ آج ہی گھر پہنچا تھا کل صبح عباد کی برسی تھی۔ارتضیٰ اور حریم دونوں راستے میں تھے، جبکہ سویرا اور ولید پرنیاں کے ساتھ ابراہیم ولا جا چکے تھے اس کا ارادہ بھی اب چینج کر کے وہیں جانے کا تھا۔

ہیلو،جی پھپھو؟"موبائل کی بیل پر اس نے فون اٹھایا تو مہمل کا فون تھا۔"

ہیلو مجتبیٰ،آپ پہنچ گئے ہو گھر؟" مہمل نے بھتیجے کی آواز سن کر پوچھا"

جی پھپھو، ابھی ابھی پہنچا ہوں" وہ ساتھ ساتھ روم میں آتا اپنے کپڑے "
نکالنے لگا۔

ابراہیم ولا کب جاؤ گے ؟" اچانک اس کی آواز میں اداسی گھل گئی تھی یہ دو "
دن ان سب کی زندگیوں میں ہمیشہ اداسی اور دکھ لے کر آتے تھے

جی پھپھو بس ابھی چینج کر کے جاؤں گا" مجتبیٰ ان کی آواز میں گھلی نمی "
محسوس کرتے لب بھینچ گیا

اوکے جاتے ہوئے یہاں سے ہو کر جایئے گا حرم کو ساتھ لے جانا ہے مجھے "
اور آپ کے چاچو کو بڑی کی قبر پر جانا ہے۔" مہمل کو پتا تھا اس نے کیسے بات

پوری کی تھی اس کا جان سے پیارا بھائی کتنے عرصے سے منوں مٹی تلے سو رہا تھا۔

ٹھیک ہے پھپھو، میں آدھے گھنٹے میں پہنچتا ہوں "مجتبی فون بند کرتے واشروم کی طرف بڑھ گیا، تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ احتشام ولا پہنچ چکا تھا لاونج میں آیا تو سامنے حرم وائٹ شلوار قمیض پہنے سر پر سکائی بلو ڈوپٹہ لیے بیٹھی تھی

اسلام علیکم "اس نے اندر آتے سلام کیا تھا"

وعلیکم السلام! کیسے ہیں آپ؟" حرم اٹھ کر اس کے پاس آئی مجتبیٰ نے آگے بڑھ کر اس کے دوپٹے سے ڈھکے سر پر لب رکھے مہینوں بعد اسے یہ چہرہ دیکھنے کو ملتا تھا جو اس کے دل کے ایوانوں پر چمکتا تھا

الحمدللہ آپ سنائیں ؟" حرم اس کی محبت محسوس کرتے مسکرادی "

میں بھی ٹھیک ہوں، " حرم نے اپنے سامنے کھڑے خوبرو شہزادے کو" دیکھا جواپنی گہری سیاہ آنکھوں میں اس کے لیے محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے ہوئے تھا

اہمممم۔۔۔ گائز سینسر پلیز اس گھر میں معصوم اور شریف لوگ بھی رہتے " ہیں" وہ دونوں یک ٹک ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے جب غزل کی آواز پر وہ دونوں ہوش میں آئے

جی پورے خاندان میں ایک آنسہ غزل صاحبہ ہی تو معصوم اور شریف ہیں" ہم باقی سب کے تو پوسٹر لگے ہیں وانٹڈ کے" حرم اس کی بات پر جھنپ گئی تھی جبکہ مجتبی نے اسے گھورتے ہوئے کہا

غزل احتشام اور مہمل کی چھوٹی بیٹی تھی جو حرم سے تین سال چھوٹی تھی اور ایم ایس سی کی سٹوڈنٹ تھی جبکہ حرم اور پرنیاں میڈیکل کے بعد اب آرمی میں کیپٹن کی پوسٹ پر تھیں،ان کے علاوہ حریم ائیر فورس میں انجنئیر کی ٹرینگ لے رہی تھی

جی بلکل، میں تو ابھی بچی ہوں اور ایک آپ لوگ ہیں جہاں موقع ملتا ہے" رومنٹک مووی کی شوٹنگ شروع کر دیتے ہیں" غزل منہ بنا کر بولی

پانچ سال پہلے مجتبیٰ حرم، ارتضیٰ حریم اور پرنیاں اور ذین کا نکاح ہوا تھا اس وقت مجتبیٰ، ارتضیٰ اور ذین بائیس بائیس جبکہ حرم اور پرنیاں انیس انیس اور حریم ساڑھے سترہ سال کی تھی مجتبی اور ارتضیٰ دونوں حرم اور حریم سے بہت محبت سے پیش آتے تھے وہ ہو بہو ولید کا روپ تھے اسے جیسے نرم خو اور محبت کرنے والے۔

ان کے برعکس ذین کا رویہ پرنیاں سے عجیب سا ہوتا تھا وہ اس سے ناں ہی بہت زیادہ محبت ظاہر کرتا تھا اور نہ ہی سرد ہوتا وہ اسے عام کزن کی طرح ہی ٹریٹ کرتا تھا

ہم چاہے رومینٹک موی شوٹ کریں، چاہے سیڈ کریں تمہیں کیا پروبلم ہے" وہ اور مجتبی جب بھی ملتے تھے ایسے ہی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے لگتے تھے

یااللہ مجتبیٰ، غزل کیا ہو گیا ہے آپ دونوں کو؟ کبھی تو سکون سے دو گھڑی گزار لیا کریں" حرم ایک دم بولی تھی

ہنی میں نے کچھ نہیں کیا ہمیشہ کی طرح اس چیونٹی نے لڑائی شروع کی تھی" مجتبیٰ اس کے بولنے پر ایک دم سیدھا ہوا تھا

چیونٹی ہو گی آپ کی ہنی، آپ، آپ کے بچے۔۔" غزل کے دل پر لگا تھا چیونٹی لفظ

کس کے بچوں کی بات ہو رہی ہے بھئی "اس سے پہلے مجتبیٰ جوابی کاروائی کرتا احتشام وہاں آتے بولا مجتبی کو تو موقع مل گیا تھا اسے تنگ کرنے کا

میرے اور میری بہنی کے بچوں کی بات کر رہی ہے غزل! چاچو" جان" بوجھ کر میری پر زور دیا تھا پتا تھا احتشام چڑے گا

شرم کرو تم مجتبی اور غزل تم بھی، بچے ایسی باتیں نہیں کرتے، اور حرم تم" یہاں آؤ میرے پاس" احتشام کو مجتبی کے حرم پر حق جتانے سے بہت چڑ تھی

حرم کہیں نہیں جائیں گی یہیں اپنے شوہر کے پاس کھڑی ہوں گی" اس" سے پہلے کے حرم احتشام کے پاس جاتی مجتبی اس کے کندھوں کے گرد بازو پھیلاتے اسے اپنے ساتھ لگا چکا تھا

حرم کبھی اسے دیکھتی تو کبھی احتشام کو یہ ان کی بچپن کی بحث تھی اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا تب سے ان دونوں کو اپنے لیے لڑتے دیکھ رہی

تھی احتشام کو غزل سے زیادہ حرم سے محبت تھی اور مجتبیٰ بچپن سے حرم کو اپنے قریب رکھتا تھا یہاں تک کے احتشام کو بھی اس کے پاس نہیں آنے دیتا تھا

اسی بات پر اس کا اور احتشام کا چھتیس کا اکڑا چلتا تھا اب بھی غزل فل آن موڈ میں تھی ان دونوں کی لڑائی دیکھنے کے جبکہ حرم اپنا سر پکڑ چکی تھی

"تھوڑی سی شرم کر لیں کمانڈر مجتبیٰ ولید، آپ اپنے سسر کے سامنے یہ کیا تھرڈ کلاس حرکتیں کر رہے ہیں؟" احتشام دانت پیس پر بولا۔۔

"جانے دیں یار چاچو، کہہ کون رہا ہے، اپنا وقت بھول گئے ہیں جب میری پھپھو سے شادی کے لیے آپ نے دادا ابو اور پاپا کے سامنے ڈائیلاگ مارے تھے؟" مجتبیٰ کونسا کم تھا فوراً اسے اس کا وقت یاد دلایا تھا

"کونسا منحوس وقت تھا جب میں نے اس کے سامنے شوخی مارنے کے لیے اپنی اس بہادری کا قصہ سنایا تھا تب سے تو اس میں شرم بلکل ہی ختم ہو گئی ہے "اس کی بات پر احتشام خود سے بولا

"کیا سوچنے لگے چاچو جاننننن "اسے آگ لگا کر مجتبیٰ کے دل کو ٹھنڈک پہنچی تھی تبھی اسے جلانے کے لیے بولا۔

"کچھ نہیں تمھیں جس کے کام کے لیے بلایا تھا وہ کرو "احتشام منہ بناتے بولا، کبھی کبھی اسے اپنا بھانجا زہر لگتا تھا

کیا ہو گیا ہے احتشام، میں نے بلایا تھا مجتبیٰ کو" مہمل کب سے ان کا شور سن رہی تھی اور اسے اچھی طرح پتا تھا کے کیا شور ہے

اسلام علیکم پھپھو" مجتبی مہمل کے گلے لگتا بولا"

وعلیکم السلام پھپھو کی جان" مہمل نے محبت سے بھتیجے کا ماتھا چوما"

مہمی آپ نے خیریت سے بلایا تھا مجتبیٰ کو؟" احتشام مصنوعی سا مسکراتے" ہوئے بولا

جی وہ حرم اور غزل کو ماموں کی طرف لے کر جانا تھا تو میں نے سوچا مجتبی" کے ساتھ چلی جائیں گی" مہمل نے آرام سے اسے بتایا

ٹھیک ہے پھپھو، ہم چلتے ہیں پھر، چلیں ہنی "مجتبیٰ مہمل سے کہتا حرم کی" طرف مڑا۔ جس پر اس نے اثبات میں سر ہلایا

وہ حرم اور غزل کو لیے گاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ احتشام اور مہمل دونوں اپنی گاڑی میں بیٹھ کر قبرستان کی طرف روانہ ہوئے

اٹھارہ سال پرانی یہ قبر آج بھی دیکھنے والے کو یوں محسوس ہوتی تھی جیسے ابھی بنی ہو کوئی ہر روز وہاں آتا تھا اس پر مٹی اور پانی ڈالتا تازہ پھول ڈالتا اس قبر کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی کا عشق یہاں سویا ہو

وہ عشق جو ناقابلِ فراموش ہوتا ہے، جسے بھلایا نہیں جاتا، ذین ہمیشہ کی طرح آج بھی خاموش سا وہاں بیٹھا تھا وہ ہر روز اپنے باپ سے ملنے آتا تھا مگر کبھی ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتا تھا شاید اس سے بھی ناراض تھا

اچانک اس کا فون بجا جیب میں ہاتھ ڈالتے موبائل نکالا اس کے دوست کا فون تھا مظہر سے اس کی دوستی یونیورسٹی میں ہوئی تھی جو ابھی تک قائم ودائم تھی۔

ہیلو، ذین "وہ اٹھ کر قبرستان سے باہر نکل آیا شاید باپ کا سامنا نہیں کرنا" چاہتا تھا

ہیلو، ہاں مظہر بولو" سرد ترین آواز میں بولا جو کے اس کا خاصا تھی"

ذین اس بار ہمیں انڈیا جانا ہو گا، باس چاہتا ہے تم بھی ہمارے ساتھ آؤ"""
مظہر سید ھا مدعے کی بات پر آیا تھا

مگر پہلے تو ہماری یہ بات نہیں ہوئی تو اب وہ مجھے انڈیا کیوں بلانا چاہتا ہے ؟""""
ذین کو اس ان دیکھے بوس سے سخت چڑ تھی

پتا نہیں یہ تو اب وہاں جا کر ہی پتا چلے گا"مظہر کی پر سوچ آواز موبائل میں "
گونجی ذین خالی سڑک پر چلتا جا رہا تھا مگر بار بار اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
کوئی اس پر نظر رکھے ہوئے ہے

ٹھیک ہے جب جانا ہو مجھے بتا دینا، اس بار تو بوس سے مل کر ہی رہوں گا""""
ذین نے رضامندی دیتے فون کاٹا پھر ادھر ادھر دیکھتے گھر کی طرف بڑھ گیا

کہتے ہیں دوست انسان کی پہچان ہوتے ہیں جو ہم پر اور ہماری زندگی پر گہرے
اثرات رکھتے ہیں یہ ہمیں سہی راستے کی طرف بھی لا سکتے ہیں اور غلط راہ پر
بھی موڑ سکتے ہیں

ذین کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا، عباد کے بعد اسنے بولنا بلکل چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے اس کا کوئی دوست نہیں تھا جب کوئی ٹیچر اس کے فادر کے بارے میں پوچھتا اور عباد کے بارے میں پتا چلنے پر ہمدردی میں اسے دیکھتا تو اسے اس ہمدردی سے نفرت محسوس ہوتی تھی

باپ سر پر نہ ہو تو کوئی ایسا نہیں ہوتا جو سر کی چھت بن سکے، کوئی لاکھ محبت جتا لے باپ کی کمی کو پورا نہیں کر سکتا، یونیورسٹی میں جب اس کی ملاقات مظہر سے ہوئی تو اس نے عباد کے بارے میں جاننے پر ہمدردی نہیں جتائی تھی

وہ اس سے باتیں کرتا تھا خود ہی بولتا رہتا شروع شروع میں ذین کو اس سے بھی چڑ تھی مگر پھر اسے بھی عادت ہونے لگی اس کی بے تکی باتوں کی،

یونیورسٹی لائف ختم ہوئی۔ مظہر اکثر اسے باتوں باتوں میں آرمی کے خلاف کرنے لگتا تھا

آرمی کی وجہ سے ہر روز کوئی ناں کوئی مرتا ہے، آرمی میں صرف بڑی پوسٹ والوں کی عزت ہے جو اپنے سے نچلے عہدے والوں کی جان خطرے میں ڈالتے ہیں، اس طرح کی کئی باتیں مظہر نے آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں ڈالنی شروع کر دیں

پانی اگر پتھر پر بھی مسلسل گرتا رہے تو اس میں سوراخ ہو جاتا ہے ذین تو پھر انسان تھا اور اسے تو پہلے ہی آرمی سے چڑ تھی سو وہ چڑ کچھ عرصے میں نفرت میں بدل چکی تھی۔ ایک دن مظہر نے اسے بتایا کے اس کا بوس ہے جس کے باپ کی وفات بھی آرمی میں ہونے کی وجہ سے ہوئی

ذین کو اس کے باس میں اپنا آپ نظر آیا مظہر دن بادن اسے آرمی کے خلاف اور اپنے باس کی طرف متوجہ کرتا جارہا تھا۔۔اور اب اس کے باس نے اسے انڈیا بلایا تھا نا جانے کیوں

ناجانے ذین کی یہ نفرت اسے اور اس سے جڑے رشتوں کو کتنا نقصان پہنچانے والی تھی، ناجانے کب وہ اپنی زندگی کا اصل مقصد سمجھنے والا تھا اور زندگی اسے کہاں سے کہاں لے جانے والی تھی

@@@@@@@@

کیسے ہیں بڑی؟ امید ہے ٹھیک ہوں گے، آپ کو میری یاد نہیں آتی ناں؟"""
مہمل عباد کی قبر کے پاس بیٹھی اس پر ہاتھ پھیرتے بول رہی تھی اس نے اپنا

چہرہ اچھے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ جانتی تھی عورتوں کا قبرستان آنا اچھا نہیں ہوتا مگر ہر سال آج کے دن وہ خود کو روک نہیں پاتی تھی یہاں آنے سے

"مجھے آپ کی بہت یاد آتی ہے، آپ کو پتا آپ کی بیٹی بہت بڑی ہو گئی ہے ماشاءاللہ، ذین بھی بڑا ہو گیا اور آپ کا داماد، آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ائیر فورس آفیسر ہے، بہت محبت کرتا ہے وہ ہماری حریم سے" احتشام چپ چاپ اپنی زندگی کو سسکتے ہوئے دیکھ رہا تھا

"عائشہ بھی آپ کو بہت یاد کرتی ہے، وہ پہلے اتنی بہادر نہیں تھی مگر آپ کی محبت نے اسے بہت بہادر بنا دیا ہے" مہمل نے بے ساختہ اپنی سسکی روکی تھی کتنا مشکل ہوتا ہے اپنوں کو منوں مٹی تلے سوئے دیکھنا

"مہمل، پلیز میری جان" احتشام نے بے ساختہ اسے کندھوں سے تھاما تھا

شام دیکھیں ناں میرے بڑی اس بار بھی مجھے جواب نہیں دے رہے"""
مہمل اس کے لگتے روتے ہوئے بولی

شام کی جان وہ یہیں ہے آپ کے پاس، آپ کو دیکھ رہا ہے آپ جانتی ہیں"
شہید کبھی مرتا نہیں ہے تو کیوں رو رو کر اسے تکلیف دے رہی ہیں" احتشام
نے اس کا سر سہلاتے ہوئے اسے حوصلہ دیا

ہمم۔۔۔ میرے بڑی یہیں ہے میرے پاس، وہ زندہ ہیں، میں اب نہیں"
روؤں گی" مہمل نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے احتشام کے لیے اس کا
کوئی بھی انداز نیا نہیں تھا ہر سال اس کی حالت کم و بیش ایسی ہی ہوتی تھی

آئیں چلیں گھر چلتے ہیں انکل آنٹی انتظار کر رہے ہوں گے "احتشام نے اسے پکڑ کر کھڑا کیا

چلتی ہوں بڑی، آپ اپنی جنت میں خوش رہیں، ہم بہت جلد ملیں گے "" ایک الوداعی نظر عباد کی قبر پر ڈال کر وہ احتشام کے حصار میں چلتی باہر نکل گئی۔

وہیں ابراہیم ولا میں ولید گھر آیا تو سب لوگ کسی ناں کسی کام میں مصروف تھے عباد کی برسی پر قرآن خوانی ہونا تھی جس کی تیاری وہ سب کر رہے تھے

" پری بیٹا، آپ کی ماما کدھر ہیں؟" ولید نے پاس سے گزرتی پرنیاں کو دیکھ کر پوچھا

بابا ماما اوپر ماموں کے روم میں ہیں" وہ ولید سے کہتی سارہ بیگم کی آواز پر ان" کی طرف بڑھ گئی ولید سیڑھیاں چڑھتے اوپر عباد کے روم میں آگیا عائشہ نیچے باقی سب کے ساتھ تھی سو وہ بغیر ناک کیے اندر آگیا

سویرا عباد کی تصویر تھامے شدت سے رو رہی تھی اس کے لب آہستہ آہستہ ہل رہے تھے مطلب وہ اپنے بھائی سے رازو نیاز میں مصروف تھی

سویرا، "ولید اس کے پاس آکر نیچے بیٹھا"

ولی، بھائی، بھائی اتنی جلدی کیوں چلے گئے؟ ان کے جانے کا دکھ کم ہی نہیں" ہوتا ہر وقت یہ احساس دل کو تڑپاتا ہے کے میرا بھائی اب نہیں ہے" سویرا ولید کے سینے پر سر رکھے اپنا دکھ ہلکا کرنے لگی

"ویرا، وہ اللہ کی امانت تھا، ہم سب کو ایک ناں ایک دن جانا ہے کسی کو پہلے تو کسی کو بعد میں، ہم کسی کو روک نہیں سکتے" ولید ہمیشہ کی طرح آج بھی اس کا سہارا بن گیا تھا اس کی مضبوط ڈھال

"اس طرح رو کر آپ ناں صرف عباد کو بلکے مجھے اور باقی سب کو بھی تکلیف دے رہی ہیں، آپ جانتی ہیں ناں عباد آپ سے کتنی محبت کرتا تھا" ولید کی بات پر اس نے آنسو صاف کرتے سر اثبات میں ہلایا

"تو پھر رونا بند کریں شاباش ورنہ وہ ناراض ہو جائے گا، اور ابھی آپ کے شہزادے بھی پہنچنے والے ہیں اگر انہوں نے آپ کو اداس دیکھا تو وہ دونوں بھی ناراض ہو جائیں گے" ولید اس کے سر پر بوسہ دیتے بولا

کیا مجتبیٰ اور ارتضیٰ پہنچ گئے گھر ؟"سویرا جلدی سے سیدھی ہوئی، عباد کے "
بعد اس کا دل ہر وقت ہولتا رہتا تھا خاص کر ارتضیٰ کی طرف سے

جی بس دس منٹ تک پہنچ جائیں گے وہ بھی آپ کی بہوؤں کو لے کر، تو"
اب جلدی سے اٹھیں اور عباد کو مسکرا کر یاد کیا کریں "اس نے سویرا کو کھڑا
کیا تو سویرا عباد کی تصویر کو دیکھتی مسکرا دی یوں لگا جیسے اس کے مسکرانے پر
عباد بھی مسکرا دیا ہو

وہ دونوں نیچے آئے تو تھوڑی دیر بعد مجتبی حرم اور غزل کو لے کر آ گیا اس
کے آتے ہی دوبارہ ہارن بجا اور ارتضیٰ اور حریم اندر آئے

اسلام علیکم ماما جانی" وہ دونوں ایک ساتھ آکر سویرا کے گلے لگے وہ دونوں"
ہمیشہ ایسا ہی کرتے تھے ان کا کہنا تھا کہ ہم ایک ساتھ دنیا میں آئے تھے تو ماما
بابا کا پیار بھی ایک ساتھ وصول کریں گے

وہ دونوں ساتھ کھڑے ایک دوسرے کا آئینہ لگ رہے تھے اگر کوئی فرق تھا
تو صرف آنکھوں اور بالوں کے رنگ کا، سویرا سے مل کر وہ دونوں ولید کے
گلے لگے

کیسی ہیں آپ اپنی مم ؟" ارتضیٰ اور مجتبی عائشہ کا ایک ایک ہاتھ ہاتھوں"
میں لے کر لبوں سے لگا کر مسکرا کر بولے

میرے بچے ٹھیک ہیں تو میں بھی ٹھیک ہوں،" عائشہ نے باری باری ان"
دونوں کا ماتھا چوما حریم اور حرم سویرا کے گلے کا ہار بنی ہوئی تھیں

حرم، حریم" عائشہ نے ان دونوں سے الگ ہوتے ان دونوں کو آواز دی"

ممانی جان، ماما جانی" وہ دونوں سویرا سے الگ ہوتے آکر عائشہ کے گلے لگیں سب لوگ ان چاروں کو مل کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تھے

پھپھو جانی پری کہاں ہے؟" حرم اور پرنیاں کیونکہ ایک ساتھ جوب کرتی" تھیں سو وہ ایک دوسرے سے ملتی رہتی تھیں جبکہ حریم کو تو چھٹی ہی بہت کم ملتی تھی وہ کہنے کو ان دونوں سے ڈیڑھ سال چھوٹی تھی مگر ان تینوں میں دوستی کمال کی تھی

پری یہاں ہے میری شونا" پری پیچھے سے اس کے گرد حصار باندھتی ہوئی" بولی جس پر حریم مسکرادی حریم ان سب میں سب سے چپ چپ رہنے والی لڑکی تھی

آہستہ آہستہ اور کم بولنا، نہ کسی سے بحث نہ لڑائی اور ہر وقت چہرے پر رہنے والی کیوٹنیس جس پر سب سے زیادہ پیار ارتضیٰ کو آتا تھا۔اب بھی اس کی مسکان ارتضیٰ کا سیروں خون بڑھا گئی تھی وہ کسی کا بھی لحاظ کیسے بغیر یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا

شرم کرلے بھائی، سب لوگ دیکھ رہے ہیں، تیری ہی ہے" مجتبی نے اس" کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے چھیڑا جس پر وہ جھنپ گیا

اور مجھے شرم کرنے کا کہہ کون رہا ہے خود تو جیسے تم نے حرم سے نظریں ہٹا" رکھیں ہیں ناں؟"ارتضیٰ اسے اچھی طرح جانتا تھا اسی لیے بدلہ لیا

بھئی میں تو آلریڈی خاندان میں بے شرم مشہور ہوں مگر آپ تو" وونگ" کمانڈر ارتضیٰ ولید حیدر "ہیں، خاندان کے سب سے شریف بچے آپ تو ایسی حرکتیں مت کریں"ارتضیٰ اپنی خاموش طبع کے باعث سب میں نیک اور شریف کہلاتا تھا جبکہ مجتبیٰ کی بے باکیاں سب نے ملاحظہ کر رکھی تھیں

شٹ اپ"ارتضیٰ نے بحث ختم کرنا بہتر سمجھا کیونکہ مجتبیٰ سے باتوں جیتنا" کونسا آسان تھا

اسلام علیکم!"ابھی وہ سب باتوں میں مصروف تھے جب اجنبی آواز پر"
سب نے گیٹ کی طرف دیکھا،ایک خوبصورت اور وجیہہ مرد کے ساتھ
ایک ہنڈسم سے لڑکے کو دیکھ کر وہ سب چونکے تھے سوائے ولید کے

@@@@@@@@

سویٹی سونے کے لیے حسال کے روم میں آگئی تھی،حسال شاہ زر اور ذیشان
کو دودھ وغیرہ دے کر ابھی روم میں آئی تھی جب اس کا فون بجا،بہرام کا نام
پڑھ کر اس کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا

ہیلو؟"حسال نے فون اوکے کرتے کان سے لگایا"

اسلام علیکم" بہرام کی سنجیدہ سی آواز پر حسال کو سلام نہ بلانے پر شرمندگی" ہوئی

وعلیکم السلام" آہستہ سے کہا جس پر مقابل کر چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی"

سویٹی کہاں ہیں ؟انہیں نیچے بھیج دیں میں گیٹ پر ہوں" بہرام نے آزین" کے بارے میں پوچھا جو مزے سے سو رہی تھی

آپ باہر ہیں ؟" حسال اس کے فون کرنے پر حیران ہوئی تھی وہ اندر کیوں" نہیں آیا تھا

جی !" بہرام نے مختصراً کہتے فون بند کر دیا، وہ جانتا تھا سویٹی اب تک سو چکی ہو گی وہ تو صرف حسال کو دیکھنے آیا تھا مگر سیدھا سیدھا کہنا بھی اس کی فطرت کے خلاف تھا تب ہی بہانہ بنایا

حسال ایک نظر سویٹی کو دیکھتے دوپٹہ سہی کرتے باہر چلی گئی وہ کھڑوس اسے دیکھنے آیا تھا یہ وہ اچھے سے جانتی تھی مگر پھر اسے انجان بنتے دیکھ خود بھی انجان بن گئی

وہ باہر آئی تو وہ گیٹ کے سامنے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا حسال اس کی طرف بڑھ گئی حسال کو دیکھتے وہ سیدھا ہوا

سویٹی کہاں ہے ؟" بہرام نے انجان بننے کی کوشش کی "

آپ اچھی طرح جانتے ہیں سویٹ کہاں ہے" سرسری انداز میں کہتے اسے" جتایا تھا کے میں تمہارے بہانے سمجھتی ہوں، بہرام اس کے انداز پر خجل سا ہو گیا

کیسی ہیں آپ؟" سیدھا ہو کر اس سے پوچھا تھا"

میں ٹھیک ہوں آپ بتائیں؟" حسال سے اس کی نظروں کا مقابلہ کرنا" مشکل ہو رہا تھا جو محبت سے اسے دیکھ رہا تھا

الحمدللہ" حسال انگلیاں مڑوڑتی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی وہ سمجھ گیا تھا اس" کی نظروں کے ارتکاز سے نروس ہو رہی ہے

اوکے میں چلتا ہوں گڈ نائیٹ" وہ اسے مزید تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اسی "
لیے رخ بدل گیا

ارے ایسے کیسے، پلیز اندر آئیں ناں بابا کو پتا چلا کے آپ ایسے باہر سے چلے "
گئے ہیں تو وہ غصہ ہوں گے" حسال بوکھلاتے ہوئے جلدی سے بولی

میں جس سے ملنے آیا تھا مل لیا ہے اور رہی تایا جان کی بات تو انہیں بتائیے گا "
ہی نہیں میرے آنے کا" دو قدم اس کے قریب آتے اس کے ماتھے پر لب
رکھتے گاڑی میں بیٹھتا وہ وہاں سے جا چکا تھا

حسال وہیں اس کے لمس کے حصار میں کھڑی رہ گئی وہ بہت کم ایسے اظہار کرتا
تھا مگر جب کرتا تھا تو اس کی سانسیں تک روک دیتا تھا، حسال بے ساختہ
مسکرا دی بہت پیارا تھا اسے وہ کھڑوس

@@@@@@@@

ہیلو پینتھر "پینتھر گاڑی میں تھا جب اس کا موبائل وائبریٹ ہوا"

ہمم بولو "لیپرڈ کی بات پر اس نے سنجیدگی سے بولا"

پینتھر ابھی ابھی زیرو زیرو کا پیغام ملا ہے ہمارا مین ٹارگٹ بھی انڈیا جا رہا ہے "وہاں وہ کوئی میٹنگ کرنے والے ہیں "لیپرڈ کی بات پر پینتھر نے لب بینچے تھے

"ہمیں ان آستین کے سانپوں کو جلد سے جلد پکڑنا ہو گا، یہ ہمارے ملک کو اندر سے کھوکھلا کر رہے ہیں، جنہیں اپنا سمجھا جاتا ہے وہی پیٹ پر چھرا گھونپ دیتے ہیں "پینتھر کے ماتھے کی رگیں تن چکی تھیں

"کیا کرنا ہے اب؟ میں بھی تمہارے ساتھ انڈیا جاؤں گا "لیپرڈ نے آخری فیصلہ اسے سنایا تھا

"ہممم ٹھیک ہے کل رپورٹ کرو ہیڈ آفس میں بھی پہنچ جاؤں گا "پینتھر پر سوچ انداز میں بولا

"اوکے "لیپرڈ نے کہتے فون بند کر دیا تھا پینتھر کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں ابھری تھیں نا جانے کون تھا وہ انسان جو اپنے ہی ملک سے غداری کرنے جارہا تھا

ناجانے آگے قسمت انہیں کیا دکھانے والی تھی کون کس کے مقابل آنے والا تھا، زندگی کبھی کبھی ہمیں وہاں سے مارتی ہے جہاں ہماری سوچ بھی نہیں جاتی

وعلیکم اسلام! شاہ زیب، آؤ ناں یار وہاں کیوں رک گئے" ولید شاہ زیب کو" دیکھتا اٹھ کر اس کی طرف بڑھا

اسلام علیکم انکل!" ولید شاہ زیب کے گلے لگ کر پیچھے ہوا تو داہیم نے اسے" سلام کی

وعلیکم السلام بیٹا، کیسے ہیں آپ" ولید نے محبت سے اس کے سلام کا جواب" دیا

الحمدللہ انکل" سر جھکائے کھڑا وہ بہت ادب سے گویا ہوا"

ولید یہ داہیم خانزادہ ہے میرا چھوٹا بیٹا" شاہ زیب نے ولید کا تعارف کروایا"

ماشاءاللہ، آؤ شاہ، داہیم بیٹا آؤ" ولید انہیں لیے اندر بڑھا جہاں سب لوگ" ان کے انتظار میں تھے

سویرا، عائشہ بھابھی، ماما بابا یہ میرے بہت اچھے دوست ہیں شاہ زیب" خانزادہ اور یہ ان کا بیٹا داہیم خانزادہ" ولید نے حیرت سے سب کو اپنی طرف دیکھتے ان کا تعارف کروایا تھا

"شاہ یہ میری مسز ہیں سویرا ولید، یہ میرے جڑواں بیٹے ہیں وونگ کمانڈر ارتضیٰ ولید اور نیول کمانڈر مجتبیٰ ولید، اور یہ میری بیٹی ہیں کیپٹن ڈاکٹر پرنیاں ولید" ولید نے سب سے پہلے ان کا تعارف اپنی فیملی سے کروایا تھا

مجتبی اور ارتضیٰ نے باری باری شاہ زیب اور داہیم کو گلے لگایا پرنیاں نے سلام بلایا تو شاہ زیب نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، داہیم نے دلچسپی سے پرنیاں کی جھکی نظروں کو دیکھا

"اور شاہ یہ سویرا کی بھابھی عائشہ ہیں، یہ ہماری پرنسس حریم ہے، یہ ہماری دوسری بیٹی حرم ہیں ماشاءاللہ یہ بھی ڈاکٹر ہیں اور یہ ہمارے گھر کی چڑیا غزل" ولید نے باری باری سب کا تعارف کروایا

اسلام علیکم !"احتشام کی آواز پر وہ سب لوگ گیٹ کی طرف متوجہ ہوئے"

وعلیکم السلام،"شاہ زیب کی آواز پر احتشام کو خوشگوار حیرت کا جھٹکا لگا تھا"

شاہ زیب تم،کیسے ہو یار ؟اور ذیشان کہاں ہے ؟وہ کیوں نہیں آیا"احتشام" شاہ زیب کے گلے لگتا بولا

ذیشان کی دوستی ولید اور احتشام سے ایک کیس کے سلسلے میں ہوئی تھی جب آئی ایس آئی کی طرف سے دیے جانے والے کیس میں انہوں نے ذیشان کی مدد لی تھی

تب سے ان لوگوں کا ایک دوسرے سے ملنا جلنا تھا مگر کبھی ایک دوسرے کے گھر جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اس بار ولید نے خاص کر کے انہیں عباد کی برسی میں بلایا تھا

"ذیشان کو ارجینٹ میٹنگ میں جانا پڑ گیا، وہ کل آئے گا شاید شاہ زر بھی آئے، مگر میں کل تھوڑا بزی ہوں اسی لیے آج ہی آ گیا" شاہ زیب نے بہت سلیقے سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تھا

"ہمم۔۔۔شاہ زر سے ملے بھی کافی عرصہ ہو گیا، خیر شاہ زیب یہ میری مسز ہیں مہمل احتشام" احتشام نے اس کا تعارف مہمل سے کروایا شاہ زیب نے سر کے اشارے سے اسے سلام بلایا

عائشہ بھابھی مجھے بہت افسوس ہوا عباد کا سن کر، مگر یہی مشیتِ ایزدی تھی" اور وہ تو شہید ہوا تھا اور شہید کا رتبہ بہت بلند ہوتا، اللہ اس کے درجات بلند فرمائے" شاہ زیب صوفے پر بیٹھ کر عائشہ سے مخاطب ہوا

آمین، شکریہ بھائی جیسے اس کی رضا ویسے ہم راضی، اور مجھے فخر ہے کے" میں ایک شہید کی بیوہ ہوں" عائشہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی اس شخص کا ساتھ بہت کم تھا مگر جو تھا وہ اس کا کل سرمایہ تھا

وہ لوگ آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب ذین وہاں آیا، ارتضیٰ، مجتبیٰ اور باقی سب سے مل کر وہ ایک سائیڈ پر حریم کو بازو کے گھیرے میں لیے بیٹھ گیا

حریم بھائی کے سینے سے لگی باپ کی خوشبو محسوس کرنے کی کوشش کر رہی تھی وہ اور ذین دونوں ہی بہت زیادہ کم گو تھے، حریم تو یوں لگتا تھا جیسے کوئی سہما ہوا بچہ بھیڑ میں کھو گیا ہو

ارتضیٰ ارد گرد ہوتا تو پر سکون رہتی ورنہ ہر وقت سہمی غزال کی طرح ارد گرد دیکھتی، اسی لیے ارتضیٰ نے اس کا ایڈمیشن ائیر فورس اکیڈمی میں کروایا تھا تاکے وہ اس کے قریب رہ سکے

ولید نے شاہ زیب کو کھانے پر روک لیا تھا، کھانا سب نے اچھے ماحول میں کھایا، ذین سب سے معذرت کرتا روم میں جا چکا تھا جبکہ داہیم کی نظریں گھوم پھر کر بار بار پرنیاں کی طرف اٹھ رہی تھیں

ارتضیٰ نے حریم کو اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھایا تھا، ہر چیز پکڑ کر پہلے اس کی پلیٹ میں ڈالتا تو کبھی اسے کھانے کے لیے فورس کرتا اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کوئی اس کے بارے میں کیا سوچے گا

جب کبھی اسے حریم کے زرا سے بھی اداس ہونے کا علم ہوتا تب تب ارتضیٰ اس کا سایہ بن جاتا تھا، باقی سب گھر والے تو حریم کے لیے اس کی پوزیسیونیس سے واقف تھے مگر شاہ زیب حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے اسے دیکھ رہا تھا

وہ اسے کچھ کچھ بہرام جیسا لگا تھا اسی کی طرح بردبار، میچور اور سنجیدہ سا جبکہ مجتبی کی نیچر داہیم جیسی تھی اب بھی وہ دونوں پرانے دوستوں کی طرح ہنسی مزاق کر رہے تھے

کھانا کھا کر وہ اور داہیم واپسی کے لیے نکل گئے، دوستی کی یہ داستان جو کئی سال پہلے شروع ہوئی تھی وہ آگے نا جانے کن کن راہوں سے گزرنے والی تھی

@@@@@@@@

آزین اور حوزان دونوں دن کے تقریباً دس بجے اسلام آباد سے نکلے تھے جانے سے پہلے وہ لوگ شاہ زیب ولا آئے تھے۔ آزین نے چینج کر کے چادر اور بیگ وغیرہ لیا، بہرام اور آب کو مل کر وہ دونوں گاؤں کے لیے نکل گئے

آزین نے ریڈ کلر کی شرٹ اور وائیٹ ٹراؤزر پہنا تھا بالوں کو دونوں سائیڈ سے ہلکا ہلکا پکڑے پیچھے کیچر لگا رکھا تھا سر پر چادر لیے وہ حوزان کو دیوانہ کر رہی تھی جو خود وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ کوٹ پہنا تھا

سویٹی میری جان، آپ نے کوئی گرم جیکٹ بھی نہیں پہنی کمراٹ میں "
اچھی خاصی ٹھنڈ ہو گی" سویٹی کو کوئی بھی گرم چیز پہنے دیکھ کر حوزان نے
فکر مندی سے کہا

خان، ہمیں ٹھنڈ نہیں لگ رہی ناں" آزین منہ بسورتے ہوئے بول "

اگر آپ کو ہلکا سا زکام بھی ہوا تو میں آپ سے بات نہیں کروں گا" حوزان "
نے دوسرا طریقہ استعمال کیا تھا وہ جتنی بے پرواہ تھی اسے اتنی جلدی بیماریاں
آگھیرتی تھیں

پر امس خان، ہم اپنا خیال رکھیں گے " گردن پر ہاتھ رکھتے معصومیت سے "
بولی اپنے خان کی ناراضگی بھی تو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کچھ دیر تک وہ
حوزان کے موبائل پر مصروف ہو چکی تھی وہ اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلا گیا

سوات کے قبیلے کی سردار حویلی کے اکلوتے وارث "گوہر خان" سردار گل
ریز خان کے پوتے اور سردار گل نور کا بیٹا تھا۔ ان کی وفات کے بعد اب وہ
سردار بنا تھا

آج گوہر خان اپنے خاص آدمی کے ساتھ سوات کی حدود کی طرف آیا تھا۔
موبائل میں مصروف وہ ارد گرد کے نظاروں سے لطف اندوز ہو رہا تھا

خان، آئیں ناں آپ بھی "قریب سے آتی اجنبی آواز پر وہ پلٹا تھا کچھ فاصلے "
پر موجود باغ میں نظر پڑی تو نظر وہیں ساکت ہو گئی تھی

وہ آج چہل قدمی کے لیے اس طرف نکل آیا تھا ورنہ عموماً وہ مصروفیت کی وجہ سے گھر سے نکل نہیں پاتا تھا اس پری وش پر نظر پڑتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کے شاید قسمت اسے کسی مقصد سے یہاں لائی ہے

وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں چلتا ہوا باغ میں داخل ہوا تھا، ایک ان دیکھی طاقت اسے اس طرف کھینچ رہی تھی وہ سامنے کھڑی لڑکی سے محض کچھ قدموں کی دوری پر تھا

مقابل کی نظر اس پر پڑی تو حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں اس سے پہلے وہ اپنی ڈھلکی ہوئی چادر سر اور منہ پر ڈالتی ایک مضبوط وجود اسے اپنے پیچھے چھپا گیا تھا

سویٹی اور حوازن گاؤں سے کچھ دور پہنچے تھے جب سویٹی ایک باغ دیکھتے ضد کرتے اس کو وہاں لے آئی تھی، وہاں زیادہ آباد نہیں تھی نہ ہی زیادہ لوگ موجود سے سو بے دھیانی میں سویٹی کی چادر سر سے پھسل کر کندھوں پر آگئی تھی

وہ کھلکھلا کر ارد گرد دیکھ رہی تھی جبکہ حوزان ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ لیے اپنی رگِ جاں کو مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا جب ایک اجنبی چلتا ہوا اس کی سویٹی کے پاس آیا

اس آدمی کی ایکسرے کرتی آنکھیں اس کی بیوی کے آر پار ہو رہی تھیں یک دم اس کی آنکھوں سے شعلے لپکنے لگے تھے اس نے آگے بڑھتے سویٹی کو اپنی پشت پر چھپایا تھا جیسے ہر برائی ہر خطرے سے محفوظ کر دینا چاہتا ہو

مقابل نے حیرت سے اس کی آنکھوں کے سرد پن اور سختی سے بھینچے ہوئے ہونٹوں کو دیکھا جو یوں لگتا تھا جیسے اسے آنکھوں سے ہی قتل کر ڈالے گا

سویٹی میری جان آپ جا کر گاڑی میں بیٹھیں "حوزان نے پیچھے دیکھے بغیر" کہا جس پر سویٹی چپ چاپ گاڑی کی طرف بڑھ گئی

آپ کی تعریف ؟"حوزان نے سرد نظروں سے اسے دیکھا تھا"

سردار گوہر خان، اور آپ ؟"اس نے ایک غرور سے کہا تھا"

سردار حوزان خاقان، خان صاحب جب گھر سے نکلیں تو اپنی نظر کو اسکی" حد میں رکھ کر نکلا کریں "حوزان نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں اسے دھول چٹائی تھی

"اگر ہم آنکھیں بند رکھیں گے سردار صاحب تو قبیلے پر نظر کون رکھے گا، یہ ہمارا علاقہ ہے اور یہاں چڑیا بھی ہماری اجازت کے بغیر پر نہیں مارتی" گوہر خان کے لہجے میں عجیب سا غرور و تکبر بھرا تھا

"جی بلکل رکھیے نظر، یہاں پر مارنے والی ہر چڑیا پر نظر رکھیے مگر چڑیا پر، دوسروں کی عزت پر نہیں، کیونکہ خان اپنی عزت کی طرف اٹھنے والی نظر کو نکالنا اچھی طرح جانتے ہیں، اور یہ بات آپ کو اچھی طرح پتا ہو گی" حوزان نے اس کے کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑتے ہوئے کہا تھا۔

"چلتا ہوں سردار صاحب، آپ سے ہوئی یہ پہلی ملاقات کافی یادگار تھی، امید ہے دوبارہ نہیں ملیں گے، خدا حافظ" سرد لہجہ مقابل کو سلگا گیا تھا

حوزان آنکھوں پر سن گلاسز لگاتے گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا، گوہر خان کے سامنے سر گاڑی لے جاتے وہ اسے بہت پیچھے چھوڑ گیا تھا

دوبارہ تو ہم ضرور ملیں گے خان صاحب، آخر آپ ہمارا گلاب اپنے ساتھ "لیے جا رہے ہیں، اور یہ تو طے ہے کے اس گلاب کو ہمارے آنگن میں ہی کھلنا ہے" گوہر خان خود کلامی کے سے انداز میں بولتا گاڑی کی طرف بڑھ گیا

اس کی نظروں میں سرخ لباس میں ملبوس وہ نازک وجود سما گیا تھا مگر وہ شاید یہ نہیں جانتا تھا کے جس گلاب کو اپنے آنگن میں لگانا چاہتا وہ تو پہلے سے ہی کسی اور کے وجود میں کھل کر اسے مہکا چکا ہے

خان!" کافی دیر خاموشی کے بعد سویٹی نے اسے پکارا تھا حوزان کا چہرہ بتا رہا" تھا کے اسے کتنا غصہ آیا ہوا ہے۔

جی خان کی جان، "گوہر خان سے بات کرتے اس کے لہجے میں جتنا سرد پن" تھا اس وقت اتنی ہی محبت تھی

آپ ناراض ہیں مجھ سے، ہمیں ایسے وہاں نہیں جانا چاہیے تھا، اور ہمیں" نہیں پتا تھا وہاں وہ برا آدمی آجائے گا" وہ خود بھی خان تھی سو جانتی تھی کے خان عزت کے معاملے میں کتنے سخت ہوتے ہیں اسی لیے صفائی دیتے بولی

میں نے آپ سے کہا کے آپ کی غلطی تھی، ایک بات یاد رکھیے گا میری" جان میں آپ کا محافظ ہوں ہر جگہ، ہر لمحہ، اور آپ کے خان میں اتنی سکت ہے کے آپ کو میلی نگاہ سے بچا سکے، آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے آپ وہ سب کریں گی جو آپ کا دل چاہے گا باقی آپ کو سنبھالنے کے لیے میں

ہوں، سو اب فکر مت کریں میں اپنی جاناں سے ناراض نہیں ہو سکتا" گاڑی کو ایک طرف کھڑا کرتے وہ آزین کی طرف مڑا

اور دوسرا آپ کو کیوں لگا کے وہ آدمی برا ہے؟" حوزان کو اس کے برا کہنے پر ہنسی آئی تھی مطلب اس کی بیوی کو نظروں کی پہچان کرنا آتا تھا

پتا نہیں بس وہ اچھے نہیں تھے، عجیب طرح سے دیکھ رہے تھے" آزین معصومیت سے بولی، وہ شرارتی بہت تھی مگر بچپن سے لڑکوں میں رہنے کی وجہ سے اسے بہت سی حساس باتوں کا علم نہیں تھا

دوسرا خان جو اسے کبھی بھی کوئی فضول چیز نہیں دیکھنے دیتا تھا وہ لوگ بھلے ہی اسلام آباد میں رہائش پذیر تھے مگر تھے تو اندر سے وہی روائتی خان جو بیٹیوں کو ایک حد میں دیکھنا پسند کرتے ہیں

ہاہاہاہا میری جان، آپ اتنی پیاری کیوں ہیں؟ ناں آپ اتنی پیاری ہوتیں" اور نہ وہ برا آدمی آپ کو دیکھتا" حوزان اب ہلکے پھلکے انداز میں اس سے باتیں کر رہا تھا

آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں میں آپ سے بات نہیں کروں گی" سویٹ اس" کے ہنسنے پر برا مان گئی تھی

او سوسوری میری جان میری یہ مجال کے میں اپنی سویٹ کا مذاق اڑاؤں""" اس کی طرف جھکتے اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوتے محبت سے کہا

اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کے دوران سفر تمام ہوا تھا اور وہ لوگ کمرات پہنچے تھے، وہ لوگ سیدھا خانزادہ حویلی آئے تھے

@@@@@@@@@

را ہیڈ آفس انڈیا۔۔۔

را کے ہیڈ آفس میں ایک شخص سر براہی کرسی پر جھول رہا تھا اس کے سامنے میز پر پانچ لوگ بیٹھے تھے وہ اس کے کیس میں اس کے ساتھی تھے

"ساتھیو آپ سب کو پتا ہے کے اس وقت ہمارا ایک بہت اہم ساتھی آئی ایس آئی میں موجود ہے، وہ بہت کوششوں سے اس مقام تک پہنچا ہے، اور اب اس نے ایک ایسا جال بچھایا ہے کے یہ پاکستان والے دیکھتے رہ جائیں گے" وہ آدمی مکروہ ہنسی ہنستا ہوا بولا جس پر باقی سب کے قہقہے بھی نکلے تھے

بہت جلد وہاں سے ایک بہت کام کا آدمی یہاں آرہا ہے جو ہمارے لیے سونے کی چڑیا ثابت ہو سکتا ہے، ہمیں بس کچھ دیر انتظار کرنا ہے اور پھر آئی ایس آئی سے دنیا کی نمبر ون ایجینسی ہونے کا خطاب چھین لیا جائے گا" اس آدمی کی شاطر نظریں سامنے دیوار پر ٹکی تھیں

بھارت ماتا کی" وہ آدمی اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔"

جے" ان سب کی آواز ایک ساتھ اس خاموش ماحول میں گونجی تھی۔"

ایک بہت بڑا طوفان آنے والا تھا اور یہ طوفان کس کس کو لپیٹ میں لینے والا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا مگر یہ تو طے تھا کے یہ طوفان بہت سے لوگوں کو کہیں سے کہیں پہنچانے والا تھا

انہیں خانزادہ حویلی پہنچتے رات ہو گئی تھی، سویٹی تو آتے آتے ہی سو گئی تھی حوزان اسے اٹھا کر اس کے روم میں سلا آیا، کہنے کو یہ اس کا ننھیال تھا مگر اس کا اور حسال کا سارا بچپن یہیں گزرا تھا

پلوشہ بیگم، رانیہ بیگم اور ماہ پری بیگم نے ان سب بچوں میں کبھی کوئی فرق نہیں کیا تھا بلکہ باہر سے دیکھنے والے کو علم ہی نہیں ہو پاتا تھا کے کون کس کا بچہ ہے

حوزان ہمیشہ سے دلکش اور شاہ زیب سے زیادہ شاہ زیب اور آب کے نزدیک رہا تھا، ذیشان اکثر کہتا تھا کے وہ شاہ زیب کا بیٹا ہے اور سویٹی اس کی بیٹی ہے، جس پر سویٹی لاڈ سے ذیشان کے گلے کا ہار بن جاتی جبکہ حوزان بھی مسکرا دیتا

بہرام زیادہ خاموش رہنا پسند کرتا تھا، حوزان اور بہرام میں سب سے بڑا فرق یہی تھا کے بہرام سنجیدہ مگر نرم خو تھا بلکل شاہ زیب کی طرح جبکہ حوزان سنجیدہ کے ساتھ ساتھ سرد مزاج بھی تھا

اسے جو انسان پسند نہیں آتا تھا وہ سامنے والے کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا سویٹی وہ واحد انسان تھی جس کے سامنے حوزان کا بلکل مختلف روپ ہوتا تھا، وہ اس کے ساتھ ہنستا بھی تھا اور کھل کر جیتا بھی تھا

اس نے ذیشان کے نقشِ قدم پر چلتے سی ایس ایس کے ایگزیمز دیے تھے جس کے بعد وہ پولیس میں بھرتی ہوا تھا اس کی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے اس نے بہت جلد اپنا ایک نام بنا لیا تھا پولیس فورس میں

اگلے دن سویٹی اٹھی تو نو بج چکے تھے، منہ پر پانی کے چھینٹے مارتے وہ نیچے کی طرف بھاگی، حوزان کہیں نہیں تھا وہ چلتے ہوئے باہر آئی تو وہ لان میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا، وائٹ شلوار سوٹ پہنے کندھوں پر براؤن شال رکھے وہ شہزادہ لگ رہا تھا

سویٹی چلتے ہوئے اس کی طرف آئی اس کی کرسی کے ہینڈل پر بیٹھتے سر اس کے شانے سے ٹکا دیا حوزان جانتا تھا وہ اٹھ کر سب سے پہلے اس کے پاس آئے گی تب ہی بغیر حیران ہوئے مسکرا دیا

جاناں، آپ پھر سے بغیر کوئی شال لیے باہر آ گئی ناں" حوزان کی ناراض" سی آواز پر سویٹی سیدھی ہوئی

وہ مجھے جلدی میں یاد نہیں رہا" لاڈ سے اس کے کندھے میں منہ چھپاتے "
بڑ بڑائی

اٹھیں یہاں سے، یہاں آئیں" حوزان نے اسے ہینڈل سے اٹھاتے کھسکتے "
ہوئے اس کے لیے جگہ بنائی، اب کرسی پر وہ دونوں بیٹھ چکے تھے حوزان نے
اپنی شال ایک طرف سے اس کے کندھے پر پھیلائی

کیا ہوا جاناں، آپ اتنی خاموش کیوں ہیں؟" اسے چپ چاپ اپنے کندھے "
سے لگے دیکھ حوزان نے پوچھا کیونکہ اس کی سویٹ زیادہ دیر چپ رہنے
والوں میں سے نہیں تھی

"خان، ہمیں دادو، بڑی دادو اور چھوٹی دادو کی یاد آرہی ہے" سویٹی کی نم آواز پر حوزان تڑپ گیا تھا ابھی زیادہ عرصہ تو نہیں ہوا تھا انہیں بچھڑے، وہ خود بھی تورات سے انہیں مس کر رہا تھا

"آزین، میری جان، میری زندگی پلیز، روئیں مت، وہ ہمارے پاس ہیں، ہمارے دل میں زندہ ہیں، اگر آپ اس طرح روئیں گی تو انہیں تکلیف ہو گی" اس کے بالوں پر لب رکھتے انہیں سہلایا تھا

"ایسا کیوں ہوتا ہے خان، ہم جن سے اتنی محبت کرتے ہیں وہ ہمیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور ہمیں ان کے بغیر جینا پڑتا ہے" وہ سر اٹھائے معصومیت سے بولی

"کیونکہ یہی قانونِ قدرت ہے میری جان، ہم چاہے کسی سے کتنی محبت کر لیں، ان کو دیکھ دیکھ کر سانسیں لیں، جب جس کا وقت آجائے اسے جانا پڑتا ہے، اور ایک دن تو ہم سب کو جانا ہے ناں" حوزان نرمی سے اس کا گال سہلاتے بولا

"خان، پرامس کریں آپ ہمیں کبھی چھوڑ کر نہیں جائیں گے، اگر موت آنی ہے تو پہلے مجھے۔۔۔" پتہ نہیں آج وہ اتنی بڑی بڑی باتیں کیوں کر رہی تھی مگر اس کی موت والی بات حوزان کے دل پر برچھیاں چلا گئی تھی

"نہیں بلکل نہیں میری جان، اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو آپ کا خان کیا کرے گا اس دنیا میں، ایسی باتیں مت کریں، ابھی تو ہمیں بہت سا سفر طے کرنا ہے، بہت دور تک جانا ہے ایک ساتھ" اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھے اس کی بات کاٹی تھی، زور سے اسے خود میں بھینچے وہ خود کو پر سکون کرنے لگا

@@@@@@@@

رات کو وہ سب لوگ ابراہیم ولا میں ہی رکے تھے کافی دیر بیٹھ کر سب لوگ اپنے کمروں میں سونے کے لیے جا چکے تھے ارتضیٰ روم میں گیا، بیڈ پر لیٹ کر سونے کی کوشش کی مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی

جانتا تھا حریم سو نہیں سکے گی، اس کی سوجی آنکھیں اور اداس چہرہ گھوم پھر کر اس کی آنکھوں میں آرہا تھا، اس کی پرنسس اداس ہو اور وہ سکون سے سو جائے یہ کیسے ممکن تھا

وہ اٹھ کر روم سے نکل آیا، اسے پتا تھا حریم روم نہیں نہیں ہو گی، اسی لیے چلتا ہوا گھر کی پچھلی طرف آیا، وہ پچھلی طرف بنی سیڑھیوں میں سے دوسری سیڑھی پر بیٹھی تھی

ارتضیٰ چپ چاپ آکر اس کے برابر بیٹھ گیا، حریم نے اسے دیکھا تو اس کی نم آنکھیں دیکھ کر ارتضیٰ کے دل کو کچھ ہوا تھا

پرنسس، آپ پھر سے مجھے اور ماموں کو تکلیف دے رہی ہیں" ارتضیٰ " اس کے آنسو صاف کرتے بولا

حریم کچھ بھی بولے بغیر اس کے سینے پر سر رکھ گئی، وہ اب رو نہیں رہی تھی مگر اداس ضرور تھی، اپنے بابا اور ارتضیٰ کو تکلیف وہ نہیں دے سکتی تھی

وہ دونوں چپ چاپ آسمان پر نظریں جمائے بیٹھے تھے، ارتضیٰ آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا جبکہ حریم خاموشی سے اس کے ساتھ لگی ہوئی تھی

تھوڑی دیر بعد ارتضیٰ نے جھک کر دیکھا تو وہ وہیں اس کے سینے سے لگی سو چکی تھی، ارتضیٰ نے جھک کر اس کی پیشانی کو چھوا، سوتے ہوئے وہ بلکل معصوم گڑیا کی طرح لگ رہی تھی

ارتضیٰ نے ریلنگ سے ٹیک لگاتے اسے خود پر نیم دراز کیا، ناجانے کب تک وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا رہا، وہ بار بار نیند میں بھی بے چین ہو رہی تھی، اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے وہ کب سویا اسے خود بھی علم نہیں ہوا

صبح چھے بجے کے قریب مجتبیٰ نماز پڑھ کر باہر آیا تو یونہی ٹہلتے ٹہلتے پچھلی طرف آگیا، ارتضیٰ اور حریم کو دیکھتے ایک مسکان اس کے لبوں پر آئی تھی، ارتضیٰ بچپن سے ہی حریم کے لیے اتنا ہی پوزیسیو تھا، اس نے بچپن میں بھی کبھی مجتبیٰ کو حریم کے ساتھ کھیلنے تک نہیں دیا تھا، ہر وقت اس کے ساتھ رہتا اسے خوش رکھتا۔

وہ چلتا ہوا ان دونوں کی طرف آیا، اسے اپنے بھائی پر پیار اور حریم پر بے ساختہ ترس آیا تھا، اتنی سی عمر میں وہ لڑکی بہت حساس ہو گئی تھی، اور اسے وہ بہت عزیز تھی

"ارتضیٰ، اٹھ جا میرے بھائی، اس سے پہلے گھر کا کوئی بڑا تم دونوں میاں بیوی کا یہ رومینس ملاحظہ کرے اٹھ جا" مجتبیٰ نے تھوڑی اونچی آواز میں کہا جس پر ارتضیٰ آنکھیں مسلتا ہوا اٹھ گیا

اس نے حریم کو دیکھا جو ٹھنڈ محسوس کرتے اسی کے وجود میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی پھر سامنے کھڑے مجتبی کو دیکھا، وہ سیدھا ہوا ہی تھا کے حریم بھی آہستہ سے آنکھیں کھول گئی

گڈ مارننگ لو برڈز" مجتبی مسکراتے ہوئے بولا، حریم اس کے سامنے " ارتضی سے اتنی قریبی دیکھ کر شرم سے ڈوب مرنے کو تھی وہ شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی ہو گئی

مجتبی، ایک منٹ میں یہاں سے دفع ہو جاؤ" اس سے پہلے کے وہ وہاں سے " بھاگتی ارتضی اس کی کلائی تھامتے مجتبی سے بولا

مطلب اب تم مجھ پر پانچ منٹ بڑا ہونے کا روب جماؤ گے ؟ مجتبی نے آئی "
برو آچکا کر پوچھا جس پر ارتضی نے اسے اچھی خاصی گھوری سے نوازا تھا

جا رہا ہوں، جا رہا ہوں، گھورو تو مت "شرارت سے آنکھ دباتے وہ وہاں سے "
چلا گیا

پرنس! کیا سوچ رہی ہیں ؟ "ارتضی نے اس کے شرمندہ اور پر سوچ "
چہرے کو دیکھ کر کہا

میں اس طرح، یہاں سو گئی، مجتبی کیا سوچ رہا ہو گا "معصوم سا چہرہ لیے "
اپنی معصوم سی پریشانی بتائی تھی

ایک بات یاد رکھیے گا میری جان، میں آپ کا شوہر ہوں، آپ حق رکھتی" ہے مجھ پر، میرے وجود پر، آپ کو میرے حوالے سے ہوئی کسی بھی بات پر شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، پریشانی میں آپ کی مدد کرنا اور آپ کو سہارا دینا میرا فرض ہے اور آپ کا حق "اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اسے بچوں کی طرح سمجھایا

سمجھ گئیں؟ "اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے پوچھا جس پر وہ سر ہلا گئی"

چلیں جائیں شاباش، جا کر چینج کریں اور اب رونا نہیں ہے اوکے "ارتضی" اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولا

حریم وہاں سے چلتے اپنے روم کی طرف بڑھ گئ جب ارتضی کی نظروں نے آخر تک اس کا پیچھا کیا تھا پھر خود بھی فریش ہونے کی نیت سے اندر کی طرف بڑھ گیا

@@@@@@@@

چاچو، "ذیشان اور شاہ زر ابراہیم ولا عباد کی برسی میں شامل ہونے کے لیے" نکل رہے تھے جب داہیم خاقان ولا آیا۔ذیشان کو دیکھتے وہ اس کی طرف بڑا

جی چاچو کے لاڈلے "ذیشان نے محبت سے داہیم کو دیکھا"

چاچو، آپ عباد چاچو کی برسی میں جا رہے ہیں ناں؟" داہیم نے شریف سی" شکل بنا کر پوچھا

ہمم "ذیشان نے اس کے پوچھنے پر حیرت سے اسے دیکھا"

میں بھی چلوں کیا آپ کے ساتھ ؟" دنیا جہاں کی شرافت اس وقت داہیم" کے چہرے پر رقصاں تھی

کیوں خیریت، تم تو شاید کل بھی گئے تھے "ذیشان نے اسے دیکھا جو بہت کم ایسے کسی کے گھر جاتا تھا

جی وہ۔۔ وہ ولید چاچو کا بیٹا مجتبی، میرا دوست بن گیا ہے، اس نے مجھے بہت" فورس کیا تھا آنے کے لیے "اس کے ذہن میں پرنیاں کو حسین چہرہ آیا تھا مگر بروقت بہانہ بناتے خود کو بچا گیا

ہمم اوکے، چلو چلیں" شاہ زر کو وہاں آتا دیکھ ذیشان نے اسے نے کا اشارہ" کیا

دوسری طرف تھوڑی دیر میں سارے مہمان آ گئے تھے، آج ابراہیم ولا کے در و دیوار پر بھی سوگواریت طاری تھی۔اس گھر کا اکلوتا بیٹا برسوں سے منوں مٹی تلے جا سویا تھا، ارسلان صاحب اور سارہ بیگم کے کندھے ڈھلک گئے تھے

اور عائشہ، اسے محبت اور چاہت سے اس گھر میں لانے والا، اس کی ہر خواہش پر لبیک کہنے والا اور بچوں کی طرح اس کے لاڈ اٹھانے والا اسے کب سے تنہائیوں کا باسی بنا کر راہِ عدم کا مسافر بن چکا تھا

اسے وہ ہر ہر لمحہ یاد آتا تھا،اس کی مسکراہٹ،اس کی دیوانگی،اس کی محبت جھلکاتی آنکھیں اور باتیں،اسے یوں لگتا جیسے اس کے اندر باہر صرف عباد ہی عباد بسا ہے

شاہ زر اور ذیشان بھی وہاں پہنچ چکے تھے،داہیم کی نظروں نے بے ساختہ اسی پری وش کو تلاشا تھا جو شاید اندر کاموں میں مصروف تھی،قرآن خوانی کے بعد سارے مہمان آہستہ آہستہ جانے لگے تھے

داہیم نے بہت کوشش کی تھی پری کی ایک جھلک دیکھنے کی مگر شاید اس کی قسمت میں نہیں تھا تب ہی اسے بے مراد واپس جانا پڑا،ابھی وہ گیٹ کے قریب پہنچا تھا جب اسے پرنیاں کی آواز سنائی دی

سفید شلوار قمیض پہنے سر پر حجاب لپیٹے وہ اندر کسی سے مخاطب تھی، اسنے بے ساختہ اسے مڑ کر دیکھا تھا، عجیب سی کشش محسوس ہوتی تھی اسے اس لڑکی میں

ناجانے اس محبت میں کس کا دل ٹوٹنا تھا اور کس کا دل آباد ہونا تھا، مگر جو بھی تھا رشتوں کی یہ ڈور آہستہ آہستہ الجھتی جارہی تھی

@@@@@@@@@

آئی ایس آئی ہیڈ آفس (پاکستان)

ابھی ابھی آئی ایس آئی کے ہیڈ کوارٹر میں ایس آر کیس کے آفیسرز کی میٹنگ ہوئی تھی، سب لوگ پوری طرح میٹنگ کی طرف متوجہ تھے ایسے میں نقاب میں چھپی دو شرارتی نظریں سب کو گھورنے میں مصروف تھیں

اوکے جینٹل مین آج کی میٹنگ ختم ہوئی، سب لوگ جا سکتے ہیں، پینتھر، لیپرڈ اور سوان آپ تینوں یہیں رکیں" ہیڈ نے سب کو جانے کا کہہ کر ان تینوں کو روکا تھا

جی سر" پینتھر سنجیدگی سے ان کی طرف متوجہ ہوا"

پینتھر کیس کے لیے تم، لیپرڈ اور سوان تینوں انڈیا جاؤ گے، اس کیس میں" تم لوگوں کو ایک فی میل پارٹنر کی بھی ضرورت ہوگی اور سوان اس کے لیے

پرفیکٹ ہے "انہوں نے مکمل حجاب اور نقاب میں موجود لڑکی کی طرف اشارہ کیا

"مگر سر، ہم سب خود کر سکتے ہیں، ہمیں کسی اور کی ضرورت نہیں ہے، اور خاص کر ایک لڑکی کی، ہم وہاں انہیں سنبھالیں گے یا کام کریں گے؟" لیپرڈ کی بات پر سوان نے سر اٹھا کر اسے گھورا تھا

"مجھے خود کو سمبھالنا بھی آتا ہے میجر اور اپنے ساتھ دوسروں کو سمبھالنا بھی" سوان نے تمسخر بھری آواز میں اس پر طنز کیا تھا

""جی وہ تو آپ کو دیکھ کر اندازہ ہو رہا ہے کے آپ خود کو کتنا سمبھال سکتی ہی "" اس کے نازک سے سراپے پر چوٹ کرتے کہا

اپنی حد میں رہو میجر "اس کی بات پر وہ پھنکاری تھی "

شٹ اپ ، جسٹ شٹ اپ میجر اینڈ سوان ، بچے نہیں ہیں آپ دونوں جو "
اس طرح لڑ رہے ہیں "ہیڈ کی آواز پر وہ دونوں سیدھے ہوئے تھے

وہ تینوں ان کے لاڈلے سٹوڈنٹس تھے تب ہی ان کے سامنے بحث کر رہے
تھے ورنہ وہ صرف یس سر سننے کے عادی تھے اب بھی اپنے ازلی غصے سے
بولے

سوری سر "دونوں یک زبان ہو کر بولے تھے "

ہممم ،اپنی ایشوز "انہوں نے خاص کر پینتھر کو دیکھ کر کہا تھا "

نو سر "پینتھر کی سنجیدہ آواز پر انہوں نے سر ہلا دیا"

زندگی ایک بار پھر اپنے معمول پر آگئی ارتضیٰ اور حریم واپس ائیر فورس اکیڈمی جا چکے تھے، مجتبی کو بھی کل سے ڈیوٹی دوبارہ جوائن کرنی تھی، حرم اور پرنیاں کی بھی ایک چھٹی رہ گئی تھی جبکہ غزل بھی واپس کالج جوائن کر چکی تھی

ان سب کے گھر ایک بار پھر خالی ہو گئے تھے وہ بچے ہی تو گھر کی رونق تھے، مجتبی ساری پیکنگ کر کے سویرا اور ولید کے روم میں آگیا، ابھی دن کے چار بجے تھے اور اسے اگلے دن صبح چھے بجے جانا تھا سو کچھ وقت ماں کے ساتھ گزارنے کی نیت سے وہاں آگیا

سویرا ابھی عصر کی نماز پڑھ کر بیڈ پر بیٹھی تھی جب مجتبی آ کر اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا، سویرا نے محبت سے اپنے شہزادے کو دیکھا وہ بلکل ولید کی کاپی تھا وہ ہی کیا ارتضی بھی بلکل باپ جیسا تھا

کیا ہوا میری جان ؟" سویرا نے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا"

کچھ نہیں ماما جانی، صبح مجھے واپس رپورٹ کرنی ہے، سوچا کچھ دیر آپ کے " پاس آ جاؤں" مجتبی نے سویرا کے دونوں ہاتھ تھام کر عقیدت سے لبوں سے لگایا

اللہ تمہیں ہر امتحان میں کامیاب کرے، ہر بری نظر سے بچائے اور اپنے " حفظ و امان میں رکھے میرا بچہ" سویرا نے آنکھوں سے اپنے خوبرو بیٹے کی نظر اتاری تھی جو لاکھوں لڑکیوں کا دل دھڑکا سکتا تھا

کالی گہری آنکھیں، کالے بال، ستون کھڑی ناک، ہلکی ہلکی مونچھیں اور داڑھی اور سب سے بڑھ کر ہمہ وقت رہنے والی حسین مسکراہٹ جو کسی کو بھی دیوانہ کرسکتی تھی مگر وہ تو صرف ایک لڑکی کا دیوانہ تھا

"کیا ہوا ماما، اس طرح کیوں دیکھ رہی ہیں؟" مجتبی نے سویرا کو اپنی جانب ٹکٹکی باندھے دیکھتے پوچھا

"دیکھ رہی ہوں میرا بیٹا کتنا ہینڈسم ہے، کئی لڑکیوں کا کرش ہوگا" سویرا شرارت سے لب دبائے بولی

"دیکھ لیں ماما مگر آپ کی بہو کو قدر ہی نہیں ہے میری" مجتبی مصنوعی خفگی سے بولا کیونکہ وہ حرم کو اندر آتے دیکھ چکا تھا

حرم،احتشام اور مہمل اس سے ملنے آنے والے تھے یہاں پہنچ کر حرم تو جلدی سے سویرا کو بلانے آگئی مگر برا ہو جو سامنے ہی مجتبی صاحب تشریف فرما تھے

ماما کہہ دیں اپنے بیٹے کو اب یہ اتنے بھی ہینڈ سم نہیں ہیں" حرم منہ بسور کر" بولتے آکر سویرا کے ساتھ بیٹھتے اس کے گلے میں بانہیں ڈال گئی

نہیں جی میری ماما کو پتا ہے ان کا بیٹا بہت ہینڈ سم ہے، ہیں ناں ماما" مجتبی اٹھ" کر بیٹھتے رخ ان کی طرف موڑ گیا

نو جی !" حرم نے اسے زبان دکھائی"

یس جی !"مجتبی اس کی حرکت پر مسکراہٹ دبا کر بولا"

مجتبی، حرم بس کرو کیا بچوں کی طرح کر رہے ہو"سویرا جانتی تھی وہ بس" اس کے سامنے لڑ رہے ہیں ابھی اگر احتشام آجاتا تو مجتبی کے منہ سے محبت کے سوا کچھ ناں نکلتا

حرم آپ کی ماما اور بابا بھی آئے ہیں؟"سویرا نے حرم سے پوچھا"

جی ماما، وہ نیچے ہیں دونوں"حرم اس کے گرد سے بازو ہٹاتی سویرا اٹھ" کر باہر چلی گئی حرم نے اس کے پیچھے جانا چاہا جب مجتبی اس کی کلائی تھام گیا

"ارے ارے کہاں جارہی ہیں مسز؟ جس سے ملنے آئی ہیں اس سے تو مل لیں" مجتبی نے اس کی کلائی کو جھٹکا دیا جس پر وہ ایک ہی جست میں اس کے چوڑے وجود کا حصہ بنی تھی

"مل تو لیا ہے" حرم کا دل اس کی حرکت پر رک گیا تھا، پلکیں رخساروں پر سجدہ ریز ہوئی تھیں جبکہ چہرہ ایسے تھا جیسے ابھی خون چھلکنے لگے گا، مجتبی نے یہ حسین منظر مبہوت ہو کر دیکھا تھا

"شوہر کو ایسے نہیں ملا جاتا مسز مجتبی ولید حیدر" اس کا جھکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر اٹھایا

"ہمارے یہاں ایسے ہی ملتے ہیں مسٹر مجتبی ولید حیدر" حرم نے بمشکل آواز نکالتے کہا

اوہ اس کا مطلب مجھے آپ کو یہ بھی سکھانا پڑے گا، چچچچ افسوس مسز"
افسوس "آہستہ سے اس کے ماتھے کو چھوتے شرارت سے بولا

مجتبی پلیز تنگ مت کریں" حرم نے اس کا حصار توڑنا چاہا مگر یہ اس نازک"
جان کے بس میں نہیں تھا

ابھی تنگ کرنا شروع ہی کہاں کیا ہے مسز، الزام تو مت لگائیں یار "اس کے"
چہرے کو دیکھتے وہ کھو گیا تھا بے خودی کے عالم میں جھکا تھا مگر اس سے پہلے
کے پوری طرح اسے مشکل میں ڈالتا پرنیاں کی آواز پر جلدی سے سیدھا ہوا
تھا

اوپسسس سوری، مگر یار دھیان رکھا کرو ہر جگہ ہی شروع ہو جاتے ہو""
حرم اس کی آواز پر شرمندگی سے سر جھکا گئی تھی جبکہ مجتبی نے اسے گھورا

دیکھیں ڈاکٹر، زیادہ ہمارے پرسنل معاملے میں انٹرفیئر کرنے کی ضرورت" نہیں ہے، اپنا کام کیا کریں آپ" مجتبی نے دانت پیستے کہا ایک تو ان کا سپیشل مومنٹ خراب کے دیا اوپر سے انہیں ہی سنا رہی تھی

دیکھو کمانڈر، اپنے یہ پرسنل مومنٹ روم میں سپینڈ کیا کریں اب مجھے" تھوڑی پتا تھا آپ ماما بابا کے روم کا بھی لحاظ نہیں کریں گے" پری نے سنجیدہ لہجے میں کہا مگر اس کی آنکھوں میں شرارت صاف جھلک رہی تھی

اب چلو، احتشام چاچو بلا رہے ہیں آپ دونوں کو" پرنیاں نے بات ختم" کرتے کہا کیونکہ ہار تو مجتبی نے ماننی نہیں تھی

ایک تو یہ چاچو کو پتہ نہیں کیوں نہیں برداشت ہوتی اپنی بیٹی میرے پاس"""
اسے پتا تھا احتشام ہی جل بھن رہا ہوگا

مجتبی، شرم کریں میرے بابا ہیں" حرم نے اسے گھورا تھا"

جانتا ہوں مگر جو سچ ہے وہ سچ ہے، تمہارا باپ ہی دشمن ہے ہمارے"
رومینس کا" وہ اس وقت سہی تپا ہوا تھا

اب اپنا یہ صدمہ بعد میں دور کر لینا ابھی نیچے چلو" پرنیاں نے نفی میں سر"
ہلاتے کہا اور خود نیچے کی طرف بڑھ گئی

وہ تینوں نیچے آئے تو ولید بھی آچکا تھا اور احتشام اور ولید باتیں کر رہے تھے

کہاں رہ گئے تھے حرم بیٹا آپ لوگ "احتشام نے حرم کو دیکھ کر پوچھا"

چاچو میں آپ کی بیٹی کو خدا حافظ کہہ رہا تھا مگر عین ٹائم پہ آپ کا بھیجا فوجی" وہاں پہنچ گیا" مجتبی دانت پیس کر مسکراتے بولا حرم کا دل کر رہا تھا وہ غائب ہو جائے

ولید، سویرا اور مہمل کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی، اب ٹام اور جیری کی لڑائی شروع ہونے والی تھی جو دیر تک جاری رہنی تھی

@@@@@@@@@

بہرام بیٹا جاتے ہوئے حسال کو بھی آفس لیتے جائیے گا" بہرام صبح ناشتہ کر رہا تھا جب شاہ زیب کی آواز پر ان کی طرف متوجہ ہوا

حوزان اور سویٹی واپس آچکے تھے اور حوزان دوبارہ سے اپنی جاب میں مصروف ہوچکا تھا سویٹی نے اسی سال بی ایس (کیمسٹری) میں ایڈمیشن لیا تھا

بابا آفس؟ کیوں خیریت؟" بہرام حسال کے آفس جانے کا سن کر حیران ہوا تھا

ہاں وہ دراصل اسے انٹرن شپ کرنی ہے، شاہ زر نے اسے اپنے آفس جانے کا کہا مگر اس نے منع کر دیا وہ کہیں اور جاب کرنا چاہتی تھی اور گھر کی عزت غیر لوگوں میں کام کرے اس سے اچھا وہ ہمارے آفس میں جاب کر

لے، میں نے بات کی تھی حسال سے مشکل سے مانی ہے" شاہ زیب نے اس کے پوچھنے پر اسے تفصیلاً بتایا تھا

ہمم اوکے بابا میں چلا جاؤں گا" بہرام سنجیدگی سے بولتا ناشتے کی طرف" متوجہ ہوا

لالہ، دھیان رکھیے گا، اب آپ آفس میں کسی بھی لڑکی سے بات نہیں کر" سکتے، کسی فی میل کلائنٹ سے بھی ڈیل نہیں کر سکتے" سویٹ شرارت سے بہرام کی طرف جھک کر بولی

کیوں جی وجہ ؟" بہرام نے بھی سرگوشی میں پوچھا"

کیونکہ اب حسال دی گریٹ آپ کے آفس میں ہوں گی اور ان کی ملکیت"
کو کوئی دیکھے یہ وہ ہر گز برداشت نہیں کرنے والیں" سویٹی اسے پہلے ہی
صورت حال سے آگاہی دے رہی تھی

اوہ تو میں حسال دی گریٹ کی ملکیت ہوں؟" بہرام نے آنکھیں چھوٹی کر"
کے مصنوعی حیرت سے پوچھا

جی بلکل، جس طرح باباماکی ملکیت ہیں، خان ہماری ملکیت ہیں ٹھیک"
ویسے ہی آپ حسال دیدہ کی ملکیت ہیں، اور جیسے ہم کسی لڑکی کو خان کی
طرف دیکھنے بھی نہیں دیتے ویسے ہی حسال دیدہ آپ کو بھی نہیں دیکھنے دیں
گی" وہ بڑے مزے سے اسے بتا رہی تھی، اسے بلکل اندازہ نہیں تھا کس کے
ساتھ کیا بات کرنی وہ بلکل کھلی کتاب جیسی تھی

اوکے جی میں دھیان رکھوں گا" بہرام مسکرا کر اس کے سر پر بوسہ دیتے" باہر نکل گیا

شاہ زر ولا پہنچ کر وہ گاڑی لے کر اندر آ گیا وہاں بھی سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے سوائے حوزان اور ذیشان کے جو شاید نہیں یقیناً پولیس سٹیشن جا چکے تھے

اسلام علیکم ایوری ون" بہرام اندر داخل ہوتے ہوئے بولا"

وعلیکم السلام بہرام بیٹا، کیسے ہیں آپ" شاہ زر اسے دیکھتے مسکرا کر اٹھا اور" اسے گلے لگایا

الحمدللہ تایا ابو میں بلکل ٹھیک ہوں، پھپھو کسی ہیں آپ اور تائی جان آپ""" وہ باری باری مشک اور دلکش سے ملا

ہم بھی اللہ کا شکر ہے ٹھیک ہیں" مشک نے مسکرا کر اپنی بیٹی کے نصیب کو" دیکھا تھا اونچا لمبا، شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والا وہ شہزادہ بلکل شاہ زیب جیسا تھا

اسی جیسی نیلی جھیل سی آنکھیں، ڈارک براؤن بال، کھڑی ناک، مونچھیں اور ہلکی ہلکی داڑھی اور ہلکے سرخی مائل ہونٹوں کے ساتھ وہ کسی کو بھی اپنے عشق میں پاگل کر سکتا تھا

تایا ابو وہ میں حسال کو لینے آیا تھا، بابا نے کہا وہ بھی آج آفس جائیں گی" ان" سے مل کر وہ سنجیدگی سے شاہ زر کی طرف مڑا

"ہاں بیٹا کیوں نہیں، وہ ناشتہ کر چکی ہیں آپ کی گاڑی کا ہارن سنتے بیگ لینے گئی ہیں" وہ بول رہا تھا جب حسال سیڑھیوں سے اترتی نظر آئی، بہرام اسے دیکھ کر ساکت رہ گیا تھا

"لائیٹ پنک امبریلا فراک پہنے، سر پر ہمرنگ دوپٹے سے سلیقے سے حجاب کیے، گہری آنکھوں کو کاجل سے دوآتشہ کیے وہ چلی آرہی تھی، سرخ یاقوتی لبوں پر پنک گلوز غضب ڈھا رہا تھا سائیڈ پر اسی رنگ کا چھوٹا سا بیگ لٹکائے ہاتھوں میں پنک گھڑی اور پاؤں میں پنک ہی کھسہ پہنے وہ اپسرا لگ رہی تھی

بہرام اس وقت کہاں تھا، کون اسے دیکھ رہا تھا اسے کچھ اندازہ نہیں تھا، وہ تو بس اپنی حسین بیوی کے اس قاتل روپ کو آنکھوں کے زریعے دل میں بسا

رہا تھا، وہ ہمیشہ سادہ رہتی تھی، آج جب اس طرح تیار ہوئی تھی تو بہرام کو سب سے بیگانہ کر گئی تھی

چلیں "خود پر اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے وہ شرم سے دہری" ہو رہی تھی، اس نے آہستہ سے اس کے پاس آتے کہا، جس پر وہ ہوش میں آیا

ہاں۔۔ہاں چلیں "اپنے حواس بحال کرتے وہ سب کو خدا حافظ کہتے باہر" نکل گیا حسال بھی ان سب سے پیار لیتی باہر چلی گئی

مش زرا روم میں آیئے گا مجھے آفس کے لیے ریڈی ہونے میں آپ کی مدد" چاہیے "شاہ زر کہتا روم کی طرف بڑھا مشک نے دلکش کی طرف دیکھا جو شرارت سے اسے دیکھ رہی تھی

جائیں جائیں، لالہ کو مدددد چاہیے "نچلا لب دبائے دلکش شرارت سے بولی"

بدتمیز "مشک اس کے کندھے پر چت لگاتے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی،"
گزرے سالوں میں شاہ زر کی اس کے لیے دیوانگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا بلکہ اس کی محبت دن بادن بڑھتی جارہی تھی،اور یہ اس کی محبت ہی تھی جو مشک کو بوڑھا نہیں ہونے دے رہی تھی

گھر سے باہر حسال جب گاڑی میں آکر بیٹھی تو بہرام نے گاڑی سٹارٹ کی، چپ چاپ گاڑی آگے بڑھاتے وہ آفس کی جانب گامزن تھا حسال بھی خاموشی سے باہر دیکھ رہی تھی

آئیندہ آپ کاجل اور یہ گلوز بلکل نہیں لگائیں گی" بہرام کی آواز پر حسال" اس کی طرف مڑی

جی ؟"اسے سمجھ نہیں آیا تھا"

میں نے کہا آپ آئیندہ کاجل اور لپ گلوز نہیں لگائیں گی" بہرام کی سنجیدہ" آواز میں کہی بات پر حسال کو لگا وہ اچھی نہیں لگ رہی تب ہی اس نے کہا ہے،

کیوں ؟ میں اچھی نہیں لگ رہی ؟" حسال نے اداسی سے سامنے شیشے میں" دیکھا پہلی بار وہ اس طرح ریڈی ہوئی تھی

اگر آپ نے دوبارہ یہ سب لگایا تو میں خود کو بلکل نہیں روکوں گا اور اسی" وقت ،اسی لمحے آپ کی رخصتی ہو جائے گا، پھر میں آپ کو اچھے سے بتاؤں گا کے آپ اچھی لگ رہی ہیں یا نہیں" بہرام نے لطیف سی بات بھی اتنی

سنجیدگی سے کہی تھی کے حسال چند لمحے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرتی رہی

جس وقت اسے سمجھ آیا، اس کا چہرہ بے ساختہ سرخ ہوا تھا، یہ بندہ کسی دن اس کی جان نکالنے والا تھا اپنے انداز اور باتوں سے اس کے بعد آفس آنے تک حسال نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا

@@@@@@@@@

کیا مسئلہ ہے مظہر؟ جب میں نے تمہیں کہا تھا کے مجھے بغیر وجہ کے فون" مت کرنا تو کیوں کیا؟" ذین کی سنجیدہ اور سرد آواز پر مظہر گڑ بڑا گیا تھا

وہ یار، میں کیا کرتا باس کا فون آیا تھا، وہ تم سے بات کرنا چاہتا تھا" ذین کے غصہ کو دیکھتے اس نے آہستہ سے بہانا بنایا

"ایک تو یہ باس نے تنگ کیا ہوا ہے، اسے بتایا نہیں تھا کے میں اس کی مدد صرف اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ وہ اپنے بابا کو انصاف دلانا چاہتا ہے، اس سے زیادہ مجھ سے کوئی امید نہ رکھے" ذین نے اسی انداز میں کہا

وہ آدمی جس کے لیے مظہر کام کرتا تھا اس نے اور مظہر نے مل کر ذین کو کہانی سنائی تھی کے اس کا باپ آرمی میں تھا وہ آرمی کے لیے شہید ہوا مگر ایک آفیسر نے اس کا کام اپنے نام کر کے اسے غدار قرار کروا دیا

ذین کو اس سے ہمدردی ہوئی تھی باپ کو کھونے کی اذیت وہ بھی جانتا تھا اور اس کے باپ کو تو پھر بھی سب عزت دیتے تھے مگر مقابل کے باپ کو تو

انصاف بھی نہیں ملا تھا اب وہ لوگ اس آفیسر سے بدلا لے کر اس کے باپ کو بے قصور ثابت کرنا چاہتے تھے

ہمم جانتا ہوں، اسی لیے باس نے ہمیں ملنے کے لیے بلایا ہے، ایک غدار کا" بیٹا کہہ کر اسے ملک بدر تک کر دیا ہے اور اب ہمیں اسے انصاف دلانا ہے" مظہر کی بات پر ذین نے سر ہلا دیا

ٹھیک ہے، میں جاؤں گا تمہارے ساتھ، کم از کم کرنے کے بعد ہی اس" آفیسر کو عزت مل جائے" ذین کے چہرے پر اداسی آئی تھی

چلو پھر تیار رہنا جب جانا ہوا میں تمہیں بتا دوں گا" مظہر نے اس کے" کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا

ذین ایک نظر اسے دیکھ کر گھر کی طرف واپس چل دیا، اسے اندازہ تھا کے وہ غلط کر رہا ہے مگر فلحال اسے صرف کسی کو انصاف دلوانا تھا اور اس سب میں آرمی والوں کے ساتھ کیا ہوتا کیا نہیں وہ بلکل نہیں سوچ رہا تھا

اس کی یہ غلطی اسے کہاں لے جانے والی تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا ان کی زندگیاں بہت جلد بدلنے والی تھیں کون کیا پانے والا تھا اور کون کیا کھونے والا تھا یہ بھی ابھی سامنے آنا تھا۔

ارتضیٰ اور حریم کو واپس آئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا، حریم ایک بار پھر معمول پر آگئی تھی وہ دل لگا کر ٹریننگ کر رہی تھی کیونکہ اسے اپنے بابا کی بہادر بیٹی بننا تھا جس پر وہ فخر کرتے

وہ بہت محنت سے کام کر رہی تھی مگر اپنی خاموش طبیعت کے باعث وہ کوئی دوست نہیں بنا سکی تھی ویسے بھی بچپن سے ارتضی کے علاوہ اس نے کسی کو دوست بنایا ہی نہیں تھا، یہاں بھی کئی لڑکیوں نے اس سے بات کرنی چاہی مگر اس کی خاموشی دیکھتے خود ہی پیچھے ہو جاتیں

اور وہ وونگ کمانڈر ارتضیٰ کی منکوحہ ہے اس بات کا علم وہاں سب کو ہو چکا تھا سولڑکے تو ویسے ہی اس سے کوسوں دور رہتے تھے، ویسے تو آرمی کا رول ہوتا ہے کے آپ ٹرینگ کے دوران نکاح یا شادی نہیں کر سکتے مگر چونکہ وہ پہلے سے نکاح شدہ تھی اور اس کا بیک گراؤنڈ آرمی فیملی سے ہونے کی وجہ سے کوئی اشو نہیں بنا تھا

سینئرز بھی کم ہی اسے چھیڑتے تھے ایک تو وہ تھی اتنی معصوم اور پیاری کے کسی کا اسے سزا دینے کا من نہیں کرتا تھا اور ویسے بھی وہ کم ہی کوئی غلطی کرتی تھی ارتضیٰ اسے ہر چیز بروقت سکھا دیتا تھا

آج ارتضی کی فلائیٹ تھی اور یہ اس کی عادت تھی کے وہ ہر بار جانے سے پہلے حریم سے مل کر جاتا تھا، اس کا ایمان تھا کے زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے سو وہ ہر وقت شہادت کے لیے تیار رہتا تھا

مگر جانے سے پہلے اپنی معصوم سی پرنسس کو لوٹ آنے کا وعدہ دے کر جاتا تھا کیونکہ وہ تو پہلے ہی اس کے سہارے جی رہی تھی مزید کوئی بھی صدمہ وہ شاید برداشت نہ کر پاتی، مگر وہ شاید بھول رہی تھی کے زندگی کبھی بھی ہماری پسند کے مطابق نہیں چلتی

آج بھی وہ جانے سے پہلے اکیڈمی آیا تھا حریم سے ملنے وہ لوگ ابھی ابھی فیلڈ سے واپس آئے تھے آج ان کی شوٹنگ کلاس تھی وہ روم میں آکر ابھی فریش ہوئی تھی جب ارتضی وہاں آیا

"مے آئی کم ان پرنسس" دروازہ نوک کرتے ارتضی نے پوچھا اس کی روم میٹ ابھی واپس نہیں آئی تھی سو وہ آرام سے وہاں آگیا

"ارتضی، آئیں ناں پلیز" حریم اس کے اس طرح پوچھنے پر شرمندہ سی ہو گئی

"کیسی ہے میری پرنسس" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے ارتضی نے پوچھا

میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں؟" جس دن سے وہ لوگ واپس آئے تھے وہ" آج مل رہے تھے

میں بھی ٹھیک ہوں" اتنا کہتے وہ خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا جیسے حفظ" کر لینا چاہتا ہو، حریم کا دل زور سے دھڑکا تھا

آپ فلائیٹ کے لیے جا رہے ہیں ناں؟" اس نے پوچھا کم بتایا زیادہ تھا وہ" جب بھی جاتا تھا ایسے ہی اسے دیکھا کرتا تھا ٹکٹکی باندھے جیسے آخری بار دیکھ رہا ہو

ہممم" ارتضیٰ نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا اسے پتا تھا اب اسے سمجھانا" ایک الگ مرحلہ ہوگا

ارتضیٰ!" حریم کی آواز میں اداسی اور نمی بیک وقت جھلکی تھی یہ شخص اس" کی زندگی کا حاصل تھا اس کے جینے کا مقصد اس کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں تھی

ارتضی کی جان پلیز، اگر آپ اس طرح اداس ہوں گی تو میں جا نہیں پاؤں" گا" اس کی نم آواز پر ارتضی تڑپ اٹھا تھا وہ جتنا اسے غم اور اداسی سے دور رکھنا چاہتا تھا وہ اتنا اداس ہوتی تھی

میں کیا کروں ارتضیٰ، مجھے ڈر لگتا ہے آپ کو کھونے سے، میں مر جاؤں گی" اگر آپ کو کچھ بھی ہوا، میرے پاس آپ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے" وہ جب بھی جاتا تھا حریم کی حالت ایسی کی ہوتی تھی

میری جان، میری زندگی پلیز، اس طرح رو کر مجھے کمزور مت کریں، آپ" تو میری طاقت ہیں، میں دنیا کی ہر مشکل سے لڑ سکتا ہوں مگر آپ کے

آنسوؤں سے نہیں" ارتضیٰ اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا

آپ مجھے واپس چاہیں، دو گھنٹے بعد آپ سہی سلامت میرے پاس آئیں گے "نم آواز میں اتنی نرمی سے حکم سنایا تھا کے ارتضی سو جان سے فدا ہوا تھا

جو حکم یور ہائنس، صرف دو گھنٹے آپ کا خادم آپ کے پاس ہو گا، لیکن اگر" آپ نے اس عرصے میں میری زندگی کو ذرا سا بھی اداس کیا تو سزا ملے گی، پتہ ہے ناں" دل پر ہاتھ رکھتے جھک کر کہا، اس کی سزا والی بات پر حریم کا چہرہ سرخ ہوا تھا

وہ شخص سزا میں بھی اس پر اپنی محبت لٹاتا تھا اور بے تحاشا لٹاتا تھا تب ہی حریم زرا کم ہی اسے ایسا موقع دیتی تھی ارتضی اس کا شرم سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر مسکرا دیا

اوکے پرنسس چلتا ہوں، بس یوں گیا اور یوں آیا" اس کے ماتھے اور" آنکھوں کو عقیدت اور محبت سے چھوتے سرگوشی میں بولا

فی امان اللہ" حریم نے آیت الکرسی پڑھ کر اس پر حصار کھینچا تھا اسے اللہ کی" امان میں دیتے اس نے ایڑھیوں کے بل اونچا ہوتے اس کے ماتھے کو چھوا

ارتضی اس کی محبت کو اپنے گرد ایک مضبوط حصار کی طرح محسوس کر رہا تھا جس کے ہوتے اسے کوئی تکلیف چھو بھی نہیں سکتی تھی وہ اس پر محبت بھری نظر ڈالتا باہر نکل گیا

اس کے جانے کے بعد فریحہ اندر آئی، فریحہ اس کی روم میٹ تھی، وہ عجیب سی نیچر اور فطرت کی لڑکی تھی جو ہر وقت خود کو حریم سے بہتر ثابت کرنے کی کوشش کرتی رہتی، جب بھی ارتضی اس سے ملنے آتا یا اسے بلاتا وہ عجیب انداز سے اسے دیکھتی اور باتیں کرتی تھی

اوہ تو وونگ کمانڈر صاحب آئے تھے، تب ہی میڈم خیالوں میں گم ہیں"" اس نے اندر آتے کہا حریم اس کی باتوں کی گہرائی سمجھے بغیر اثبات میں سر ہلا گئی

ہوں، ایسا ہے کیا اس لڑکی میں جو یہ وونگ کمانڈر صاحب پاگل ہوئے" ہوئے ہیں، نہ سٹائل ہے، نا کونفیڈینس، اور ایسے ٹریٹ کرتے ہیں جیسے کہیں کی مہارانی ہو" حریم کے باہر جاتے ہی وہ بڑبڑائی تھی

اسے حریم سے عجیب سا حسد ہوتا تھا وہ خود بھی خوبصورت تھی مگر حریم سے زیادہ نہیں حریم بلکل سادہ رہتی تھی کبھی اسنے اپنی خوبصورتی کے بارے میں نہیں سوچا تھا کیونکہ ارتضیٰ تو ہر حال میں اس کا دیوانہ تھا

مگر ارتضی کی یہی دیوانگی فریحہ کو اس سے حسد میں مبتلا کر دیتی تھی، اس نے بہت کوشش کی ارتضی کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی جب بھی وہ آتا بہانے بہانے سے اس سے بات کرتی، حریم کو باتیں سناتی مگر حریم اسے ان سنا کر جاتی

حریم جانتی تھی وہ کیا ہے ارتضی کے لیے، ارتضی کو تو شاید حریم کے علاوہ کوئی لڑکی دکھائی ہی نہیں دیتی تھی کیونکہ حریم تو بچپن سے ہی اس کے دل و

دماغ پر قابض تھی اور بچپن کی محبتیں اکثر انسانوں میں خون کی طرح شامل ہو جاتی ہیں

دوسری جانب ارتضی کا ایف-17 ٹھنڈر ہوا میں آیا تو ایک عجیب سا احساس اسے خود پر چھاتا محسوس ہونے لگا، حریم کے بعد یہ پاک فضائیں اس کا عشق تھیں، وہ عشق بھلے ہی حریم سے زیادہ کرتا تھا مگر اگر کبھی زندگی میں اسے ان پاک فضاؤں اور حریم میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑتا تو وہ بے جھجک خود کو ان فضاؤں کے حوالے کر دیتا

کیونکہ عشق چاہے وطن سے ہو یا معشوق سے اس میں اپنی ذات مارنی پڑتی ہے، اور وہ عشق جو ابد سے سانسوں میں بسا ہو اس کا مقابلہ دنیا کی کسی چیز سے نہیں کیا جا سکتا، ارتضی کا عشق جاودان تھا اس دھرتی سے بھی اور حریم سے بھی

@@@@@@@@@

حوزان پولیس سٹیشن میں بیٹھا ایک امپورٹنٹ فائل دیکھ رہا تھا آج کل وہ لوگ ڈرگ مافیا کے خلاف کریک ڈاؤن کر رہے تھے جو نوجوان نسل کو اس گھٹیا لت پر لگا رہے تھے انہوں نے اب تک کئی ڈرگ ڈیلرز کو پکڑا تھا

حوزان کا سارا دھیان فائل کی طرف تھا جب اس کا موبائل وابریٹ کرنے لگا، اس نے موبائل دیکھا تو سویٹی کا نام جگمگا رہا تھا، اس نے فائل بند کرتے سائیڈ پر رکھی کیونکہ اگر وہ دو منٹ بھی کال اٹھانے میں دیر کرتا تو سویٹی اس سے ناراض ہو جاتی

السلام علیکم "حوزان نے فون اٹھاتے محبت سے کہا اس کے پاس کھڑے "حوالدار نے حیرت سے اس کھڑوس کی نرم آواز سنی جو ہمیشہ بولتا کم دھاڑتا زیادہ تھا

وعلیکم السلام خان کیا آپ فری ہیں؟ "دوسری طرف سے ایک ادا سے "پوچھا گیا تھا ایک عجیب سامان تھا اس کے لہجے میں جیسے وہ اس کے لیے ہمیشہ فری ہو گا

آپ کے لیے خادم ہر وقت حاضر ہے جاناں حکم کریں "اس کی آواز بہت "کم تھی مگر حوالدار بھی پوری طرح کان لگا کر سننے کی کوشش کر رہا تھا

ہمیں شاپنگ کے لیے جانا ہے خان، بہرام لالہ اور حسال دیدہ آفس گئے "
ہیں اور داہیم لالہ کو تو گھر آنے کی فرست ہی نہیں ملتی" وہ منہ بسورتے اسے
سب کی شکایات لگا رہی تھی

کب جانا ہے ؟" وہ بزی تو تھا مگر اب اسے مینج کرنا ہی تھا"

جب آپ فری ہوں مجھے بتا دیجیے گا، آئی نو آپ کو بھی کام ہوں گے میں "
ویٹ کر لوں گی" اس کی بات پر ایک دلکش مسکراہٹ حوزان کے چہرے پر
آئی تھی کبھی کبھی اس کی سویٹی بہت سمجھداری کی باتیں کرتی تھی
حوالدار نے حیرت سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا حوزان خود پر جمی حوالدار
کی نظریں محسوس کر رہا تھا تب ہی مسکراہٹ کی جگہ چہرے پر سختی سجائے
اسے زبردست گھوری سے نوازا جس پر وہ جلدی سے سیدھا ہوا تھا

ٹھیک ہے جاناں آپ شام میں ریڈی رہیے گا میں سیدھا وہیں آؤں گا پھر چلیں گے شاپنگ کے لیے "حوزان نے پورا پلین ترتیب دیتے اسے بتایا

ٹھیک ہے میں ریڈی ہو جاؤں گی "سویٹی مسکراتے ہوئے بولی"

اوکے جاناں میں اب کام ختم کرلوں، اللہ حافظ لو یو "سرگوشی کرتے" موبائل بند کرتے دوبارہ فائل کی طرف متوجہ ہوا

حوالدار سمجھ گیا تھا فون کے دوسری طرف ضرور کوئی بہت اہم ہستی ہوگی تب ہی اس نے اتنی محبت سے بات کی تھی ورنہ تو وہ ہر وقت مرچیں چبائے رکھتا تھا

شام کو تقریباً سات بجے وہ گھر آگیا تھا، وہ سیدھا شاہ زیب ولا آیا تھا، شاہ زیب اور بہرام ابھی آفس میں تھے جبکہ داہیم اپنے دوستوں کے ساتھ بائیک ریسنگ کے لیے گیا تھا داہیم کے لیے تو زندگی کا مقصد ہی تھرل تھا

وہ کئی بار شاہ زیب سے وعدہ کر چکا تھا کے وہ آفس آئے گا مگر "وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے" کے مترادف ہمیشہ بس باتوں میں ہی انہیں ٹرخا جاتا تھا

آب نے اسے کھانے کے لیے فورس کیا مگر وہ اگلی بار کہتا سویٹی کو لیے باہر نکل آیا، آب ہمیشہ کی طرف سر نفی میں ہلا کر رہ گئی اس کی بیٹی کو بگاڑنے میں سب سے بڑا ہاتھ اس کے داماد کا تھا

وہ دونوں شاپنگ مال آگئے تھے سویٹ شاپنگ کم کر رہی تھی اور گھوم پھر زیادہ رہی تھی، شاپنگ تو بس بہانہ تھا وہ تو اپنے خان کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتی تھی تب ہی یہاں آئی تھی

وہ دونوں سیڑھیاں اتر رہے تھے جب حوزان کو فون آگیا وہ فون سننے کے چکر میں وہیں رک گیا جبکہ سویٹ جو نیچے کچھ دیکھ رہی تھی نیچے جانے لگی اسنے نیچے پہنچ کر دیکھا تو حوزان پیچھے نہیں تھا

وہ حوزان کو دیکھنے کے لیے تیزی سے مڑی جب سامنے سے آتے وجود سے ٹکرا گئی، ٹکرانے سے اس کے منہ پر ڈالی گئی چادر ہلکی سی سرک گئی تھی جسے وہ فوراً سمبھال چکی تھی

گوہر خان جو ابھی وہاں آیا تھا اچانک لڑکی سے ٹکرانے پر اسے غصہ آیا مگر جب نظر اس حسینہ کے چہرے پر پڑی تو سارا غصہ اڑن چھو ہوا تھا اتنے دونوں سے جو اسکے دل و دماغ پر چھائی تھی وہ اس وقت اس کے سامنے کھڑی تھی

وہ یک ٹک سویٹ کے نقاب میں چھپے چہرے کو دیکھ رہا تھا، جبکہ سویٹ اس دن والے آدمی کو دیکھ کر ڈر گئی تھی اسے حوزان کا وہ غصہ یاد آیا تھا

کیسی ہیں آپ خانم، یقیناً میں تو آپ کو یاد ہوں گا، ملے تھے اس دن ہم"" "" گوہر خان بڑی محبت سے بولا تھا جبکہ سویٹ کی نظر سیڑھیوں کی طرف تھی جہاں سے حوزان نے آنا تھا

کون۔۔۔کون ہیں آپ؟"سویٹ نے ڈرتے ہوئے اس سے پوچھا"

"ڈریں مت خانم، میں ایک ادنٰی سا بندہ ہوں، اور آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کا خواہش مند ہوں اگر آپ یہ اعزاز بخشیں تو" گوہر خان اس معصوم چڑیا کو ڈرتا دیکھ مسکرا دیا

"آپ کیا بول رہے ہیں، ہم۔۔" وہ بتانا چاہتی تھی کے وہ شادی شدہ ہے مگر تب تک گوہر کی نظر اوپر سے آتے حوزان پر پڑی وہ نہیں چاہتا تھا یہاں کوئی تماشہ ہو، یہ شکر تھا کے حوزان نے ابھی اسے نہیں دیکھا تھا

"چلتا ہوں خانم، بہت جلد ملاقات ہو گی" وہ سویٹ کی نقاب سے جھلکتی آنکھیں دیکھ کر کہتا وہاں سے چلا گیا

"کیا ہوا سویٹی؟ یہاں کیوں آ گئیں" سویٹی اس کی عجیب باتوں کو سوچ رہی تھی جب حوزان کی آواز پر متوجہ ہوئی اسے دیکھتے ہی سویٹی کو سکون ملا تھا وہ بغیر لوگوں کی پرواہ کیے اس کے ساتھ لگ چکی تھی

وہ کانپ رہی تھی اور اس کی یہ حالت حوزان کو ڈرا رہی تھی ابھی تک تو وہ ٹھیک تھی، سویٹی قبائلی جھگڑوں کے بارے میں بچپن سے سنتی آئی تھی اور ان سب سے بہت خوفزدہ تھی

آج اس شخص کی باتیں اسے خوفزدہ کر گئی تھیں کہیں وہ اب کسی قبائلی جنگ کی وجہ نہ بن جائے یہی خوف اسے ستا رہا تھا

"کیا بات ہے میری جان، کچھ ہوا ہے کیا؟ آپ اس طرح ڈری ہوئی کیوں ہیں؟" حوزان نے سویٹی کو سیدھا کرتے پوچھا

"کچھ نہیں وہ آپ آ نہیں رہے تھے تو میں ڈر گئی" سویٹی نے سیدھے ہوتے بہانہ بنایا وہ ہر گز اسے بتا کر غصہ نہیں دلانہ چاہتی تھی

"میں یہیں تھا جاناں، تو باقی شاپنگ کریں؟" حوزان اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتے بولا

"نہیں، بس مجھے گھر جانا ہے، میری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی" سویٹی کا دل پوری قوت سے دھڑکے جا رہا تھا

"کیا ہوا آپ کی طبیعت کو؟ ڈاکٹر کے پاس چلیں؟" حوزان کو تو بس ٹینشن لینے کا موقع چاہیے ہوتا تھا

نہیں زیادہ خراب نہیں ہے بس تھکاوٹ ہے آرام کروں گی تو ٹھیک ہو" جاؤں گی" وہ اس کا ہاتھ تھام کر باہر لے جاتے ہوئے بولی

اوکے چلیں چلتے ہیں" حوزان بھی سیدھا ہو کر اس کے ساتھ چلنے لگا، تو کیا" اب کوئی اور نئ داستان جنم لینے والی تھی؟ کیا سویٹ کی وجہ سے کچھ بہت بڑا اور برا ہونے والا تھا؟

@@@@@@@@

پینتھر سر، میں نے یہ رپورٹ تیار کرلی ہے جو لوگ ہمارے شک کے" گھیرے میں آتے ہیں یہ ان کے نام اور بائیو ڈیٹا ہے" سوان نے ایک فائل لاتے پینتھر کو دی

گڈ جوب سوان، بہت اچھا کام کیا ہے تم نے، اور کوئی رپورٹ؟ "پینتھر" نے ستائشی انداز میں سوان کو دیکھا تھا

تھینک یو سر، سر ایک اور بات پتا چلی ہے" سوان نے اپنی تعریف پر خوش ہوتے بتایا آج کل اس کا مقصد صرف لیپرڈ کو ہرا کر پینتھر کی نظر میں مقام حاصل کرنا تھا

ہمم بولا؟ "پینتھر نے فائل دیکھتے ہنکار ابھرا"

سر ہمارا جو مین ٹارگٹ ہے، اس وقت انڈیا میں ہے، اور اس نے کچھ اور لڑکوں کو بھی پھنسا رکھا ہے، جو شاید اس کی پوری حقیقت سے واقف نہیں ہیں، اس نے انہیں مس گائیڈ کیا ہے اور اب وہ لوگ اس کا ساتھ دیتے اپنے

ہی ملک کو دھوکا دینے والے ہیں" سوان کی بات پر پینتھر کے ماتھے پر تفکر کے جال بنے تھے

ہمممم اس کا مطلب اب ہمیں ایک نہیں ایک سے زیادہ لوگوں کو ٹارگٹ کرنا ہے" پینتھر کی پر سوچ آواز پر سوانے نے سر ہلایا تھا

" جی سر، ناجانے کون بیچارے ہوں گے جو اس کے جال میں پھنس گئے ہیں" سوان کو ان سب سے ہمدردی ہوئی تھی

" یہی یہی ہمدردی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی، جن سے آپ ہمدردی کر رہی ہیں ناں سوان صاحبہ، وہ لوگ غدار ہیں، اپنے ہی ملک سے غداری کرنے والے، پھر چاہے وہ اس کے لیے کتنی ہی تاویلیں گھڑیں، سب بیکار

ہیں، وہ سب سزا کے حق دار ہیں اور انہیں سزا ملے گی" لیپرڈ کو ان غداروں کے لیے اس کی ہمدردی سخت زہر لگی تھی

آپ سے مخاطب کون تھا میجر، میں پینتھر سے بات کر رہی تھی، فالتو میں" ٹانگ مت اڑایا کریں" سوان کو اسکی مداخلت زہر لگی تھی

واہ بھئی واہ وہ پینتھر اور میں لیپرڈ کی جگہ میجر؟ کیا کہنے ہیں آپ کے سوان" صاحبہ" لیپرڈ اس کے منہ سے میجر سن سن کر تنگ آ چکا تھا

ایکچولی لیپرڈ چیتے کو کہتے ہیں اور وہ سب سے بہادر جانور ہے، جبکہ آپ پر یہ" نام کچھ خاص سوٹ نہیں کرتا سو میں نہیں کہتی" تمسخرانہ مسکراہٹ لیے اسے جلایا تھا

اچھا اور تمہارا نام جیسے بہت سوٹ کرتا ہے سوان اتنی حسین ہوتی ہے اور تم "
کیا ہو بندر یا ہوں ں ں ں " لیپرڈ نے فوراً بدلہ لیا تھا

ہاں کہہ تو ایسے رہے ہیں جیسے آپ نے مجھے دیکھا ہوا ہے کے میں "
خوبصورت ہوں یا نہیں " سوان نے اس کی بات پر منہ بسورا

مجھے دیکھنے کا کوئی شوق نہیں " لیپرڈ نے بھی اسی انداز میں کہا تھا "

دکھا کون رہا ہے " سوان نے بھی اپنا انداز جاری رکھا "

سوان، لیپرڈ، گیٹ آوٹ فرام مائی روم " پینتھر کی ٹھنڈی ٹھار آواز پر "
دونوں سیدھے ہوئے تھے

پینتھر۔۔"لیپرڈ نے کچھ کہنا چاہا"

آئی سیڈ گیٹ آوٹ فرام ہیر"پہلے سے زیادہ سرد انداز میں چبا کر کہا"

وہ دونوں ایک دوسرے کو غصے سے گھور کر، ہنہنن کرتے باری باری باہر نکل گئے، آفس سے نکل کر سوان دائیں جبکہ لیپرڈ بائیں مڑ گیا، دونوں ہی ایک دوسرے کے استاد تھے

ہم بیٹے ہیں سمندر کے، ہم طوفانوں کے پالے ہیں
دشمن کے لیے ہم غیض و غضب، ہم خنجر، نیزے بھالے ہیں
ہر آن، گھڑی تیار کھڑے، اک کوہِ گراں کی صورت ہم
ہر طوفان کا رخ موڑیں ہم، ہم ساحلوں کے رکھوالے ہیں

ہم سینہ چیریں لہروں کا، نگران تجارتی راہوں کے

دشمن کو روندا ہے ہم نے، جب بھی پتوار سمبھالے ہیں

ہم بپھرے طوفاں کے ساتھی، سرکش موجوں پر رقص کناں

ہم مرکر بھی پھر ہیں زندہ، دھرتی سے عشق نرالے ہیں

اس سبز ہلالی پرچم کو ہم ساحل ساحل لہرائیں گے

دھرتی کا قرض چکائیں گے، ہم عاشق ہیں متوالے ہیں

ہم سطح سمندر سے نیچے اور بحر و بر پر راج کریں

جانباز بھی ہم، شاہباز بھی ہم، ہم ہمت و جرت والے ہیں

رکنا بھی نہیں جھکنا بھی نہیں، بازو بھی توانا جذبے بھی

ہم بدر و بابر غازی کے، طارق ٹیپو کے جیالے ہیں

دور تک پھیلے نیلے وسیع سمندر، اوپر چھائے نیلے امبر کے سائے تلے، دھرتی ماں کے یہ سپوت خود کو ہر لمحہ وطن پر نچھاور کرنے کو تیار رہتے ہیں، پانی

ایک ایسی چیز ہے جو جتنی ہماری زندگی کے لیے ضروری ہے اتنی ہی پر اسرار ہے

یہ اپنے اندر نا جانے کتنے بھید سمیٹے ہوئے ہے، اگر رات کی تاریخی میں دنیا کا سارا اندھیرا خود میں جزب کر لیتا ہے تو دن کی روشنی میں آئینے کے ماند اسی روشنی کو دوسروں پر بکھیر دیتا ہے

پاک افواج میں سے اس وقت اگر سب سے زیادہ مشکلات کا سامنا کسی کو کرنا پڑ رہا ہے تو پاک بحریہ ہے، کیونکہ انہیں بیک وقت نہ صرف دشمن سے نبٹنا پڑتا ہے بلکے سمندر میں آئے طوفانوں کو بھی زیر کرنا ہوتا ہے

ناجانے کتنی ماؤں کے لال ان ظالم موجوں کا شکار ہو کر شہادت کا رتبہ پا گئے تو ناجانے کتنے بہادر سپوت دشمن کی گولیوں کا نشانہ بن کر بروقت علاج نہ مل سکنے پر خالقِ حقیقی کی رحمت سے جا ملے

مگران میں سے کوئی بھی مشکل کوئی بھی پریشانی کبھی پاک بحریہ کے ارادوں اور ہمت کو نہ ڈگمگا سکی، آج بھی پاکستان کے بیٹے بڑے فخر سے یہ سفید وردی پہن کر سمندر میں اترتے ہیں

مجتبی ابھی ابھی شپ کی انسپکشن کر کے واپس آیا تھا اور اب کھڑا سامنے نظر آتے وسیع سمندر کو دیکھ رہا تھا، اگر ارتضی کو پاک فضاؤں سے عشق تھا تو مجتبی کا عشق یہ نیلا سمندر تھا

اسے ان لہروں سے لڑنا، موجوں کو دھوکا دینا بہت پسند تھا، اپنے تن پر پہنی سفید وردی اس کا عشق، اس کا مان اور اس کی محبت تھی، جسے پہنتے ہوئے اس نے قسم کھائی تھی کے اگر کبھی موقع آیا تو وہ اس نیلے سمندر کو مٹی مان کر خود پر اوڑھ لے گا

وہ نا جانے کتنی دیر ان سوچوں میں گم رہتا تھا جب اس کی جیب میں موجود سپیشل سیل پر کال آئی، یہ سیل خاص قسم کا موبائل ہوتا ہے جسے ہیڈ کوارٹر کے علاوہ بات کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے

اسلام علیکم" مجتبی نے فون اٹھاتے کان سے لگایا، اس کی آواز اپنے آفس" میں سفید اور آل پہنے کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھی حرم کے کانوں میں رس گھول گئی تھی

"وعلیکم السلام! کیسے ہیں؟" دھیمی سی آواز میں پوچھا تھا اس کے انداز پر مجتبیٰ دلکشی سے مسکرا دیا

"الحمدللہ مسز، آپ بتائیں، کیا کر رہی تھیں؟" سامنے نظر اٹھا کر دیکھتے پوچھا

"ابھی راؤنڈ سے واپس آئی تھی تو سوچا آپ کو کال کر لوں، آپ کیا کر رہے تھے" اس کی مسکراتی آواز محسوس کرتے حرم بھی مسکرا دی

"میں دور دور تک پھیلے وسیع و عریض سمندر کو دیکھ رہا ہوں، آپ کو پتا ہے ہنی یہ منظر اتنا حسین ہے کے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں بیان کرنے کے لیے" مجتبیٰ کی آواز میں عشق اور جنون کی آنچ تھی

"مجھ سے بھی زیادہ حسین ہیں کیا؟" حرم کو عجیب سی جلن ہونے لگی تھی مجتبی کو اس سے زیادہ کوئی چیز عزیز ہو یہ اس کی برداشت سے باہر تھا

"آپ کا مقابلہ میں کسی بھی چیز سے نہیں کر سکتا میری جان، اگر میرا ملک میری جان ہے تو آپ میری روح ہیں، نہ جان کے بغیر زندگی ممکن ہے اور نہ روح کے بغیر، اور اس وقت میرا دل چاہ رہا ہے کے کاش آپ اس وقت یہاں ہوتیں" اس کے لہجے میں محبت ہی محبت تھی

"اچھا اگر میں وہاں ہوتی تو آپ کیا کرتے؟" حرم اس کی محبت محسوس کرتے ہلکی پھلکی ہو گئی تھی

"میں، میں آپ کو بانہوں میں بھر کر قریب کر لیتا اور پھر" آنچ دیتا لہجہ حرم کی دھڑکن بڑھا گیا تھا

پھر؟"لب دانتوں میں دبائے پوچھا تھا"

اپنے ہونٹ آپ کے کان کے قریب لے کر جاتا، پھر "سارے جذبات اس کے لفظوں میں سمٹ آئے تھے

پھر؟"حرم کا دل اس کے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا تھا"

پھر بڑے پیار سے کہتا"مجتبی آہستہ آہستہ بول رہا تھا"

کیا؟"حرم دل و جان سے متوجہ ہوئی تھی"

مچھلی جل کی رانی ہے"

جیون اس کا پانی ہے

ہاتھ لگاؤ گے تو ڈر جائے گی

باہر نکالو گے تو مر جائے گی" مجتبی خود ہی کہتے قہقہ لگا کر ہنس دیا

دوسری طرف حرم جو کچھ اچھا سننے کی منتظر تھی اس کی بات سن کر حیران پریشان تھی مگر پھر اپنی حالت اور اس کی بات یاد کرتے خود بھی ہنسنے لگی

وہ دونوں ہنس رہے تھے ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا حرم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے ہنس ہنس کے، وہ جب بھی رکتی دوبارہ یاد آنے پر پھر سے ہنس دیتی

مجتبی، آپ کا کوئی حال نہیں ہے" بامشکل ہنسی روک کر حرم نے کہا"

"بس جی کبھی غرور نہیں کیا" سر کو خم دیتے اس نے ایک ادا سے کہا جس مجتبی کو اندر سے بلاوا آ گیا

"او کے ہنی، مجھے جانا ہے پھر بات ہو گی، اللہ حافظ اینڈ لو یو، اپنا خیال رکھیے گا" مجتبی نے پیار سے اسے کہا

"اللہ حافظ اینڈ مس یو" آخری بات اتنی آہستہ کہی تھی کے وہ خود بھی بامشکل سن سکی تھی۔

حرم فون بند کرتے ایک بار پھر ہنس دی، پر نیاں جو وہیں آ رہی تھی اس نے حیرانی سے حرم کو اتنا ہنستے دیکھا

کیا ہوا ہے یار، کیوں اکیلی اکیلی ہنس رہی ہو" پری حیرانی سے اس کے سامنے بیٹھتے پوچھا

کچھ نہیں یار، تمہارا بھائی ناں اپنے نام کا انوکھا پیس ہے" ایک بار پھر ہنسی چھوٹی تھی

قسم سے یار کہنے کو میرے دونوں بھائی جڑواں ہیں مگر دونوں میں زمیں آسمان کا فرق ہے، ویسے ہوا کیا ہے؟" پری نے نفی میں سر ہلاتے بولا اس کے پوچھنے پر حرم نے اسے ساری بات بتائی

اب وہ دونوں ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں، مجتبی جب بھی ان کے ساتھ ہوتا ایسے ہی انہیں ہنساتا رہتا تھا حرکتوں میں وہ بلکل احتشام پر گیا تھا

@@@@@@@@@

حسال کو دو دن ہو گئے تھے آفس آتے ہوئے، شاہ زیب اسے ہر چیز خود سکھا رہا تھا کبھی کبھار اسے بہرام سے بھی مدد لینی پڑ جاتی تھی، بہرام کی سیکریٹری ایک لڑکی تھی، فلک بہت ماڈرن اور خوبصورت لڑکی تھی

حسال کا تو اسے دیکھ کر ہی منہ بن جاتا تھا اس کا اور بہرام کا رشتہ ابھی آفس میں کسی کو معلوم نہیں تھا اسی لیے فلک میڈم بہرام پر ڈورے ڈالنے میں مصروف تھیں

آج بھی حسال ایک فائل لے کر بہرام کے آفس میں آئی تھی جس پر اسے اس کی مدد چاہیے تھی وہ بغیر ناک کیے اندر آئی تھی سامنے ہی بہرام لیپ

ٹاپ پر جھکا ہوا تھا جبکہ فلک اس کے بلکل قریب جھک کر کھڑی اسی کچھ بتا رہی تھی

دوپٹے کے بغیر فل فیٹنگ شرٹ میں فلک اسے زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھی اس کے اندر آنے پر فلک سیدھی ہو کر کھڑی ہوئی

"مس حسال آپ کو تمیز نہیں ہے باس کے کیبن میں آنے کی، بغیر ناک کیے اندر آگئیں ہیں آپ" فلک نے سختی سے حسال کو سنائیں تھیں جس پر حسال نے ایک کٹیلی نظر بہرام پر ڈالی

جیسے کہہ رہی ہو سمجھالیں اپنی سگی کو، بہرام کو اس کی نظریں دیکھ کر ہنسی تو بہت آئی مگر پھر اپنی مسکراہٹ دبا گیا

جی مس حسال آپ کو کوئی کام تھا کیا" بہرام نے بات بدلنے کی خاطر پوچھا"

جی سررر، آپ سے ایک فائل ڈسکس کرنی ہے اکیلللے میں "اپنی بات پر زور دیتے حسال نے ایک تیش بھری نظر فلک پر ڈالی تھی

اوکے، مس فلک یو مے گو ناؤ، اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کو بلالوں گا"""
بہرام نے فلک کو جانے کا اشارہ کیا

مگر سر، ہم ضروری کام کر رہے تھے" فلک کو حسال کی مداخلت پر غصہ آرہا تھا

مس فلک آپ نے شاید سنا نہیں سر نے کیا کہا ہے، انگلش سمجھ آتی ہے یا" میں ایکسپلین کروں؟" سینے پر بازو باندھ کر حسال نے اسے باہر کا راستہ دکھایا تھا

فلک اپنی ہتک محسوس کرتے غصے سے فائلز اٹھاتے باہر نکل گئی، اس کے جانے کے بعد حسال نے فائل ٹیبل پر پٹخی اور غصے سے اس کے پاس آئی

فوراً سے پہلے اپنی سیکرٹری بدلیں، دوبارہ اگر یہ ڈائن آپ کے قریب نظر" آئی ناں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا" اس کی چیئر کے ہینڈل پر ایک ہاتھ رکھے دوسری انگلی اٹھا کر وہ قدرے جھک کر بولی

بہرام تو اس کی جرت دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا مطلب اس نے تو سویٹ کی بات کو مزاق سمجھا تھا مگر حسال میڈم تو سچ میں خونخوار بن گئی تھیں

"جسٹ حسال، وہ صرف میری سیکرٹری ہیں، کام کے لیے موجود ہیں یہاں،
کام ڈاؤن" بہرام نے آرام سے اسے سمجھانا چاہا

"کام، معلوم ہے مجھے وہ یہاں کتنا کام کرتی ہے، بہتر ہے میری بات مان لیں
ورنہ اگر میں نے اسے آپ سے دور کیا تو آرام سے تو بلکل نہیں کروں گی"
حسال کے غصے میں زرا بھی کمی نہیں آئی تھی

بہرام نے مسکراہٹ دبا کر اس کی اٹھی ہوئی انگلی تھام کر اسے ایک جھٹکے سے کھینچا، حسال نے بامشکل اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر خود کو اس پر گرنے سے بچایا تھا

"کیا بات ہے مسز بہرام خانزدہ، یہ والی حسال اب تک کہاں تھیں، میں تو اپنی بیوی کو معصوم اور بھولی سی سمجھتا تھا مگر آپ تو شیرنی بن گئی ہیں" اس کی ناک سے ناک ٹکراتے محبت سے بولا

"میں معصوم اور بھولی ہی ہوں مگر صرف تب تک جب تک کوئی میرے شوہر پر بری نظر نہیں ڈالے گا، اگر کبھی بھی کسی نے آپ کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی تو میں اسے جان سے مار دوں گی" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مضبوط لہجے میں بولی

"ہمم، اگر مجھے پتا ہوتا ہے آپ کسی اور کو میرے قریب دیکھ کر اس طرح اظہار کر دیں گی تو میں پہلے ہی آپ کو آفس لے آتا" سنجیدہ سے لہجے میں شرارت کی تھی

اہمم،" شاہ زیب خانزادہ کی آواز پر حسال جلدی سے سیدھی ہوئی تھی اس" وقت اس کا دل چاہ رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے حالانکہ ان میں اچھا خاصا فاصلہ تھا بات کرتے ہوئے مگر وہ اس کے کندھوں پر جھکی ہوئی تھی یہی بات اسے شرمندہ کر رہی تھی

کیا بات ہے بیٹا جی، جس دن سے میری بہو آفس آ رہی ہیں آپ کے تو انداز" ہی بدل گئے ہیں" حسال جلدی سے فائلز اٹھاتے باہر جا چکی تھی اس کے جاتے ہی شاہ زیب نے بہرام کو دیکھا

بابا پلیز یار، آپ غلط سمجھ رہے ہیں، آپ کی بہو یہاں دھمکی دینے آئی" تھیں، کے اگر میں نے اپنی سیکرٹری نہیں بدلی تو مجھے اور اسے دونوں کو نہیں چھوڑیں گی" بہرام نے منہ بسور کر انہیں ان کی لاڈلی کی شکایت کی تھی

ہاہاہاہا، سہی ہے یار، اس کا مطلب میری بہو اپنی ساس پر گئی ہیں، تمہاری ماما" نے بھی کبھی کسی لڑکی کا سایہ بھی برداشت نہیں کیا مجھ پر "شاہ زیب کو آب کا مشک سے پہلی بار جیلس ہونا یاد آیا

اب آپ بتائیں میں کیا کروں ؟" بہرام آج سہی میں حیرت زدہ ہوا تھا" حسال کا نیا روپ دیکھ کے

بیٹا سیکرٹری بدلو، اور کوئی اوپشن نہیں ہے آپ کے پاس، ایسا کرو حسال کو" فلک کی پوسٹ دے دو "انہوں نے آخر میں سنجیدگی سے مشورہ دیا

ہمممم، اب تو کچھ کرنا ہی پڑے گا" بہرام کی پر سوچ نظریں دروازے پر ٹکی" تھی جہاں سے کچھ دیر پہلے اس کی شیرنی باہر گئی تھی

@@@@@@@@@@

کل ذین کو مظہر کے ساتھ انڈیا جانا تھا، اس نے گھر میں دوستوں کے ساتھ مری جانے کا بہانہ بنایا تھا، اسے نہیں معلوم تھا وہ جس دلدل میں جارہا ہے وہاں سے واپس آسکے گا یا نہیں مگر اسے جانا تھا

زندگی رسک لینے کا نام ہے وہ بھی یہ رسک لینا چاہتا تھا اگر اس کی وجہ سے کسی کو انصاف مل سکتا تھا تو کیا حرج تھا، مگر وہ جانے سے پہلے پرنیاں سے ملنا چاہتا تھا

ہاں سے سچ تھا کے اس نے کبھی اسے محبت سے مخاطب نہیں کیا تھا مگر یہ بھی سچ تھا کے وہ اس کی منکوحہ تھی، اور نکاح ایک ایسا بندھن ہے جو خود باخود دلوں میں گنجائش نکال لیتا ہے

اس کے لیے بھی پر نیاں بہت اہم تھی، اس نے کبھی اس بارے میں زیادہ نہیں سوچا تھا مگر یہ سچ تھا کے وہ محبت کرتا تھا پر نیاں سے، مگر اس محبت کو دل کے نہاں خانوں میں چھپا کر رکھتا تھا

بلکہ سچ تو یہ تھا کہ وہ خود کو پر نیاں کے قابل نہیں سمجھتا تھا، وہ بہت پیاری تھی، ایک قابل آرمی ڈاکٹر تھی اور وہ کیا تھا ایک ضدی، بگڑا ہوا شخص جو کسی قابل نہیں تھا

وہ آج اسلام آباد آرمی ہوسپٹل آیا تھا، حرم اور پری ہوسپٹل کے قریب ہی ایک فلیٹ میں رہ رہی تھیں گھر دور ہونے کی وجہ سے روز آنا جانا ممکن نہیں تھا، اسی لیے وہ وہاں رہ رہی تھیں

اس نے حرم سے پرنیاں کا پوچھا تھا اور یہ بھی کہا تھا کے پری کو یہ بات نہ پتا چلے، حرم نے اسے بتایا کے اس کی آج نائیٹ ڈیوٹی تھی جبکہ پرنیاں ابھی ڈیوٹی دے کر واپس گئی تھی، حرم نے ہی اسے چابی گارڈ سے لینے کا کہا تھا

رات ہوتے ہی وہ وہاں آگیا تھا اس میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کے اس سے بات کرتا یا اس کے کسی سوال کا جواب دیتا، اسی لیے اس کے سونے کا انتظار کر کے آیا تھا، وہ اندر آیا تو پری حسبِ توقع سو رہی تھی

وہ چپ چاپ آکر اس کے قریب بیٹھ گیا، گردن تک کمفرٹر اوڑھے وہ سکون سے سو رہی تھی، ذین کئی ثانیے اس کے معصوم پر سکوں چہرے کو دیکھتا رہا، وہ سوتے ہوئے بہت خوبصورت لگ رہی تھی

آئی ایم سوری پری" ذین اتنی آہستہ بولا تھا کے خود بھی اپنی آواز نہیں سن سکا

"میں جا رہا ہوں پری، مجھے نہیں معلوم میں لوٹ سکوں گا یا نہیں، جہاں میں جا رہا ہوں وہاں کیا چیز میری منتظر ہے، تم بہت پیاری ہو، مجھ سے کہیں زیادہ اچھا انسان ڈیزرو کرتی ہو، اگر میں لوٹ نہ سکا تو کسی ایسے انسان کا ہاتھ تھام لینا جو تمہیں مجھ سے بھی زیادہ چاہتا ہو،" ذین اس کی طرف جھکے آج پہلی بار اتنا زیادہ بول رہا تھا

"اپنا خیال رکھنا میری جان، اور مجھے معاف کر دینا" اس کے ماتھے کو نہایت نرمی سے چھوتے وہ اٹھا تھا اور بغیر مڑے وہاں سے نکلتا چلا گیا، پری نیند میں اپنے محرم کا پہلا لمس تک محسوس نہ کر سکی

ناجانے اس کی قسمت میں دوبارہ یہ لمس لکھا بھی تھا یا یہ ذین کی محبت کی پہلی اور آخری مہر تھی، زندگی کا نیا باب شروع ہونے جا رہا تھا جہاں سب کچھ الجھنے یا شاید سلجھنے والا تھا

نیلے فلک پر دور دور تک پرواز کرتے ان طیاروں میں ایک طیارہ اس کے ارتضی کا بھی تھا جسے وہ بڑی مہارت سے آسمان کی بلندیوں میں لے کر جاتا اور واپس لاتا تھا، وہ ناجانے کب سے اکیڈمی کے گراؤنڈ کے ایک ویران گوشے میں بیٹھی آسمان پر نظریں ٹکائے ہوئے تھی

وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتی تھی جب بھی ارتضی فلائیٹ کے لیے یا اٹیک کے لیے جاتا وہ خاموشی سے یہاں آ کر بیٹھ جاتی اور جب تک وہ واپس ناں آتا ایسے ہی آسمان میں پرندوں کی مانند اڑتے طیاروں پر نظریں ٹکائے رکھتی

اسے ارتضی کے بنا اس دنیا سے خوف محسوس ہوتا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے اس کے ارد گرد محض ایک ویران جنگل ہے جس میں وہ ارتضی کے بغیر بھٹک جائے گی اور اس جنگل کی تاریکی اسے اپنی لپیٹ میں لے لے گی

ارتضی نے بہت کوشش کی تھی اس بہادر بنانے کی، دنیا کا سامنا کرنے کی طاقت اس کے اندر پیدا کرنے کی، وہ بہت حد تک اس میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اس سب میں وہ خود حریم کے لیے لازم وملزوم بن گیا تھا، وہ باقی سب کا سامنا کر سکتی تھی مگر تب تک جب تک وہ اسکے ساتھ ہوتا

ٹھیک دو گھنٹے بعد اسے اپنی مخصوص یونیفارم میں ارتضی آتا ہوا دکھائی دیا، اس کے چہرے پر من موہنی سی مسکان تھی جیسے وہ جانتا تھا کے حریم اسے وہیں اپنا انتظار کرتی ملے گی

وہ پاس آیا تو حریم بنا کچھ بولے چپ چاپ اس کے ساتھ لگ گئی جیسے اس کے ہونے کا یقین چاہتی تھی، لڑکیاں کمزور نہیں ہوتیں بس کبھی اپنوں کو کھونے کا ڈر تو کبھی اپنوں کی بے پناہ محبت انہیں کمزور بنا دیتی ہے

"میں ٹھیک ہوں پرنسس، اور وعدے کے مطابق ٹھیک دو گھنٹے بعد آپ کے پاس ہوں" مجتبی اس کے بال اور کمر سہلاتے ہوئے بولا

"میں ڈر گئی تھی" ہمیشہ کا کہا گیا جملہ حاضر تھا

"ایک آرمی آفیسر کی بیٹی، ایک آفیسر کی منکوحہ اور اب خود ایک آفیسر ہو کر آپ ڈر گئی، نوٹ فیئر زندگی، آپ حریم ہیں ارتضی کی حریم جو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا تو آپ کیسے ڈر سکتی ہیں" ارتضی اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے پوچھ رہا تھا

"میں ڈرنا نہیں چاہتی مگر جب آپ کے بغیر ایک لمحہ بھی تصور کرتی ہوں ناں تو اس لمحے سے خوف آتا ہے مجھے" حریم آنکھیں جھکائے نم آواز میں بولی

"بی بریو پرنسس، میں چاہے آپ کے سامنے رہوں یا نہ ناں رہوں ایک بات یاد رکھیے گا کے میں آپ کے ساتھ ہمیشہ رہوں گا، آپ کا سایہ بن کر" ارتضی اس کی کمزوری اچھی طرح سمجھتا تھا اسی لیے وقتاً فوقتاً اسے سمجھاتا رہتا تھا

چلیں اب ایک پیاری سی سمائل دیں اور روم میں جائیں شام ہو رہی ہے " ، سردی بھی بڑھ رہی ہے "ارتضی نے اپنی انگلیوں سے اس کے لبوں کو مسکرانے کے انداز میں پھیلایا

اس کے کندھوں کے گرد بازو پھیلائے اس کے روم کی طرف بڑھا، شام ہو رہی تھی اسی وجہ سے وہاں زیادہ کیڈیٹس نہیں تھے، روم کے باہر آتے اس نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا اور اس کے اندر جاتے ہی خود واپس مڑ گیا

فریحہ جو سامنے سے آ رہی تھی ارتضی کو وہاں دیکھتے ہونٹوں پر پر اسرار سی مسکراہٹ سجائے آگے بڑھی، ارتضی ابھی واپس مڑا ہی تھا جب وہ زور سے ارتضی سے ٹکرائی

ارتضی نے بے ساختہ مقابل کو گرنے سے بچانے کے لیے اسے کمر سے تھاما،
فریحہ تو اتنی قریب سے ارتضی کو دیکھ کر ہی اس کی آنکھوں میں کھو گئی تھی
ارتضی نے جلدی سے سیدھا ہوتے اسے سیدھا کیا

آر یو آل رائٹ مس "اسے کھڑا کرتے ارتضی نے سنجیدگی سے پوچھا اسے "
یہ لڑکی ویسے ہی زہر لگتی تھی جب بھی نظر آتی تھی کوئی ناں کوئی اوچھی
حرکت ہی کرتی تھی

فریحہ "اسے غصہ تو بہت آیا کے اتنی بار وہ اسے نام بتا چکی تھی مگر وہ ہر بار "
بھول جاتا تھا مگر پھر بھی مسکرا کر بولی

مس وٹ ایور از یور نیم، آئی ایم آسکنگ اف یو آر فائن اور ناٹ "اب کی "
بار اس نے سرد انداز میں کہا تھا یہ لڑکی تو زیادہ ہی پھیل رہی تھی

آہہہ، سر میرا پاؤں "فریحہ کو اس کے ایٹیٹیوڈ پر غصہ تو آیا مگر پھر مصنوعی "کراہتے ہوئے اپنا پیر تھام گئی (اب تو یہ کھڑوس مجھے ضرور اٹھا کر روم میں چھوڑ کر آئے گا) وہ لنگڑاتے ہوئے دیوار کا سہارا لینے لگی

حریم، حریم کم فاسٹ "اس نے ہلکا سا مڑتے حریم کو آواز دی"

جی؟" حریم اس کی آواز پر جلدی سے باہر نکلی"

یہ آپ کی روم میٹ کے پاؤں میں شاید موچ آگئی ہے انہیں روم میں لے "جائیں، اور ان کے بینڈیج بھی کر دیجیے گا" اس کا گال تھپتھپا کر کہتے ارتضی باہر کی جانب بڑھ گیا

فریحہ کا سارا پلین خراب ہو گیا تھا، اب وہ حریم کی مدد لیتی اتنے خراب دن بھی نہیں آئے تھے اس کے سو آرام سے چلتے ہوئے روم میں داخل ہو گئی

کیا ہوا فریحہ، آپ کے تو چوٹ لگی تھی؟" حریم نے اسے خود سے چلتا دیکھ کر معصومیت سے پوچھا

نہیں زیادہ نہیں لگی، میں اب ٹھیک ہوں" مصنوعی مسکراہٹ سجائے اسے دیکھا

ہمم اوکے" حریم کندھے اچکاتی اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئی، فریحہ نے سوچ لیا تھا اب تو چاہے کچھ بھی ہو جائے ارتضی کو تو وہ حاصل کر کے ہی رہے گی

@@@@@@@@

گوہر خان نے جب سے سویٹی کو دیکھا تھا تب سے وہ اس کے حواسوں پر سوار تھی اور گوہر خان ان لوگوں میں سے تھا جو جب کسی چیز پر نظر ٹکا لیتے تھے پھر اسے حاصل کر کے رہتے اور جو چیز حاصل ناں ہوتی اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیتے

ہاں گل جان بولو؟ کیا خبر ملی ہے ہماری خانم سائیں کے بارے میں؟" وہ" بڑے کروفر سے اپنی نشت پر براجمان اپنے سامنے موجود گل جان سے مخاطب ہوا تھا

خان سائیں، بی بی جی کا تعلق وادی کمراٹ کے خانزادہ قبیلے سے ہے، وہ قبیلے " کے سردار کی بیٹی ہیں سائیں، شاہ زیب خانزادہ جو اپنی آبائی حویلی چھوڑ کر

اسلام آباد میں رہتے ہیں، اور سائیں، ایک اور بات پتا چلی ہے "گل خان کہتے کہتے جھجکا تھا کیونکہ گوہر خان غصے میں اپنی سدھ بدھ کھو بیٹھتا تھا

کیا بات ہے گل جان، جلدی بولو "اس کی سرد آواز پر گل جان کانپا تھا"

خان سائیں وہ، وہ "اگر وہ یہ خبر نہ دیتا تب بھی مرتا اور دے دیتا تب بھی" مرتا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے

گل جان اس سے پہلے کے ہم تمہارے سینے میں اپنی بندوق کی ساری" گولیاں اتاریں اپنی زبان کھولو "گوہر خان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا تھا

خان سائیں بی بی کا نکاح دو سال پہلے خاقان قبیلے کے سردار حوزان خاقان " سے ہو چکا ہے جو بڑے سردار کے چھوٹے بیٹے ذیشان خاقان کا بیٹا ہے" گل جان نے ڈرتے ڈرتے بات مکمل کی تھی

نہیں ں ں ں، یہ نہیں ہو سکتا، پہلی بار گوہر خان نے کسی کو سچے دل سے " چاہا ہے، وہ ہمارے سوا اور کسی کی نہیں ہو سکتی" گوہر خان نے ٹانگ مار کر اپنے سامنے رکھے میز کو چکنا چور کیا تھا

مگر خان ان کا نکاح ہو چکا ہے" گل خان نے آہستہ سے کہا تھا وہ اس کا خاص " آدمی تھا تب ہی یہ بات کر کے اب تک زندہ تھا

"تو کیا ہوا جیسے نکاح ہوا تھا ویسے ٹوٹ بھی جائے گا، اس میں کونسی بڑی بات ہے،" گوہر خان کی نظروں میں حوزان خاقان کا سراپہ لہرایا تھا وہ جانتا تھا حوزان سے سویٹی کو الگ کرنا آسان نہیں ہوگا

"لیکن خان، اگر اس سردار نے بی بی کو طلاق نہ دی تو آپ کیا کریں گے ؟" گل خان کو اس کے ارادے نیک ہرگز نہیں لگ رہے تھے

"اگر وہ آرام سے میرے راستے سے نہیں ہٹا تو مجبوراً مجھے اسے اس دنیا سے ہی اٹھانا ہوگا، جو میں بلکل نہیں چاہتا، مگر اپنی خانم کے لیے میں کچھ بھی کروں گا" لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ سجائے گوہر خان کے ماتھے پر سوچوں کے جال بکھرے ہوئے تھے

دوسری طرف شاہ زیب ولا میں سویٹی جب سے گوہر خان سے ملی تھی تب سے اسے عجیب سا خوف گھیرے میں لیے ہوئے تھا، دو دن سے وہ ناں تو ٹھیک سے کھا پی رہی تھی اور ناں اچھل کود کر رہی تھی

آب اور شاہ زیب بھی اسے خاموش دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے ورنہ وہ کبھی اتنا عرصہ سکون سے نہیں بیٹھتی تھی آب کے بار بار پوچھنے پر بھی وہ کچھ بتانے کو تیار نہیں تھی

وہ اس دن حوزان کو سب کچھ بتا تو دیتی مگر اسے پتا تھا حوزان غصے میں اسی وقت گوہر خان کی تلاش میں نکل پڑتا اور پھر اس کا جو حال کرتا وہ بھی وہ اچھے سے جانتی تھی اور وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی کے حوزان کوئی نئی دشمنی پالے

آب نے اس کی مسلسل خاموشی سے تنگ آتے حوزان کو فون کیا تھا کیونکہ حوزان وہ واحد انسان تھا جو اس سے ہر بات اگلوا سکتا تھا

السلام علیکم "حوزان نے فون اٹھا کر کان سے لگایا"

وعلیکم السلام حوزان بیٹا، آب بات کر رہی ہوں "آب نے اس کی آواز سن" کر محبت اور شفقت سے جواب دیا

جی ممانی جان، کیسی ہیں آپ خیریت سے فون کیا؟ "حوزان اس کی آواز" پہچان چکا تھا

حوزان بیٹا میں تو ٹھیک ہوں مگر تمہاری سویٹ ٹھیک نہیں ہے "آب کے "کہنے پر وہ جو پہلے ہی دو دن سے اس کی کال نہ آنے پر پریشان تھا ایک دم سیدھا ہوا

کیا ہوا سویٹ کو ممانی جان ؟ "ساری فائلز سائیڈ پر کرتا وہ پریشانی سے ان کی " طرف متوجہ ہوا

بیٹا جس دن سے آپ لوگ شاپنگ سے واپس آئے ہیں اس دن سے وہ " عجیب بی ہیو کر رہی ہے ،نہ ڈھنگ سے کھانا کھاتی ہے ،نہ کوئی شرارت کرتی ہے بس چپ چپ سی ہے ، کیا کچھ ہوا تھا اس دن "آب کو لگا شاید ان دونوں میں کوئی ان بن ہوئی ہو گی

"نہیں تو ممانی جان، اس دن تو کوئی بات نہیں ہوئی، خیر میں آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچتا ہوں پھر ان سے پوچھوں گا کیا معاملہ ہے" حوزان کو اس دن والی اس کی حالت یاد آئی تھی

"ٹھیک ہے بیٹا، آپ ہی اب دیکھو اس لڑکی کو ویسے بھی آپ سب نے لاڈ پیار دے دے کر اسے بگاڑ دیا ہے" آب نے ایک بار پھر اسے وہی سنایا تھا جو وہ ہمیشہ کہتی تھی

"ممانی جان، بچی ہیں وہ ابھی، ٹھیک ہو جائیں گی، آپ فکر مت کریں""
حوزان ان کی شکایت پر مسکرا دیا

ابھی وہ بچی ہیں، ایک دو سال میں ہم آپ کی شادی کر دیں گے اور آپ "
شادی کے بعد بھی انہیں بچی کی طرح ہی ٹریٹ کرتے رہیے گا" آب کو
صدمہ ہوا تھا اپنی اٹھارہ سالہ بیٹی کے لیے بچی لفظ سن کر

ممانی جان، ان کے بچپنے اور معصومیت سے عشق ہے مجھے اور آپ فکر مت "
کریں میں انہیں سمبھال لوں گا، ابھی رکھتا ہوں اللہ حافظ " حوزان ان کی
بات پر مسکرا دیا

اللہ حافظ بیٹا" آب نے مسکرا کر کہتے فون بند کر دیا"

حوزان کے چہرے پر تفکر چھایا تھا اسے جلد از جلد سویٹ کے پاس پہنچنا تھا اور
اس سے اس کی پریشانی کی وجہ جاننی تھی، اس کی سویٹ معمولی سی بھی ٹینشن
میں ہو یہ وہ ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا

@@@@@@@@

پینتھر، لیپرڈ اور سوان تینوں آج انڈیا جا رہے تھے، ان کا ارادہ بارڈر کراس کر کے جانے کا تھا مگر اس میں رسک تھا اگر بھارتی فوج کو بھنک بھی لگ جاتی تو وہ الرٹ ہو جاتے اور ان کا را میں شامل ہونا مشکل ہو جاتا

اسی لیے ہائی کمانڈ کے آرڈر پر وہ لوگ پلین سے جا رہے تھے انہوں نے نکلی پاس پورٹ بنوا لیے جن کے مطابق وہ بھارتی شہریت رکھتے تھے، سوان اور لیپرڈ کو بھارتی میاں بیوی کے روپ میں ڈھالا گیا تھا

لیپرڈ نے بہت شور مچایا کے اسے اس بندریا کے ساتھ ہر گز نہیں جانا مگر پینتھر کی ایک گھوری پر وہ فوراً سیدھا ہوا تھا، اور اب وہ تینوں پلین میں بیٹھے اپنی منزل کی جانب گامزن تھے

لیپرڈ اور سوان دونوں ساتھ بیٹھے تھے جبکہ پینتھر ان سے کچھ فاصلے پر موجود تھا، سوان اور لیپرڈ نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کا قتل کر دینا چاہتے تھے وہ دونوں ہر دو منٹ کے بعد ایک دوسرے کو زبردست سی گھوری سے نوازتے

لکشمی، ارے او لکشمی دیوی، یہ زرا ٹانگیں تو سیدھی کرو مجھے باہر جانا ہے""""
لیپرڈ اور سوان کے نکلی نام لکشمی اور راکیش تھے سوان کو سب سے زیادہ زہر تو اپنا نام لگ رہا تھا

اس کی یہ ناپسندیدگی لیپرڈ نوٹ کر چکا تھا تب ہی اسے چڑانے کے لیے اونچی آواز میں بولا

سوامی میں آپ کے ساتھ ہی بیٹھی ہوں اتنا چلا چلا کر کیوں بول رہے ہیں"'' کافی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر سوان نے اسے گھوری سی نواز ا تھا

ارے لکشمی مجھے لگا کہیں جہاز میں بیٹھ کر تمہاری سننے کی حس خراب نہ ہو گئی ہو اسی لیے اونچی بولا" لیپرڈ کو اس کا تپا تپا انداز مزہ دے رہا تھا

سوامی میں آپ کی طرح پہلی بار پلین میں نہیں بیٹھی سو بے فکر رہیں میری حسِ سماعت بھی بلکل ٹھیک ہے اور ہاتھ پاؤں بھی" سوان نے اب بھی بار غصے سے دھیمی آواز میں کہا تھا

"لکشمی تم غصے میں کتنی حسین لگتی ہو" سامنے بیٹھی عورت کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر لیپرڈ نے مصنوعی مسکراتے ہوئے اسے دیکھا

"اگر ایک اور بار آپ نے مجھے اس فضول نام سے پکارا ناں میجر، تو میں آپ کو اٹھا کر باہر پھینک دوں گی" دانت پیستے اس نے سرگوشی میں بولی

"ابھی سے پریکٹس کر لیں سوان جی، ابھی آپ کو کافی عرصہ یہی نام سننا ہے" لیپرڈ اسے چڑانے کے لیے شرارت سے بولا

"آپ کے علاؤہ اور کسی کو ضرورت نہیں پڑے گی فضول میں میرا نام چلا چلا کر لینے کی" سوان کو پتا تھا اس کی کسی بات کا اثر اس ڈھیٹ پر نہیں ہونا

بھئی میں تو پکاروں گا ہی آخر کو آپ میری دھرم پتنی ہیں "نچلا لب دانتوں" میں دبائے لیپرڈ نے شرارت کی

میجر، کین یو پلیز شٹ یور ماوتھ فار سم ٹائم "سوان نے اس کے آگے ہاتھ" جوڑ کر کہا

اوکے اوکے اب نہیں بولوں گا، ویسے کیا آپ تھوڑی جگہ دیں گی مجھے جانا" ہے "لیپرڈ نے اب کی بار آرام سے کہا تھا

جائیں "سوان نے دانت پیس کر سائیڈ پر ہوتے کہا، وہ دونوں لڑتے" جھگڑتے ایک نئے سفر پر گامزن تھے جہاں ان کی زندگیاں بدلنے والی تھیں

مجتبی اور شہیر دونوں شپ کے بیسمینٹ میں موجود تھے جب اچانک الارم کی آواز پر ان کا دھیان ریڈار کی طرف گیا، مجتبی نے دوربین سے ارد گرد کا جائزہ لیا مگر پانی کے اندر کچھ نہیں تھا اس کا مطلب وہ جو کوئی بھی تھا وہ سمندر کے اوپر تھا

مجتبی بھاگتے ہوئے بیسمنٹ سے نکلا، باہر آکر دوربین سے دیکھا تو ایک شپ ان کے ائیریا میں داخل ہو رہا تھا وہ شپ دیکھنے میں ہی کچھ گڑبڑ لگ رہا تھا مجتبی نے سے دیکھا تو اس شپ میں اسلحہ بردار آدمی کھڑے پہرہ داری کر رہے تھے

وہ سمجھ گیا تھا کے یہ سمگلنگ شپ ہے اور اس میں یا تو اسلحہ کی یا پھر کسی اور چیز کی سمگلنگ کی جا رہی ہے، اور ان کے چہروں سے لگ رہا تھا جیسے وہ لوگ غلطی سے اس طرف آگئے ہوں جس کا اندازہ انہیں خود بھی نہیں تھا

ہیلو! کنڑول روم، کمانڈر مجتبیٰ ولید حیدر رپورٹنگ،اوور "اس نے واکی ٹاکی نکال کر رپورٹ کی تھی

یس کمانڈر، کنڑول روم،اوور "سامنے سے آفیسر کی آواز سنتے مجتبی نے انہیں رپورٹ کی

وی ٹارگٹ آسمگلنگ شپ ان آور ائیریا، کین وی اٹیک آن اٹ،اوور "" اس کے پاس وقت کم تھا اسے جو بھی کرنا تھا ابھی کرنا تھا

وی ول سینڈ ٹیم بی دئیر دین یو کین پروسیڈ،اوور "کنڑول روم نے آرڈر ملتے ہی وہ اندر بھاگا

اندر جا کر اس نے اپنا سپیشل اٹیک سوٹ پہنا، جیکٹ پہنے، شوز پہن کر گن کو لوڈ کیا، سر پر مخصوص ڈائیونگ کیپ پہنتے وہ باہر نکلا تھا، تب تک فضاء میں ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی

کچھ ہی دیر میں انہوں نے لائف بوٹ نکالی اور اس میں سوار ہوتے پوری تیزی سے اس سمگلنگ شپ کی طرف روانہ ہوئے، کچھ دور پہنچ کر مجتبی جو لیڈ کر رہا تھا اس نے سامنے موجود اسلحہ برداروں کا نشانہ لیا

اس کے نشانہ باندھتے ہی اس کی ٹیم کے نوجوان بھی ایک ایک آدمی پر گن پوائنٹ کر چکے تھے، مجتبی کے ہاتھ کے کیے اشارے پر تین سیکنڈ بعد انہوں نے ایک ساتھ اٹیک کیا تھا، سامنے موجود سب دشمن واصل جہنم ہو چکے تھے

مگر دوسری طرف موجود لوگ چوکنا ہو گئے تھے تب ہی اپنے بچاؤ میں وہ کسی ناں کسی چیز کی آڑ میں ہو کر فائرنگ کر رہے تھے مگر اس طرف سے ہوتی مسلسل فائرنگ کی وجہ وہ لوگ بوکھلا گئے تھے

شپ میں پہنچتے ہی مجتبی اور اس کے ساتھی باری باری شپ میں چڑھے تھے، پاک فوج کے یہ جیالے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے سب دشمنوں کو واصل جہنم کرتے جا رہے تھے

مجتبی شپ پول کی آڑ میں ہوتا احتیاط سے فائرنگ کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ہر طرف نظر رکھے اپنے جوانوں کو بھی پروٹیکٹ کر رہا تھا یہ سب نوجوان کسی ماں کے بیٹے، کسی بہن کے بھائی اور کسی بیوی کے سہاگ تھے اور اس وقت اس کی زمہ داری تھے

آہستہ آہستہ وہ پوری شپ کو کنڑول میں لے چکے تھے اب صرف بیسمنٹ کے اندر موجود لوگ رہ گئے تھے مجتبی نے آگے بڑھ کر بیسمنٹ کا دروازہ کھولا

سنسناتی ہوئی گولی اس کی طرف آئی مگر وہ بروقت نیچے جھکتا خود کو بچا گیا اس نے گولی چلائی تو وہ سامنے موجود ٹارگٹ کی ٹانگ پر لگی تھی جس پر انہیں اسے دبوچنے کا وقت مل گیا

اس سے گن چھینتے مجتبی اسے باہر لے کر آیا تھا تب تک نیوی کے جوان باقی شپ کی چیکنگ کر چکے تھے اور اب ایک گول دائرے میں اس کے سامنے کھڑے تھے

سر اس مردود کو مارا کیوں نہیں آپ نے ؟" سامنے کھڑے نوجوان نے " اسے دیکھتے پوچھا

شہزادے یہ بہت کام کی چیز ہے، یہ بہت سی گندی مچھلیوں کو پکڑوائے گا"" " مجتبی پرُاسرار انداز میں مسکرا دیا،اس سے پہلے کوئی کچھ سمجھتا گولی کی آواز آئی اور وہ آدمی مجتبی کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا جس کے سر سے بھل بھل خون بہہ رہا تھا

بچ کے کمانڈر "کسی نوجواں کی آواز پر مجتبی پلٹا اس سے پہلے کے وہ فائر کر " کے مقابل کا قصہ تمام کرتا سنسناتی ہوئی گولی مجتبیٰ کے جسم کو چیرتی ہوئی نکل گئی

کمانڈر، کمانڈر مجتبیٰ، کمانڈر "نوجوانوں میں سے کسی نے گولی چلانے والے" کو واصل جہنم کیا تھا باقی سب آفیسرز مجتبی کی طرف بڑھے تھے

@@@@@@@@

زین اور مظہر باس کے بھیجے ہوئے پاسپورٹ پر انڈیا آ گئے تھے اور آج وہ دونوں اس سے ملنے کے لیے جانے والے تھے زین کو اس جگہ اور باقی چیزوں میں رتی برابر بھی دلچسپی نہیں تھی وہ جلد از جلد اس کی مدد کر کے اپنی راہ جانا چاہتا تھا

باس نے ان دونوں کو ممبئی کے ایک ہوٹل میں بلایا تھا، شام کو تقریباً سات بجے کے قریب وہ دونوں اپنے ہوٹل سے نکلے تھے، ہوٹل پہنچ کر باس کے آدمی نے آگے آ کر ان دونوں کی آنکھوں پر پٹی باندھی

"یہ کیا حرکت ہے مظہر، اگر باس کو ہم پر یقین ہی نہیں تھا تو ہمیں بلایا کیوں ؟" ذین کو اس کی پٹی باندھنے والی حرکت پر غصہ آیا تھا ایک تو وہ اس شخص کی مدد کے لیے پاکستان سے یہاں آگیا تھا اور اب وہ ان پر بداعتمادی ظاہر کر رہا تھا

"ذین یار غصہ مت کر آج کل ہر کوئی اپنی سیکیوریٹی کے لیے اتنا تو کرتا ہی ہے ناں" مظہر نے اسے صبر سے کام لینے کا کہا تھا

ایک آدمی ان دونوں کو تھامتے ہوئے الگ الگ راستوں سے گزار کر ایک کمرے میں لے گیا، وہاں جا کر اس نے انہیں کرسیوں پر بیٹھاتے ان کی آنکھوں سے پٹیاں کھولیں، کچھ دیر بعد جب آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہوئیں تو انہوں نے ارد گرد نظر دوڑائی

یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا جس میں چاروں طرف اندھیرا تھا صرف سامنے ایل سی ڈی پر ایک آدمی جو سر سے پیروں تک بلیک لباس میں ملبوس تھا اور سامنے ایک آدمی زخمی حالت میں گرا ہوا تھا

بلیک کپڑوں میں ملبوس اس شخص نے دیکھتے ہی دیکھتے اس آدمی کی کھال چاقو سے ادھیڑنا شروع کر دی، آدھ مرا ہوا شخص اس حالت میں بھی تکلیف سے چیخ رہا تھا مگر مقابل پر اس کی چیخیں، سسکیاں کچھ بھی اثر انداز نہیں ہو رہی تھیں

وہ اپنے کام میں اس طرح مگن تھا جیسے کوئی گیم کھیل رہا ہو، ذین کو سامنے نظر آتے منظر سے کراہیت سی محسوس ہو رہی تھی اس نے مظہر کی طرف دیکھا جس کی حالت تقریباً اس جیسی ہی تھی

کافی دیر بعد جب بلیک کپڑوں والے شخص نے مقابل کی ساری جلد اتار دی تو اس کے دل کے قریب چاقو سے وار کرتے اس کا دل نکال کر ہاتھ پر رکھا، خون کا وہ سرخ لوتھڑا ابھی تک دھڑک رہا تھا، اس نے شخص نے اس کے کے بھی کئی ٹکڑے کیے جیسے خود کو تسکین پہنچا رہا ہو

اچانک ایل سی ڈی آف ہو گئی اور کچھ ہی لمحوں بعد وہی بلیک کپڑوں والا شخص ایک جانب سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا، اندھیرے کی وجہ سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کے وہ جہاں سے آیا وہاں کوئی دوازہ تھا یا کھڑکی، ذین اور مظہر تب تک خود کو سمبھال چکے تھے

ہیلو میرے دوستو، کیسے ہو تم دونوں" وہ شخص آ کر ان دونوں کے سامنے" بیٹھ چکا تھا اور یوں بولا جیسے نا جانے وہ کتنے پرانے دوست ہوں

ہیلو باس، ہم ٹھیک ہیں، یہ ذین ہے" ذین کو بولنا ویسے بھی پسند نہیں تھا سو"
یہ فریضہ بھی مظہر نے انجام دیا تھا

جانتا ہوں جانتا ہوں، یہ وہی شاہکار ہے جس کا مجھے انتظار تھا" اس کی شکل"
ہڈی اور اندھیرہ سر پر ہونے کی وجہ سے صاف نظر نہیں آ رہی تھی مگر اس کی
آواز بہت بھدی تھی

کام کی بات پر آؤ باس، کون ہو تم اور مجھ سے کیا چاہتے ہو" ذین نے سرد"
آواز میں کہا تھا اب اسے لگ رہا تھا جیسے اس نے یہاں آ کر کوئی غلطی کر دی ہو
یہ شخص تو انسان بھی نہیں تھا

ہمم مظہر نے تمہیں میری کہانی بتائی نہیں؟"اس نے پر سوچ نظروں سے مظہر کو دیکھتے پوچھا

"میں سنی سنائی کہانیوں میں دلچسپی نہیں لیتا مجھے سیدھی بات اپنے منہ سے بتاؤ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو"ذین کا انداز حد درجہ سنجیدہ تھا

"آئی لائک اٹ، مجھے ایسے لوگ بہت پسند ہیں جو سیدھا کام کی بات کرتے ہیں"اس کی بات پر باس مسکرا کر بولا

"میرا نام جبران ہے، میرے بابا پاکستان آرمی میں میجر سے اور صرف میجر نہیں تھے بلکہ آئی ایس آئی میں تھے، ان کے ذمہ ایک کیس تھا کچھ دہشت گردوں کو پکڑوانے کا کیس جس کے پیچھے را اور دوسری سوپر پاورز تھیں، بابا نے دن رات محنت کر کے یہ کیس پورا کیا ان دہشت گردوں کو پکڑوایا، مگر

ایک اور آفیسر نے میرے بابا کی فائلز چرا کر وہ کیس اپنے نام سے جمع کروا دیا اور میرے بابا پر ان دہشت گردوں کے ساتھ ملے ہونے کا الزام لگا دیا، بابا کو پکڑنے کے دوران گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا مگر انہیں وہ آنر اور رتبہ نہ مل سکا جو ان کا حق تھا، ان کے مرنے کے بعد ہمیں بھی غدار کا خاندان کہہ کر پکارا جانے لگا" وہ شخص کچھ دیر رکا تھا جیسے ماضی میں گم ہو گیا ہو

"ہمیں مجبوراً پاکستان چھوڑ کر یہاں آنا پڑا مگر بارڈر کراس کرتے ہوئے کچھ آفیسرز نے ہمیں دیکھ لیا اور فائرنگ کے دوران میری ماں کو بھی مار دیا گیا، ایک ہی جھٹکے میں مجھے یتیم اور تنہا بنا دیا پاکستان آرمی نے، مگر اب اور نہیں اب وقت ہے ان سے بدلہ لینے کا، وہ آفیسر آج بھی زندہ گھوم رہا ہے مگر اور نہیں اب اسے حساب دینا ہو گا" اپنے باپ کا ذکر کرتے ہوئے اس کے لہجے میں جتنی معصومیت تھی اب اتنی ہی وحشت اور درندگی تھی

مگر اس سب میں تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں کیا کر سکتا ہوں تمہارے" لیے؟" ذین کا سوال وہیں کا وہیں تھا کے آخر وہ اس سے کروانا کیا چاہتا ہے

تمہیں ایک بہت اہم کام کرنا ہے۔۔۔" اب جبران کے چہرے پر" پراسرار سی مسکراہٹ تھی

@@@@@@@@

آج صبح جب حسال آفس آئی تو ایک دھماکا اس کا منتظر تھا فلک کی جگہ اسے بہرام کی اسسٹنٹ کی پوسٹ دے دی گئی تھی،اب وہ سر تھام کر رہ گئی اس نے تو صرف فلک کو راستے سے ہٹانا چاہا تھا مگر اب خود چوبیس گھنٹے اس کھڑوس کا سامنا کرنا پڑے گا

"سر کیا میں پوچھ سکتی ہوں میری پوسٹ کیوں چینج کی گئی ہے؟" وہ بہرام کے آتے ہی دندناتے ہوئے اس کے آفس پہنچی تھی

"کیا بات ہے مس حسال، آپ کو ہی تو پروبلم تھی میری سیکرٹری سے اب جب میں نے اپنی سیکرٹری بدل دی ہے تب بھی آپ کو اشو ہے؟" بہرام نے اس کی بات پر سکون سے جواب دیا تھا

"ہاں میں نے کہا تھا سیکرٹری بدلنے کا، مگر یہ تو نہیں کہا تھا کے اس کی جگہ مجھے مشکل میں ڈال دیں" حسال روہانسی لہجے میں بولی

"میں مشکل ہوں یا سیکرٹری کی جاب مشکل ہے؟" بہرام نے آئی برو اچکاتے پوچھا یہ لڑکی نا جانے اس سے کیا چاہتی تھی

دونوں، خیر مجھے یہ جاب نہیں کرنی میں اپنی پرانی جاب سے بہت خوش ہوں؟" حسال نے ایک ادا سے کہا جیسے باس بہرام نہیں وہ ہو، بہرام اس کی اس ادا پر فدا ہوا تھا بڑی مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی

"پھر سوچ لیں مس حسال کیونکہ مس فلک ابھی ابھی مجھے اپنی سیکرٹری والی جاب واپس بحال کرنے کا کہہ چکی ہیں، اگر آپ نہیں کرنا چاہتی یہ جاب تو میں انہیں واپس بلا لیتا ہوں؟ کیا خیال ہے؟" بہرام نے خود پر مصنوعی سنجیدگی طاری کرتے پوچھا

"ہاں ہاں بلالیں، بلالیں اگر اپنی اور اپنی اس چہیتی کی جان عزیز نہیں ہے تو ضرور بلالیں" دانت پیستے حسال نے مسکرا کر کہا اس کی جیلسی اب بہرام کو مزہ دے رہی تھی

"تو پھر آپ بن رہی ہیں ناں میری "سیکریڑری"" "بہرام نے بڑے سٹائل سے دبا کر سیکرٹری لفظ بولا تھا

"جی بلکل، اب تو آنا ہی پڑے گا ورنہ آجائے گی وہ ڈائن اپنے سنہری بال لہراتے ہوئے" حسال نے فلک کے بلونڈ ڈ بالوں پر طنز کیا تھا

"اوکے تو آج سے ہی شروع کریں، سب سے پہلے تو اپنا سامان میرے روم میں شفٹ کریں، اور پھر میرے لیے ایک کپ کافی بنادیں، بغیر چینی کے" بہرام ہلکا سا مسکرا کر کہتا لیپ ٹاپ پر جھکا تھا

"اوکے سر" حسال اپنا غصہ ضبط کرتے باہر نکلی تھی مگر بھلا ہو سامنے سے آتی فلک اس سے ٹکرا گئی

بہت اڑ رہی ہو ناں تم حسال میڈم، مجھ سے میری پوسٹ چھین کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کے تم بہرام سر کو مجھ سے چھین لو گی؟ وہ تم جیسی لڑکی کو گھاس تک نہیں ڈالیں گے" فلک نے اپنا غصہ اس پر انڈیلا تھا مگر اس نے غلط وقت پر چھیڑ دیا تھا

"پہلی بات میں انسان ہوں تمہاری طرح چمگاڈر نہیں ہوں جو ہوا میں اڑتی پھروں، دوسری میں دوسروں کی چیزیں نہیں چھینتی اور اپنی چیز پر کسی کو نظر تک نہیں رکھنے دیتی، اور لاسٹ بٹ نوٹ دا لیسٹ میں گھاس کھاتی بھی نہیں ہوں جو وہ مجھے نہیں ڈالیں گے تو میں مر جاؤں گی" حسال نے اسے اچھی خاصی سنا کر اپنا غصہ ہلکا کیا تھا

"دیکھالو جتنا ایٹیٹیوڈ دکھانا ہے، میں تمہاری نظروں کے سامنے بہرام خانزادہ کا دل جیتوں گی اور تم دیکھتی رہ جاؤ گی" فلک نے انگلی اٹھا کر کہا جس پر حسال ہنس دی جیسے بچے کی بے وقوفانہ بات پر ہنسا جاتا

"فلک، بہرام خانزادہ کا دل جیتنے سے پہلے یہ دیکھ لینا کے ان کے پہلو میں دل ہے بھی یا وہ پہلے ہی کسی کے نام ہو چکا ہے، اٹس این ایڈوائس فار یو" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا

"ناؤ اف یو ایکسکیوز می، مجھے اپنا سامان بہرام سرررر کے روم میں شفٹ کرنا ہے، میرے پاس بلکل ٹائم نہیں فالتو باتوں کے لیے" مسکرا کر اسے آگ لگاتی حسال وہاں سے جا چکی تھی

فلک محض دانت پیس کر رہ گئی ایک اور جنگ کا اعلان ہو چکا تھا اب بس جنگ کے نتائج سامنے آنا باقی تھا۔

عقابوں کے تسلط پر فضائیں فخر کرتی ہیں
خودی کے رازدانوں پر دعائیں فخر کرتی ہیں
بطن سے بیٹے پیدا ہوں جس کے محمود عالم سے
وہ دھرتی سر اٹھاتی ہے وہ مائیں فخر کرتی ہیں

ایم ایم عالم کی تصویر کے سامنے کھڑا وہ سر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا، ایم ایم عالم کو کون نہیں جانتا یہ پاکستان کا وہ بہادر سپوت تھا جس نے 1965 کی جنگ میں ایک منٹ میں بھارت کے پانچ جنگی طیارے اکیلے مار گرائے

یہ دھرتی ایسے کئی سپوتوں کو جنم دے چکی ہے مگر ایم ایم عالم وہ ہے جس کا قائم کردہ رکارڈ آج تک کوئی نہیں توڑ سکا، ارتضی آنکھوں میں محبت اور عقیدت لیے اس تصویر کو دیکھ رہا تھا

یہ شخص اس کے لیے اس کا آئیڈیل تھا، جس نے سیکھایا تھا کے ارادے مضبوط ہوں اور اللہ پر کامل یقین ہو تو کوئی کام ناممکن نہیں ہوتا، وطن سے عشق کی ایک عظیم داستان رقم کرنا اسی نے سکھایا تھا وہی نہیں ائیر فورس میں آنے والا ہر جوان ایم ایم عالم کا جانشین بننا چاہتا ہے

ارتضی کی صرف یہی خواہش تھی کے وہ ایک دن کچھ ایسا کر سکے کے یہ ملک، یہ دھرتی اس کے ہونے پر ناز کر سکے، وہ اپنا آپ اس زمین پر وار کر امر ہونا چاہتا تھا، مگر پھر جب حریم کو دیکھتا تو ڈگمگا جاتا، وہ اس کی کمزوری بن گئی تھی

وہ ناجانے کن سوچوں میں گم تھا جب ائیر کرافٹ مین نے اس کے قریب آ کر کر سلوٹ کیا، وہ آہستہ سے اس کی طرف مڑا

السلام علیکم سر "اس کی آواز پر ارتضی نے آہستہ سے سر ہلاتے جواب دیا"

سر ایویشن کیڈیٹ حریم کو پینک اٹیک ہوا ہے، وہ کسی سے سمبھل نہیں رہیں "اس کی بات پر ارتضی بھاگتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا

جس دن عباد شہید ہوا تھا اسی دن حریم سیڑھیوں سے گری تھی، وہ بہت چھوٹی تھی سامنے پڑی باپ کی لاش اور ماں کی حالت سمجھ نہیں سکتی تھی مگر ہر طرف آہ و بکا اور چیخوں کی آواز، اور پھر گر کر سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے وہ کئی دن بیہوش رہی تھی

ہوش میں آنے کے بعد سے اب تک اچانک اس کے سر میں درد شروع ہو جاتا تھا وہ تھوڑا سا شور وغل بھی برداشت نہیں کر پاتی تھی کہیں بھی چیخوں کی آواز سنتی تو پینک کرنے لگ جاتی تھی

آج اس کے سینئرز میں سے دو کیڈیٹس کی فرسٹ سولو فلائیٹ تھی اور جب بھی کوئی کیڈیٹ سولو فلائیٹ لیتا تھا تو باقی سب ان پر رنگ دار اور سادہ پانی پھینکتے تھے اور اس سب میں ایک شور برپا ہو جاتا تھا شاید اسی وجہ سے حریم کو پینک اٹیک ہوا تھا

پرنس، پرنس آر یو اوکے ؟" حریم سر ہاتھوں میں تھامے زمین پر" بیٹھی تھی جبکہ بہت سارے کیڈیٹس ارد گرد کھڑے سے وہ ان کے درمیان میں سے جگہ بناتا اس کے پاس آ کر بیٹھا

نہیں، بابا، بابا، شش، چپ، بابا" آنکھوں میں تکلیف دہ تاثر لیے وہ آہستہ "
آہستہ بول رہی تھی

یہ پاگل ہے کیا؟ ہوں اٹینشن لینے کے بہانے، ڈراما کوئین "ارد گرد موجود "
لڑکیاں حسد میں جلتی سرگوشیاں کر رہی تھیں جو ارتضی نے کانوں تک بھی
جا رہی تھیں

ایوری ون گو بیک ٹو یور ورک "سرد ترین آواز میں ارتضی نے انہیں دفع "
ہونے کا کہا تھا

پرنس، میں یہاں ہوں، دیکھیں، پرنس ریلیکس "ارتضی نے اس "
کے ہاتھ سر سے ہٹاتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما

ار۔۔۔ارتضی۔۔۔" حریم اسے اپنی قریب محسوس کرتے آہستہ سے "
بولی

ارتضی کی جان پلیز، ریلیکس کریں، کوئی نہیں ہے یہاں سب ٹھیک ہے """
اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے ارتضی بلکل بچوں کی
طرح اسے پچکار رہا تھا

ارتضی، وہ، وہ لوگ، شور تھا، بابا" حریم روتے ہوئے ارد گرد اشارہ کر رہی "
تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے

نہیں میرا بچہ، کچھ نہیں ہے یہاں دیکھیں کوئی نہیں ہے، صرف حریم ہے "
اور ارتضی ہیں، حریم کے ارتضی، دیکھیں، " وہ اس کا حجاب ٹھیک کرتے پیار
سے بولا

کوئی نہیں ہے ؟" حریم نے بے یقینی سے ارد گرد دیکھا"

نہیں کوئی نہیں ہے، سب کچھ ٹھیک ہے، آئیں چلیں میرے ساتھ، ہم باہر چلتے ہیں ٹھیک ہے ؟" آہستہ سے کھڑے ہوتے اسے بھی ساتھ کھڑا کیا"

نہیں، باہر نہیں جانا، میری کلاس ہے" حریم کی حالت اب پہلے سے بہتر تھی اسی لیے آہستہ سے بولی"

ٹھیک ہے باہر نہیں جاتے آئیں میرے آفس چلتے ہیں، میں جوس منگواتا ہوں آپ کے لیے" ارتضی اسے تھامے اپنے آفس میں لے آیا"

انٹرکام سے اس کے لیے جوس منگوایا اس کے پاس صوفے پر بیٹھتے خود اسے جوس پلایا حریم نم آنکھوں سے ارتضی کو دیکھتی جوس پی رہی تھی اگر وہ نہ ہوتا تو اس کی زندگی آج کیا ہوتی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی

"آپ ٹھیک ہیں اب؟" گلاس ٹیبل پر رکھتے اس کے دونوں ہاتھ تھامے جس پر وہ سر اثبات میں ہلا گئی

"میں آپ کو بہت تنگ کرتی ہوں ناں؟" حریم کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ آواز میں بھی نمی تھی جو ارتضی کے دل پر وار کر رہی تھی

"کس نے کہا آپ مجھے تنگ کرتی ہیں، میری بیوی اس دنیا کی سب سے پیاری بیوی ہیں، میرا دل ہیں، میری جان ہیں، آپ میری ہیں آپ کا ہر دکھ، ہر تکلیف بھی میرا ہے، سو یہ کبھی مت سوچیے گا یہ سب مجھے کبھی بھی آپ سے

بیزار کر سکتا ہے" اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوا

تھینک یو فار آلویز بینگ دئیر فار می، تھینک یو فار بینگ مائین" حریم اس کے کندھے پر سر رکھتے آہستہ سے بولی

" نو نیڈ آئی واز، آئی ایم اینڈ آئی ول آلویز بی دئیر بائی یور سائیڈ، یو ڈونٹ نیڈ ٹو تھینک می، بیکوز یو آر مائی لائف، اینڈ آئی لو ٹو پروٹیکٹ یو، لو یو جاناں" اس کے کندھے پر بازو پھیلاتے سر پر ٹھوڑی ٹکائے بولا

وہ دونوں ابھی باتیں کر رہے تھے جب ارتضی کا فون بجا، اس نے فون اٹھاتے کان سے لگایا تو دوسری طرف کی بات سنتے اس کے پیروں تلے سے زمین نکلی تھی

واٹٹٹٹٹ "وہ ایک دم دھاڑا تھا حریم اس کی تیز آواز پر کانپ گئی تھی"

@@@@@@@@@

اگلے آدھے گھنٹے میں حوزان شاہ زیب ولا پہنچ چکا تھا، وہ وہاں پہنچا تو گھر میں صرف آب اور سویٹی ہی تھیں وہ آب سے ملتا ہوا اوپر سویٹی کے روم میں آیا، جو ڈم لائیٹ چلائے بیڈ پر لیٹی تھی، چھت پر ٹکی انکھیں اس کے نیند میں ناں ہونے کا پتا دے رہی تھیں

سویٹی "حوزان کی آواز پر وہ ایک جھٹکے میں اٹھ کر بیٹھی تھی"

خان ؟"حوزان چلتا ہوا آ کر اس کے سامنے بیٹھا، سویٹی اب اٹھ کر بیٹھ چکی تھی

"کیا بات ہے خان کی جان، دو دن سے آپ نے اپنے خان کو فون نہیں کیا؟"خان اسے یوں ظاہر کروا رہا تھا جیسے وہ آب کے یہاں بلانے پر نہیں بلکہ اس سے ملنے آیا ہو

"کچھ نہیں وہ بس یونی کا کچھ کام تھا اسی میں مصروف تھی"سویٹی آنکھیں جھکائے بولی کیونکہ وہ پہلی بار اپنے خان سے جھوٹ بول رہی تھی

"ہمممم ،اچھا چلیں چھوڑیں، آئیں کہیں باہر ڈنر کرنے چلتے ہیں"حوزان اس کی جھکی نظروں سے اس کا جھوٹ پکڑ چکا تھا مگر وہ یہاں اس کی پریشانی دور

کرنے آیا تھا بڑھانے نہیں، اور اگر وہ نہیں بتا رہی تھی تو یقیناً بات کوئی بڑی تھی جس کا اسے پتا چلانا تھا

مگر "اس کے ذہن میں اس دن گوہر خان کا اچانک سامنے آنا آیا، اگر وہ" دوبارہ آگیا؟

کوئی اگر مگر نہیں، جلدی سے ریڈی ہو جائیں میں باہر ویٹ کر رہا ہوں""" حوزان اس کا ماتھا چومتے باہر چلا گیا

کچھ ہی دیر میں وہ بلیک شلوار قمیض پر بڑی سی شیشیوں سے سجی بلیک چادر لیے نیچے آگئی، حوزان کو وہ عجیب کھوئی کھوئی سی لگی، اس کی سویٹ ایسی تو کبھی نہیں تھی، وہ دونوں آب سے ملتے باہر آ گئے تھے

حوزان سارے راستے خاموش رہا تھا آج تو خلافِ معمول سویٹی بھی ایک لفظ بھی نہیں بولی تھی اور یہی بات حوزان کی پریشانی میں اضافہ کر رہی تھی، وہ دونوں ہوٹل آ گئے تھے ایک سائیڈ پر ٹیبل لیتے حوزان نے اسے چیئر پر بیٹھایا اور پھر خود سامنے بیٹھ گیا

حوزان نے بولنا شروع کیا تو سویٹی بھی آہستہ آہستہ اس ٹینشن سے باہر آنے لگی اس کا خان اسکے پاس تھا اس کے سامنے فلحال اس کے لیے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں تھا

کافی دیر سے حوزان کو لگ رہا تھا جیسے کوئی ان پر نظر رکھے ہوئے ہے، سویٹی کا چہرہ اس کی طرف تھا اور حوزان کے پیچھے دیوار تھی سو اس پر کسی کی نظر نہیں پڑ رہی تھی مگر پھر بھی کوئی تو تھا جو ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا

"جاناں، آپ ٹھیک ہیں ناں، اگر کوئی پریشانی ہے تو آپ مجھ سے شئیر کر سکتی ہیں" حوزان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے پوچھا

"جب تک میرے خان میرے ساتھ ہیں مشکل کی کیا مجال کے وہ مجھ تک پہنچے، میں بلکل ٹھیک ہوں" سویٹ نے اس لمحے گوہر نامی بلا کو ذہن سے نکال باہر کیا تھا

"ڈیٹس لائک مائی گرل، اب یہ بات آپ نے ہمیشہ یاد رکھنی ہے" اس کا گال کھینچتے حوزان کا دل باغ باغ ہوا تھا، اس کی ذات پر اس کی سویٹ کا یقین کرتی تھی اس پر بھروسہ رکھتی تھی

ہمم" سویٹی اس کی بات پر اثبات میں سر ہلا کر مسکرادی، تھوڑی دیر بیٹھ کر" وہ دونوں واپسی کے لیے اٹھ گئے تھے حوزان نے اسے آکر گاڑی میں بیٹھایا

ایک منٹ سویٹی میرا موبائل شاید اندر رہ گیا ہے میں ابھی لے کر آیا، یہیں" ویٹ کریں" حوزان اس سے کہتے واپس مڑا تھا، پارکنگ لاٹ سے نکل کر وہ ہوٹل کے سامنے آگیا

اچانک اس کا ہاتھ اٹھا تھا اور ساتھ سے گزرتا آدمی لڑکھڑا کر گرا تھا، حوزان نے اسے کالر سے پکڑا کر اوپر کیا

تجھے کیا لگا تھا، تو ایس پی سردار حوزان خاقان کی جاسوسی کرے گا اور مجھے پتا" نہیں چلے گا،" اس کے سرد ترین لہجے میں کہی بات پر سامنے والے کا خون خشک ہوا تھا

" میں، میں نے کچھ نہیں کیا" وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولا، اس کی بات پر حوزان ایسے مسکرایا جیسے کسی بچے کی بات پر مسکرایا جاتا ہے

"تم نے کیا کیا ہے اور کیا نہیں یہ میں تمہیں تفصیل سے بتاؤں گا ابھی میری بیوی میرا انتظار کر رہی ہے، حوالدار" حوزان نے پیچھے سے آتے سول کپڑوں میں ملبوس حوالدار کو بلایا وہ کب سے اس شخص کو پہچان چکا تھا تب ہی اس نے میسج کر کے حوالدار کو بلا لیا تھا

"جی سر؟" حوالدار نے اس کے پاس آتے پوچھا"

میرے مہمان کو لے جاؤ اور اس کا اچھے سے خیال رکھنا، میں بعد میں آؤں گا" اسے حوالدار کے حوالے کرتے وہ گاڑی میں واپس آگیا جہاں اس کی زندگی اس کے انتظار میں تھی

@@@@@@@@@

پینتھر، لیپرڈ اور سوان انڈیا پہنچ چکے تھے اور اب ایک ہوٹل میں قیام پذیر تھے، سوان اور لیپرڈ ایک فلیٹ میں میاں بیوی کی حثیت سے رہ رہے تھے جبکہ پینتھر ان کے فلیٹ کے قریب ہی دوسرے فلیٹ میں قیام پزیر تھا

اب ان کا مقصد را میں شامل ہونا تھا جس کے لیے انہیں پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت تھی پینتھر دوپہر کے قریب ان کے فلیٹ میں آیا تھا اور اب وہ دونوں بیسمینٹ میں موجود آگے کا لائحہ عمل تیار کر رہے تھے

"سر میں نے ہمارے ٹارگٹ کو ٹریک کر لیا ہے اور ٹریکر اس کے موبائل کے گوگل سے کنیکٹ کر دیا ہے، اب ہمیں بس انہیں ٹریس کرنا ہے" سوان نے اپنا لیپ ٹاپ اس کے سامنے رکھا تھا

"ہمم، گڈ، لیکن ایک بات یاد رکھنا جو بھی کرنا ہے ہمیں سوچ سمجھ کر کرنا ہے اس بھول میں مت رہنا کے انہیں ہمارے بارے میں علم نہیں ہے" پینتھر نے لیپ ٹاپ پر دیکھتے سوان اور لیپرڈ سے کہا

"پینتھر، کیا ہم ان کا پیچھا کرنے جائیں، ہمیں ان کا پلین جاننا ہو گا" لیپرڈ اس وقت بلکل سنجیدہ تھا کیونکہ اب بات ان کے ملک کی تھی

ہمم تم اور سوان دونوں میاں بیوی کی حثیت سے جاؤ گے تاکے اگر کوئی دیکھ بھی لے تو تمہیں کپل سمجھ کر زیادہ دھیان نہ دے اور ان پر نظر رکھو گے، مگر ان کو بلکل بھی شک نہیں ہونا چاہیے "پینتھر نے لیپ ٹاپ بند کرتے کہا

"کیا ہے یار، ہر جگہ اس مصیبت کو ساتھ رکھنا ضروری ہے؟" لیپرڈ کو اب غصہ آنے لگا تھا اکیلے کام کرنا الگ بات تھی اور کسی اور کی زمہ داری نبھانا الگ بات اور وہ بھی ایک لڑکی کی

"ہاں جیسے میں تو آپ کے ساتھ رہنے کے لیے مری جا رہی ہوں ناں؟ پینتھر سر میں الگ جا سکتی ہوں" سوان کو بھی اسکا ایٹیٹیوڈ دیکھ کر غصہ آ گیا تھا

لیپرڈ، سوان اگر تم دونوں نے ایسا ہی نان سیریس انداز اپنائے رکھا تو میں "
تم دونوں کو واپس بھجوا دوں گا" پینتھر نے سرد انداز میں گھورا تھا

تم دونوں کل سے مشن پر کام کرو گے، مجھے کچھ دن غائب ہونا ہو گا سو "
میرے بعد تم دونوں کو ہی ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہے، میں نے را میں
شامل ہونے کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے سو اب سے ہمارا مشن شروع ہو گا" پینتھر
کے لہجے میں جنون ہلکورے لے رہا تھا

انڈرسٹینڈ؟" پینتھر کی سنجیدہ آواز پر وہ دونوں جو ٹکٹکی باندھے پینتھر کو "
دیکھ رہے تھے ہوش میں آئے

یس سر" وہ دونوں اٹھتے ہوئے اسے سیلوٹ کرتے بولے "

وطن کے یہ جیالے ایک بار پھر تیار تھے خود کو ملک پر قربان کرنے کے لیے یہ تھے پاکستان کی دفاع کے علمبردار، جن کے بغیر شاید یہ ملک کبھی بھی قائم نہ رہ پاتا

کیا!!!!؟" جبران کی بات سن کر ذین کا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا، وہ کیا کروانا" چاہ رہا تھا اس سے

تمہارا دماغ ٹھیک ہے، تم جانتے بھی ہو کے تم کیا کہہ رہے ہو؟"مظہر بھی" ساری بات سن کر پریشان ہو گیا تھا ان کے وہم و گمان میں نہیں تھا

مجھے نہیں لگتا کے میں نے کوئی ناممکن بات کی ہے" جبران نے پر سکون سی" نظر اس پر ڈالی تھی جو پریشان لگ رہا تھا

"تم چاہتے ہو میں آئی ایس آئی میں شامل ہو جاوں اور وہاں پر موجود اس آفیسر کی کیس فائل لا کر تمہیں دوں؟ یہ انہونی بات نہیں ہے تو اور کیا ہے، تم جس جگہ مجھے جانے کے لیے کہہ رہے ہو وہ میرا سسرال نہیں ہے، دنیا کی نمبر ون خوفیہ ایجینسی ہے، اور ویسے بھی میں وردی والوں کو اپنے سامنے برداشت نہیں کر سکتا کجا کے خود وردی پہن لوں" ذین نے سرد ترین آواز میں اس کی بات کا مزاق اڑایا تھا

"تم ایک شہید آفیسر کے بیٹے ہو، تمہیں فوج میں با خوشی لے لیا جائے گا" جہاں سے تمہیں آئی ایس آئی میں شامل ہونا زیادہ مشکل نہیں ہوگا، جیسے ہی تم اس آفیسر کی فائل لا کر مجھے دو گے تمہارا کام ختم ہو جائے گا، مجھے باقی کسی چیز سے کوئی غرض نہیں ہے مجھے بس اس آفیسر کو وہی تکلیف دینی ہے جو اس نے میرے باپ کو دی" جبران نے اسے سارے پلین سے آگاہ کیا

"ذین ہرگز میں فوج میں شامل نہیں ہوں گا اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے"
بھی وردی پہننے کا خیال بھی ذہن میں نہیں لانا چاہتا تھا

"ہمم اگر تم یہ سب نہیں کرنا چاہتے تو میرے پاس ایک اور راستہ ہے اگر تم اس پر عمل کرو تو" حیران کی پر سوچ نظریں اس پر اٹھی تھیں

"وہ کیسا راستہ" ذین کو اپنے یہاں آنے کے فیصلے پر پچھتاوا ہو رہا تھا نا جانے وہ شخص اس سے کیا چاہ رہا تھا

" مجھے کچھ ذرائع سے معالومات ملی ہے کے آئی ایس آئی کے کچھ ایجنٹس انڈیا میں موجود ہیں، ان کا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے یہ میں نہیں جانتا مگر اگر ہم ان تک پہنچ گئے تو تم ان میں سے کسی کا روپ لے کر آئی ایس آئی میں

شامل ہو سکتے ہو" چہرے پر مکروہ مسکراہٹ سجائے وہ ان دونوں کو حیران کر گیا تھا

اور اگر میں تمہاری بات نہ مانوں اور انکار کر دوں تو؟" ذین نے جبران کے چہرے کو دیکھتے سرد انداز میں کہا جس پر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

"زیادہ کچھ نہیں مگر سنا ہے تمہاری بہن بہت خوبصورت ہے، سوچو میں اس کے ساتھ کیا کیا کر سکتا ہوں" جبران نے خباثت سے مسکرا کر کہا

"گھٹیا انسان، تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کا نام لینے کی، میں تمہارے باپ کو انصاف دلانے کے لیے پاکستان سے یہاں آیا اور تم میری بہن کے بارے میں بکواس کر رہے ہو" ذین نے جھٹکے سے اٹھ کر اس کا گریبان پکڑا مظہر نے جلدی سے ذین کو دونوں کندھوں سے تھام کر روکا

"ذین صبر سے کام لو، ہم یہاں ہیں یہ پاکستان میں ہمارے اپنوں کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، اپنا نہیں تو ان کا ہی خیال کر لو، یہ شخص بہت ظالم ہے" مظہر نے سرگوشی کے انداز میں اسے رام کرنا چاہا

"کیا چاہتے ہو تم، یہی ناں کے میں وہ فائل لا کر تمہیں دوں تو ٹھیک ہے میں کروں گا مگر اس کے بعد اپنی یہ مکروہ شکل میرے سامنے کبھی مت لانا" ذین صرف مظہر کی خاطر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ حریم کی حفاظت کے لیے ارتضیٰ تھا مگر مظہر کی بھی بہنیں تھیں جنہیں وہ خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا

"ٹھیک، تم بس مجھے وہ فائل لا دو اس کے بعد تم اپنے راستے، میں اپنے راستے" جبران تمسخر سے مسکرا دیا جانتا تھا وہ اس بات پر مان جائے گا

مگر جن آئی ایس آئی ایجینٹس کی تم بات کر رہے ہو انہیں ڈھونڈو گے "
کیسے، وہ آئی ایس آئی ایجینٹس ہیں جنہیں آج تک بڑی بڑی سوپر پاورز نہیں
پکڑ سکیں تم کیسے پکڑو گے ؟" اب کی بار مظہر نے ذہن میں گونجتے سوال کو
زبان دی تھی

میں انہیں نہیں وہ مجھے ڈھونڈیں گے، ہم انہیں خود اپنے تک لائیں گے ""
اس کی گھٹیا سوچ نا جانے کہاں کہاں سفر کر رہی تھی

ذین نے دل میں مصمم ارادہ کر لیا تھا کے وہ دوبارہ اس جیسے گھٹیا لوگوں کا
تر نوالہ نہیں بنے گا وہ یہ آخری غلط کام کر رہا تھا مگر کون جانے یہ ارادہ
کامیاب ہونے والا تھا یا وہ ہمیشہ کے لیے اسی دلدل میں گم ہو جانے والا تھا

مظہر مجھے تھوڑی دیر اکیلا چھوڑ دو" وہ دونوں وہاں سے باہر نکلے تو ذین مظہر کی طرف مڑا اسوقت اسے اپنے اس دوست سے بھی نفرت ہو رہی تھی جس کی وجہ سے وہ اس دلدل میں آ گیا تھا

مظہر سر ہلاتا دوسری طرف چل دیا، ذین کتنی ہی دیر سڑکیں ناپ کر ہوٹل واپس آ گیا اس کا دماغ پھٹ رہا تھا مگر کوئی بچاؤ کا راستہ نظر نہیں آ رہا تھا جبکہ مظہر واپس اسی جگہ مڑ گیا

"شاباش رادھو، تم نے جو مہرہ ڈھونڈا ہے ناں یہ اب پاکستان اور پاکستان آرمی کی بربادی کی وجہ بنے گا، ایک شہید کا بیٹا ایک غدار بنے گا" جبران نامی شخص نے مظہر کو دیکھتے کہا

"اسے تیار کیا ہے اسے میں نے بہت سال لگا کر اس کی برین واشنگ کی ہے، لگ رہا ہے کے وہ ایک بچارے شخص کی مدد کر رہا ہے مگر اصل میں تو وہ خود اپنی بربادی کی وجہ بن رہا ہے، ویسے رام ان باقی ایجینٹس کا پتا چلا" رادھو نے رام کو دیکھتے پوچھا

"بہت جلد وہ ہم تک پہنچ جائیں گے مگر اس بار جب ان کا سامنا اپنوں نے ہو گا تو وہ کچھ نہیں کر سکیں گے" رام کی مکروہ مسکراہٹ پر رادھو بھی مسکرا دیا

انہوں نے بہت طریقے سے ذین کو فرضی کہانی سنائی تھی اصل میں تو وہ دونوں را کے ایجینٹس تھے جو آئی ایس آئی میں گھس کر پاکستان کو تباہ کرنا چاہتے تھے اور ذین کو ان کے سامنے کرنا چاہتے تھے تا کے وہ بے بس ہو جائیں

مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کے وقت آنے پر اگر پاکستانی فوجیوں کو اپنے ملک اور اپنے سگے بھائی میں سے بھی کسی کو چننا پڑے تو وہ ملک کو چنتے ہیں تو پھر ذین ان کے سامنے کیا حثیت رکھتا تھا

@@@@@@@@@@

حسال جب سے بہرام کی سیکریٹری بنی تھی تب سے بہرام نے اسے گھن چکر بنا دیا تھا کبھی اس سے ایک فائل بنواتا، کبھی دوسری تو کبھی اس سے کافی بنواتا اور خود آرام سے بیٹھا اسے نہارتا رہتا

آج ان کی ایک بہت اہم میٹینگ تھی جس میں فارن ڈیلیگیشن آنے والا تھا اس نے حسال کو میٹنگ سے ریلیٹیڈ فائلز اس کے لیپ ٹاپ کے پاس رکھنے کے لیے کہا تھا اور خود ارینجمینٹس دیکھنے باہر چلا گیا

پتا نہیں خود کو کیا سمجھتے ہیں، اکڑو، کھڑوس، سڑیل" حسال اونچی بڑبڑانے" کے ساتھ زور زور سے فائلز ٹیبل پر پٹخ رہی تھی وہ فائلز رکھ کر باہر نکل گئی

کچھ ہی دیر میں بہرام آیا اور فائلز لیتے میٹنگ روم کی طرف آیا اور جا کر میٹینگ سٹارٹ کی، اس نے ساری پریزینٹیشن بہت اچھے سے دی تھی کیونکہ ان کی زراسی غلطی بھی ان فارنرز پر برا اثر ڈال سکتی تھی

انہیں بہرام کے آئیڈیاز بہت پسند آئے تھے جس پر انہوں نے ڈیل ڈن کی تھی اب بس انہیں ڈیل سائن کرنی تھی بہرام نے کونٹریکٹ پیپرز پہلے سے بنوا لیے تھے کیونکہ اسے پورا یقین تھا کے یہ ڈیل انہیں ہی ملے گی

اس نے فائلز میں مخصوص فائل تلاش کرنی چاہی مگر فائل وہاں نہیں تھی، مطلب حسال نے فائل رکھی ہی نہیں سب لوگوں کی نظریں اس پر تھیں بہرام کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے اگر اٹھ کر فائل لینے جاتا تو وہ لوگ کیا سمجھتے کے وہ فائلز تک پوری نہیں کر سکتا

اچانک اسے اپنے کھٹنے پر حرکت محسوس ہوئی اس نے غیر محسوس انداز میں دیکھا تو فلک اس کی طرف وہی فائل بڑھا رہی تھی جو اسے چاہیے تھی اس نے آہستہ سے وہ فائل تھامتے یوں ظاہر کیا جیسے اس نے فائل وہیں سے پکڑی ہو

ڈیل سائن ہو چکی تھی سب لوگ آہستہ آہستہ میٹنگ روم سے باہر جانے لگے اب وہاں وہ اور فلک رہ گئے تھے وہ مشکوک نظروں سے فلک کو دیکھتے بولا

یہ فائل آپ کے پاس کیسے پہنچی مس فلک؟" یہ فائل تو اس کے آفس میں" تھی

سر جب آپ میٹنگ روم میں آ گئے تھے تو میں آپ کو دیکھنے وہاں گئ تھی" آتے ہوئے میری نظر فائل کے ٹائیٹل پر پڑی تو میں یہاں لے آئی مگر پہلے آپ کو دے نہیں سکی" فلک نے معصوم سی شکل بنا کر بتایا

تھینک یو مس فلک اگر آپ یہ فائل نہیں لاتیں تو شاید آج یہ ڈیل ہاتھ سے نکل جاتی" بہرام نے مشکور نظروں سے اسے دیکھتے کہا

"اٹس اوکے سر، یہ تو میرا فرض تھا" محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے وہ مسکرا کر بولی بہرام کو حسال پر غصہ آیا تھا جس کی لاپرواہی پر یہ سب ہوا تھا، وہ میٹینگ روم سے باہر نکلا اور اپنے آفس کی طرف بڑھا

فلک اس کے جاتے ہی مکروہ سا مسکرا دی اس نے بڑی چالاکی سے آفس میں جا کر وہ فائل وہاں سے نکالی تھی کیونکہ وہ حسال کو فائلز سیٹ کرتے دیکھ چکی تھی مطلب فائل غائب ہونے پر سارا الزام حسال پر آتا

بہرام آفس میں داخل ہوا جہاں حسال مزے سے اس کی چیئر پر بیٹھی کینڈی کرش کھیلنے میں مصروف تھی اس نے پٹخنے کے انداز میں چیزیں میز پر رکھی تھیں

مس حسال اگر آپ کام نہیں کر سکتیں تو آفس مت آیا کریں" غصے سے" اسے بازو سے تھام کر اپنے مقابل کھڑا کیا

کیا، کیا ہوا؟" حسال کو اس اچانک افتاد کی سمجھ ہی نہیں آئی تھی"

کیا ہوا، آپ کی زرا سی لاپرواہی آج اتنی امپورٹینٹ ڈیل خراب کر سکتی" تھی، جب میں نے آپ کو فائلز دھیان سے رکھنے کا کہا تھا تو آپ نے اپنا کام دھیان سے کیوں نہیں کیا" بہرام کی آواز آہستہ مگر سخت تھی جو حسال کو تکلیف دے رہی تھی

اچانک حسال کی نظر شیشے کے دروازے سے باہر پڑی جہاں فلک تمسخر بھری مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہی تھی حسال ایک پل میں سمجھ گئی تھی کے ان کو لڑانے کی سازش فلک نے کی تھی

میں نے کچھ نہیں کیا، میں نے وہ فائل وہیں رکھی تھی "ایک تو بہرام کی" سختی دوسرا فلک کی تمسخر بھری مسکراہٹ حسال کے آنسو پل بھر میں رخساروں کی زینت بنے تھے

اس کے آنسو دیکھ کر بہرام کا غصہ پل بھر میں ہوا ہوا تھا یہ اتنی بڑی بات ہرگز نہیں تھی جس پر اس کی محبوب بیوی اپنے قیمتی آنسو ضائع کرتی، اس نے جلدی سے حسال کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا

حسال میری جان، آئی ایم سوری، پلیز روئیں مت، شاید مجھ سے فائل "
یہاں چھوٹ گئی ہو گی، آپ کی کوئی غلطی نہیں آپ پلیز روئیں تو مت "
دونوں انگوٹھوں سے اس کے رخسار صاف کرتے بہرام نے اسے پچکارہ تھا
اپنا پلین فیل ہوتے دیکھ فلک پاؤں پٹختی وہاں سے جا چکی تھی

آپ نے، آپ نے مجھے ڈانٹا ہے، اس منحوس فائل کی وجہ سے "۔ حسال "
روتے ہوئے ہچکی بھرتے بولی پہلی بار بہرام نے اس طرف اس سے بات کی
تھی مگر زیادہ رونا اسے فلک کے سامنے ڈانٹنے پر آرہا تھا

آئی ایم سوری جاناں پلیز مجھے معاف کر دیں زندگی، آئی پرامس میں دوبارہ "
کبھی آپ کو نہیں ڈانٹوں گا" بہرام نے اس کا سر اپنے سینے سے لگاتے سہلایا
شاید وہ اوور ریئیکٹ کر گیا تھا

اگر دوبارہ آپ نے مجھے ڈانٹا تو میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی""""
حسال کے آنسو رک گئے تھے مگر آواز سے خفگی واضح تھی

کبھی نہیں، آئی پرامس کبھی نہیں ڈانٹوں گا" بہرام نے اس کی خفگی" محسوس کرتے مسکرا کر اپنے لب اس کے دوپٹے سے ڈھکے بالوں پر رکھے

@@@@@@@@@

مجتبی کے کندھے میں گولی لگی تھی جو نقصان دہ ہو سکتی تھی اگر اسے بروقت ہوسپٹل نہ پہنچایا جاتا مگر خوش قسمتی سے جس جیٹ میں ٹیم بی وہاں آئی تھی اسی میں مجتبی کو اسلام آباد سی ایم ایچ میں منتقل کیا گیا

اس وقت حرم ڈیوٹی پر تھی جب کچھ آفیسر زا سے لے کر آئی سی یو میں پہنچے
واڈ بوائے بھاگتے ہوئے حرم کے کمرے کی طرف آیا، جو کسی پیشینٹ کا
چیک اپ کر کے اسے میڈیسن لکھ کر دے رہی تھی

ڈاکٹر حرم، ایمر جنسی کیس ہے جلدی چلیں" واڈ بوائے کی آواز پر حرم "
سب کو چھوڑ کر اپنا سٹر یتھو سکوپ اٹھائے آئی سی یو کی طرف بڑھی

اندر پہنچنے سے پہلے اس نے جلدی سے آپریشن سوٹ پہنا اور پیشینٹ کے
قریب آئی، اچانک اس کی نظر مریض کے چہرے پر پڑی، یہ لمحہ اس کے لیے
قیامت خیز تھا، مجتبی، اس کا مجتبی اس کے سامنے خون میں لت پت پڑا تھا وہ
اسے دیکھتے ساکت ہو گئی تھی

ڈاکٹر جلدی کریں، پیشینٹ کا بلڈ تیزی سے بہہ رہا ہے" نرس کی بات پر" ہوش میں آئی اس نے مجتبی کے چہرے پر ہاتھ رکھا اس کے ہاتھوں میں لرزش واضح تھی، اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا

تب ہی پرنیاں وہاں پہنچی تھی اسے شاید خبر ہو چکی تھی اس کی حالت بھی حرم سے مختلف نہیں تھی انہوں نے آج تک ہزاروں کیس دیکھے تھے مگر آج پہلی دفع ان دونوں کا جان سے پیارا شخص ان کے سامنے تھا اور انہیں آج اپنی ساری ڈاکٹری کہیں گم ہوتی دکھائی دے رہی تھی

حرم، ہوش میں آؤ میری جان، مجتبی کو آج حرم کی نہیں، ڈاکٹر حرم مجتبی" کی ضرورت ہے، آج مجتبی کی جان اللہ کے بعد تمہارے ہاتھ میں ہے، سمبھالو خود کو" سب سے پہلے پرنیاں ہوش میں آئی تھی اس نے حرم کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو مجتبی کے چہرے پر ہاتھ رکھے ساکت کھڑی تھی

ہننن، ہاں میرے مجتبی کو میری ضرورت ہے میں انہیں کچھ نہیں ہونے "
دوں گی کچھ بھی نہیں، نرس، جلدی سے مجھے انجیکشن دیں" حرم پرنیاں کی
بات پر ہوش میں آئی تھی اسے آج یہ جنگ لڑنی تھی اپنے مجتبی کو بچانا تھا اسی
لیے آنسو صاف کرتے نرس سے مخاطب ہوئی

انجیکشن لگاتے اس نے آپریشن شروع کیا سب سے پہلے مجتبی کے کندھے
سے گولی نکالی اس دوران اس نے ایک بار بھی اپنے ہاتھ کو کانپنے نہیں دیا تھا
کیونکہ اگر وہ کمزور پڑتی تو شاید مجتبی کو کھو دیتی

گولی نکال کر اس نے مجتبی کی بازو پر پٹی باندھی باہر شاید ارتضی آ چکا تھا جس
نے خون دیا تھا، خون کی بوتل آتے ہی حرم نے اسے وہ خون لگا دیا، ارتضی کا
خون آہستہ آہستہ مجتبی کے جسم میں منتقل ہو رہا تھا

پٹی باندھ کر حرم نے ہاتھوں سے دستانے اتارے چہرے سے ماسک ہٹایا اور پھر آہستہ سے مجتبی کے چہرے پر جھکتے اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے

"جلدی سے ٹھیک ہو جائیں مجتبی، آپ کی ہنی آپ کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتی، پلیز مجھے مت تڑپائیں میں مر جاؤں گی" حرم کہتے بار بار اس کے ماتھے پر جھک کر لب رکھتی

وہ اس کے چہرے پر نظر ڈال کر باہر آ گئی جہاں ولید، سویرا، مہمل، احتشام، پرنیاں، حریم، ارتضیٰ، عائشہ سب لوگ کھڑے تھے ہر کسی کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات تھے سویرا، مہمل اور عائشہ تو باقائدہ آنسوں سے رو رہی تھیں

"حرم، بیٹا کیسا ہے مجتبیٰ، وہ ٹھیک ہے ناں؟" ولید اسے دیکھتے جلدی سے اس کی طرف بڑھا

"بابا جان پریشان مت ہوں مجتبیٰ ٹھیک ہیں، گولی زیادہ گہری نہیں گئی تھی بس بے ہوش ہیں کل تک ہوش آجائے گا" حرم کا گلہ آنسو پیتے پیتے رندھ چکا تھا

""حرم، وہ بلکل ٹھیک ہے ناں، اور تو کوئی ٹینشن کی بات تو نہیں ہے ناں؟" احتشام کی پریشان آواز پر وہ ہلکا سا مسکرا دی کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کے یہ وہی احتشام ہے جو ہر وقت مجتبیٰ سے لڑتا رہتا تھا

پاپا کوئی ٹینشن والی بات نہیں، بس تھوڑی سی چوٹ ہے وہ ٹھیک ہو جائیں گے" حرم انہیں تسلی دیتے سویرا اور مہمل کے پاس آئی انہیں سب کچھ سمجھاتے اس نے انہیں حوصلہ دیا تھا

کتنی عظیم ہوتی ہیں ناں یہ مائیں بھی جانتی ہیں کے بیٹوں کی ہلکی سی چوٹ بھی برداشت نہیں کر سکیں گی مگر پھر بھی خود انہیں تیار کر کے وطن پر قربان ہونے کے لیے بھیج دیتی ہیں

اور ان ماؤں کے وہ عظیم سپوت جانوں کو ایسے ہتھیلی پر لے کر پھرتے ہیں جیسے یہ ان کی جان نہ ہو کوئی معمولی چیز ہو،

فقط آبِ رواں سے کب وطن سیراب ہوتا ہے
گلوں کے خون سے بھی آب یاری کرنا پڑتی ہے

حریم، حرم اور پرنیاں کے ساتھ آئی سی یو کے باہر چیئر پر بیٹھی تھی،اس کا دل بہت ڈر گیا تھا ہنستا مسکراتا مجتبیٰ اچانک سے اس حال میں پہنچ گیا تھا اسے بے ساختہ دوپہر کا وقت یاد آیا جب وہ اور ارتضیٰ آرام سے ارتضیٰ کے آفس میں بیٹھے تھے

کیا کہہ رہے ہیں آپ، آر یو شیور ؟"ارتضیٰ کی پریشان آواز پر حریم کا دل" دہلا تھا

جی میں پہنچ رہا ہوں "ارتضیٰ فون بند کرتے جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا"

کیا ہوا؟"حریم نے اسے اٹھتے دیکھ پوچھا"

"مجتبی کے گولی لگی ہے، ہوسپٹل میں ہے وہ"ارتضی بامشکل خود پر ضبط پائے کھڑا تھا مجتبی اس کا آدھا حصہ تھا،اس کا سایہ جس کے بغیر وہ اپنے ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا

"کیا!!، مجتبی بھائی، وہ ٹھیک تو ہیں ناں؟"ارتضی کی بات پر حریم جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی،ایک منٹ میں آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے تھے

"پتا نہیں یار، میں وہیں جارہا ہوں، دعا کریں وہ ٹھیک ہو"ارتضی کی خود کی آواز کانپ گئی تھی ناجانے اس کا بھائی کس حال میں تھا

"ارتضی مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا ہے"حریم جلدی سے اس کا بازو پکڑتے ہوئے بولی

مگر پرنسس، آپ کی کلاس ہے ناں؟"ارتضی بس جلد از جلد ہوسپٹل"
پہنچنا چاہتا تھا

میں نہیں لے سکوں گی ایسے کوئی کلاس، مجھے مجتبی بھائی کو دیکھنا ہے، پلیز"
مجھے لے جائیں ساتھ"حریم نے روتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا

ٹھیک ہے چلیں، بٹ آپ روئیں گی نہیں اوکے"وہ جلدی سے باہر نکلتے"
ساتھ اسے ہدایت کرنا نہیں بھولا تھا

حریم، شونا آپ بھی گھر چلی جاو تھوڑی ریسٹ کرلو جاکر"پرنیاں کی آواز پر"
وہ حال میں لوٹی تھی

نہیں پری، مجھے نہیں جانا آپ سب بھی تو یہاں ہو ناں" انہوں نے مشکل سے ولید، سویرا، مہمل اور احتشام کو گھر بھیجا تھا جبکہ وہ چاروں وہیں تھے

ڈاکٹر، ڈاکٹر پیشینٹ کو ہوش آرہا ہے" صبح چار بجے کے قریب نرس نے آکر انہیں اطلاع دی تھی اس کی بات سن کر حرم بھاگتے ہوئے آئی سی یو میں پہنچی تھی

مجتبی، آنکھیں کھولیں پلیز" حرم نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے پکارا آنسو ناچاہتے ہوئے بھی بہہ رہے تھے وہ جو مجتبی کے چہرے پر جھکی ہوئی تھی اس کا ایک آنسو ٹپک کر مجتبی کے چہرے پر گرا تھا

مجتبی نے آہستہ سے آنکھیں وا کرنے کی کوشش کی روشنی کی چبھن پر وہ دوبارہ سے پلکیں موند گیا، اپنے چہرے پر جانا مانا لمس محسوس کرتے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کی جب ماتھے پر نمی کا احساس ہوا

ہنی۔۔" سرگوشی میں حرم کو پکارا تھا جیسے اس حالت میں بھی حرم کا لمس" پہچانتا ہو، اس کی سرگوشی حرم کے جسم میں جان ڈال گئی تھی

مجتبی، دیکھیں آپ کی ہنی آپ کے پاس ہے، آنکھیں کھولیں شاباش"" آنسو صاف کرتے ایک بار پھر اس کا چہرہ تھپتھپایا

ہنی میری جان، روئیں مت پلیز" آنکھیں کھولیں تو سامنے حرم آنسوؤں" سے تر چہرہ لیے کھڑی تھی، اسے اس حالت میں بھی صرف اپنی ہنی کے آنسو تکلیف دے رہے تھے

"میں نہیں رو رہی مجتبی، یہ دیکھیں، آپ بس ٹھیک ہو جائیں آپ کی ہنی آپ کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی" حرم اپنے آنسو صاف کرتے بولی پھر آہستہ سے اپنا سر اس کے سینے سے ٹکا گئی یہ ایک رات اس کے لیے قیامت خیز تھی

"پلیز ہنی، اس گولی سے زیادہ آپ کی حالت تکلیف دہ ہے، میں ٹھیک ہوں اب" نقاہت زدہ سی آواز میں مسکرا کر اسے تسلی دی

"اہمم، کیا ہم اندر آجائیں؟" پرنیاں کے گلہ کھنگارنے پر حرم جلدی سے سیدھی ہوئی پری کے پیچھے کھڑی حریم بھی اپنا سرخ ہوتا چہرہ جھکائے کھڑی تھی اور ساتھ ہی ارتضی ہلکی سی مسکان لیے ہوئے تھا

"یار مجتبی، تمہیں آرام ہی کرنا تھا تو بتا دیتے بابا تمہیں چھٹی لے دیتے یہ گولی کھانا ضروری تھا" پرنیاں ماحول بدلنے کی غرض سے بولی

"یار پری وہ کیا ہے ناں میرا بچپن کا خواب تھا کے مجھے گولی لگے اور پھر ہنی میرا اوپریشن کرے، ہائے کتنی رومینٹک سیچویشن ہے ناں؟" مجتبی بھی آہستہ آواز میں شرارت سے بولا

"شرم کریں مجتبی اس حالت میں بھی آپ بعض نہیں آرہے" شرم سے حرم کا چہرہ لال ہو گیا تھا اتنی بری حالت میں بھی اسے رومینس کی سوجھی تھی

ہاں جی، کمانڈر صاحب، بس ایک ہی گولی میں ڈھیر ہو گئے، بھئی جان بناؤ" جان، مجھے دیکھو اکیلا ایف 17 چلاتا ہوں" ارتضی اس کے بیڈ کے پاس رکھی چیئر پر بیٹھتا بولا

وہ کیا ہے ناں وونگ کمانڈر صاحب میں اصلی انسان ہوں پنجابی موویز کا" ہیرو نہیں جو آٹھ آٹھ گولیاں کھا کر بھی اپنے قدموں پر کھڑا رہوں" مجتبی تو مجتبی ہی تھا کسی کے قابو میں کیسے آتا، اس کی بات پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی

حریم پرنسس، وہاں کیوں کھڑی ہیں یہاں آئیں" مجتبی کے بیڈ کو حرم" نے تھوڑا سا اوپر کر کے سیٹ کر دیا تھا تب ہی وہ حریم کو دروازے کے پاس کھڑے دیکھ کر بولا

مجتبی بھائی، آپ یہاں اس طرح اچھے نہیں لگ رہے" حریم کی آنکھوں

میں ایک بار پھر آنسو آئے تھے وہ ان سب میں سب سے زیادہ حساس تھی

بھائی کا بچہ، بھائی بلکل ٹھیک ہیں، پلیز ان پیاری سی آنکھوں میں آنسو بلکل

اچھے نہیں لگ رہے" حریم اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی تو اس نے حریم کا سر

تھپتھپایا

ہیلو، یہ اب زیادہ ہو گیا" ارتضی نے فوراً حریم کو بازو سے تھام کر اپنی

دوسری طرف کیا

حریم کو پرنسس، میرا بچہ اور سب کچھ صرف میں بلا سکتا ہوں یہ بات مت

بھولا کرو" ارتضی صاحب کہاں برداشت کر سکتے تھے حریم کو کوئی اور پیار

کرے

ارتضیٰ" حریم نے ارتضی کو گھورا تھا بچپن سے وہ ایسے ہی کرتا تھا کسی کو" حریم کے ارد گرد بھی نہیں رہنے دیتا تھا

سوری پرنسس مگر یہ میری برداشت سے باہر ہے" ارتضیٰ نے اس کی" گھوری پر ہاتھ اوپر کیے

ہنن، نہیں تو ناں سہی میرے پاس بھی میری پرنسس ہے سو زیادہ شیخی" دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے" مجتبی نے آہستہ سے حرم کا ہاتھ تھامتے اسے کھینچا جس پر وہ اس کے بستر پر اس کے ساتھ بیٹھ گئ

شروع کس نے کیا تھا، مجھے وہ ڈیڑھ سال ابھی تک یاد ہے جب میری" پرنسس ابھی دنیا میں نہیں آئی تھی تم مجھے حرم کو دیکھنے بھی نہیں دیتے تھے

تو میں کیوں اپنی پرنسس تمہیں دیکھنے دوں" وہ آج کہیں سے بھی ستائیس سالہ نوجوان نہیں لگ رہے تھے بلکہ وہ دونوں وہی آٹھ سالہ بچے بن گئے تھے جو اپنی پرنسس کسی سے شئیر کرنے کے لیے تیار نہیں تھے

"آپ دونوں بھائیوں کا کچھ نہیں ہو سکتا ہم دونوں ساری زندگی آپ کی پوزیسیو نیس ہی برداشت کرنے والی ہیں" حرم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا تھا

پرنیاں نے مسکرا کر اپنے بھائیوں اور بھابھیوں کو دیکھا تھا جن کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی اس نے دل سے ان کی خوشیوں کی دعا کی تھی

@@@@@@@@@

حوزان اگلے دن اس جگہ آیا تھا جہاں اس نے اس آدمی کو رکھا تھا اس کے آنے تک حوالدار اس سے پوچھ گچھ کرتا رہا مگر وہ کچھ بولنے کو تیار نہیں تھا اسی لیے اب حوزان خود وہاں آیا تھا

" ہاں تو میں آخری بار پوچھ رہا ہوں کون ہو تم، اب کی بار اگر تمہاری زبان نہ کھلی تو پھر تمہارے ساتھ کیا ہو گا اس کی ذمہ داری میری ہر گز نہیں ہو گی" حوزان اس آدمی کی چیئر کی طرف جھکتا ہوا بولا

"میں نہیں جانتا کچھ بھی، چھوڑ دو مجھے" وہ آدمی کمال کی برداشت رکھتا تھا ورنہ اب تک جتنا حوالدار اسے مار چکا تھا کوئی اور ہوتا تو اب تک سب کچھ بتا چکا ہوتا

ہمممم، توتم نہیں بتاوگے ؟ٹھیک ہے، حوالدار، میرا سپیشل ہتھیار تو لاو""

حوزان مسکرا کر حوالدار سے بولا

کچھ ہی لمحوں کے بعد حوالدار ہاتھ میں لوہے کا چھوٹا سا روڈ لے کر آیا،

حوزان نے وہ روڈ اس آدمی کی انگلیوں میں اس طرح رکھا کے ایک انگلی اوپر اور دوسری نیچے رکھ کر اتنا زور سے دبایا کے کڑک کی آواز کے ساتھ اس کی انگلی ٹوٹ چکی تھی

آہہہ، بتاتا ہوں پلیز یہ مت کرو" اس سے پہلے کے حوزان اس کی دوسری" انگلی روڈ کے سوپر رکھ کر دباتا وہ جلدی سے بولا

بولو، پانچ منٹ میں مجھے ہر بات جاننی ہے" حوزان کی سرد آواز پر وہ درد" بھلاتا شروع ہو چکا تھا

"میں بہادر خان ہوں وادیِ سوات کا رہنے والا ہوں مجھے، گوہر، گوہر خان نے بھیجا تھا، آپ پر نظر رکھنے کے لیے اس نے مجھے پیسے دیے تھے، میں بس یہی جانتا ہوں اس کے علاوہ مجھے کچھ علم نہیں ہے" بہادر خان نے ٹھہر ٹھہر کر ساری بات اسے بتا دی

حوزان کی آنکھوں میں گوہر خان سے پہلی ملاقات لہرائی تھی اس کی گھٹیا نظریں اس کی سویٹی پر تھیں، اس دن مال میں بھی اسے لگا تھا جیسے اس نے گوہر خان کو دیکھا تھا مگر وہ اسے اپنا وہم سمجھ کر جھٹک گیا

اس کا مطلب اس دن گوہر خان وہاں تھا، کہیں اس دن سے آزین کے ڈر اور خوف کے پیچھے گوہر خان تو نہیں تھا، آزین کا ڈر جانا، اتنے دن زیرِ خوف رہنا، آہستہ آہستہ ساری گتھی سلجھتی جا رہی تھی

ہمم تم واپس جاو گے گوہر خان کے پاس اور اسے وہ سب کچھ بتاو گے جو وہ"
جاننا چاہتا ہے" حوزان کا دماغ بہت دور تک گھوڑے دوڑا رہا تھا

مگر" اس آدمی کو سمجھ نہیں آیا کے حوزان خود اپنی مخبری کیوں کروانا چاہتا"
ہے

جو کہا ہے وہ کرو، اور اسے ہماری اس ملاقات کا علم نہیں ہونا چاہیے"
سمجھے؟" حوزان نے سرد آواز میں اسے حکم دیا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا

حوزان وہاں سے نکل کر شاہ زیب ولا آگیا تھا دن کا وقت تھا سو سب لوگ
اپنے اپنے کام پر جا چکے تھے سوائے سویٹی کے جس کی یونی سے چھٹیاں چل

رہی تھیں، وہ سیدھا اسی کے روم میں آیا تھا دروازہ ناک کرتے اندر آیا جہاں سویٹی بیڈ پر بیٹھی لیپ ٹاپ پر مصروف تھی

"ارے خان، آپ یہاں ؟" سویٹی اسے دیکھتے لیپ ٹاپ رکھ کر خوشگوار حیرت سے اس کی طرف بڑھی

"سویٹی میں جو پوچھوں گا مجھے اس کا سچ سچ جواب جاننا ہے بلکل سچ" حوزان کی سنجیدہ سی آواز پر سویٹی کو حیرت ہوئی آج اس کا لہجہ عجیب سا تھا

"کیا ہوا خان ؟" سویٹی پریشان سی اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی"

"کیا آپ اس دن مال میں گوہر خان سے ملیں تھیں ؟ وہی شخص جس سے ہم سوات میں ملے تھے ؟ کچھ چھپانے کی کوشش مت کریے گا" حوزان نے اسی

انداز میں بات جاری رکھی سویٹی کی سانس سینے میں اٹک گئی تھی اسی بات سے تو وہ ڈرتی تھی

"وہ، وہ خان، اس دن وہ شخص سامنے آگیا تھا اور۔۔" سویٹی نے ڈرتے ڈرتے ساری بات اسے بتادی تھی

"اس شخص کی یہ جرّت، کے وہ میری سویٹی پر اپنی گندی نظر ڈالے، اور آپ نے یہ بات مجھے اسی دن کیوں نہیں بتائی" حوزان سرد آواز میں بولا تھا وہ چاہ کر بھی اس پر چیخ نہیں سکتا تھا

"خان وہ میں ڈر گئی تھی، میں نہیں چاہتی تھی میری وجہ سے کوئی لڑائی ہو، یا آپ کو کوئی نقصان ہو" سویٹی نم آواز میں بولی خان کے غصے سے ہی تو ڈرتی تھی وہ

"آزین ایک بات یاد رکھیے گا، جب تک میں زندہ ہوں کسی کو آپ کی پرچھائی کو بھی چھونے کی اجازت نہیں دوں گا اور جنگ کا آغاز تو گوہر خان آپ کے بارے میں سوچ کر ہی کر چکا ہے، اسے اب مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا"
حوزان نے کمر سے تھام کر اسے اپنے قریب کرتے غصے سے کہا

"خان پلیز، مت کریں، اگر اس نے آپ کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو؟" سویٹ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھے بولی اسے صرف اپنے خان کی پرواہ تھی باقی دنیا سے اسے کوئی غرض نہیں تھی

"جب تک آپ کی محبت میرے ساتھ ہے میرا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا، سو ساری فکر دل سے نکال دیں، اور دوبارہ آپ چھوٹی سے چھوٹی بات

بھی مجھے بتائیں گی" حوزان محبت سے اس کا ماتھا چھوتے بولا جانتا تھا اسے کیا بات پریشان کر رہی ہے

ہمم "آزین اثبات میں سر ہلاتے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی، یہ وہ جگہ تھی" جہاں کوئی دکھ کوئی پریشانی اس تک نہیں پہنچ پاتی تھی اس کی کل کائنات آسماتی تھی حوزان کی پناہوں میں

@@@@@@@@@

لیپرڈ اور سوان دونوں آج شاپنگ کرنے آئے تھے بلکہ شاپنگ تو ایک بہانہ تھا اصل میں وہ دونوں وہاں جبران عرف رام کے آدمیوں کے تعاقب میں آئے تھے، وہ دونوں ایسے ہی دکھا رہے تھے جیسے وہ میاں بیوی ہوں

سوان کے چہرے پر ماسک لگا تھا جبکہ لیپرڈ تو اپنا پورا روپ ہی بدل چکا تھا وہ دونوں ایسے ظاہر کر رہے تھے جیسے وہ کپڑے خرید رہے ہوں مگر ان کی نظر سامنے شاپ میں کھڑے آدمیوں پر تھی

"لیپرڈ، وہ آدمی اس طرف جا رہا ہے، اور دوسرا اس طرف، آپ لیفٹ جائیں میں رائیٹ جاتی ہوں" سوان نے لیپرڈ کا دھیان ہٹتے ہی اسے کہا اور لیپرڈ کے جواب دینے سے پہلے ہی وہ آدمی کے پیچھے جا چکی تھی

لیپرڈ دانت پیستے دوسرے آدمی کے تعاقب میں چل دیا، وہ دونوں کافی دیر ان کا پیچھا کرتے رہے مگر افسوس وہ آدمی اچانک غائب ہو گیا، مگر لیپرڈ نے مخصوص دکان کی نشاندہی کر لی تھی اسی لیے سوان کو دیکھنے واپس آ گیا

وہ واپس آیا تو سوان وہاں نہیں تھی اس نے اس طرف جا کر بھی دیکھا جہاں وہ گئی تھی مگر وہ وہاں بھی کہیں نہیں تھی لیپرڈ اسے وہاں ناں پا کر پریشان ہو گیا تھا وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھا تھا

سر" اچانک سوان نے پیچھے سے اس کا کندھا تھپتھپاتے اسے متوجہ کیا وہ" ایک دم پلٹا اسے سامنے پاتے لیپرڈ کے چہرے پر سکون کی لہر دوڑی تھی

کہاں تھیں تم، کب عقل آئے گی تمہیں یہ پاکستان نہیں ہے جہاں تم منہ " اٹھا کر کہیں بھی چل پڑو، دماغ جگہ پر ہے یا نہیں؟"لیپرڈ غصہ سے اس کے کان کے قریب جھکے بول رہا تھا کچھ ہی لمحوں میں اس نے اسے ڈرا دیا تھا

کیا ہو گیا ہے سر، میں بچی نہیں ہوں جو کھو جاوں گی، میں ایک ایجینٹ ہوں" سو آپ کو اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتی ہوں میں کیا کر رہی ہوں" سوان بھی اتنی ہی آواز میں بولی

دور سے وہ دونوں ایک ہیپی کپل لگ رہے تھے جو محبت سے ایک دوسرے کے کانوں میں سرگوشیاں کر رہے ہوں مگر اصل معاملہ تو کچھ اور ہی تھا، لیپرڈ کو اچانک احساس ہوا تھا کے وہ کچھ زیادہ ہی رئیکٹ کر گیا تھا

چلو اب چلیں، باقی کا کام کل کریں گے" لیپرڈ خجل سا ہو گیا تھا پھر یہ احساس مٹانے کے لیے اسے ڈپٹ کر بولا سوان اسے دیکھتے نا سمجھی سے کندھے اچکا گئی اور پھر اس کے پیچھے چل دی

جبکہ دوسری جانب پینتھر نے را کا ایک آدمی اپنے قبضے میں کیا تھا جس پر وہ بہت عرصے سے نظر رکھے ہوئے تھا اسی لیے اس نے موقع ملتے ہی اسے اغواء کر لیا تھا اور اس کا روپ دھارتے وہ بڑی آسانی سے را میں شامل ہو چکا تھا

کل را کے ہیڈ نے کچھ ایجینٹس کی میٹینگ بلائی تھی جس میں انہیں کوئی ضروری کیس ڈسکس کرنا تھا پینتھر کو اب بس کل ہونے کا انتظار تھا تا کے وہ ان کا سارا پلان جان سکے

دس بجے کے قریب سویرا، ولید، احتشام اور مہمل بھی آگئے تھے ہوسپٹل، ارتضی اور حریم مجتبی کے فورس کرنے پر واپس جا چکے تھے، پر نیاں کو اس نے تھوڑی دیر ریسٹ کرنے بھیجا تھا جبکہ حرم اس کے لاکھ کہنے کے باوجود بھی نہیں گئی تھی

ماما یار بس کریں میں ٹھیک ہوں اب، آپ سب کے آنسو مجھے زیادہ تکلیف دیتے ہیں" سویرا کب سے اسے ساتھ لگائے رو رہی تھی جبکہ مہمل کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا

اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو تمہاری ماں تم سے پہلے قبر میں جا سوتی" سویرا نے روتے ہوئے مجتبی کا ماتھا چوما

"اللہ نہ کرے ماما اللہ آپ سب بڑوں کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے "مجتبی اس کی بات پر تڑپ اٹھا تھا بھلا وہ اپنے ماں باپ کے بغیر زندگی تصور بھی کر سکتا تھا

"سویرا میرا بیٹا شیر ہے،اور شیروں کو یہ چھوٹی موٹی چوٹیں کچھ نہیں کہیتں "ولید سویرا کو کندھوں سے تھام کر کھڑا کرتے بولا

"بلکل ماما، میں بابا کا شیر بیٹا ہوں، ہم فوجی ایسی گولیاں تو ناشتے کے ساتھ کھانے کے عادی ہوتے ہیں سو آپ پلیز ریلیکس رہیں،اور پھپھو جانی آپ بھی "مجتبی نے کچھ دور احتشام کے ساتھ لگ کر روتی مہمل کو دیکھا

"یہ تمہاری پھپھو کا تو دماغ خراب ہے، کہا بھی تھا یہ نمونہ ڈرامے کر رہا ہے اٹینشن لینے کے لیے پھر بھی روئی جا رہی ہے" احتشام ماحول بدلنے کی غرض سے بولا حالانکہ کل سے اس کی خود کی جان نکل رہی تھی

"ہاں، اسی لیے کل ساری رات خود ایک پل کے لیے بھی نہیں سوئے ہیں ناں؟" مہمل نے اس کے کندھے پر چپت لگاتے اس کا راز کھولا تھا

"وہ، وہ تو میں پریشان تھا کے حرم سوئی ہو گی یا نہیں؟" احتشام کہاں اپنی محبت کا اظہار کر سکتا تھا مجتبی سے اسی لیے بہانہ بنا دیا

"ہاں ہاں بلکل ایسا ہی ہے چاچو میرے لیے تھوڑی پریشان تھے انہیں تو ہنی کی فکر تھی، بٹ چاچو میری ہنی تو کل ساری رات میرے لیے جاگتی رہی،

ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے مجھ سے ملی، کتنا پیار کرتی ہے ناں میری ہنی مجھ سے "مجتبی کی زبان ایک بار پھر پوری سپیڈ سے چل رہی تھی

اس کی بات پر جہاں سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری تھی وہیں حرم بری طرح جھنپ گئی، احتشام اس کی بات پر مصنوعی منہ بنانے لگا

لو یہ لو غزل کو بھی پتا چل گیا آ گیا فون اس کا، خود ہی نبٹو اس سے "احتشام کا" موبائل وائبریٹ ہوا اس نے دیکھا تو غزل کا فون تھا

السلام علیکم چیونٹی، کیسی ہو "مجتبی فون کان سے لگاتے بولا"

آپ مجھ سے بات ناں ہی کریں تو اچھا ہے "غزل کی خفگی بھری آواز اس" کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا گئی

"اچھا تو پھر فون کیوں کیا ہے تم نے" مسکراہٹ دباتے پوچھا جس پر دوسری طرف اسے رونے کی آواز سنائی دینے لگی

"میں ہوسٹل میں ہوں، جہنم میں نہیں جو آپ لوگوں نے مجھے اتنی بڑی بات بتانا ضروری نہیں سمجھا، کیوں نہیں بتایا کے آپ کو گولی لگی ہے؟" غزل روتے ہوئے بول رہی تھی

"یار چیونٹی چھوٹی سی بات تھی سوچا خوامخواہ تمہیں پریشان کریں، ویسے بھی تمہارے فائنلز سر پر ہیں، تم پیپر کی تیاری کرتی یا میری ٹینشن لیتی، ویسے تمہیں بتایا کس نے؟" مجتبیٰ اس کے رونے پر پریشان ہو گیا تھا

ارتضی بھائی سے بات ہوئی تھی کچھ دیر پہلے ان کے منہ سے نکل گیا"
ہوسپٹل کا، پھر میرے اتنا فورس کرنے کے بعد بتایا انہوں نے" وہ رونا بند
کر چکی تھی مگر آواز ابھی بھیگی ہوئی تھی

اوہ، چلو اب رونا بند کرو، بل بتوڑی لگ رہی ہو گی روتے ہوئے، اور ہاں"
اپنے ایگزیمز پر فوکس کرو زیادہ ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں ہے" مجتبی
اسے چپ کروانے کے لیے روبدار آواز میں بولا

بھاڑ میں جائیں، مجھے بات ہی نہیں کرنی آپ سے" غزل ناراضگی سے کہتی"
فون کاٹ گئی، مجتبی جانتا تھا وہ خود ہی مان جائے گی سو مسکرا کر موبائل
احتشام کو تھما گیا

کچھ دیر وہاں رہ کر وہ سب لوگ بھی مجتبی کے اسرار کرنے پر واپس چلے گئے، اس کا کہنا تھا اس کی ہنی ہے اس کے پاس، اس کا خیال رکھنے کے لیے سو آپ سب اپنے اپنے گھر جائیں

وہ دوائیوں کے زیرِ اثر سو گیا تو حرم بھی ہوسپٹل کے راونڈ پر چلی گئ، کھانے کا وقت ہوا تو وہ سوپ لے کر اس کے روم میں آگئ، سویرا آتے ہوئے سوپ بنا کر لائی تھی

وہ روم میں آئی تو مجتبی سو رہا تھا، خون نکلنے کی وجہ سے ہلکا ہلکا زرد ہوا چہرہ، پیشانی پر بکھرے بال، کھڑی ناک اور چہرے پر بچوں جیسی معصومیت سجائے وہ پر سکون سا سو رہا تھا

حرم سوپ سائیڈ پر رکھتی اس کے بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئی، اسے یاد نہیں تھا اس کے دل نے کب سے مجتبی کے نام پر دھڑکنا شروع کیا، جب سے اس نے ہوش سمبھالا تھا خود کو مجتبی نام کے قفس میں قید پایا

اس کا دل بچپن سے ہی مجتبی کے نام پر دھڑکتا آرہا تھا، اور پھر نکاح کے بعد تو وہ پوری کی پوری اس کی ہو گئی تھی، اگر یہ کہا جاتا کے وہ جیتی ہی مجتبی کے لیے تھی تو غلط نہ ہوتا

"نظر لگانے کا ارادہ ہے مسز؟" اچانک سے آئی مجتبی کی آواز پر حرم ہڑ بڑا کر سیدھی ہوئی

"نہیں، نہیں تو وہ میں تو بس آپ کا زخم دیکھ رہی تھی" جلدی سے بہانہ بنایا تھا وہ ایک دم جھنپ گئی تھی

"لگتا آپ کو میرے زخم سے بہت پیار ہو گیا ہے آہھہ "وہ اس سے باتیں کرتا کرتا ایک دم اٹھنے لگا جب زخم پر دباؤ آیا تو وہ کراہ کر رہ گیا

"مجتبی، کیا کر رہے ہیں آپ، سٹیچیز ٹوٹ جائیں گے "مجتبی کے چہرے پر تکلیف دیکھ کر حرم کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھری تھیں وہ ایک دم سر جھکاتے رو دی

"حرم "مجتبی نے سیدھے ہو کر دیکھا تو حرم کو روتے دیکھ لب بھینچ کر رہ گیا ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے تھام کر اوپر کیا

"مسز مجتبی ولید حیدر، ایک گولی آپ کے شوہر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی آپ نے خوامخواہ رو رو کر ان حسین آنکھوں کو سوجا دیا، یہاں دیکھیں، جب تک

"آپ کی دعاوں کا حصار میرے گرد موجود ہے ناں مجھے کچھ نہیں ہو سکتا"
مجتبی نے حرم کی آنکھوں کو چھوتے ہوئے محبت سے سرگوشی کی

مجتبی، میں کیا کروں آپ کو اس طرح نہیں دیکھ سکتی میں "حرم آہستہ سے"
اس کے ہاتھوں پر سر ٹکاتے رو دی

ہنی اگر آپ نے ابھی کے ابھی رونا بند نہیں کیا تو پھر جیسے میں چپ"
کرواوں گا وہ طریقہ آپ کو یقینا پسند نہیں آئے گا" مجتبی کی سنجیدہ مگر
جذبوں سے چور آواز پر حرم جلدی سے سیدھی ہوتے آنسو صاف کر گئی

مجتبی اس کی تیزی پر ہنس دیا، حرم نے سوپ پکڑ کر آہستہ آہستہ اسے پلانا
شروع کیا، حرم سر جھکائے اسے سوپ پلا رہی تھی جبکہ مجتبی محبت پاش
نظروں سے اس کا حسین چہرہ دیکھ رہا تھا

@@@@@@@@@@

ذین اور مظہر دونوں اس وقت جبران کے کہنے پر انڈیا میں ہی موجود تھے ان دونوں کا مقصد پاکستانی ایجینٹس کی نظروں میں آنا تھا اور انہیں اپنے پیچھے جبران تک لانا تھا

اسی لیے وہ دونوں آزادی کے ساتھ گھوم پھر رہے تھے تاکے آئی ایس آئی ایجینٹس آسانی سے ان پر نظر رکھ سکیں، اسی مقصد کے تحت آج وہ دونوں ایک مال میں آئے تھے جہاں جبران کے آدمیوں کی دکانیں تھیں

ذین کا بس نہیں چل رہا تھا کسی بھی طرح یہاں سے نکل کر پاکستان پہنچ جائے، وہ جلد از جلد جبران کا کام کر دینا چاہتا تھا تا کے اپنے ملک لوٹ سکے جہاں اس کی ماں دن رات اس کی ہدایت کی دعا مانگ رہی تھی

کہتے ہیں کئی بار نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا ہوتے ہیں، امام حسین علیہ السلام کے قاتل کے والد ایک جلیل القدر صحابی تھے جنہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی گئی تھی مگر ان کا بیٹا ایک جہنمی بن گیا، انسان کو نیک یا بد اس کے اعمال بناتے ہیں ناں کے ان کے والدین کے اعمال

ذین بھی تو اپنے باپ کا نام خراب کر رہا تھا، عباد نے جس ملک کے لیے اپنی جان ہنستے ہنستے وار دی، ذین اسی ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے جا رہا تھا جس کا اسے احساس تک نہیں تھا

دوسری طرف پرنیاں اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی چاند پر نظریں جمائے ہوئے تھی، چاند کو دیکھ کر اس کے ذہن میں صرف ایک ہی خیال گردش کر رہا تھا جس طرح یہ چاند اس سے دور تھا ٹھیک اسی طرح ذین بھی اس سے میلوں کے فاصلے پر تھا

ذین "اس کے دل کے ایوانوں پر چمکتا نام، جس سے اس نے بہت محبت کی" تھی، کرتی بھی کیوں ناں وہ اس کا شوہر تھا، جس سے محبت کا حکم اللہ نے اسے دیا تھا، مگر کچھ اپنی نیچر اور کچھ ذین کے سرد انداز کی وجہ سے وہ آج تک اس سے کچھ نہیں کہہ سکی

آج کل اس کا دل عجیب احساس کے زیرِ اثر تھا، نا جانے کیوں یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ذین خطرے میں ہے، جیسے کچھ برا ہونے والا تھا، کچھ ایسا جس کے بعد سب کچھ بدلنے والا تھا

آج کل اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی بات پر نم ہونے لگی تھیں،اس کی حسین آنکھوں کا پہلا خواب ذین تھا،اس کی دھڑکنوں کا امین تھا وہ مگر نا جانے کیوں سب کچھ گہری کھائی میں گم ہوتا سا محسوس ہوتا تھا

آپ کہاں ہیں ذین، پلیز جہاں بھی ہیں واپس آجائیں، مجھے بہت ڈر لگ رہا" ہے،اللہ جی پلیز میرے ذین کی حفاظت فرمانا، آجائیں ذین مجھے اپنی پناہوں میں چھپالیں مجھ سے کبھی دور مت جایئے گا ذین پلیز "اور ایک بار پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی

زندگی کوئی قصہ یا کہانی نہیں ہوتی جس میں ہمیشہ ہمیں سہی انسان سے محبت ہو،اور جس سے محبت ہو وہ مل بھی جائے،اصل زندگی میں غلط وقت پر غلط انسان سے بھی محبت ہو جاتی ہے،اور محبت بچھڑ بھی جاتی ہے

ذین اور پرنیاں کی محبت کی عمر کتنی تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا،ان دو دلوں کو ملنا تھا یا نہیں عمر بھر کا کوئی روگ لگنا تھا یہ تقدیر طے کر چکی تھی اب بس سامنے آنا باقی تھا

@@@@@@@@@

آج حسال اور بہرام کے آفس کی چھٹی تھی سو وہ دونوں اپنے اپنے گھر پر آرام کر رہے تھے بہرام سو رہا تھا جب سویٹ اس کے روم میں آئی، بہرام کو سوتا دیکھ سویٹ کی رگِ شرارت پھڑکی تھی

وہ آرام سے چلتی بیڈ کے پاس آئی اور پاس پڑا مار کر اٹھا کر بہرام کی آنکھوں پر چشمہ بنا دیا، گال پر موٹا سا تل بنا کر اپنا موبائل نکال کر حسال کو فون کرتے فون کان سے لگایا

ہیلو دیدہ، کیسی ہیں آپ "آہستہ سے کہا تا کے بہرام اٹھ نہ جائے "

میں بلکل ٹھیک ہوں میری جان، آپ کیسی ہیں؟ "حسال شاید اٹھ چکی تھی " تب ہی فریش سی آواز میں بولی

میں بھی ٹھیک ہوں جلدی سے واٹس ایپ آن کریں "شرارت سے مسکرا " کر کہا جس پر حسال نے واٹس ایپ آن کیا

سویٹی نے اسے ویڈیو کال ملاتے بہرام کا چہرہ کیمرے کے سامنے کیا، پہلے تو بہرام کا چہرہ دیکھتے حسال کا دل زور سے دھڑکا تھا مگر جب اس کے چہرے پر غور کیا تو ایک دم قہقہہ لگا گئی وہ لگ ہی اتنا مضائقہ خیز رہا تھا

بہرام کی آنکھ قہقہوں کی آواز پر کھلی تھی اسنے حیرت سے سویٹی کو دیکھا، سویٹی موبائل اسے پکڑاتی بیڈ سے اتر گئی جانتی تھی اگر یہاں رہی تو بہرام کی ڈانٹ سے اسے کوئی نہیں بچا سکے گا، بہرام تو حسال کی خوبصورت ہنسی میں کھویا ہوا تھا

بہرام کی اچانک نظر سامنے نظر آتے اپنے چہرے پر پڑی تو ایک پل کے لیے ڈر گیا، پھر اسے حسال اور سویٹی کے ہنسنے کی وجہ سمجھ آئی وہ ایک دم موبائل آف کرتے اٹھا

سویٹی "آہستہ سے سویٹی کا نام لیتے وہ نفی میں سر ہلاتے اٹھا اس کی بہن کا" کچھ نہیں ہو سکتا تھا

فریش ہو کر نیچے آیا تو سب لوگ ناشتہ کرنے میں مصروف تھے، وہ آ کر شاہ زیب خانزادہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا جبکہ آزین اس سے چھپنے کی کوشش کر رہی تھی

بہرام، بیٹا آج آپ سویٹی اور حسال کو کہیں گھمانے لے جاو، حسال کافی دن" سے آفس جا جا کر سٹریسڈ ہو گئی ہو گی کچھ فریش ہو لیں گی" وہ سمجھ گیا تھا یہ آئیڈیا کس کا تھا

جی بابا جو آپ چاہیں " مگر باپ کو انکار کرنا نہیں نہیں آتا تھا سو حامی بھر گیا "
کچھ ہی دیر میں سویٹی تیار ہو کر آئی تو وہ دونوں خاقان ولا پہنچے، سویٹی حسال کو پہلے ہی فون کر چکی تھی سو وہ انکے آتے ہی باہر آ گئی

آزین اسے دیکھے دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر چلی گئی تھی تا کے حسال آگے بیٹھ سکے، حسال کے بیٹھتے ہی وہ لوگ پہلے ایک مال کی طرف روانہ ہوئے حسال نے ہاتھ بڑھا کر میوزک آن کیا جس پر اسکا فیورٹ سانگ چل گیا

تم جو آئے زندگی میں

بات بن گئی

عشق مذہب عشق میری

ذات بن گئی

سپنے تیری چاہتوں کے

سپنے تیری چاہتوں کے

دیکھتی ہوں اب کئی

دن ہے سونا اور چاندی

رات بن گئی

تم جو آئے زندگی میں

بات بن گئی

زندگی بے وفا ہے یہ مانا مگر

چھوڑ کر راہ میں جاوگے تم اگر

چھین لاوں گا میں آسمان سے

تمہیں

سونا ہوگا ناں یہ دو دلوں کا نگر

رونقیں ہیں دل کے در پہ

رونقیں ہیں دل کے در پہ

میرے دل کی جیت میری

ہار بن گئے

یہ گانا وہ جب بھی سنتی تھی اسے بہرام یاد آتا تھا، بہرام اور وہ چاہے اپنے جذبات کا اظہار ناں کرتے مگر سچ یہی تھا کے وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے،ان کی یہ محبت آگے چل کر ان کی طاقت بننے والی تھی

دن آہستہ آہستہ اپنی مخصوص رفتار سے گزرنے لگے تھے وقت کا پہیہ کبھی رکتا نہیں ہے چلتا رہتا ہے، حریم پوری تندہی سے اپنی ٹرینگ کر رہی تھی

اسے اپنے بابا کو اور ارتضی کو پر اوڈ فیل کروانا تھا مگر وہ معصوم یہ نہیں جانتی تھی کے وہ کسی حاسد کے حسد کا شکار ہونے والی ہے

حسد انسان کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے جس طرح آگ گیلی لکڑی کو جلا دیتی ہے، انسان دوسروں کی خوشیوں سے جل کر خود کو بھی تباہ کر دیتا ہے اور دوسروں کو بھی، فریحہ کا حسد حریم اور ارتضیٰ کی زندگی میں کیا آگ لگانے والا تھا یہ بہت جلد سامنے آنا تھا

ہیلو گرلز، کیا ہو رہا ہے، کیڈیٹ حریم تو ہم سے بات کرنا بھی پسند نہیں" کرتیں بھئی" ایویشن کیڈٹ موحد جوان کا بیچ فیلو تھا حریم اور ساتھ دو تین لڑکیوں کو بیٹھا دیکھ کر وہاں آیا

موحد کو معصوم سی حریم بہت اچھی لگتی تھی وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا، بہن بھائیوں کی کمی کو بہت محسوس کرتا تھا بھائی کی کمی تو دوست پوری کر دیتے تھے مگر ایک بہن کی کمی تھی سو حریم کو جب بھی دیکھتا تو بے ساختہ دل سے خواہش ابھرتی کے کاش وہ اس کی بہن ہوتی

"وہ کیا ہے ناں موحد، کے ہماری حریم زرا بڑے لوگوں سے تعلق رکھتی ہیں سو وہ آپ جیسے چھوٹے موٹے لوگوں کو بلانا پسند نہیں کرتیں" حریم کی کلاس فیلو نے ارتضی کی طرف اشارہ کیا جسے سمجھتے سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی جبکہ حریم بے ساختہ جھنپ گئی

"ہاں ویسے یہ تو ہے، حریم آپ سچ میں ہمیں بلانا پسند نہیں کرتیں" موحد جانتا تھا وہ ارتضی کی منکوحہ ہے اور ارتضی کی اس کے لیے محبت سے تو ساری اکیڈمی واقف تھی

نہی، نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے موحد بھائی" حریم سر جھکائے معصوم سا، بچوں جیسا منہ بنائے بولی، موحد کو اس کا معصوم سا انداز بہت پیارا لگا

"ایسی نہیں تو کیسی بات ہے مسز ارتضی حریم" موحد شرارت سے لب دبائے بولا

"ہم جا رہے ہیں، آپ لوگ ہمیں تنگ کر رہے ہیں" حریم ان سب کی مسکراہٹ دیکھ کر وہاں سے جانے کے لیے اٹھ گئی

"حریم، حریم بات تو سنیں" موحد اسے ناراض ہوتے دیکھ کر اس کے پیچھے آیا

کیا ہے ؟" حریم آہستہ سے خفگی بھری آواز میں بولی"

ناراض مت ہوں پلیز، میرا مقصد آپ کو ناراض کرنا نہیں تھا، اگر برا لگا ہو" تو سوری" موحد اس کے سامنے کھڑے ہو کر کان پکڑ کر بولا

ارے موحد بھائی یہ کیا کر رہے ہیں، پلیز ایسا مت کریں میں ناراض نہیں" ہوں" حریم مسکرا کر بولی، ویسے بھی ناراض ہونے والی کوئی بات نہیں تھی

یار اتنے عرصے بعد تو مجھے بہن ملی ہے اور میں اسے ناراض کر لوں، یہ تو" اچھی بات نہیں ہے ناں" موحد اس کے بے ریا چہرے کو دیکھ کر بولا

بہن ؟" حریم کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی وہ کتنی مخلصی سی اسے بہن کہہ رہا" تھا

"ہاں بہن، اللہ نے مجھے سب کچھ دیا بس ایک پیاری سی بہن کی کمی تھی، جب آپ کو دیکھتا ہوں ناں تو دل سے خواہش نکلتی ہے کے میری بھی ایسی معصوم سی بہن ہوتی، کیا مسز ارتضیٰ میری بہن بننا پسند کریں گی" موحد نرمی سے کہتا آخر میں شرارت سے بولا

"کیوں نہیں اتنا ہینڈسم بھائی پا کر مجھے خوشی ہو گی" حریم نے دل سے اس کی تعریف کی تھی وہ تھا بھی ایسا ہینڈسم اور شرارتی سا سب کو مسکرانے پر مجبور کر دیتا تھا

"خوش رہو، اللہ تمہیں دنیا کی ساری خوشیاں دے" موحد اس کے حجاب سے ڈھکے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا

آمین "حریم آج بہت خوش تھی کبھی کبھی اپنے غیروں جیسے ہو جاتیں ہیں" اور کبھی کوئی غیر اپنوں سے بڑھ کر بن جاتے ہیں

اگر یہاں ایک مخلص رشتے کی بنیاد رکھی جارہی تھی تو دو ردو آنکھیں حریم کی خوشیوں کو تباہ کرنے کی سازشیں کرنے میں مصروف تھیں، حریم وہاں سے چلتے ارتضی کے آفس کی طرف آگئی گئی دو دن سے وہ دونوں ایک دوسرے سے ملے نہیں تھے

"مے آئی کم ان سر؟" ارتضیٰ ایک فائل پر جھکا ہوا تھا جب حریم کی آواز پر جھٹکے سے جھکا سر اٹھایا

آفکورس پلیز کم ان یور ہائینس" وہ مسکرا کر کہتا اپنی جگہ سے اٹھا حریم چلتی ہوئی اس کے پاس آئی ارتضی نے اپنے بازو وا کیے تو وہ کچھ جھجھکتے ہوئے اپنا سر اس کے سینے پر ٹکا گئی

"کیسی ہیں آپ؟" محبت سے ٹھوڑی اس کے سر پر ٹکاتے پوچھا

"میں ٹھیک ہوں، آپ کہاں تھے دو دن سے؟" آہستہ سے سر اٹھاتے اس کی طرف دیکھ کر خفگی سے پوچھا وہ بنا بتائے غائب رہا تھا دو دن

"آئی ایم سوری پرنسس، اچانک سے ایک ضروری کام کے لیے جانا پڑا، جلدی میں آپ کو بتا نہیں سکا" ارتضی اس کا ناراض مکھڑا دیکھ کر ہولے سے مسکرا دیا

میں بہت پریشان ہوگئی تھی، عجیب عجیب خیالات آرہے تھے "اس کے چہرے سے ہی اس کے دل کا حال معلوم ہورہا تھا

"پرنسس، اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان مت ہوا کریں، آپ کو ہماری جاب کا پتا تو ہے ہمیں کبھی بھی کہیں بھی جانا پڑ سکتا ہے" ارتضی نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر سمجھایا

"اور بتائیں، ٹریننگ کیسی چل رہی ہے" اسے خاموش دیکھ کر ارتضی بات بدل گیا، وہ چاہ کر بھی حریم کی حساسیت کو کم نہیں کر سکتا تھا، وہ فطرتاً ہی حساس تھی اور انسان کی فطرت کوئی بدل نہیں سکتا

"ہمم، سب ٹھیک چل رہا ہے، ہمارے سر۔۔۔" پھر وہ ہمیشہ کی طرح چھوٹی چھوٹی باتیں اسے بتانے لگی جو وہ لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں

اشتیاق لیے سن رہا تھا، اس کی پرنس کے منہ سے نکلی ہر بات اس کے لیے اہم تھی چاہے وہ بات چھوٹی اور معمولی ہی کیوں ناں ہو

@@@@@@@@@@

انہیں نیو دہلی آئے کافی دن ہو چکے تھے جہاں انہیں جبران کے ہونے کی خبر ملی تھی وہ غیر محسوس انداز میں جبران کے آدمیوں پر نظر رکھے ہوئے تھے، جہاں کہیں انہیں ان کے ہونے کا زرا سا بھی امکان نظر آتا وہ لوگ خاموشی سے وہاں پہنچ جاتے

پینتھر کافی دنوں سے روپوش ہو چکا تھا جس کا صاف مطلب تھا کے وہ را میں شامل ہو چکا ہے، سو اب جو بھی کرنا تھا انہیں کرنا تھا، کل وہ دونوں جس آدمی

کے پیچھے گئے تھے اس سے ملی اطلاع کے مطابق آج جبران کا رائٹ ہینڈ چاندنی چوک جانے والا تھا

چاندنی چوک ایک بہت مشہور جگہ ہے جہاں مختلف قسم کے بازار اور شاپنگ مالز ہیں، اس دفعہ ان کا مقصد بہت بڑا اور خطرناک لگ رہا تھا، کیونکہ اس سب میں بہت سے لوگ شامل تھے جن میں سے دو لوگ پاکستان سے یہاں آئے تھے، یہ لوگ پاکستان میں پھیل کر پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا چاہتے تھے

لیپرڈ اور سوان چاندنی چوک آ گئے، مگر سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ انہوں نے اس آدمی کو دیکھا نہیں تھا اور نہ ہی انہیں اس کے بارے میں کچھ علم تھا جس سے اسے پہچاننا مشکل تھا

سر، ہمیں اس آدمی کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے ہم اسے پہچانیں "
گے کیسے ؟" سوان اتنی بھیڑ دیکھ کر پریشان ہو چکی تھی یہ ایک ایجینٹ کی
حثیت سے اسکا پہلا باضابطہ کیس تھا

پہلی بات اتنی بھیڑ میں مجھے سر کہنا بند کرو، دوسرا، تم جانتی ہو ناں ہم کون "
ہیں، ہم وہ ہیں جو دشمن کی نظروں سے اسے پہچان لیتے ہیں، ان کی چال کو
انہیں پر الٹنا جانتے ہیں، سو خود کو پہچانو اور ارد گرد دیکھو، جس پر بھی ڈاوٹ
ہو فوراً مجھے خبر کرو" لیپرڈ نے اس کی بات سن کر سنجیدگی سے کہا

اوکے "اس کی باتوں نے سوان کے اندر ایک نئ روح پھونک دی تھی اسے "
احساس ہوا تھا کے وہ کون ہے وہ آئی ایس آئی ایجینٹ ہے، جن کے لیے
ناممکن، کب، کیوں اور کیسے جیسے الفاظ بنے ہی نہیں ہیں

اور پھر ان کے اندر کا مار خور بیدار ہوا تھا جو آستین میں چھپے سانپوں کو پہچان کر ان کا سر کچلنا جانتے ہیں، انہوں نے سر سری سی نظر ارد گرد دوڑائی جو سر سری ہر گز بھی نہیں تھی

اور کچھ ہی دیر میں ان دونوں کی نظر ایک شخص پر رکی تھی، وہ شخص محتاط انداز میں ارد گرد دیکھ رہا تھا، جیسے پکڑے جانے کا خوف ہو، دوسری سب سے بڑی وجہ تھی اس کے دائیں کلائی پر لگا کٹ کا نشان، کیونکہ اب تک انہوں نے جبران کے جتنے بھی آدمی دیکھے تھے ان سب کی کلائی پر یہ نشان ضرور موجود تھا

یہ نشان عام انسان کے لیے معمولی سا نشان تھا جو کسی کے لیے بھی قابلِ غور نہیں تھا مگر ایک ایجینٹ کے لیے یہ بہت بڑی نشانی تھی جو وہ لوگ پہلے دن سے نوٹ کر رہے تھے

وہ دونوں اس طرح اس انسان کے پیچھے چل رہے تھے جیسے ایک ہپی کپل شاپنگ کے لیے نکلا ہو، اس شخص نے دو تین بار مڑ کر دیکھا مگر وہ دونوں اس کے دیکھنے سے پہلے دکان میں لگے کپڑوں کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے

وہ شخص ایک سمت میں چلتا جا رہا تھا، اچانک ایک باریک سی گلی کی نکڑ کر وہ رک گیا، اس کے پیچھے دیکھنے پر سوان اور لیپرڈ دکان کی اوٹ میں ہو گئے، اس گلی میں داخل ہوتا ہوا وہ وہاں سے چلتا ہوا آگے جا رہا تھا بیچ میں دو تین جگہ رک کر اس نے کچھ آدمیوں سے بات چیت کی

کافی دیر چلنے کے بعد وہ لوگ بہت دور آ چکے تھے وہ دونوں اتنی خاموشی سے اس کا پیچھا کر رہے تھے کے اس شخص کے سائے کو بھی علم ناں ہو سکے،

اچانک وہ لوگ ایک علاقے میں داخل ہوئے ان کا دھیان جگہ کی طرف بلکل نہیں تھا

اچانک ان دونوں کی نظر کچھ لڑکیوں اور عورتوں پر پڑی جو بھڑکیلے کپڑے پہنے، میک اپ سے لدے چہروں کے ساتھ ادھر ادھر پھر رہی تھیں اچانک ان دونوں نے ارد گرد دیکھا اور یہ دیکھنا غضب ہوا تھا

ریڈ لائٹ ائیریا" ان دونوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا یہ وہ علاقہ تھا" جہاں شریف آدمی آنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور خاص کر ایک باکردار لڑکی، یہ تو شکر تھا کے سوان نے اپنا چہرہ ماسک سے ڈھکا ہوا تھا جس پر لوگوں کو زیادہ شک نہیں ہوا

ان کے آگے چلتا آدمی ایک دم سے رکا تھا اور پیچھے مڑ کر دیکھا اپنی حیرت میں انہیں چھپنے کا وقت نہیں ملا، اس سے پہلے اس آدمی کی نظر ان پر پڑتی لیپرڈ ہوش میں آتے سوان کو تھام کر دیوار سے لگا چکا تھا

سوان حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جو اسے کمر سے تھامے دیوار سے لگا کر بلکل اس کے اوپر جھکا ہوا تھا ان دونوں میں بمشکل ایک انچ کا فاصلہ تھا، ان شہد رنگ آنکھوں کو اتنی قریب سے دیکھتے لیپرڈ کا دل عجیب لے پر دھڑکا تھا اس نے ایسا احساس پہلی بار محسوس کیا تھا

کیا، کیا کر رہے ہیں آپ، ہٹیں پیچھے" سوان نے غصے سے اسے پیچھے دھکا" دینا چاہا

ششششش، وہ آدمی ہمارے پیچھے کھڑا ہے، ہلنا مت "لیپرڈ نے اس کے کان" کے قریب جھکتے سرگوشی کی، سوان کی اپنی حالت خراب ہو رہی تھی دل تھا کے دھڑکے جا رہا تھا

کچھ لمحوں بعد لیپرڈ نے پیچھے دیکھا تو وہ شخص ایک گندے سے ٹوٹے ہوئے مکان کی طرف جا رہا تھا، اس نے کمرے میں داخل ہو کر باہر دور تک جھانکا اور پھر دروازہ بند کر دیا

ہم کل صبح اس کمرے میں موجود لڑکی سے بات کریں گے، ہو سکتا کوئی" ثبوت مل جائے، ابھی فلحال واپس چلتے ہیں" سوان جو گزرے لمحوں کی قید میں تھی اس کی آواز پر ہوش میں آئی

ہمم، ٹھیک ہے "سوان آہستہ سے کہتے واپسی کے لیے قدم بڑھا گئی، عجیب" سی کیفیت تھی وہ دونوں ہی اپنی حالت کو کوئی نام نہیں دے پا رہے تھے شاید ایک نئی داستان کا آغاز ہو چکا تھا

@@@@@@@@@

حوزان اور آزین کی زندگی میں بھی فلحال سکون اور چین قائم تھا، بہرام جب سے اسے اور حسال کو ڈنر کروا کر لایا تھا اس کے بعد سے آزین نے اسے نہیں چھیڑا تھا، گوہر خان بہادر خان کو زمہ داری دینے کے بعد بلکل خاموش تھا، مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کے بہادر خان حقیقت میں حوزان کا ایک مہرہ ہے جو وقت آنے پر اپنے ہی بادشاہ کو مروانے والا تھا

آزین کی آٹھارویں سالگرہ آرہی تھی جس کے لیے سب سے زیادہ پرجوش حوزان تھا مگر وہ آزین کو یوں ظاہر کروا رہا تھا جیسے اسے کچھ بھی یاد نہیں دو دن بعد آزین اٹھارہ سال کی ہونے والی تھی بہرام نے اس کے لیے ایک گرینڈ سرپرائز پارٹی ارینج کرنے کا فیصلہ کیا

سویٹی چپ چاپ انتظار کر رہی تھی کے سب لوگ تیاریاں شروع کریں مگر کوئی بھی اس بارے میں بات ہی نہیں کر رہا تھا جس پر اس کا موڈ آف ہو چکا تھا، اب بھی وہ صبح سے دیکھ رہی تھی لیکن کوئی بھی اس کی طرف متوجہ تک نہیں تھا

ماما جانی "ناشتے کے بعد دلکش اور مشک شاہ زیب ولا آ گئی تھیں، بہرام اور " حسال آفس جا چکے تھے، حوزان پولیس سٹیشن اور باقی شاہ زیب اور شاہ زر

بھی افس گئے تھے وہ تینوں خواتین لاونج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب سویٹ وہاں آئی

جی میری جان؟"اس کی معصوم سی آواز پر آب نے مسکراہٹ دبائی وہ" جانتی تھیں سویٹ کو کیا بات پریشان کر رہی ہے

ماما جانی آپ لوگوں کا کیا پلان ہے آج اور کل کا اور اس کے بعد"سویٹ نے" گھما پھرا کر پوچھا اب وہ ڈائریکٹ تو نہیں کہہ سکتی تھی کے میری برتھڈے کا کیا پلان ہے

ہمم،کچھ خاص نہیں، گاؤں جانا تھا مگر اب اگلے ہفتے جائیں گے ابھی تو وہاں" برف باری ہو رہی ہو گی"آب سنجیدہ چہرے کے ساتھ اسے دیکھتے بولی، آزین ان کی بات پر منہ لٹکاتے روم میں چلی گئی

آب، ہمیں اسے بتادینا چاہیے،اب وہ اداس ہو گئی ہے "مشک کو اس کا لڑکا ہوا منہ اچھا نہیں لگا تھا وہ تو ان دونوں گھروں کی رونق تھی

مشک، فکر مت کرو وہ تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جائے گی،اور یاد ہے ناں بہرام نے سختی سے منع کیا تھا اسے کچھ بتانے سے "آب نے اسے تسلی دی جانتی تھی وہ آزین سے بہت بہت پیار کرتی ہے

ہاں پر آب مجھے بھی اس کی اداسی اچھی نہیں لگ رہی، وہ تو ہماری چڑیا ہے جو چہکتی ہوئی اچھی لگتی ہے "دلکش کا چہرہ بھی سویٹ کی اداسی یاد کرتے اداس ہو چکا تھا

ایک تو جو آپ سب نے اسے ایکسٹرا لاڈ پیار دے دے کے بگاڑ رکھا ہے "
ناں، بہت پچھتاو گی تم کل کو، مطلب دل یار وہ تمہاری بہو ہے کوئی روعب
رکھو اس پر، اس کی ہر بات ماننا فرض نہیں ہے آپ سب پر اور خاص کر
حوزان پر "آب اب چڑ گئی تھی حد سے زیادہ لاڈ پیار نے ہی سویٹ کو اتنا
حساس بنا دیا تھا کے وہ اپنی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی رد ہونا برداشت نہیں
کرتی تھی

آب میڈم زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے، کیا تم اپنی بہو کے لاڈ نہیں "
اٹھاتی، خود بھی تو حسال حسال کرتی رہتی ہو، خبردار ہماری بہو اور بیٹی کو کچھ کہا
تو "مشک نے آب کو ڈپٹا تھا، سویٹ خاقان قبیلے کی اکلوتی اور لاڈلی بہو تھی پھر
بھلا وہ اس کے خلاف کچھ کیسے سن سکتی تھیں

بلکل، سہی کہہ رہی ہیں مشک بھابھی، ہماری آزین بہت سمجھدار اور پیاری" ہے، تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے "آب ان کی بات پر خاموشی سے سر نفی میں ہلا گئی، یہاں سب سویٹ کے ہی دیوانے تھے جن سے کچھ کہنا بیکار تھا

ہیلو خان "آزین نے کمرمیں آتے اپنی آخری امید کو فون کیا، صرف اس کا" خان ہی تو تھا جو اس کے بارے میں ہر بات یاد رکھتا تھا

جی خان کی جان؟"حوزان اس کی اداس سی آواز سن کر محبت سے بولا"

خان کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا"اپنی آواز میں زمانے بھر کی اداسی سمیٹ" کر بولی

کون پیار نہیں کرتا میری جان سے ؟"حوزان لب دبائے مسکرادیا، وہ جانتا تھا اس کی سویٹی کو کیا ہوا بہرام اسے سرپرائز پارٹی کے بارے میں بتا چکا تھا

"کوئی بھی پیار نہیں کرتا، آپ بھی نہیں کرتے "اب بھی بار آواز میں خفگی کا عنصر واضح تھا

"ارے ارے اتنا بڑا الزام ہوا کیا ہے یہ تو بتائیں؟"حوزان عجیب مشکل میں پھنس گیا تھا ناں سرپرائز خراب کر سکتا تھا ناں اسے اداس دیکھ سکتا تھا

"خان آپ کو بھی یاد نہیں ہے پرسوں کیا ہے؟"صاف ظاہر تھا کے اب ایک بار اور پوچھنے پر وہ خود بتادے گی اپنی برتھڈے کا

وہ، آزین، ایکچولی مجھے کمشنر صاحب کا فون آرہا ہے، میں آپ سے بعد میں "
بات کرتا ہوں او کے، اپنا خیال رکھیے گا، اور اداس نہیں ہونا، لو یو بائے "
حوزان نے جلدی جلدی کہتے فون بند کر دیا

ہاں ں ں، جائیں آپ بھی، میں بات ہی نہیں کروں گی اب کسی سے بھی، "
کسی کو بھی مجھ سے پیار نہیں ہے "سویٹ غصے سے کہتے فون دور پھینک چکی تھی

ایک ہفتہ ہوسپٹل رہنے کے بعد مجتبیٰ کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا، فلحال وہ آرمی
کی طرف سے لیو پر تھا سو ولید اسے گھر لے آیا تھا، ہر وقت کاموں میں

مصروف رہنے والا مجتبی اس جبری قید سے تنگ آچکا تھا سویرا اسے بلکل بھی باہر نکلنے نہیں دے رہی تھی

حرم ہر روز آکر اس کی بینڈ تج چینج کر دیتی تھی، احتشام اور مہمل بھی دو دفعہ اسے مل کر جا چکے تھے اب بھی وہ بچوں جیسا منہ بنائے بیڈ پر بیٹھا تھا جبکہ سویرا سامنے بیٹھی اسے سیب کاٹ کاٹ کر دے رہی تھی

حرم اپنے وقت پر وہاں آئی تو مجتبی کے چہرے پر بیزاری اور اس کا معصوم سا انداز دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دی، کبھی وہ اتنا سمجھدار ہوتا تھا کے یقین کرنا مشکل لگتا تھا تو کبھی بلکل ہی بچہ بن جاتا تھا

السلام علیکم ماما جانی" حرم اندر آتے سویرا کو دیکھ کر بولی"

وعلیکم السلام میری جان، کیسی ہو تم" سویرا اسے دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھی، " محبت سے اس کا ماتھا چوما، ارتضی اپنی زندگی اور اپنی جنت کا محبت بھرا مظاہرہ دیکھتے مسکرا دیا

میں بلکل ٹھیک ہوں ماما جانی، وہ مجھے مجتبی کی بینڈیج چینج کرنا تھی" حرم " آخر میں کچھ جھجھکتے بولی وہ اس کا مریض تھا مگر پہلے اس کا شوہر بھی تھا وہ زور اس کی بینڈیج بدلتی عجیب احساسات کا شکار ہو جاتی تھی

ماما جانی، کچھ سوچ لیں اب " مجتبی کے معنی خیزی سے بولنے پر ان دونوں " نے حیرت سے اسے دیکھا

کیا سوچ لوں ؟" انہیں بلکل سمجھ نہیں آئی تھی وہ کیا کہہ رہا ہے "

میرے لیے مستقل ڈاکٹر لے آئیں کب تک بیچاری ڈاکٹر اتنی دور سے آئیں "
گی میرے علاج کے لیے، ابھی تو شکر ہے یہ میری گولی کا علاج کرتی ہیں ورنہ
جو مرض مجھے ہوا ہوا ہے اس کے لیے ایک مستقل ڈاکٹر ضروری ہیں" حرم
کے من موہنے چہرے کو دیکھتے وہ معنی خیزی سے بول رہا تھا

حرم اس لڑکے کا دماغ خراب ہے، تم اس کی باتوں میں دھیان مت دو اور "
بینڈیج چینج کر دو، پاگل" سویرا اس کی بات پر نفی میں سر ہلاتے باہر چلی
گئیں جاتے ہوئے احتیاطاً دروازہ بند کر دیا جبکہ حرم ابھی تک اس کی باتیں
سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

کیا ہوا سویٹ ہارٹ، کیا سوچ رہی ہیں؟" مجتبیٰ اس کا کنفیوزڈ چہرہ دیکھ کر "
شرارت سے لب دباتے بولا

"آپ کو کون سا مرض ہے جس کے لیے مستقل ڈاکٹر چاہیے اور کون سی ڈاکٹر مانگ رہے ہیں" حرم کمر پر ہاتھ رکھتے لڑاکا بیویوں کی طرح بولی

"مجھے دل کا مرض لاحق ہے میری جان، اور میرا علاج صرف ایک ڈاکٹر کے پاس ہے اور وہ ہیں ڈاکٹر حرم مجتبیٰ" وہ اس کے انداز پر مسکراتا ہوا اٹھ کر آہستہ سے اس کے پاس آیا، اس کی کمر کو تھام کر جھٹکے سے قریب کھینچتے بولا

"آپ بھی ناں مجتبی، ہمیشہ الٹی سیدھی باتیں ہی کرتے رہیے گا" حرم اس کی فلسفیانہ باتوں پر نفی میں سر ہلا گئی

"یہ میری محبت ہے بیگم جسے آپ الٹی سیدھی باتیں کہہ رہی ہیں" مجتبی نے اس کی بات پر منہ بنایا ایک تو اس کی بیوی اسے رومینٹک بھی نہیں ہونے دیتی تھی

اچھا پیچھے ہٹیں مجھے آپ کی بینڈ تج کرنی ہے" حرم نے اس سے الگ ہونا چاہا"
مگراس کا حصار مضبوط تھا

ہاں تو کرلیں، قریب سے ہی تو کرنی ہے ناں" مجتبی اپنی ساری بیزاری"
بھول چکا تھا، اور اب حرم کو تنگ کرنے کے پورے موڈ میں تھا

مجتبیٰ، پلیزز۔۔" حرم اس کے حصار میں کنفیوز ہو رہی تھی جبکہ وہ پوری"
طرح شرارت پر آمادہ تھا

مجتبی اسے تنگ کرنے کا ارادہ کچھ دیر ملتوی کرتا پیچھے ہوا، حرم نے اسے
شرٹ اتارنے کا اشارہ کیا جسے وہ سرے سے نظرانداز کر گیا، حالانکہ وہ روز

اس کے کہے بغیر اپنی شرٹ اتارتے گلے میں ٹاول ڈال لیتا تھا مگر آج تو اس میں کوئی شیطانی روح آگئی تھی

مجتبی پلیز، شرٹ اتاریں مجھے بینڈیج کرنی ہے"ہوسپٹل والوں نے مجتبی" کے لیے نرس ارینج کرنی چاہی مگر حرم کیسے کسی اور لڑکی کو اپنے شوہر کے قریب برداشت کرلیتی سو یہ ذمہ داری اپنے سر لے لی مگر اسے کیا پتا تھا یہ ذمہ داری اس پر بھاری پڑنے والی

وہ کیا ہے ناں ڈاکٹر، میرا ہاتھ دکھ رہا ہے، مجھ سے نہیں ہو گا" جان بوجھ کر" اسے چڑایا تھا حرم کو ایک دم اس پر غصہ آیا اسے بازو سے تھام کر بیڈ کر دھکا دیا وہ گرنے کے انداز میں بیڈ پر بیٹھا اس نے جان بوجھ کر خود کو ڈھیلا چھوڑا تھا ورنہ اسے ہلانا حرم جیسی نازک گڑیا کے بس کی بات نہیں تھی

اگراب آپ یہاں سے ہلے یا کچھ بولا تو میں آپ سے کبھی بات نہیں "کروں گی" انگلی اٹھا کر اسے دھمکی دی جس پر وہ شرافت سے منہ پر انگلی رکھ گیا

حرم نے آہستہ سے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی شرٹ کے بٹن کھولے، اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے جبکہ چہرہ شرم سے جھکا ہوا تھا وہ اس کا شوہر تھا، اس کا محرم مگر ایک فطری جھجک جو ہر عورت میں موجود ہوتی وہ آڑے آ رہی تھی

بٹن کھول کر چوٹ والی سائیڈ سے شرٹ بازو کی طرف کی، آہستہ سے پہلے سے لگی پٹی ہٹائی، سپرٹ سے زخم کو صاف کرنے کے لیے وہ جھکی، سپرٹ کی جلن پر مجتبی کے منہ سے سسکی برامد ہوئی تھی، حرم نے جلدی سے زخم پر

پھونک ماری، اس سب میں وہ بلکل اس کے قریب جھک چکی تھی مجتبی سانس روکے اپنی محبت، اپنی بیوی کو اپنے قریب دیکھ رہا تھا

دوائی لگا کر بینڈ تج کرتے حرم جلدی سے پیچھے ہوئی کچھ ہی دیر میں اس کی حالت غیر ہو چکی تھی، مجتبی یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں استحاق، محبت، جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر، حرم نے ایک پل کو اسکی آنکھوں میں دیکھا مگر اس کی نظروں کی تاب ناں لاتے اس کی پلکیں رخساروں پر سجدہ ریز ہوئیں تھیں

ٹھک ٹھک "ناجانے یہ خوش کن لمحہ کتنا لمبا چلتا جب دروازے پر" ہوتی دستک پر وہ دونوں ہوش میں آئے تھے

یس؟" مجتبی آہستہ سے شرٹ کے بٹن بند کرتا دروازے کی جانب مڑا"

"چھوٹے بابا، نیچے احتشام صاحب اور مہمل بی بی آئی ہیں، سویرا بی بی کہہ رہی ہیں آپ نیچے آجائیں" ملازم کی بات پر مجتبی نے منہ بسورا تھا

"یار حرم ایک بات کا تو مجھے یقین ہو گیا ہے، چاچو پکے دشمن ہیں میری محبت اور رومینس کے" مجتبی بچوں جیسے انداز میں کہتا اسکی طرف مڑا

مجتبی" حرم نے تنبیہی انداز میں اسے گھورتے کہا"

وہ دونوں چلتے ہوئے نیچے آگئے جہاں مہمل اور احتشام لاونج میں بیٹھے تھے مجتبی مہمل کے گلے لگ کر چلتا ہوا آ کر احتشام کے پاس بیٹھا

"یار چاچو قسم سے اتنی کمال ٹائیمنگ ہے آپ کی دل چاہتا ہے آپ کے ہاتھ چوم لوں" دانت پیستے بظاہر مسکرا کر بولا

"بس بیٹا فوجی ہوں ناں، ہر کام سہی وقت پر کرنا پسند ہے مجھے" احتشام اس کی زو معنی بات سمجھ کر اسی کے انداز میں بولا جبکہ حرم ان کی باتیں سمجھتی زمیں میں گڑھنے والی تھی ان کے برعکس مہمل اور سویرا اپنی باتوں میں مصروف تھیں

"کرلیں جتنا ظلم کرنا ہے مجھ معصوم پر، ایک بار میرا وقت آلینے دیں، گن گن کر بدلے ناں لیے تو میں بھی آپ کا بھتیجا نہیں" مجتبی نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا

بیٹا، ابھی تمہارا وقت بہت دور ہے، فلحال تو ہمارا وقت ہے "احتشام کو اسکا" تپا تپا انداز مزہ دے رہا تھا

وہ کیا کہتے ہیں چاچو، آپ کا وقت آیا ہے ہمارا دور آئے گا، بے فکر رہیں، اپنی" ہنی کو آپ سب سے چھپا لوں گا اور کوئی کچھ نہیں کر سکے گا" اب وہ دونوں سرگوشیوں میں ایک دوسرے کو چڑا رہی تھے حرم انہیں ان کے حال پر چھوڑتی مہمل اور سویرا کی طرف متوجہ ہوئی

شرم تو نہیں آ رہی سسر کے سامنے ایسی باتیں کرتے ہوئے "احتشام نے" اسے شرم دلانی چاہی کو کے ناممکن سی بات تھی

شرم، یار چاچو یہ شرم نامی چیز ہمارے لیے بنی ہی نہیں، اور میں نے جو بھی" سیکھا ہے آپ سے ہی سیکھا ہے "مجتبی اسے دیکھتے آنکھ دبا کر بولا احتشام نے

خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی کیونکہ مجتبیٰ ولید حیدر ہار ماننے والوں میں سے تھا ہی نہیں

@@@@@@@@@@

حسال اپنے اور بہرام کے آفس میں بیٹھی ایک فائل پر کام کر رہی تھی، اسے اس آفس میں رکھنے والا بھی بہرام ہی تھا، بہرام ایک ضروری میٹینگ کے لیے باہر گیا تھا، کام کرتے کرتے اچانک حسال کو کچھ دن پہلے کی رات یاد آئی

وہ رات اس کی زندگی کی اب تک کی سب سے حسین رات تھی، وہ اور سویٹ بہرام کے ساتھ ڈنر پر گئیں تھیں، انہوں نے خاموشی سے ریسٹورنٹ میں آکر ڈنر کیا تھا مگر واپسی پر ریسٹورنٹ سے نکلتے انہیں حوزان مل گیا تھا، سویٹ جلدی جلدی مچاتے حوزان کے ساتھ گھر چلی گئی

اسکے جانے کے بعد وہ اور بہرام گاڑی میں اکیلے رہ گئے تھے، گاڑی کی فضا میں معنی خیز سی خاموشی پھیل گئی تھی، بہرام نے گاڑی سٹارٹ کی اور خاموشی سے سڑک پر ڈال دی

لونگ ڈرائیو پر چلیں حسال "اچانک بہرام کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا" تھا اس کے پوچھنے پر حسال صرف سر ہلا گئی آفس میں وہ جتنا اسے سنا لیتی تھی اس وقت اتنا ہی نروس تھی

بہرام گاڑی کی سپیڈ کم کرتے ایک لمبی سڑک پر ڈال گیا، باہر موسم خوشگوار ہو گیا تھا، کالے کالے بادل ہر سو چھانے لگے، اسلام آباد کے موسم کا تو ویسے ہی کوئی بھروسہ نہیں تھا، تیز چلتی ہواؤں نے موسم کو عجیب سی خوشگواریت بخشی تھی

"آپ کو پتا ہے حسال، میرا اس وقت کیا دل چاہ رہا ہے" بہرام باہر سڑک پر نظر ٹکائے آہستہ سے اس کا سرد ہاتھ تھامے نرمی سے بولا، حسال کا دل جیسے ہتھیلی میں آگیا تھا

"کی۔۔۔کیا؟" ایک دم ہی اس کی آواز لڑکھڑا گئی تھی

برستی بارش

رات کا سماں

لمبی خالی سڑک

اور آپ کا ساتھ

یہ سب مجھے میسر ہو تو میں اپنی ساری زندگی اس ایک ساعت کے نام کر دوں" اس کا ہاتھ نرمی سے دباتے جیسے اپنی محبت کو اس تک پہنچایا تھا، حسال خواب کی سی کیفیت میں بیٹھی تھی

وہ خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتی تھی کے بہرام خانزادہ کبھی یوں اپنے جذبات کا اظہار کرے گا، کیونکہ وہ ہمیشہ خود کو چھپا کر رکھتا آیا تھا مگر شاید وہ حسال کے سامنے خود کو چھپا نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ تو اس کا لباس تھی

بارشیں یوں اچانک ہوئیں
تو لگا تم شہر میں ہو
رات بھر پھر وہ جب ناں رکیں
تو لگا تم سحر میں ہو
کہیں اک ساز ہے گونجی

تیری آواز ہے گونجی

میری خاموشیوں کو اب

کر دے بیاں

تیرے بن بے وجہ سب ہے

تو اگر ہے تو مطلب ہے

نہیں تو ٹوٹا سا ادھورا کارواں

اک تیرا راستہ

اک میرا راستہ

نئیوں رہنا وے جدا

نئیوں رہنا وے جدا

اچانک سے ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی جو کچھ ہی دیر میں تیز ہونے لگی تھی، اچانک حسال نے بہرام کے الفاظ کا اثر زائل کرنے کے لیے میوزک پلئیر آن کیا مگر عاطف اسلم کی آواز انہیں اپنے سحر میں جکڑ گئی

اچانک بہرام نے گاڑی روکی اور باہر نکل گیا، گھوم کر دوسری طرف سے آتے اس کا ہاتھ تھام کر اسے باہر نکالا

بہر۔۔۔ بہرام یہ کیا کر رہے ہیں آپ، ٹھنڈ لگ جائے گی" حسال آج اس" کے انداز دیکھ کر حیران تھی جو کوئی اور ہی بہرام لگ رہا تھا

لگ جانے دیں، کون جانے یہ خوبصورت لمحات پھر میسر آئیں یا ناں آئیں"""" آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے قریب کھینچا

اس کا ہاتھ تھام کر اپنے کندھے پر رکھا، اپنا ہاتھ اس کی کمر پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ قدموں کو حرکت دینے لگا، بہرام کے دل میں موجود حسال کی محبت سر چڑھ کر بول رہی تھی

حسال ایک دم سب کچھ بھولتے ہوئے مسکرا دی اب وہ دونوں دنیا جہاں بھلائے ایک دوسرے کے سنگ زندگی کے رنگ کشید کر رہے تھے بارش میں بھیگتے، ہنستے مسکراتے دنیا کی فکروں سے آزاد

اچانک بہرام رک گیا، حسال کو اپنے قریب کرتے اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھ دیے، حسال ساکت ہوتے اپنی آنکھیں بند کر گئی، بہرام اس کا محبوب شوہر تھا جس سے وہ بے انتہا محبت کرتی تھی اور وہ بھی اسے دیوانوں کی طرح چاہتا تھا

ہیلو، میڈم، آپ سے بات کر رہی ہوں میں "سامنے کھڑی آفس کی ورکر" نے چٹکی بجائی جس پر حسال ہوش میں آئی تھی، اس رات کے بعد سے وہ ایسے ہی بیٹھے بیٹھے کھونے لگی تھی

ہہ، ہاں ؟ کیا ہوا؟" حسال ایک دم ہڑ بڑاتے ہوئے بولی"

بہرام سر کہاں ہیں ؟اس فائل پر ان کے سائن چاہیں "لڑکی حیرت سے" سے دیکھ کر سر جھٹکتے ہوئے بولی

وہ، بہرام میرا مطلب ہے بہرام سر ایک میٹنگ کے لیے گئے ہیں" حسال" اپنی بے خودی پر لعنت بھیجتے اس کی طرف متوجہ ہوئی

ہمم،اوکے،جب سر آئیں تو اس فائل پر سائن کروا دیجیے گا" وہ لڑکی فائل رکھتے باہر نکل گئی جبکہ حسال سر جھٹکے کام کرنے کی کوشش کرنے لگی

@@@@@@@@@@

زین اور مظہر پاکستانی ایجینٹس پر نظر رکھے ہوئے تھے،وہ لوگ چاندنی چوک آئے تھے،سامنے موجود جبران کے رائٹ ہینڈ پر نظریں جمائے ساتھ ہی ساتھ وہ دونوں ارد گرد نظر رکھے ہوئے تھے

مظہر کی نظر ایک لڑکے اور لڑکی پر پڑی،لڑکے کی نظریں چاروں طرف گھوم رہی تھیں جبکہ لڑکی جو نقاب میں تھی وہ بھی اسی کے انداز میں سب لوگوں کو دیکھ رہی تھی

ذین "ذین جو ارد گرد دیکھ رہا تھا مظہر کی آواز پر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا"

ہممم "رخ موڑ کر مظہر کو دیکھا جو ایک طرف غور سے دیکھ رہا تھا"

وہ اس لڑکے اور لڑکی کو دیکھو، ان کا انداز کچھ عجیب نہیں لگ رہا" مظہر نے " ذین کو بتاتے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا جس پر ذین بھی ان کی طرف متوجہ ہوا

ان دونوں کی حرکات و سکنات ویسے تو قابلِ توجہ نہیں تھیں مگر پھر بھی کچھ عجیب ضرور تھیں، اچانک وہ دونوں میاں بیوی ایک جانب کو چلنے لگے، مظہر نے آگے دیکھا تو جبران کا رائیٹ ہینڈ بھی اسی سمت تھا

ذین، چلو، وہ دونوں اس طرف جا رہے ہیں، جبکہ سانو بھی ان کے آگے ہی ہے، چلو چلیں" مظہر نے ذین اے کہتے آگے کی طرف قدم بڑھائے، ذین بھی کوفت زدہ ہوتے ہوئے اس کے پیچھے چل دیا، اسے ان سب معاملات میں رتی برابر بھی کوئی انٹرسٹ نہیں رہا تھا

وہ دونوں چپ چاپ ان کا پیچھا کر رہے تھے، جہاں وہ لوگ رکتے وہیں، یہ لوگ بھی رک جاتے، آخر چلتے چلتے وہ لوگ ریڈ لائٹ ائیریا میں داخل ہوئے تھے، اچانک اس لڑکے نے لڑکی کو تھام کر قریب کیا، ایک پل کو تو انہیں یہی لگا تھا ہے وہ دونوں کوپل ہیں جو یہاں آئے ہیں

انہوں نے دیکھا سانو ایک لڑکی کے کمرے میں چلا گیا، جسے دیکھتے کچھ دیر بعد وہ دونوں بھی واپس چلے گئے تھے، ان کو جاتا دیکھ ذین حیرت سے مظہر کی طرف مڑا

"وہ دونوں جا رہے ہیں، ہم نے انہیں پکڑا کیوں نہیں ؟" ذین کو یہی پتا تھا کے اسے ایک پاکستانی ایجینٹ کو پکڑ کر اسکا روپ دھارنا تو اب جب انہیں وہ مل گئے تھے تو انہیں جانے کیوں دیا

"کیونکہ وہ پاکستانی ایجینٹس ہیں، عام لوگ نہیں، انہیں پکڑنا آسان نہیں ہے، ہو سکتا ہے یہ ان کی کوئی چال ہو، ہمیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہے" مظہر اس وقت ایک شاطر را ایجینٹ کی طرح سوچ رہا تھا

"مظہر، کب ختم ہو گا یہ سب، مجھے واپس جانا ہے، میں نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے" ذین کو ہر چیز سے وحشت سی ہو رہی تھی نا جانے وہ کیا کر رہا تھا اور کیوں؟ کیا ملنا تھا اسے، مگر وہ جبران کی دھمکی کی وجہ سے خاموش تھا کیونکہ وہ مظہر کی فیملی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا

فکر مت کرو ذین، کچھ ہی دنوں کی بات ہے، پھر ہم واپس چلے جائیں گے، " اگر ہم نے اس کا کام نہیں کیا تو وہ انسان میرے گھر والوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے، اگر مجھے پتا ہوتا کے وہ اتنا برا ہے میں کبھی تمہیں یہاں ناں لاتا" مظہر جھوٹی افسردگی چہرے پر طاری کرتے بولا

تم فکر مت کرو مظہر، ہم اس کا کام کر دیں گے پھر وہ تمہاری فیملی کو کچھ " نہیں کرے گا، صرف ایک فائل ہی تو دینی ہے اسے " ذین نہی جانتا تھا کے جسے وہ عام سی فائل سمجھ رہا ہے وہ کیا تباہیاں پھیلا سکتی تھی

سچ کہتے ہیں، لاعلمی کبھی کبھی ہمیں بہت بڑے بڑے نقصانات سے دوچار کروا دیتی ہے، ذین کی لاعلمی نا صرف اسکے لیے بلکے اور بہت سے لوگوں کے خطرہ بن سکتی تھی جس سے وہ انجان تھا

وہ وارتا ہے جان مجھ پر
میں اس قدر لاڈلی ہوں اس کی

ارتضی رات کے وقت اپنے روم میں جانے کی بجائے دوستوں کے ساتھ باہر نکل آیا، انہوں نے ریسٹورنٹ میں ڈنر کیا، وہاں سے نکلتے روڈ پر آئے تو سامنے بیکری نظر آئی جس پر اسے حریم کا خیال آیا، کل وہ اس سے ناراض تھی حالانکہ وہ اسے منا چکا تھا مگر پھر بھی اسے خوش کرنے کے لیے اسے چوکلیٹس کا خیال آیا وہ ان سب سے معذرت کرتا گاڑی اس طرف بڑھا گیا

ارتضی کے بعد حریم اگر کسی چیز کی دیوانی تھی تو وہ تھیں چوکلیٹس، بیکری میں آکر اس نے مختلف قسم کی بے شمار چوکلیٹس خرید ڈالیں، انہیں پیک

کرتے وہ باہر آکر گاڑی میں بیٹھا، اکیڈمی پہنچ کر اب اس کا رخ حریم کے ہوسٹل کی جانب تھا

حریم" حریم اور باقی لڑکیاں میس سے ڈنر کر کے واپس جا رہیں تھیں جب " موحد کی آواز پر حریم رکی

جی موحد بھائی؟" اس کے ساتھ کی کیڈیٹس اسے وہاں چھوڑ آگے بڑھ " گئیں

یہ تمہاری بک، آج تم سر منیر کی کلاس میں چھوڑ گئی تھیں" موحد کے ہاتھ " میں اس کی سٹیٹس کی بک تھی جو شاید وہ غلطی سے وہیں چھوڑ آئی تھی

اوہ، بہت شکریہ موحد بھائی، مجھے ابھی اس کا ٹیسٹ بھی تیار کرنا تھا" حریم نے سر پر ہاتھ مارا سر منیر نے انہیں اگلے دن کے لیے ٹیسٹ دیا تھا

اٹس اوکے گڑیا، ہو جاتا ہے کبھی شکریہ کی ضرورت نہیں ہے" موحد اس کی معصوم سی حرکت دیکھتا مسکرا دیا

پرنس" وہ دونوں ابھی بات کر رہے تھے جب ارتضی اسے ہوسٹل کے باہر کھڑا دیکھ وہیں آگیا

السلام علیکم سر" موحد نے اسے وہاں آتے دیکھا تو جھٹ سیلوٹ کیا سنئیرز کو سیلوٹ کرنا اکیڈمی کا بہت سخت رول تھا

وعلیکم السلام "اسے جواب دیتے ارتضی حریم کی طرف مڑا"

پرنس آپ اتنی لیٹ یہاں کیا کر رہی ہیں ؟" نرمی اور فکر مندی سے " پوچھا رات کے وقت وہاں ٹھنڈ ہونے لگی تھی تب ہی وہ پریشان ہو گیا

سوری ٹو انٹرپٹ سر بٹ کیڈیٹ حریم اپنی بک کلاس میں بھول گئی تھیں تو " میں وہی دینے آیا تھا، میرے بلانے پر ہی رکی تھیں وہ" موحد نہیں چاہتا تھا ارتضی ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر کوئی غلط مطلب نکالے اسی لیے صفائی دیتے بولا

صبح ٹیسٹ ہے اور میں بک کلاس میں ہی بھول گئی" حریم کو تو رہ رہ کر خود پر " غصہ آ رہا تھا اسی لیے صدمے سے بولی

"اٹس اوکے پرنسس ہو جاتا ہے پریشان مت ہوں، اینڈ تھینک یو ینگ مین، آپ نے ہماری مسز کو بہت بڑی پریشانی سے بچا لیا ورنہ انہوں نے رو رو کر برا حال کر لینا تھا" حریم کا رونے والا منہ دیکھ کر ارتضی محبت سے بولا

"ارے سر تھینک یو کی کوئی بات نہیں، یہ تو میرا فرض تھا، میں چلتا ہوں سر، کہیں ہوسٹل والے مجھے آج رات باہر ہی ناں پھینک دیں" موحد مسکرا کر کہتا اسے سیلوٹ کرتا وہاں سے چل دیا

"کیا ہوا پرنسس، کس سوچ میں گم ہیں؟" حریم کو سوچوں میں گم دیکھ ارتضی نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا

اگر موحد بھائی میری بک نہیں لاتے تو میں ٹیسٹ کیسے دیتی" وہ بلکل رونے والی ہو گئی تھی، ویسے بھی اسے چھوٹی چھوٹی باتوں کی ٹینشن لینے کی عادت تھی

"افففف پرنسس، جو ہوا نہیں اسے سوچ کر پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟" ارتضی نے نفی میں سر ہلاتے اپنی حساس بیوی کو دیکھا تھا

"اچھا خیر یہ چھوڑیں، میرے پاس آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے، آنکھیں بند کریں" ارتضیٰ اسے ٹینشن سے نکالنے کے لیے بات بدل گیا چوکلیٹس اس نے کب سے اپنے پیچھے چھپا رکھی تھیں

"سرپرائز، کیسا سرپرائز؟" حریم حیران کن تاثرات لیے بولی

کلوز یور آئیز پرنسس" ایک ہاتھ سے اس کی پلکوں کو ملایا تھا اس نے " آنکھیں بند کیں تو ارتضیٰ نے چوکلیٹس والا ہاتھ سامنے کیا

ناؤ اوپن دیم" آہستہ سے کہا تو حریم جلدی سے اپنی آنکھیں کھول گئی "

چوکلیٹس، تھینک یو سو مچ ارتضیٰ، تھینک یو" اس کے ہاتھ سے چوکلیٹس کا" بیگ لیتے وہ بے ساختہ اس کے ساتھ لگی تھی ارتضی آہستہ سے مسکرا دیا، جانتا تھا وہ ایسے ہی خوش ہو گی، یہ تو شکر تھا رات کے وقت باہر کوئی نہیں تھا

یور سمائل از آل واٹ آئی وانٹ یور ہائینس" اس کے سر کو تھپتھپاتے وہ" محبت سے بولا

"اب تو آپ ناراض یا اداس نہیں ہیں ناں ؟" حریم جلدی سے اس سے الگ ہوئی، وہ اپنی ہی حرکت پر جھنپ گئی تھی، ارتضی اس کی جھنپ مٹانے کو بولا

"میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی، تھوڑا اداس تھی مگر اب بہت خوش ہوں، تھینک یو" حریم ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولی اور اس کی یہی مسکراہٹ تو ارتضی کی زندگی تھی

"اوہوں، آپ کو مجھے تھینک یو کہنے کی ضرورت نہیں ہے، بس آپ خوش رہا کریں، کیونکہ جب آپ مسکراتی ہیں ناں تو لگتا ہے میں زندہ ہوں، آپ کی زراسی بھی اداسی برداشت نہیں ہے مجھ سے" آہستہ سے اس کے ماتھے اپنی محبت اور عقیدت کے پھول کھلاتے کہا تو وہ ایک دم نروس ہو گئی

وہ، وہ میں چلتی ہوں، وارڈن ڈور بند کر دے گی" پلکیں جھکا کر بولتی وہ" ارتضی کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی

جائیں، اور اپنا خیال رکھیے گا، گڈ نائیٹ" آہستہ سے اس کا گال تھپتھپاتے" اسے اجازت دی

گڈ نائیٹ" حریم آہستہ سے بولتی بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نکلتی چلی" گئی، ارتضیٰ نے محبت سے اپنی متاعِ حیات کو جاتے دیکھا، مگر وہ نہیں جانتا تھا کے اس کی اس حسین زندگی کو کسی حاسد کی نظر لگنے والی تھی

@@@@@@@@@@@

دو دن گزر گئے تھے مگر کوئی بھی اس کی برتھ ڈے کے بارے میں بات تک نہیں کر رہا تھا، سویٹی ایک دن تو دیکھتی رہی مگر پھر غصے سے منہ بناتی روم میں بند ہو چکی تھی، کل سے وہ کسی سے بات نہیں کر رہی تھی یہاں تک کے حوزان کو بھی فون نہیں کیا تھا

شاہ زیب اس کے کمرے میں ملنے گیا تو منہ پھلائے دور سے ہی اسے سلام کرتی پھر بلینکٹ اوڑھ گئی، شاہ زیب تو اس کا ناراض چہرہ دیکھتے اسے بتا دینا چاہتا تھا مگر بہرام نے مشکل سے انہیں روکا تھا، صرف ایک دن کی ہی تو بات تھی

بہرام، داہیم کا کوئی اتا پتا ہے کہاں ہے وہ؟" شاہ زیب نے ڈنر ٹیبل پر بہرام" سے پوچھا داہیم کافی دنوں سے گھر نہیں آیا تھا

بابا میں نے اسے دبئ بھیجا ہے بزنس کے سلسلے میں، وہ اب سیریس ہو کر" بزنس کرنا چاہتا ہے، سو میں نے اسے ایک چانس دے دیا" بہرام نے شاہ زیب خانزادہ کو دیکھتے کہا، اس نے بہت مشکل سے داہیم کو بھیجا تھا وہ جانا نہیں چاہتا تھا

ہمم، گڈ، شکر ہے اسے بھی عقل آئی" شاہ زیب ڈنر کی طرف متوجہ ہو گیا، " وہ سب لوگ ڈنر کر کے اپنے اپنے روم میں چلے گئے بہرام سب کو منا کر چکا تھا کے سویٹ کو بارہ بجے کوئی وش نہیں کرے گا اور وجہ سے وہ سب واقف تھے

رات کا پہر تھا ہر کوئی اپنے اپنے کمرے میں پر سکون نیند سو رہا تھا، سویٹ اپنے روم میں ڈنر کر چکی تھی کافی دیر جاگتی رہی کے شاید کوئی منانے آئے مگر

گیارہ بجے کے قریب وہ تھک کر سو گئی بارہ بجنے سے پندرہ منٹ پہلے اس کے کمرے کی بالکنی میں سایہ سالہرایا تھا

کچھ ہی منٹوں بعد بلیک جینز اور بلیک ہڈی میں ملبوس حوزان خاقان اندر آیا تھا، بیڈ پر نظر ڈالی تو اس کی دھڑکن پر سکون نیند سو رہی تھی وہ جانتا تھا اس کی نیند پکی ہے تب ہی آرام سے آگے بڑھا، چند لمحے اس کے حسین چہرے کو دیکھتے رہنے کے بعد آہستہ سے اسے باہوں میں اٹھایا تھا

اسے اٹھا کر اب کی بار دروازے سے باہر نکلا، بہرام پہلے ہی سیکیورٹی گارڈ کو بتا چکا تھا کے حوزان آئے گا، سو اس نے دروازے کھول دیے تھے، حوزان نے اسے لاکر آرام نے گاڑی میں بیٹھایا اور گھوم کر اپنی طرف والی سیٹ پر بیٹھا

تیزی سے گاڑی چلا کر وہ ایک فارم ہاوس پر آیا تھا، یہ فارم ہاؤس اس کے دوست کا تھا، جو آج اس نے اس سے کہہ کر کھلوایا تھا، باہر نکل کر سویٹ کی طرف آیا اور جیب سے بلیک پٹی نکال کر اس کی آنکھوں پر باندھی

اسے گود میں اٹھا کر فارم ہاؤس کی پچھلی جانب بنے لان میں لایا، وہاں پہنچ کر اس نے آہستہ سے اسے نیچے کھڑا کیا، وہ نیند میں جھول کر اس کے کندھے سے لگ گئی

سویٹی میری جان، اٹھ جائیں" سر جھکا کر آہستہ سے اسے پکارا تھا، دو تین" بار پکارنے پر وہ نیند سے بیدار ہوئی مگر آنکھوں پر بندھی پٹی نے کچھ بھی دیکھنے سے روکا تھا

یہ، یہ کیا کہاں ہوں میں، خان آپ ہیں کیا؟" سویٹی ایک دم خوفزدہ ہوگئی" تھی اس نے آنکھوں سے پٹی ہٹانی چاہی مگر حوزان اس کا ہاتھ تھام کر اسے روک گیا

نو سویٹ ہارٹ ابھی نہیں، ون سیکینڈ" حوزان نے اس کا رخ لان کی" طرف کیا اور پھر گھوم کر اس کے پیچھے جاتا اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹا گیا، سویٹی پلکیں جھپک کر ارد گرد دیکھ کر چند لمحے ساکت رہ گئی تھی

پورے لان کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، بلیک کلر کے بلونز کے درمیان میں ٹیبل اور دو چیئرز پڑی تھیں، جن پر بلیک ہی کور تھے ٹیبل کے اوپر درمیان میں کینڈلز اور پھول سجائے گئے تھے ارد گرد لائیٹنگ اور ڈیکوریشن دیکھنے والے کو مبہوت کر رہے تھے

"ہیپی برتھڈے ٹو یو، ہیپی برڈے ڈے ٹو یو، ہیپی برتھڈے سویٹی، ہیپی برتھڈے ٹو یو، ہیپی برتھڈے سویٹ ہارٹ، مینی مینی ہیپی ریٹرنز آف دی ڈے" بارہ بجتے ہی حوزان اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی میں بولا

"خان، آپ کو یاد تھا" آزین بے انتہا خوشی سے اس کی جانب پلٹی تھی، وہ کیسے بھول گئی کے اس کا خان اس سے متعلق کوئی بات کیسے بھول سکتا تھا

"کیا میں اپنی جان کی زندگی کا سب سے اہم دن بھول سکتا ہوں؟ مسکراتے ہوئے اس نے اس کا خوشی سے جگمگاتا چہرہ دیکھا

"تھینک یو تھینک یو تھینک یو سو مچ خان، آئی لو یو سو مچ" سویٹی اپنے لیے اس کی کی گئی اتنی تیاری دیکھ کر بہت خوش تھی، ویسے تو وہ ہر سال اس کی برتھڈے کو یادگار بناتا تھا مگر اس طرح سرپرائز اس نے پہلی بار دیا تھا

آئی لو یو ٹو میری جان، اچھا اب جلدی سے یہ ڈریس پہن کر آئیں جائیں""
حوزان اس کی طرف ایک بیگ بڑھاتے ہوئے بولا سویٹی نے بیگ پکڑا اور
اس کے بتائے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئی

اس نے بیگ کھولا تو اس میں بلیک کلر کی پاؤں تک آتی نیٹ کی میکسی تھی،
کواٹر سلیوز والی خوبصورت میکسی دیکھ کر سویٹی دم بخود رہ گئی تھی، مسکراتے
ہوئے اس نے ڈریس چینج کیا اب تک وہ اپنے ٹراوزر اور داہیم کی گھٹنوں تک
آتی شرٹ پہن رکھی تھی،

اس نے روم میں نظر دوڑائی تو وہاں ایک ڈریسنگ بھی تھا جس پر برش پڑا تھا،
بیگ ٹٹولا تو اس میں سے بلیک نازک سے سینڈلز نکلے، بالوں کو کھول کر برش

کیا اور پھر جوتا پہنتے باہر آئی اتنی سی تیاری میں ہی وہ حوزان کے حواسوں پر سوار ہونے کی صلاحیت رکھتی تھی

وہ باہر آئی تو حوزان ٹیبل پر کیک رکھ رہا تھا، خوبصورت سا کریم کیک جس پر ہیپی برتھڈے خان کی جان لکھا تھا، سویٹ دو دن سے جتنا اداس رہی تھی اس وقت اتنا ہی خوش تھی، حوزان نے اسے دیکھا تو چند لمحے مبہوت ہو گیا

میں کیسی لگ رہی ہوں خان ؟" سویٹ اس کے سامنے آکر رکتے ہوئے بولی"

آپ اتنی حسین لگ رہی ہیں کے دل چاہ رہا ہے آپ کو ساری زندگی اپنے " سامنے بیٹھا کر دیکھتا رہوں، اور تمام عمر اسی طرح بسر ہو جائے" آہستہ سے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے حوزان ایک ٹرانس کی کیفیت میں بول رہا تھا

خان، "سویٹی اس کی بات پر سر جھکا گئی، اس کی آنکھوں میں جذبات کا" ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا جس کا سامنا کرنا سویٹی کے بس کی بات نہیں تھی

ہاں، چلیں، کیک کاٹیں "حوزان اس کے پکارنے پر ہوش میں آیا اس کے " ہاتھ میں چھری تھمائی، اس نے کیک کاٹا تو حوزان نے آہستہ سے تالیاں بجاتے برتھڈے وش کیا

سویٹی نے کیک کاٹتے اس کی طرف بڑھایا، حوزان نے تھوڑا سا کیک کھاتے باقی اس کے منہ میں ڈال دیا، سویٹی چھری رکھتے اس کی طرف مڑی، وہ چپ چاپ اسے دیکھ رہی تھی جس کا صاف مطلب تھا کے اب گیفٹ دو

حوزان نے آہستہ سے جیب سے مخملی کیس نکالا، کیس کھولا تو اس میں وائٹ گولڈ کا خوبصورت سا پینڈینٹ تھا، وائٹ کلر کا چھوٹا سا گلاب جس کے

درمیان میں ایک نگ تھا، پینڈینٹ دیکھتے سویٹی ایک بار پھر ساکت ہوئی تھی وہ حوزان نے اس کے لیے ہر چیز بہترین کی تھی

"پینڈینٹ ہاتھ میں لیتے حوزان نے پوچھا جس پر سویٹی اپنے بال" مے آئی ایک سائیڈ پر کرتے دوسری طرف گھومی حوزان نے آہستہ سے وہ پینڈینٹ اس کے گلے کی زینت بنایا

"خان، یہ بہت، بہت بہت خوبصورت ہے" سویٹی اپنے گلے میں چمکتے لاکٹ کو تھامتے بولی

"پہلے نہیں تھا مگر اب بہت خوبصورت لگ رہا ہے" اس کی صراحی دار گردن میں وہ لاکٹ ایک شان سے جگمگا رہا تھا

میرے ساتھ ڈانس کرنا پسند کریں گی مائی لیڈی؟"حوزان نے اس کے "
شرمانے پر مسکراتے اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلایا

سویٹ نے مسکرا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا، حوزان نے اپنے موبائل پر میوزک پلئیر آن کرتے سانگ لگایا اور اسے لیے آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگا

ارد گرد موجود ہر چیز محبت سے اس حسین جوڑے کو دیکھ رہی تھی جو اپنی محبت میں گم آنے والی آزمائشوں سے بے نیاز وقت کی خوبصورتی کشید کر رہے تھے جبکہ آنے والا وقت اپنے جلو میں کچھ اہم لے کر آ رہا تھا

@@@@@@@@@@@

وہ دونوں آج اپنی مرضی سے اس گندی جگہ پر آئے تھے کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے ملک کی خاطر زہر کا پیالہ تک ہنستے ہنستے پی لیتے ہیں تو پھر اس جگہ آنا جہاں آنے کا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کونسی بڑی بات تھی

"سوان، ایک بار پھر سوچ لیں، کیا آپ ایسا کرنا چاہتی ہیں؟" لیپرڈ کو اس کی فکر ہو رہی تھی جو پلین اس نے بنایا تھا اس میں بہت خطرہ تھا مگر وہ یہ خطرہ مول لینا چاہتی تھی

"جانتی ہوں سر، مگر ہمارے پاس ایک یہی راستہ ہے اسے پکڑنے کا، آپ فکر مت کریں میں سمبھال لوں گی" یہ پہلی بار تھا جب وہ دونوں لڑنے کے علاوہ کوئی اور بات کر رہے تھے

ہمم اوکے، مگر کچھ بھی ہو فوراً مجھے میسج کر دینا میں آجاوں گا" لیپرڈ نے کہتے " اسے حوصلہ دیا تھا، ان کا پلان بہت رسکی تھی مگر اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں تھا

اوکے میں چلتی ہوں "سوان گاڑی سے اترتے بولی، لیپرڈ کی نظروں نے " دور تک اس کا تعاقب کیا تھا، نا جانے کیوں اسے ڈر لگ رہا تھا اس نے آیت الکرسی پڑھ کر دور جاتی سوان پر بھونک ماری اور اسے اللہ کی امان میں دیا تھا

سوان چلتے ہوئے اسی کمرے کے سامنے آئی، دن کا وقت تھا سو وہاں زیادہ رش نہیں تھا، اندر موجود لڑکی نے دروازہ کھولا، ایک انجان نقاب پوش کو دیکھتے اس نے دروازہ بند کرنا چاہا مگر سوان اسے دھکا دیتے اندر داخل ہو چکی تھی

اس سے پہلے کے وہ لڑکی چیخ کر کسی کو بلاتی سوان اس کے کان کے پیچھے مخصوص رگ کو دباتے اسے بے ہوش کر چکی تھی، سوان نے اسے گھسیٹ پر بیڈ کے نیچے ڈالا اب وہ چوبیس گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نے والی نہیں تھی

اس نے الماری سے اس کا لباس نکالا وہاں ایک ساڑھی تھی جس کا بلاوز چھوٹا سا تھا، وہ پہننا نہیں چاہتی تھی مگر مجبوری تھی سو جلدی سے وہ ساڑھی پہن لی، اس نے نقاب اتارا تو اس کا نو خیز حسن آج بے پردہ ہوا تھا اگر اس وقت کوئی اسے دیکھ لیتا جو اپنا سب کچھ ہار جاتا

اس نے اپنی جینز کی پاکٹ سے نیٹ کا چھوٹا سا کپڑا نکالا اور اپنے چہرے کے سامنے باندھ لیا، ساڑھی کے پلو کو اچھی طرح اپنے گرد پھیلاتے اپنا برہنہ پیٹ بہت حد تک چھپا گئی تھی اس کا چہرہ پوری طرح چھپا ہوا نہیں تھا مگر اتنا ضرور تھا کے وہ پہچانی نہیں جا رہی تھی

شام ڈھلتے ہی وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اس نے پیچھے کی طرف ساڑھی میں بے ہوشی کا انجیکشن رکھ لیا تھا کچھ ہی دیر میں دروازے پر آہٹ ہوئی، سانو اندر آیا تھا اسے بیڈ پر بیٹھا دیکھ حیران ہوا مگر پھر سر جھٹکتے دروازہ بند کر گیا

" ارے رادھا ڈارلنگ، آج تو لگتا ہے تو بھی موڈ میں ہے، پہلے ہی اپنی جگہ سمبھال گئی" وہ شاید آج نشے میں تھا تب ہی بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا سوان نے شکر کیا تھا کے اللہ نے اس کی مدد کی تھی آدھا کام پہلے ہی ہو چکا تھا اسے باقی کا کام کرنا تھا

" ارے بول کیوں نہیں رہی تو" وہ لڑکھڑاتا ہوا بیڈ کے پاس آیا، سوان کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا اللہ کا نام لیتے وہ خود کو تیار کر چکی تھی

چل مت بول، ویسے بھی آج کل میرا دماغ بہت پکا ہوا ہے، یہ سالے" پاکستانی ایجینٹ، خود کو بہت تیس مار خان سمجھتے ہیں، اس بار باس نے انہیں انہی کے انداز میں مارنے کا پلان بنایا ہے" وہ نشے میں بڑبڑا رہا تھا اگر ہوش میں ہوتا تو شاید اس کی خاموشی سمجھ پاتا

وہ آ کر سوان کے اوپر جھکا تھا، سوان نے ہاتھ پیچھے لے جاتے انجیکشن نکالا، اس کے اوپر سے ڈھکن ہٹایا، ایک گھٹیا شخص کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر اسے گھن آ رہی تھی مگر اسے یہ کرنا تھا

سانو کا ہاتھ سوان کے نقاب کی طرف بڑھا، اس سے پہلے وہ اسے ہٹاتا، سوان اس کے بازو میں انجیکشن لگا چکی تھی، ایک جھٹکے سے وہ آدمی کھڑا ہوا، اس نے حیرانی سے سوان کو دیکھا،

کو۔۔۔کون ہو تم،"اس نے غرا کر پوچھا اسے چکر آ رہے تھے"

تمہاری موت گھٹیا انسان"سوان اس سے زیادہ سرد اور مضبوط آواز میں" بولی

میں تجھے چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔"سانو گالی دیتے اس کی طرف بڑھا مگر" دوائی کا ڈوز زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکا اور بے ہوش ہوتے گر گیا

ڈن"سوان نے لیپرڈ کو میسج کیا، کچھ دیر بعد اسے کمرے کی پچھلی طرف" موجود کھڑکی پر دستک سنائی دی،اس نے اٹھ کر کھڑکی کھولی، لیپرڈ اندر آیا، سوان کے ساڑھی میں ملبوس سراپے کو دیکھتے وہ چند پل ساکت ہوا تھا وہ پوری طرح خود کو ڈھانپے ہوئے تھی مگر اس کا نازک سا سراپہ واضح ہو رہا تھا

لیپرڈ نے چپ چاپ اپنی جیکٹ اتارتے اس کی طرف بڑھائی کیونکہ اب وہ چینج کرنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی انہیں جلد سے جلد وہاں سے نکلنا تھا، لیپرڈ نے سانو کو کندھوں پر اٹھایا اور کھڑکی سے باہر نکلا، سوان اس کی جیکٹ پہنتے اپنا سکارف لپیٹتے باہر نکلی،

سانو کو گاڑی میں ڈال کر لے جاتے وہ دونوں اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے، آج وہ اپنی منزل کے ایک قدم قریب آچکے تھے اب وہ دشمن کی تاک میں تھے یا دشمن ان کی یہ بہت جلد پتا چلنا تھا

مجتبی کی حالت پہلے سے بہتر تھی تب ہی سویرا کے لاکھ منا کرنے کے باوجود بھی وہ فون کر کے لیو کینسل کرواچکا تھا اور اب صبح یونٹ رپورٹ کرنے کی تیاری کر رہا تھا

مجتبی، بیٹا کچھ دن اور ریسٹ کر لیتے، آج جانا ضروری ہے کیا؟" سویرا اسے "
پیکنگ کرتا دیکھ کر بولی

ماما جانی میں بلکل ٹھیک ہوں، آپ ٹینشن مت لیں میں مزید ریسٹ نہیں "
کر سکتا" مجتبی سویرا کے ہاتھ تھام کر بولا

مگر بیٹا" سویرا کا دل بلکل مطمئن نہیں ہو رہا تھا"

السلام علیکم" حرم کی آواز پر ان دونوں نے دروازے کی جانب دیکھا"

وعلیکم السلام میری جان" سویرا حرم کو گلے لگاتے ہوئے بولی"

"کیا ہوا ماما جانی؟ آپ پریشان لگ رہی ہیں؟" حرم نے سویرا کے چہرے کو دیکھتے پوچھا، اس کے چہرے سے فکر مندی واضح تھی

"ہنی بیٹا اب تم ہی اسے سمجھاؤ، ابھی اس کا زخم پوری طرح بھرا نہیں ہے اور یہ واپس ڈیوٹی جوائن کر رہا ہے" سویرا نے حرم کو بھی اپنا ہم خیال بنانا چاہا

"ماما آپ پریشان مت ہوں بات کرتی ہوں" حرم نے سرگوشی میں کہا وہ اپنا باقی کا سامان دیکھ رہا تھا، سویرا ایک نظر انہیں دیکھ کر باہر چلی گئ

مجتبی، لائیں میں آپ کا یونیفارم پریس کر دوں" مجتبی اپنا یونیفارم لیے آئیرن سٹینڈ کی طرف بڑھا تھا جب حرم نے اس کے ہاتھ سے یونیفارم لے لیا

"آپ نے تو ماما سے کہا تھا کے آپ مجھے منا لیں گی رکنے کے لیے، اب خود ہی میرا یونیفارم پریس کر رہی ہیں" مجتبی نے مسکراہٹ دباتے پوچھا اشارہ صاف تھا کے وہ اس کی ہلکی سی سرگوشی بھی سن چکا تھا

"وہ تو میں ماما کو حوصلہ دے رہی تھی جبکہ میں جانتی ہوں آپ نہیں رکنے والے" اس کے یونیفارم کی سفید شرٹ پریس کرتے مصروف انداز میں کہا

"آپ مجھے کتنا سمجھتی ہیں ناں" آہستہ سے اس کے پاس آتے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا

"مجتبی، کیا کر رہے ہیں، شرٹ جل جائے گی پلیز پیچھے ہٹیں" حرم اس کی حرکت پر سٹپٹا گئی تھی، مگر وہ یوں تھا جیسے سنا ہی ناں ہو

ہنی، ہم فوجیوں کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا، اس دن چلی وہ گولی "
میرے دل پر یا سر میں بھی لگ سکتی تھی، مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا،
شہادت تو ایک فوجی کا سب سے بڑا خواب ہوتی ہے، مجھے اپنے بعد آپ کی تنہا
زندگی، آپ کے آنسوؤں سے ڈر لگتا ہے" مجتبی نا جانے آج کس رو میں بہہ
کر سنجیدہ سا بول رہا تھا

حرم شرٹ پر سے استری ہٹاتے اس کے حصار میں ہی پیچھے اس کی طرف
مڑی، اس کا چہرہ دیکھا جس پر آج الگ سا احساس تھا، شاید حرم کی محبت کہیں
ناں کہیں اس کی کمزوری بن رہی تھی

مجتبی، ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا، میں کیپٹن ڈاکٹر حرم مجتبی ہوں، کمانڈر "
مجتبیٰ ولید حیدر کی منکوحہ، میں اس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کے بعد
سب سے زیادہ محبت آپ سے کرتی ہوں، کیونکہ یہی میرا فرض ہے، کبھی

سوچیے گا بھی مت کے میری محبت کبھی آپ کی کمزوری بنے گی" حرم اس کا خوبرو چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیے بولی، کبھی وہ بہت سمجھدار ہوتا تو کبھی معصوم بچوں جیسا

"شہادت ایک فوجی کے لیے کیا مقام رکھتی ہے یہ میں اچھے سے جانتی ہوں، میں نے ہمیشہ دعا کی ہے کے اللہ آپ کے بغیر مجھے ایک بھی سانس نہ لینے دے لیکن اگر کبھی مجھ میں سے اور وطن میں سے وطن کو چنتے آپ نے اپنا آپ اس وطن پر قربان کر دیا تو آپ مجھے کبھی ڈگمگاتا نہیں پائیں گے، میں ویسے ہی ثابت قدم رہوں گی جیسے کمانڈر مجتبیٰ ولید حیدر کی بیوی کو رہنا چاہیے" آنکھوں میں نمی لیے اسے سمجھا رہی تھی

اس کے بغیر زندگی کا تصور بھی مشکل تھا، مگر وہ پھر بھی بول رہی تھی کیونکہ وہ خود ایک آرمی آفیسر تھی، وہ کبھی بھی مجتبی کے فرض کی راہ میں نہیں آنا چاہتی تھی، اور یہی تو کرتی آئی ہیں پاکستان کی بہادر مائیں اور بیویاں

آئی ایم پراوڈ آف یو میری جان، مجھے آپ سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی"" اس کے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر شان سے سجاتے مان سے کہا

حرم اس کے سینے سے لگتے اپنے آنسو اس سے چھپا گئی، مجتبی اچھے سے جانتا تھا اس نے کس ہمت سے یہ باتیں کہیں ہیں، تب ہی زور سے اسے خود میں بھینچ گیا

مگر فکر مت کریں اگلے سو سال تک میرا آپ کی جان چھوڑنے کا کوئی " ارادہ نہیں ہے "اس سوگواریت کو ختم کرنے کے لیے مجتبی شرارت سے بولا جس پر حرم آنسو پیتے مسکرا دی

چلیں اب ریڈی ہو جائیں، اور پہلے مجھے اپنا زخم دیکھنے دیں" حرم اس کے " کندھے پر ہلکا سا تھپڑ مارتے سیدھی ہوئی

مجتبی اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے اس کے سامنے جھکا، اس کا زخم کافی حد تک مندمل ہو چکا تھا، حرم نے دوائی سے زخم صاف کرتے پٹی بدل دی، مجتبی جب تک ہونیفارم بدل کر آیا تب تک حرم اس کا سارا سامان پیک کر چکی تھی

مجتبی بال برش کرتے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا، حرم نے منہ میں مختلف آیات کا ورد کرتے اس پر حصار کھینچا، اس کے ہاتھ سے کیپ لے کر ایڑھیوں

کے بل اوپر اٹھتے وائٹ نیوی کیپ اس کے سر پر رکھی، اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اس کے ماتھے کو چھوا

اللہ کی امان "سیدھی کھڑی ہوتے آہستہ سے بولی، مجتبی اس کی محبت پر" مسکرا دیا

تھینک یو سویٹ ہارٹ "اسے اپنے ساتھ لگاتے اس کے دوپٹے سے ڈھکے" سر پر ہولے سے لب رکھے، بیگ پہن کر اس کا ہاتھ تھامتے کمرے سے باہر نکلا، لاونج میں سویرا اور ولید سے ملتا، باہر کی جانب بڑھا، حرم اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی

وہ باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھا تو حرم نے دل میں اسے اپنی دعاوں کے حصار میں لے لیا، وہ وہیں کھڑی اسے خود سے دور ہوتا دیکھتی رہی، محبوب اگر

محرم ہو تو محبت کا عالم ہی کچھ اور ہوتا ہے اور اپنی سب سے محبوب ہستی کو خود سے دور بھیجنا آسان نہیں ہوتا

خدا نہ کرے کبھی دور ہونا پڑے تم سے
سنا ہے جی نہیں پاتا کوئی جان سے بچھڑ جانے کے بعد

@@@@@@@@

رات کو تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب حوزان اسے گھر چھوڑ کر گیا تھا، وہ بہت خوش تھی کیونکہ اور کسی کو ناں سہی مگر اس کے خان کو اس کی برتھڈے یاد تھی، اس کے لیے سب کچھ خواب کی طرح تھا، آ کر بھی وہ کافی دیر جاگتی مگر پھر نا جانے کس وقت نیند نے اسے اپنی آغوش میں لیا

صبح صبح شاہ زر ولا سے ذیشان، دلکش، شاہ زر، مشک اور حسال وہاں آ گئے تھے ان کے آتے ہی سب لوگ سویٹی کے کمرے میں آ گئے، وہ اپنے ٹیڈی بیئر کو خود میں بھینچے خوبصورت مسکراہٹ لبوں پر لیے پر سکون نیند سو رہی تھی

"ہیپی برتھڈے ٹو یو، ہیپی برتھڈے ٹو یو، ہیپی برتھڈے ڈیئر آزین، ہیپی برتھڈے ٹو یو" تالیوں اور سب کی ملی جلی آوازوں پر آزین کی آنکھ کھلی تھی سب لوگ اس کے ارد گرد کھڑے تھے

وہ حیرت سے سب کو دیکھنے لگی مگر جب حواس بحال ہوئے تو خوشی سے چیخ پڑی، بھاگتے ہوئے اٹھ کر سب سے پہلے شاہ زیب کے گلے لگی، باری باری سب سے پیار لیتی وہ دل سے مسکرا رہی تھی

"ویسے سویٹی، دیکھ لیں، آپ ہر وقت خان خان کرتی رہتی ہیں مگر آپ کے خان کو آپ سے زیادہ نیند پیاری ہے، سو رہے تھے صاحب زادے آپ کو وش تک کرنے نہیں آئے" ذیشان نے شرارت سے کہتے اسے چڑانا چاہا، اس کی بات پر آزین کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی

"ذیشان چاچو، وہ حوزان ذیشان خاقان ہے، ایسا ہو سکتا ہے کے وہ سویٹی کی برتھڈے بھول جائے یا اس سے پہلے کوئی اور سویٹی کو وش کر دے" حسال کی بات پر جہاں ذیشان کا منہ کھلا تھا باقی سب مسکرا دیے جبکہ سویٹی سب کا دھیان اپنی طرف محسوس کرتے حسال کے ساتھ لگ گئی

"ویسے سویٹی کیا گفٹ دیا حوزان نے تمہیں؟" حسال اور بہرام کو حوزان کے پلان کے بارے میں سب کچھ پتا تھا تب ہی شرارت سے سرگوشی کرتے بولی

واوووو"سویٹی نے آہستہ سے الگ ہوتے پینڈنٹ ہاتھ میں پکڑتے دکھایا،"
باقی سب لوگ ایک دوسرے سے باتوں میں مگن ہوچکے تھے سوان کی سرگوشیوں کی طرف کسی کا دھیان نہیں تھا

پھر باقی سارا دن انہوں نے وہیں مختلف کاموں میں گزارا تھا، حسال اور سویٹی سارا دن سویٹی کے روم میں رہی تھیں تب ہی سویٹی کو اپنی برتھ ڈے پارٹی کا علم نہیں ہوسکا تھا، بہرام اور حسال کے مشترکہ فیصلے سے پارٹی کا تھیم ڈیزنی تھیم رکھا گیا تھا

چونکہ صرف خاص خاص مہمان ہی آنا تھے سو سب کو ڈریس کوڈ دو دن پہلے بتایا جاچکا تھا، شام کے وقت ان کے روم میں ان کی ڈریسز آگئیں تھیں،

حسال نے اس کے پوچھنے پر کچھ بھی بولے بغیر اسے ڈریس تھماتے اسے چینج کرنے بھیجا اور اپنا ڈریس لیتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی

اس کا ڈریس بلو کلر میں تھا، سینڈریلا فراک میں وہ سچ مچ کی سنڈریلا لگ رہی تھی، بالوں کا اونچا جوڑا بنایا، کانوں میں چھوٹے ٹاپس اور باریک سا پینڈینٹ پہنے ہلکا سا گلوز لگایا، بلو کلر کا ہیل والا جوتا دیکھتے وہ بیڈ کی طرف بڑھی

سویٹی جلدی۔۔۔" بہرام بولتا ہوا اندر آیا تو سامنے موجود حسال کو دیکھتے" دم بخود رہ گیا، وہ خود بھی سینڈریلا کے پرنس کے ڈریس میں تھا، وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

حسال اس کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں جھکا گئی، آہستہ سے چلتے بیڈ پر بیٹھ کر جوتا پہننا چاہا، مگر ایک تو ہیل والا جوتا اور اس کی سٹریپ جو بند ہو کر نہیں دے رہی تھی، بہرام اسے دیکھتے گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا

اس کے ہاتھ کو آہستہ سے ہٹاتے اس کے جوتے کا سٹریپ بند کرنا چاہا، حسال جلدی سے پاوں پیچھے کرتے اٹھ کر کھڑی ہو گئی، وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی بہرام اس کے پاوں کو ہاتھ لگائے

پلیز، یہ آپ کیا کر رہے ہیں، میں خود کر لوں گی" حسال ہڑ بڑاتے ہوئے" بولی

اٹس اوکے حسال، اس میں کوئی بڑی بات نہیں ہے، آپ میری بیوی ہیں" اور اپنی بیوی کی مدد کرنے سے میں چھوٹا بلکل نہیں ہو جاوں گا، سوچپ چاپ یہاں بیٹھیں اور مجھے میرا کام کرنے دیں" بہرام نے اسے ہاتھ سے تھام کر اپنے سامنے بیٹھایا

آہستہ سے نازک سا ہیل والا جوتا اس کے پاوں میں پہناتے اس کی سٹریپس بند کیں، اس سے پہلے کے وہ اٹھتا کلک کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا، سامنے ڈریسنگ کے پاس بیوٹی کے ڈریس میں کھڑی آزین ان کی تصویر بنا چکی تھی

ارے واہ، ماشاءاللہ کتنے پیارے لگ رہے ہیں آپ دونوں، اور پک دیکھیں" کتنی پیاری آئی" آزین نے ان کے پاس آتے انہیں ان کی تصویر دیکھائی وہ دونوں سچ میں بہت اچھے لگ رہے تھے، بہرام بے ساختہ جھنپ گیا

تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہوں میری جان، چلو مہمان آنا شروع ہو چکے "

ہیں جلدی سے نیچے آجاؤ" بہرام جھنپ مٹانے کو جلدی سے کہتا باہر نکل گیا

سویٹی شرارتی مسکراہٹ لیے حسال کو دیکھنے لگی

کیا ہوا سویٹی؟" حسال ناسمجھی کے تاثرات سجاتی بولی حالانکہ کے جانتی تھی "

وہ کیوں اس طرح دیکھ رہی ہے

بھئی میرا بھائی تو ابھی سے آپ کا دیوانہ ہو چکا ہے، واہ واہ کیا خوبصورت "

سین دیکھا ہے میں نے آج" سویٹی شرارتی انداز میں کہتی اسے چڑا رہی تھی

اور جو میرا بھائی تمہارا بچپن سے دیوانہ ہے وہ، کوئی نہیں، آرہا ہے تمہارا "

پرنس بھی پھر مجھے بھی بہت کچھ دیکھنے کو ملے گا" حسال نے محبت سے اسے

دیکھا جو بیوٹی کے یلو ڈریس میں اپنے کھلے بالوں کو اوپر سے پن اپ کیسے بہت اچھی لگ رہی تھی

حسال نے جلدی سے بلو کلر کا سٹالر اپنے سر پر لیتے خوبصورت سا حجاب کیا، سویٹی نے بھی بالوں کو سمیٹ کر حجاب کیا، گلوز لگا کر جوتا پہنتے وہ حسال کے ساتھ ہی باہر نکلی

شاہ زیب اور آب سنو وائیٹ اور پرنس کے ڈریس میں تھے جبکہ مشک اور شاہ ذر نے جیسمین اور الہ دین جیسے ڈریس پہنے تھے، دلکش اور ذیشان، ارورا اور فیلیپس کے گیٹ اپ میں تھے

@@@@@@@@@

جبران نے آج دو دن بعد ذین اور مظہر کو ملنے بلایا تھا، کیونکہ کل سے سانو غائب تھا، اس نے اسے بہت فون کیے مگر وہ کسی فون کا جواب نہیں دے رہا تھا، یا شاید وہ صرف یہ ظاہر کروا رہا تھا کے سانو غائب ہوا ہے

"کیوں بلایا ہے ہمیں؟" ذین اور مظہر آئے تو ان کے آنے کے کچھ دیر بعد جبران اندر آیا، ذین کا اسے دیکھتے موڈ بگڑا تھا، سارے فساد کی جڑ یہی شخص تھا

"مجھے بہت اہم خبر دینی تھی تم دونوں کو، یوں سمجھو ہم منزل کے ایک قدم قریب پہنچ چکے ہیں" جبران نے مسکراتے ہوئے کہا تو انہوں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

"کیا مطلب، ہم کچھ سمجھے نہیں" مظہر کی حیرت دو چند ہوئی تھی نا جانے وہ کیا ذو معنی باتیں کر رہا تھا

سانو غائب ہے، یا یوں کہوں کے شاید وہ آئی ایس آئی کے ہاتھ لگ چکا ہے""
جبران کی پر سوچ نظریں سامنے ٹکی ہوئیں تھیں، ذین حیرت سے اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو اپنے سب سے قریبی شخص کو مشکل میں دیکھ کر بھی پر سکون تھا، اس نے جتنا اسے بتایا تھا بات اتنی سادہ نہیں تھی، ضرور کچھ چھپا ہوا تھا

"کیا، مطلب کیسے، ہمیں تو انہیں یہاں لے کر آنا تھا ناں؟ تو وہ خود کیوں پکڑا گیا؟" مظہر ایک دم بولا مگر پھر ذین کو دیکھ کر بات بدلتے بولا

"پلان تو یہی تھا، مگر سانو نے شاید کچھ اور سوچا ہو گا تب ہی وہ ان کے ہاتھ لگ گیا، ورنہ اسے پکڑنا آسان نہیں تھا" جبران کی لہجہ عجیب سی پر اسراریت لیے ہوئے تھا

ہمم، جو بھی کرنا ہے جلدی کرو، میں جلد از جلد یہ کام پورا کرنا چاہتا ہوں""" ذین کی بے زار آواز پر جبران نے اسے گھورا

ہاں، فکر مت کرو بہت جلد معاملہ نبٹ جائے گا" جبران آہستہ سے کہتے " دوبارہ اسی راستے پر چل دیا جہاں سے آیا تھا

وہ دونوں بھی وہاں سے نکلتے ہوئے اپنے ہوٹل کی طرف بڑھ گئے، رات کا پہر تھا ہر کوئی پر سکون نیند سو رہا تھا جب ہوٹل کے اسی کمرے میں دو سائے نظر آئے، یوں لگتا تھا جیسے کوئی گہرا راز و نیاز ہو رہا ہو

رام مجھے پوری بات بتاو، تم اتنے پر سکون کیوں ہو؟" مظہر اس وقت " جبران کے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا

کیونکہ میں نے ہی سانو کو پکڑوایا ہے، سانو جانتا تھا آئی ایس آئی ایجینٹس " اس کا پیچھا کر رہے ہیں "رام کی بات پر مظہر عرف رادھو کے ماتھے پر بل گھرے ہوئے تھے

مگر کیوں، تم جانتے ہو ناں وہ اس کا کیا حال کریں گے "مظہر ابھی طرح" جانتا تھا آئی ایس آئی کے ہاتھ لگنے کا کیا مطلب تھا

فکر مت کرو، سانو انہیں اپنے جال میں پھنسا کر یہاں لائے گا، اور آگے سے " ان کا سامنا ہو گا ذین سے، جب ایک پاکستانی، وہ بھی ایک فوجی کے بیٹے کو اپنے مقابل دیکھیں گے تو ان کے قدم ڈگمگائیں گے، جس کا فائدہ اٹھا کر ہم انہیں دبوچ لیں گے، اور ذین کو ان کی جگہ آئی ایس آئی میں شامل کریں گے، اور پھر ذین بنے گا وہ مہرہ جو پاکستان کی بربادی کی وجہ بنے گا "رام کی مکروہ آواز پر مظہر نے قہقہ لگایا تھا

جبکہ اپنے بستر پر بے فکری کی نیند سوتا ذین سوچ بھی نہیں سکتا تھا کے اس کا دوست اصل میں کون ہے، اور اس کی ذات کو کس طرح استعمال کیا جا رہا ہے، مگر رام یہ نہیں جانتا تھا کے آئی ایس آئی والوں کو اگر ملک کی خاطر سگے باپ کا بھی گلا کاٹنا پڑے تو وہ چوکتے نہیں ہیں

ناجانے ذین کی زندگی کیا موڑ لینے والی تھی، کیا وہ راہِ راست پر آنے والا تھا یا دشمنوں کے ہاتھوں کھلونا بند کر آئی ایس آئی کا شکار ہونے والا تھا، قسمت آہستہ آہستہ اپنے اوراک پلٹ رہی تھی جس میں کچھ نیا آنے والا تھا

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں

کرگھس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

آج حریم کی کلاس کی پہلی فلائیٹ تھی، حالانکہ وہ انجئیرز تھے مگر ہر شعبے میں فلائیٹ لازمی ہوتی ہے سو آج ان کی بھی پہلی فلائیٹ تھی، ان کے ساتھ ایویشن کے سٹوڈینٹس بھی تھے اور سب لوگوں میں سے دو دو لوگوں کو ایک ساتھ رکھا گیا تھا

قسمت سے حریم اور موحد کو ایک ٹیم میں رکھا گیا تھا، موحد فائیٹر پائلیٹ کی ٹرینگ کر رہا تھا سو ان میں سے پہلے موحد اپنے ہیڈ انسٹرکٹر کے ساتھ فلائیٹ کے لیے گیا تھا، اور اسکے بعد حریم

جیٹ میں سوار ہوتے وقت حریم کے احساسات بہت عجیب تھے، ایک عجیب سا خوف تھا جو اسے لپیٹ میں لیے ہوئے تھا، اس نے ارتضی کو نہیں بتایا تھا کے آج اس کی فلائیٹ ہے، کیونکہ اگر ارتضی اس سے ملنے آتا تو وہ اپنے

ارتضی کی ڈرپوک حریم بن جاتی جو ہر مشکل میں اس کی پناہوں میں چھپنے کی جگہ ڈھونڈتی تھی

حریم، یو کین ڈو اٹ، ڈرو مت کچھ نہیں ہو گا" موحد شاید اس کے چہرے" کے تاثرات سے سمجھ گیا تھا کے وہ ڈر رہی ہے،

ہمم "ایک گہرا سانس کھینچتے وہ جیٹ میں بیٹھی، جیٹ میں بیٹھتے اس نے" اپنی توجہ فلائیٹ کی جانب مبذول کی، اس کے ہاتھوں میں لرزش تھی، انسٹرکٹر کے کہنے پر اس نے اس کی بتائی ہدایات پر عمل کرنا شروع کیا

ہواوں میں آتے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ایک نئی جگہ پر آگئی ہو، ایک نیا جہاں، جو سب سے الگ تھا، بادلوں کو قریب سے دیکھتے وہ الگ ہی محسوسات

کا شکار ہو رہی تھی، اب اسے سمجھ آیا تھا کے ان فضاؤں سے عشق کیا چیز ہوتی ہے

اسے خود میں بہت سی تبدیلیاں محسوس ہو رہی تھیں، اس کا دل چاہ رہا تھا یہیں انہیں فضاؤں میں اڑتی رہے، آخر وہ کیوں ناں عشق کرتی ان فضاؤں سے، ان سے اس کا رشتہ بہت گہرا تھا، یہ وہی آسمان تھا جہاں کبھی اس کا باپ سانسیں لیتا تھا، جو اس کے باپ کی رگوں میں خون کی ماند بہتے ہوئے عشق کی معراج تھا

اور ارتضی، اس کا ارتضی بھی تو ان ہی ہواؤں کا دیوانہ تھا، وہ بھی اپنا تن، من، دھن سب کچھ ان پاک فضاؤں پر قربان کرنے پر تیار تھا تو پھر وہ کیوں ناں کرتی عشق ان فضاؤں اور ہواؤں سے، سارا ڈر، سارا خوف کہیں دور جا سویا تھا، اس وقت وہ خود کو عباد اور ارتضی کی بانہوں میں محسوس کر رہی تھی

فلائیٹ لینڈ ہوئی تو وہ نیچے اتری، اسے ایک دم سے چکر آیا تھا، اس سے پہلے کے وہ گرتی موحد جلدی سے اسے تھام چکا تھا، فریحہ نے کمینی سی مسکراہٹ لیے اس منظر کو دیکھا تھا، دیکھا تو ارتضی نے بھی تھا، ایک سلگتی ہوئی نگاہ سامنے نظر آتے منظر پر ڈال کر وہ واپس مڑا

حریم کی سامنے نظر اٹھی تو ارتضی مڑتا ہوا نظر آیا، وہ ایک دم سیدھی ہوئی، سر کو دیکھا جو کلاس ختم ہونے کا کہہ رہے تھے وہ اجازت ملتے ہی ارتضی کے پیچھے بھاگی

ارتضی، ارتضیٰ" حریم نے اسے آواز دے کر روکنا چاہا مگر وہ وہاں سے نکل" کر اپنے آفس آگیا،

ارتضی کو کچھ دیر پہلے کا وقت یاد آیا، وہ اپنے آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا جب ائیر کرافٹ مین وہاں آیا، اس کے ہاتھ میں کوئی کاغذ تھا جو اس نے ارتضی کے حوالے کیا اور چلا گیا

ایویشن کیڈٹ حریم ارتضی کی فرسٹ فلائیٹ ہے اور کمانڈر ارتضیٰ ولید" حیدر اس کے پاس موجود نہیں ہیں، یہ تو اچھی بات نہیں، اگر اپنی بیوی کو پہلی بار ہواوں میں اڑتا دیکھنا چاہتے ہیں تو آ جائیں، وہ آپ کو بتانا تو نہیں چاہتی تھی مگر مجھے لگا آپ کو معلوم ہونا چاہیے "کاغذ پر لکھی تحریر پڑھتے وہ بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نکلتا رننگ ٹریک پر آیا تھا

مگر سامنے کا منظر دیکھ اسے شدید غصہ آ رہا تھا، پہلے اسے غصہ حریم کا اسے اپنی فلائیٹ ہے بارے میں ناں بتانے پر تھا اور دوسرا موحد کا اسے چھونے پر،

وہ تو اپنی پرچھائی کو بھی اجازت نہیں دیتا تھا حریم کو دیکھنے یا چھونے کی تو کسی اور کو کیسے برداشت کر سکتا تھا، وہ آفس میں آکر غصے سے ٹہلنے لگا

ارتضی، "حریم اس کے قریب آتے بولی، اسے پتا تھا وہ اس کے ناں بتانے پر ناراض ہو گا"

ارتضی، آئی ایم سوری، مجھے معاف کر دیں، مجھے آپ کو بتانا چاہیے تھا""" حریم اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی

نہیں حریم، آپ سوری کیوں بول رہی ہیں، میں اتنا اہم نہیں ہوں کے مجھے" اس بارے میں بتایا جاتا" سنجیدہ ترین آواز میں بولتے وہ اسے رونے پر مجبور کر رہا تھا

ارتضی پلیز، ایسامت بولیں، میں جانتی تھی آپ کو دیکھ کر میں صرف آپ" کی حریم بن جاوں گی، جو کانٹا تک چبھنے پر روتے ہوئے آپ میں پناہ ڈھونڈتی ہے، مگر آج مجھے سٹرونگ بننا تھا، اسی لیے میں نے آپ کو نہیں بتایا ورنہ آپ وہاں آجاتے" حریم آہستہ سے اس کے سینے سے لگ گئ جانتی تھی یہاں آکر ارتضی کی ساری ناراضگی ختم ہو جائے گی

اور ایسا ہی ہوا تھا، ارتضی اسکا احساس محسوس کرتے ہی ساری ناراضگی، سار غصہ بھول گیا تھا، وہ اس کی حریم تھی، اس کی پرنسس، جس سے ناراض رہنا ناممکن تھا

دوبارہ چاہے کچھ بھی ہو، آپ مجھ سے کچھ نہیں چھپائیں گی، اوکے؟"" ارتضی آہستہ سے اس کے گرد حصار باندھتے اس کے سر پر ٹھوڑی رکھتے ہوئے بولا

پرامس،" حریم آہستہ سے آنکھیں بند کرتے بولی، وہ سب کچھ برداشت کر" سکتی تھی مگر اپنے ارتضی کی ناراضگی ہر گز برداشت نہیں کر سکتی تھی

آپ کو پتا ہے ارتضیٰ، آج جب میں وہاں اوپر فضاؤں میں تھی ناں، تو مجھے" ایسا لگ رہا تھا جیسے میں بابا کے بہت پاس ہوں، وہ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے تھے "وہ آنکھیں بند کیے ہی اسے اپنے محسوسات بتا رہی تھی

آپ کو پتا ہے ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا آپ کو؟" ارتضی نے اس کو اپنے" سامنے کرتے ہوئے پوچھا، جس پر وہ آنسو جھپکتے نفی میں سر ہلا گئی

کیونکہ ماموں کو عشق تھا پاک فضاوں سے، وہ زمین سے زیادہ وہاں رہنا" پسند کرتے تھے، ان کا عشق جاوداں تھا، تب ہی تو وہ عشق ان سے ہم میں آیا

ہے، یہ کیسے ممکن ہے کے ان کے خون میں دوڑتا عشق آپ کے خون میں منتقل ناں ہوتا" ارتضی اس کے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر سجاتے بولا

"انہوں نے اپنے عشق پر اپنا آپ قربان کر دیا ارتضی، کیا انہوں نے ایک بار بھی ماما اور ہمارے بارے میں نہیں سوچا؟" آنکھوں میں آنسو لیے وہ بچوں جیسی معصومیت لیے بولی

"ایک بات یاد رکھیے گا پرنسس، عشق وہ ہوتا ہے جس میں اپنی ذات بھی فراموش کر دی جاتی، اپنی مم اور آپ دونوں ماموں کی زندگی کا لازمی جزو تھے، ان کا دل تھے مگر جہاں بات عشق کی ہو وہاں باقی سب ثانوی ہو جاتا ہے" ارتضی نہیں چاہتا تھا وہ ایک لمحے کے لیے بھی عباد کو غلط تصور کرتی

"تو کیا ہر عاشق ایسا کرتا ہے، کیا اگر کبھی آپ کو اپنے عشق اور مجھ میں سے کسی ایک کو چننا پڑا تو آپ اپنے عشق، ان پاک فضاوں کو چنیں گے؟" ناجانے کس رو میں بہہ کر حریم آنکھوں میں امید لیے اس سے پوچھ بیٹھی

"میرا معاملہ ماموں سے تھوڑا سا مختلف ہے، کیونکہ میں نے ایک نہیں دو دفعہ عشق کیا ہے، ایک دفعہ ان فضاوں سے اور ایک بار آپ سے، میرے لیے کسی ایک کو چننا بہت مشکل ہے، ہاں مگر اگر کبھی آزمائش کا لمحہ آیا تو میرا انتخاب یہ پاک فضائیں ہوں گی، کیونکہ آپ کو تو میں وہاں جا کر پالوں گا جہاں ہم کبھی نہیں بچھڑیں گے، مگر یہاں اس دنیا میں اگر اپنے فرض میں کوتاہی کر گیا تو آپ کو وہاں بھی نہیں پاسکوں گا" محبت سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اسے سمجھایا

اور یہی تو حق تھا، اگر وہ حریم کے عشق کو اس دنیا میں چن کر وطن سے بے وفائی کر لیتا تو مر کر اللہ کے ہاں کس منہ سے حریم کا ساتھ مانگتا، لیکن اگر وطن سے وفا نبھاتے امر ہو جاتا تو حق سے آخرت میں اس ابدی زندگی کے لیے حریم کا عشق پا لیتا

@@@@@@@@@@

سویٹی حسال کے ساتھ نیچے آئی تو نیچے تقریبا سب مہمان آچکے تھے، ڈیزنی کے تھیم میں وہ سب لوگ بہت اچھے لگ رہے تھے، سویٹی کے لیے یہ سب ایک حسین خواب جیسا تھا، ایسا نہیں تھا کے اس کی سالگرہ پہلے دفعہ منائی جارہی تھی

وہ ان دونوں خاندانوں کا سب سے لاڈلا بچہ تھی، ہر سال یہ دن اسی طرح بہت دھوم دھام سے منایا جاتا تھا مگر اس سال پہلے حوزان کا سرپرائز اور پھر یہ سرپرائز وہ بہت زیادہ خوش تھی، اپنا خوبصورت یلو فراک سمبھالتی وہ بڑوں کے پاس آئی تھی

واووو، ماما بابا آپ دونوں بہت پیارے لگ رہے ہیں" شاہ زیب اور آب کو" سنو وائیٹ اور اسکے پرنس کے گیٹ اپ میں دیکھ کر وہ پُر جوش سی بولی، آب نے ان سب کے اصرار پر بامشکل وہ ڈریس پہنا تھا، کہنے کو وہ جوان بچوں کی ماں تھی مگر پھر بھی وہ ویسی ہی تھی کیوٹ اور پیاری سی، شاہ زیب کو دیوانہ بناتی ہوئی

ایسے اچھا لگتا ہے بھلا، اس عمر میں ؟"آب شرمندہ سی ہوتے ہوئے بولی، "
وہ بار بار ارد گرد دیکھ رہی تھی

او فوماما، کیا ہوا آپ کی عمر کو، مجھ سے بس ایک دو سال بڑی لگتی ہیں آپ، " اور میرے بابا تو ابھی بھی آپ پر فدا ہیں " سویٹی شرارتی سی مسکراہٹ سجائے بولی، اسکی بات پر سب بڑوں کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑی تھی

سویٹی! "آب نے جھنپتے ہوئے اسے گھورا، حالانکہ سویٹی نے کچھ غلط " نہیں کہا تھا

دیکھیں میری پھوپھو اور ذیشان بابا کتنے اچھے لگ رہے " سویٹی نے دلکش " اور ذیشان کے گلے میں بازو ڈال کر کہا دلکش جو پرپل اروراکے ڈریس میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی جبکہ ذیشان نے وائٹ شرٹ پر بلو جیکٹ پہنی تھی

ہم تو بھئ ایور گرین کپل ہیں" ذیشان مصنوعی کالر جھاڑتے ہوئے بولا، "
جس پر سویٹی نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی تھی

تایا جان، تائی اماں آپ دونوں بھی بہت پیارے لگ رہے ہیں" سویٹی "
مشک اور شاہ زر کے گلے لگتے ہوئے بولی

ہماری پرنسس بھی بہت اچھی لگ رہی ہے" شاہ زر نے محبت سے اس "
خوبصورت سی پری کو دیکھا تھا

ویسے بیوٹی یہاں ہے، مگر تمہارا بیسٹ ابھی تک نہیں آیا" ذیشان نے "
دروازے کی طرف دیکھتے اسے چھیڑا

بیوٹی ہو لیکن اسکا بیسٹ ناں ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے بابا؟" پیچھے سے آتی آواز" پر وہ سب اس طرف مڑے تھے

پرنس کے ڈریس میں وہ بہت اچھا لگ رہا تھا، سویٹی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا، حوزان کی نظر سویٹی پر پڑی تو وہ بھی ساکت ہوا تھا، بیوٹی کے ڈریس میں وہ سچ مچ کی بیوٹی لگ رہی تھی

اس کے آنے کے کچھ ہی دیر بعد کیک کاٹا گیا، انہوں نے خوشگوار ماحول میں کیک کاٹا، اب وہ سب لوگ فوٹو سیشن کر رہے تھے، بہرام نے باری باری سب جوڑیوں کی تصویریں بنائی تھیں، حوزان نے بہرام اور حسال کی تصویریں بنائیں

اس کے بعد صرف سویٹی اور حوازن رہ گئے تھے، مہمان سارے تقریباً جا چکے تھے اچانک بہرام شاہ زیب کے بلانے پر دوسری طرف ان کے پاس چلا گیا، کیمرہ حسال نے تھام لیا، اس نے انہیں سیدھا ہونے کے لیے کہا حوزان ایک دم اس کی طرف مڑتے اسے کمر سے تھام کر اپنی طرف کھینچ گیا

حسال نے ان کی تصویر بنا دی، حوزان نے اسے سامنے کھڑا کرتے خود نیچے جھکا تھا، اسی طرح مختلف پوز بنا بنا کر تصویریں بنائیں، کافی دیر بعد وہ لوگ بھی باقی سب کے پاس چلے گئے

"ہاں ہیلو، بہادر خان، کیا خبر ہے؟" بہادر خان جو حوزان پر نظر رکھے ہوئے تھا گوہر خان کے فون کرنے پر متوجہ ہوا

خان، یہاں خانم کے گھر پارٹی ہے، سننے میں آیا ہے کے آج خانم کی سالگرہ ہے "اس نے باہر سے گزرتے مہمانوں کی باتوں سے اندازہ لگاتے گوہر خان کو بتایا

ہمممم، تو آج ہماری خانم کا جنم دن ہے، ہم جا تو نہیں سکے مگر ہماری طرف سے پھول لے کر انہیں بجھوا دو "گوہر خان نے کچھ سوچتے ہوئے بہادر خان کو حکم دیا

جو حکم خان، کام ہو جائے گا "بہادر خان فون بند کرتے ایک فلاور شاپ پر گیا، وہاں سے پھولوں کا خوبصورت گلدستہ لے کر وہیں سے شاپ کیپر سے کارڈ پر گوہر خان لکھوایا اور لے کر شاہ زیب ولا آ گیا

اس نے گارڈ کو پھول پکڑا کر سویٹی کو دینے کے لیے کہا، گارڈ اندر آیا تو وہ سب لوگ اندر جا چکے تھے اسے کچھ دور سویٹی فون پر بات کرتے نظر آئی، گارڈ نے جا کر پھول اسے پکڑائے، سویٹ نے آنکھ کے اشارے سے پوچھا تو گارڈ نے بتایا کے ایک آدمی دے کر گیا ہے

گوہر خان "فون بند کرتے اس نے کارڈ اتار کر دیکھا تو اس پر لکھا گوہر خان" کا نام دیکھتے اس کا دل ڈوبا تھا وہ شخص اس حد تک آ گیا تھا، وہ وہیں ساکت کھڑی تھی جب حوزان نے آ کر اس کے ہاتھ سے وہ کارڈ اچک لیا

گارڈ، گارڈ "کارڈ پڑھ کر حوزان نے گارڈ کو بلایا"

جی صاحب؟ "گارڈ اس کے سامنے آ کر رکا"

یہ کون دے کر گیا؟" حوزان نے سرد آواز میں پوچھا"

صاحب ایک آدمی آیا تھا وہی دے کر گیا چھوٹی بی بی کے لیے "گارڈ کی بات
پر حوزان نے مٹھیاں بینچیں

اوکے آپ جائیں" گارڈ کو بھیج کر وہ سویٹی کی طرف مڑا جو زرد چہرہ لیے "
کھڑی تھی

سویٹی، میری جان پریشان مت ہوں، میں سنبھال لوں گا سب کچھ "آہستہ "
سے اسے تھام کر گلے لگاتے حوصلہ دیا تھا

@@@@@@@@@

سانو کو قید کیے انہیں دوسرا دن تھا، مگر وہ زبان کھولنے کو تیار نہیں تھا، لیپرڈ نے اس پر بہت سختی کر کے دیکھ لی تھی مگر وہ شاید کسی ڈھیٹ مٹی سے بنا تھا، تب ہی اس کی زبان کچھ بھی بولنے پر راضی نہیں تھی

میں تم سے آخری بار پوچھ رہا ہوں سانو، جبران کہاں ہے؟ اگر اب تمہاری" زبان نہیں کھلی تو تمہیں مارخورز کا اصل چہرہ دیکھنا پڑے گا" لیپرڈ کی آواز اتنی سرد تھی کے سانو کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہونے لگی تھی

میں، نہیں بتاوں گا" سانو کا چہرہ مار کھا کھا کر لہولہان ہو چکا تھا مگر وہ بولنے" کو تیار نہیں تھا

سر اگر آپ کی اجازت ہو تو میں بات کرنا چاہوں گی اپنے مہمان سے """
سوان کی آواز پر لیپرڈ نے مڑ کر اسے دیکھا

"ہاں ہاں کیوں نہیں، آئی ناں، زرا انہیں پاکستانی کی بیٹیوں کی طاقت دکھائیں "لیپرڈ پیچھے ہوا تو سوان بازو اور ہاتھوں کو سیدھا کرتی اس کے پاس آ کر بیٹھی

"کیا چاہتے تھے تم لوگ؟ پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا تھا ناں، ہمم چلو آج تمہیں پاکستان کی طاقت کا چھوٹا سا نمونہ دکھاتی ہوں "سوان نے کہتے جیب سے چھوٹا سا چاقو نکالا لیپرڈ کو اشارہ کیا تو وہ نمک اور برف لے آیا

سوان نے سانو کا ہاتھ تھام کر گہرا کٹ لگایا، اس کا ہاتھ دو سطحوں میں بٹ گیا تھا سانو کی چیخوں سے وہ کمرہ گونج اٹھا تھا مگر بیسمینٹ ہونے کی وجہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا، سوان نے ان دو حصوں کے درمیان اطمینان سے نمک بھرا

کٹی ہوئی جگہ پر نمک کی جلن سے سانو بلبلا اٹھا تھا، سوان نے یہیں بس نہیں کیا، اس کا ہتھ الٹا کر کے برف بر رکھ کر دبا دیا، چوٹ پر نمک کی جلن اور برف کی جلن مل کر اس کی روح فنا کر رہی تھی

بولو، کہاں ملے گا جبران ؟" سوان نے سرد انداز میں پوچھا، سانو تکلیف " سے دوہرا ہو رہا تھا، مگر اسے اس درد سے نجات کی راہ نظر نہیں آ رہی تھی

نہیں بتاو گے، ہمم ٹھیک ہے، ویسے مجھے بھی مزہ آرہا تھا، کیا خیال ہے کیوں" ناں تمہاری آنکھ نکال کر وہاں بھی ایسے ہی نمک بھر دوں؟"اس کے دوسرے ہاتھ پر بھی وہی عمل دہراتے اسے ڈرایا تھا سانو مسلسل چیخ رہا تھا

چلو کرتے ہیں"سوان نے کہتے چاقو اس کی آنکھ کی طرف بڑھایا، جیسے جیسے چاقو کا آنکھ سے فاصلہ کم ہو رہا تھا سانو کی جان لبوں پر آرہی تھی

بتاتا ہوں، بتاتا ہوں یہ مت کرو پلیز"سانو جلدی سے بولا تھا، جب اسے" سب بتانا ہی تھا تو اپنی جان پر ظلم کیوں سہتا، سو سب کچھ بتانا ہی ٹھیک سمجھا

تم سے مل کر اچھا لگا سانو، دوبارہ نہیں ملیں گے، جہنم میں مزے کرنا، گڈ" بائے"اس کی بات ختم ہوتے ہی سوان نے اپنا تیز دھار چاقو زور سے اس کے سر میں مارا تھا، جو اس کا دماغ چیر گیا تھا،

یہ وہ گھٹیا لوگ تھے جو پاکستان کی طرف میلی نگاہ سے دیکھتے تھے، درحقیقت تو یہ لوگ اپنے ملک تک کے سگے نہیں ہوتے تو کسی اور کے کیسے ہو سکتے ہیں، ان جیسے ناسوروں کو ختم کرنا کی بہتر ہوتا ہے

ایک بار پھر راوی میں چین ہی چین لکھا گیا تھا، مجتبی واپس جا چکا تھا، حرم اور پرنیاں ہوسپٹل میں مصروف ہو گئی تھیں، حرم اپنے مریضوں کے ساتھ مصروف تھی، تھوری فراغت ملی تو اسے یاد آیا کے کچھ دن بعد ان کے نکاح کی اینورسری آنے والی تھی

وہ اپنے کیبن سے نکل کر پرنیاں کے کیبن کی طرف بڑھی، دروازہ کھول کر اندر آئی تو پری ناجانے کن سوچوں میں گم چیئر پر بیٹھی تھی، حرم حیرت سے اسے دیکھتی اندر آئی

پری" اس کے ٹیبل کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھتے اسے مخاطب کرتے" ہوئے بولی

پری" پرنیاں کو متوجہ ناں ہوتے دیکھ کر حرم نے ٹیبل بجایا جس پر پرنیاں" ہوش میں آئی

ہاں، کیا ہوا؟" ہڑبڑاتے ہوئے سیدھی ہوئی اس کے چہرے پر بکھرے" سوچوں کے جال حرم سے پوشیدہ نہیں رہ سکے تھے، آخر وہ اس کی بیسٹ فرینڈ تھی ان میں کبھی کوئی راز نہیں رہا تھا

"کیا بات ہے پری؟ تم پریشان لگ رہی ہو؟" حرم نے میز پر دھرے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا

"پتا نہیں حرم، ایک عجیب سی بے چینی ہے جو مجھے اندر سے کھا رہی ہے، ایسا لگتا ہے جیسے کچھ برا ہونے والا ہے، پتا نہیں کیوں؟" پرنیاں نے اپنے دل میں پلتے وہم حرم کو بتائے

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟ نیند پراپر لے رہی ہو؟" حرم کو لگا تھا جیسے اسے کوئی طبعی مسئلہ ہے

"سب ٹھیک ہے یار، مگر میری چھٹی حس بار بار کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہی ہے، جیسے میرا کوئی بہت پیارا مجھ سے دور ہو رہا ہو، مجھے بہت ٹینشن

ہو رہی ہے، اللہ میرے بھائیوں اور بابا لوگوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے" پرنیاں کا چہرہ دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اب روئی یا تب

"اچھا اچھا سوچو پری میری جان، یہ سب زیادہ سوچنے کا نتیجہ ہے، تم مجتبی اور ارتضیٰ کو فون کر لیتی" حرم نے اس کا ہاتھ دباتے اسے سمجھایا پری کی باتوں پر اس کا اپنا دل ہولنے لگا تھا

"ہاں میں نے تھوڑی دیر پہلے ہی ان دونوں سے بات کی ہے" پری کی فکر کم نہیں ہوئی تھی، یہ کوئی الگ ہی احساس تھا جو اسے کچوکے لگا رہا تھا

"بس پھر سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر خود کو پرسکون کرو، گہرا سانس لو" حرم نے مسکراتے ہوئے اسے کہا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی

تم یہاں آئی تھی اس وقت خیریت ؟"پری کچھ بہتر ہوئی تو اسے یاد آیا کے" وہ دونوں اس وقت کہاں ہیں

ہاں وہ میں تمہیں یاد کروانے آئی تھی کے دو دن بعد ہمارے نکاح کی" پانچویں سالگرہ آرہی ہے، میں چاہ رہی تھی اس بار ہم لوگ کوئی سرپرائز پلان کرتے ہیں" حرم کے بتانے پر اسے ایک پل میں وہ دن یاد آیا تھا جب ان کا نکاح ہوا تھا

ویسے تو بچپن سے ہی سب بڑوں کے منہ سے وہ اپنا اور زین کا نام ایک ساتھ سنتی آئی تھی، مگر کبھی اس سب کی طرف دھیان نہیں دیا، ایسا نہیں تھا کے وہ زین کو ناپسند کرتی تھی بس وہ اپنے سارے جذبات اپنے محرم کے لیے رکھنا چاہتی تھی

نکاح سے دو دن پہلے ولید اور سویرا اس کے کمرے میں آئے، وہ حسبِ معمول کتابوں میں غرق تھی، اس کا جنون تھیں اس کی کتابیں، کورس کی کتابوں کے علاوہ وہ ہر قسم کی کتابیں شوق سے پڑھتی تھی

پری، میرا بچہ آپ فری ہو؟" ولید کی آواز پر اس نے کتابوں سے سر اٹھایا" اور مسکرادی

جی بابا، آئیں ناں" پری کتابوں کو سائیڈ پر رکھتے بولی"

پری بیٹا، آج آپکے بابا آپ سے کچھ مانگنے آئے ہیں، امید ہے ہماری بیٹی" ہمیں مایوس نہیں کرے گی" سویرا کو دیکھتے ولید نے تمہید باندھی

"بابا آپ مانگیں مت حکم کریں، آپ کی بیٹی آپ کے لیے ہنستے ہنستے جان بھی دے دے گی" ولید کے گرد بازو پھیلاتے پری لاڈ سے بولی

"اللہ آپ کو لمبی زندگی دے میری جان، آپ کی اپنی مم آپ کا اور زین کا نکاح کرنا چاہتی ہیں، آپ کیا چاہتی ہیں؟" ولید اس کے بالوں پر شفقت بھرا بوسہ دیتے بولا

پرنیاں کچھ لمحے خاموش ہوگئی تھی، یہ سچ تھا کے وہ دماغی طور پر اس سب کے لیے تیار تھی، مگر اس طرح اچانک پوچھنے پر وہ چپ ہوگئی، اس کی زندگی کے ہر فیصلے کا اختیار ولید اور سویرا کے پاس تھا

"بولو بیٹا، آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں، میں انہیں ہاں بول دوں؟" ولید نے سر جھکا کر اس کا چہرہ دیکھنا چاہا

بابا جیسے آپ ٹھیک سمجھیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں "آہستہ سے کہتے وہ سر جھکا گئی

"جیتی رہیں میرا بچہ، اللہ آپ کو ڈھیروں خوشیاں دے "اس کے ماتھے کو چومتے دعا دی سویرا باپ بیٹی کے محبت بھرے مظاہرے پر مسکرا دی

اور پھر دو دن بعد ان سب کا نکاح کر دیا گیا تھا، اس نے پورے دل سے اپنا آپ زین کے نام کر دیا تھا، اور اس دن کے بعد سے اس کا ہر جذبہ، ہر احساس صرف زین کے لیے تھا

"پری، کہاں کھو گئی؟ "ایک بار پھر حرم کی آواز اسے حال میں واپس لائی تھی

کچھ نہیں، تم دیکھ لو کیا کرنا پھر مجھے بتا دینا" زین تو یہاں تھا ہی نہیں سو وہ یہ کس لیے کرتی، اسی لیے بے دلی سے بولی

ہمم اب تو تم ایسے ہی کہو گی، زین بھائی جو یہاں نہیں ہیں، پتا نہیں کب واپس آتے، اور اس بار تو نا جانے مجتبی کو بھی چھٹی ملتی ہے یا نہیں،" حرم کو یاد آیا کے کچھ دن پہلے ہی تو مجتبی ڈیوٹی پر گیا تھا

چلو تم کام کرو میں چلتی ہوں" مریض کو اندر آتا دیکھ حرم وہاں سے اٹھ کر اپنے کیبن کی طرف آگئی، وہ ایک فوجی کی بیوی تھی سو اسے اپنی خوشیوں سے پہلے اپنے شوہر کے فرض کا خیال رکھنا تھا

ان کی زندگیوں میں خوشی مسلسل تھی اور ناں غم دائمی، اپنے اپنے فرض نبھاتے وطن کی محبت کو سینے سے لگائے وہ سب زندگی کا مدار طے کر رہے

تھے، آنے والا وقت ان کے لیے کچھ نئے غم، کچھ نئی آزمائشیں لا رہا تھا جس سے انجان وہ سب چین سے جی رہے تھے

@@@@@@@@@

سویٹی کی برتھڈے کو گزرے تین دن ہو چکے تھے، سب لوگ ایک بار پھر اپنے اپنے معمول پر آ گئے تھے، بہرام اور حسال آفس جانا شروع کر چکے تھے، بہرام پچھلے کچھ دنوں سے حسال کو اپنے ساتھ آفس لے کر جاتا تھا جس پر سب سے زیادہ تکلیف فلک کو ہو رہی تھی

آج صبح بھی وہ دونوں ایک ساتھ آفس میں داخل ہوئے تو کئی نظریں بے ساختہ ان کی طرف اٹھی تھی، کچھ میں ستائش تھی تو کچھ میں جلن، اور دو

آنکھیں ایسی بھی تھیں جن میں حسد اور نفرت کی آگ جل رہی تھی، فلک نے مٹھیاں بھینچتے انہیں اپنے سامنے سے گزرتے دیکھا

مس حسال، ایک کپ کافی اور سیف انٹرپرائزز کی فائل میرے ٹیبل پر" دے کر جائیں" حسال اپنے ٹیبل کی طرف بڑھی تو بہرام اسے مخاطب کرتے بولا

ایک تو یہ سہی کافی کے نشئی ہیں، ہر آدھے گھنٹے بعد ان کو کافی چاہیے ہوتی،" اور آرڈر ایسے دیتے ہیں جیسے میں انکی بیوی ہوں" منہ بناتے کافی میکر کی طرف بڑھی ساتھ ہی ساتھ بڑبڑاہٹ بھی جاری تھی

اگر یاد نہیں تو کروادوں، آپ بیوی ہی ہیں میری" بہرام جو اسے منہ بناتا" دیکھ وہاں آیا تھا اس کی آخری بات سنتا اس کے کان کے قریب جھکتے بولا، وہ اس کے بولنے پر ایک دم سے ڈر گئی

کیا کر رہے ہیں آپ، اگر میرا ہارٹ فیل ہو جاتا پھر؟" وہ دل پر ہاتھ رکھتے" پلٹ کر بولی،

آپ کا دل آپ کے پاس ہے؟" سنجیدہ سا چہرہ لیے اس کے قریب ہوتے" سرگوشی کی تھی

کیا کر رہے ہیں، ہم آفس میں ہیں، پلیز پیچھے ہٹیں" اسے اپنے اتنے قریب" کھڑے دیکھ کر حسال سٹپٹائی تھی

جلدی سے میری کافی بنا کر دیں مسز بہرام خانزادہ" مسکرا کر اس کا شرم" سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر پیچھے ہوا

حسال نے اسے کافی بنا کر دی، سارا دن کام میں کیسے گزرا اسے اندازہ ہی نہیں ہوا، بہرام اور وہ دونوں مصروف انداز میں کام کر رہے تھے، ہوش تو تب آیا جب رات کے قریب چوکیدار نے آ کر اس سے سب کے جانے کا بتایا

ان کا تھوڑا سا کام رہ گیا تھا سو اسے جانے کا کہہ کر وہ دونوں دوبارہ کام میں مصروف ہو چکے تھے، اچانک لائیٹ جانے پر وہ دونوں سیدھے ہوئے

یہ، یہ لائیٹ کیسے چلی گئی" حسال کی خوفزدہ آواز پر بہرام سیدھا ہوا، اسے" یاد آیا کے حسال کو اندھیرے سے ڈر لگتا ہے،

"ڈونٹ وری حسال، ابھی لائیٹ آجائے گی، پریشان مت ہو" بہرام نے اس کا ہاتھ تھام کر تسلی دی، اپنے موبائل کی ٹارچ آن کرتے اس کا خوف سے سفید پڑتا چہرہ دیکھا، کمرے میں صرف اس کے موبائل کی روشنی تھی

"حسال چلیں گھر چلتے ہیں، باقی کام کل کرلیں گے "اس کی حالت دیکھتے بہرام اپنا سامان سمیٹتے اٹھا، اس کا ہاتھ تھامے اسے ساتھ لیے باہر چل دیا، آفس کا دروازہ کھولنا چاہا جو باہر سے بند تھا،

اس نے بارہا دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر دروازہ کھل نہیں رہا تھا، آفس کی طرف واپس آیا، حسال کو وہاں بیٹھاتے شاہ زیب کو فون کرنا چاہا، مگر پھر اسے یاد آیا کے وہ سب لوگ تو گاؤں جا چکے ہیں

بہرام، حسال اور حوزان کے علاوہ باقی سب لوگ کمراٹ گئے تھے، انہیں بھی ایک دو دن تک جانا تھا، وجہ پلوشہ بیگم کی برسی تھی، اس نے سیکیورٹی گارڈ کو فون کیا مگر اس کا فون ان ریچ ایبل آ رہا تھا۔ بہرام کو ایک دم پریشانی نے آگھیرا، ایک طرف حسال کی حالت اور دوسری طرف یہ سب حالات

بہرام نے موبائل ٹیبل پر رکھنا چاہا جب اس کا ہاتھ لگنے سے میز پر رکھا گلاس نیچے گر کر چکنا چور ہو گیا تھا، گلاس گرنے پر حسال ڈر کر پیچھے ہوئی تھی، مگر اس کے پیچھے کانچ کے ٹکڑے تھے، بہرام نے اس کی بازو تھام کر اسے اپنی طرف کھینچا، جس پر وہ اس کے چوڑے وجود کا حصہ بنی تھی

دھیان سے حسال، ابھی کانچ چبھ جاتا" بہرام نے اس کے پاؤں کو دیکھنا" چاہا، اسے پتا تھا اس نے نازک سی سینڈلز پہن رکھی ہیں

ہم گھر کیسے جائیں گے ؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے" حسال کی کانپتی آواز پر وہ سمجھ" چکا تھا کے وہ بے انتہا خوفزدہ ہے

اب ان کے پاس یہیں رات گزارنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا، حسال کو فلحال کوئی ہوش نہیں تھا، وہ بس اس کے ساتھ لگی کانپ رہی تھی، بہرام نے صوفے پر بیٹھنا چاہا مگر سامنے صوفے کی طرف جانے کے لیے جہاں سے گزرنا تھا وہاں کانچ بکھرا ہوا تھا

حسال، چلیں وہاں کاوچ پر بیٹھ جاتے ہیں، کب تک کھڑے رہیں گے"" بہرام نے اسے سیدھا کرنا چاہا جس پر وہ اسکا بازو تھام گئی

حسال یہاں، میری طرف دیکھیں، کچھ بھی نہیں ہے، میں ہوں ناں آپ" کے پاس، آئیں چلیں، میرے پیروں پر اپنے پیر رکھیں" بہرام نے اس کا چہرہ تھامتے کہا

مگر" حسال نے حیرت سے اس کی بات سنی،"

جو کہہ رہا ہوں کریں، پاؤں رکھیں،"اس کے کہنے پر آہستہ سے حسال اس" کے پیروں پر کھڑی ہوئی، بہرام نے اس کی کمر سے تھام کر اسے سہارا دیا، اور اسی انداز میں چلتا ہوا کاوچ کی طرف آیا

اس کے پاوں کے نیچے کانچ کے کئی زرے آئے تھے مگر مضبوط جوتا ہونے کی وجہ سے اس کے پاوں محفوظ تھے، اس نے حسال کو کاوچ پر بیٹھایا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، کچھ ہی دیر میں حسال آہستہ سے اس کی بازو سے سر ٹکا گئی

اس نے جھک کر دیکھا تو وہ سو چکی تھی، وہ اسے دیکھ کر مسکراتا خود بھی آنکھیں موند گیا

@@@@@@@@@

جبران، مظہر اور زین کو لے کر اپنے اڈے پر آیا تھا، یہ دہلی میں موجود ایک کھنڈر نما عمارت تھی، جہاں بظاہر کاٹھ کباڑ موجود تھا، مگر جب وہ لوگ اندر بڑھے تو جبران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا جس سے دیوار چاک ہو گئی

وہ لوگ اندر آئے تو یہ ایک جدید قسم کی لیب نما جگہ تھی، جہاں مختلف الماریاں بنی ہوئی تھیں، کمرے میں داخل ہوتے وہاں مختلف میز لگے ہوئے تھے جن پر کئی کمپیوٹر سیسٹمز رکھے ہوئے تھے

اس کے علاوہ کچھ چپس اور دوسری مشینیں بھی تھیں، زین حیرت سے اس کمرے کو دیکھ رہا تھا، اور سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کے جبران کا ان سب چیزوں سے کیا تعلق، اور کیا مقصد تھا انہیں وہاں لانے کا

"کیا ہوا؟ تم لوگ یہی سوچ رہے ہو ناں کے یہ سب کیا ہے؟ اور میں تم لوگوں کو یہاں کیوں لایا ہوں؟" جبران کی آواز پر وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے

"یہ میرے بابا کا خواب تھا، وہ چاہتے تھے میں ایک انجینئر بنوں، اور نئ نئ ڈیوائسیز بنا کر ملک و قوم کا نام روشن کروں، یہ چپ دیکھو، "جذباتی انداز میں کہتے اس نے انہیں ایک چھوٹی سی چپ دکھائی

"یہ ایسی چپ ہے کے اگر اسے کسی کے جسم پر لگا دیا جائے تو یہ وہاں جا کر اس کے جسم کا حصہ بن جاتی ہے، اور ایک قسم کے ٹریکر اور ڈیٹیکٹر کا کام کرتی ہے، یہ ہمیں اس شخص کا بائیوڈیٹا دے دیتی ہے، جو ہماری لیسٹ میں موجود ہو" وہ دونوں اس چپ کو دیکھتے حیران ہوئے تھے

"کیا مطلب ڈیٹا کسطرح دیتی ہے ؟" اگر یہ چپ تھی تو صرف اس کا اندرونی سسٹم بتاتی، مگر بائیوڈیٹا یہ حیران کن بات تھی

"جینز، یہ جینز کو کوڈ کر کے ڈی این اے کے ذریعے اس انسان کے بارے میں سب بتا دیتی ہے، کیونکہ ہر انسان کا ڈی این اے انٹرنیشنل ڈیٹابیس میں موجود ہوتا ہے" جبران کی بات پر ان کی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی وہ سچ میں بہت عقل مند تھا

"زین تمہیں یہ چپ لے کر، آئی ایس آئی کے سارے بڑے عہدے داروں میں انجیکٹ کرنی ہوگی، تاکے ہم اس شخص کو تلاش کر سکیں جس نے میرے بابا کو مروایا تھا" زین اب ان کے یہاں آنے کے مقصد کو سمجھا تھا

"مگر اسکے لیے ہمیں پہلے ان ایجینٹس کو ڈھونڈنا جن کا مجھے روپ لینا، مگر ابھی تک تم اس پر کچھ نہیں کر سکے" زین نے اسے یاد دلایا انہیں پکڑنے کی بجائے وہ اپنا آدمی ان کے حوالے کر کے سکون سے بیٹھا تھا

"فکر مت کرو، ہمیں انہیں نہیں ڈھونڈنا، بہت جلد وہ ہمیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں آئیں گے، بلکل آتے ہی ہوں گے" مکروہ مسکراہٹ لیے وہ بول رہا تھا جب سسٹم الرٹ کی آواز پر متوجہ ہوا

ہمارا ٹارگٹ آگیا، دھیان سے ہمیں ہر صورت انہیں ہرانا ہے" جبران کی آواز پر مظہر اور وہ چوکنا ہوئے تھے

مگر یاد رہے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے، جب تک میں تمہارا کام نہیں کرتا تب تک انہیں قید رکھ کر پھر انہیں باحفاظت چھوڑ دینا" زین نے انہیں تنبیہ کی تھی، وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا

ہاں بلکل، ہمیں بس انہیں پکڑنا ہے" جبران نے مظہر کو آنکھوں سے اشارہ کرتے کہا جسے سمجھتے وہ مسکرادیا

تب ہی اس دیوار نما دروازے پر ہلچل ہوئی، کچھ ہی لمحوں بعد دیوار کھلی تھی، وہ سب لوگ ادھر ادھر ہوتے چھپ چکے تھے، آنے والوں نے خود کو ٹیبل

کی اوٹ میں کرتے ان کی طرف دھویں والے کیپسیول پھینکے تھے، اچانک پورے کمرے میں سفید دھویں کے مرغولے اٹھے تھے

تجھے دشمنوں کی خبر نہ تھی
مجھے دوستوں کا پتہ نہ تھا
تری داستاں کوئی اور تھی
مرا واقعہ کوئی اور ہے

جو دشمن سامنے نظر آتا ہے اس سے لڑنا آسان ہوتا ہے بانسبت اس دشمن نما دوست کے جو آستین میں سانپ بن کر بیٹھا ہوتا ہے، تاریخ گواہ ہے کے آج

تک بڑے بڑے جنگجوؤں کو اگر شکستِ فاش ہوئی ہے تو محض اپنوں کی وجہ سے

آج بھی ہم نہیں جانتے کے بظاہر محبت سے پیش آنے والا انسان اپنے دل میں ہمارے لیے کیا کچھ لیے ہوئے ہے، حریم کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا تھا، بظاہر اس کی دوست نظر آنے والی فریحہ اس کی سب سے بڑی دشمن بن گئی تھی جس کا حریم کو اندازہ تک نہیں تھا

فریحہ کے دل میں موجود کینہ اور نفرت دن بادن بڑھتی جارہی تھی، اسے ہر صورت میں ارتضی اور حریم کو جدا کرنا تھا، اپنی اس نفرت میں وہ یہ تک بھول گئی تھی کے وہ کس شعبے سے تعلق رکھتی ہے، اور اگر بالفرض ارتضی حریم کو چھوڑ بھی دیتا تو کیا وہ فریحہ کا ہوتا

حریم آج صبح سے بہت خوش تھی کیونکہ پرسوں اس کے اور ارتضی کے نکاح کو پانچ سال ہونے والے تھے، یہ دن ہر سال اس کے لیے بہت سی خوشیاں لے کر آتا تھا کیونکہ ارتضی ہر ممکن کوشش کرتا تھا اس دن کو خاص بنانے کی

اسے یاد نہیں تھا کے ارتضی کو اس سے محبت کب ہوئی، کیونکہ جب سے اس نے ہوش سمبھالا تھا تب سے ہی وہ ارتضی کی اس محبت اور کیئر کو دیکھتی آئی تھی، عائشہ نے اسے بتایا تھا کے جب وہ پیدا ہوئی تھی تو اسے سب سے پہلے ارتضی نے دیکھا تھا، اس کا نام تک ارتضیٰ کی پسند پر رکھا گیا تھا

ارتضیٰ زین کو بھی اس کے پاس نہیں آنے دیتا تھا، ہر وقت اس کا سایہ بنا رہتا، سویرا اور ولید بامشکل اسے گھر لے کر جاتے تھے ورنہ اس کا بس چلتا تو ایک منٹ کے لیے بھی حریم سے الگ ناں ہوتا، عباد کے جانے کے بعد جس طرح ارتضی نے اسے سمبھالا

وہ سب لوگ ارتضیٰ کی دیوانگی سے واقف تھے، اسی لیے زین پرنیاں اور حرم مجتبی کے ساتھ ان کا بھی نکاح کر دیا گیا، ارتضی تو ہمیشہ سے ہی حریم کا تھا مگر پھر حریم کو بھی مکمل طور پر ارتضیٰ کے سپرد کر دیا گیا

فریحہ جو اس کا کھلتا چہرہ دیکھ کر جل بھن رہی تھی اس کے دماغ میں اس وقت زہریلی سوچوں کے جال بن رہے تھے اس نے سوچ لیا تھا کے وہ یہ دن ان دونوں کی زندگی کا سب سے بدتر دن بنا دے گی، مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کے ہماری تدبیروں سے بڑھ کر اللہ کی تدبیر ہوتی ہے

حریم، تم نے کیا گفٹ لیا کمانڈر ارتضیٰ کے لیے" ہونٹوں پر مصنوعی" مسکراہٹ سجائے وہ حریم سے مخاطب ہوئی جو بیڈ پر لیٹی سونے کے تیاری کر رہی تھی

گفٹ؟"اس نے تھوڑا سا اٹھ کر حیرانی سے اسے دیکھا کیونکہ آج تک ہمیشہ" ارتضی نے اسے گفٹس دیے تھے اس نے تو کبھی ارتضی کو گفٹ نہیں دیا تھا

ہاں گفٹ، کیوں کیا تم صرف لیتی ہو دیتی نہیں ہو؟"طنزیہ انداز میں بولتی" وہ اسے تاسف میں گھیر چکی تھی

ارتضیٰ کو مجھ سے گفٹ لینا نہیں پسند، وہ کہتے ہیں میں پرنسس ہوں اور" پرنسس صرف تحفے قبول کرتی ہے دیتی نہیں ہے"اپنی سادگی میں وہ آرام سے اسے بتا گئی جبکہ فریحہ اس کی بات پر سیخ پا ہو گئی تھی

ایسا تو سب کہتے ہیں مگر کتنا برا لگتا ہے کے ہم خود تو گفٹس لیتے رہیں جبکہ " سامنے والے کو کچھ بھی ناں دیں" وہ آہستہ آہستہ اس کو اپنے مطلب کی طرف لا رہی تھی

تو،اب میں کیا کروں ؟"معصوم سا چہرہ بنائے اس سے پوچھا"

کرنا کیا ہے، کل چلتے ہیں شاپنگ کرنے میں تمہیں بہت پیارا گفٹ دلواوں" گی" شیطانی مسکراہٹ لیے کہا

مگر سر مان جائیں گے ؟"ان کی کلاس تھی اسی لیے اسے ڈر تھا نا جانے سر" جانے دیں یا نہیں

دے دیں گے، ویسے بھی کچھ ہی دن ہیں ہمارے کیڈیٹس کی حثیت سے،" پاس آوٹ تک کھل کر یہ دن جی لیں" وہ لوگ سینئر تھے اور دو ماہ میں ان کی پاس آوٹ کی تقریب تھی اکیڈمی میں سینئرز کو فریشنرز کی نسبت آزادی حاصل ہوتی تھی، پہلے سال انہوں نے بہت سختیاں برداشت کی تھی مگر اب وہ اپنا بدلے نئے آنے والوں سے لے رہے تھے

اوکے" وہ کہتے خاموشی سے لیٹ گئی، تمام فکروں سے دور وہ آنے والے" حسین کل کے خواب دیکھ رہی تھی جبکہ کوئی اس کے اس حسین کل کو تباہ کرنے کی سازش کرنے میں مگن تھا

اگلے دن کلاس کے بعد انہوں نے اکیڈمی سے باہر جانے کا پلان بنایا تھا، کلاس لے کر وہ چینج کرتے باہر نکلی، فریحہ اسے لیے اکیڈمی سے کچھ دور

موجود مال میں آگئی، فریحہ اسے ایک شاپ سے دوسری شاپ میں گھما رہی تھی

اس نے ایک خوبصورت سی واچ پسند کی تھی ارتضیٰ کے لیے، وہ لوگ واپس جانے لگے جب فریحہ اسے وہاں رکنے کا کہہ کر واپس اندر چلی گئی، اور اس سے چھپ کر دوسرے دروازے سے نکل کر وہ واپس اکیڈمی چلی گئی

حریم کافی دیر اس کا انتظار کرتی رہی مگر وہ واپس نہیں آئی رات کا اندھیرا پھیلنے لگا تو حریم نے واپسی کے لیے قدم بڑھائے، ٹیکسی لے کر وہ اکیڈمی کی طرف روانہ ہوئی، راستے میں ایک سنسان سڑک پر کچھ لوگوں نے ٹیکسی رکوائی

وہ باہر نکلی تو وہ چھے سات آوازہ لڑکے تھے جو شاید شرارت سے ان کی گاڑی رکوا گئے تھے، اس نے باہر نکل کر ہمت سے ان سے پوچھا، آخر وہ ایک آرمی آفیسر تھی، مگر افسوس اس وقت اس کی گن اس کے پاس نہیں تھی

اسے دیکھتے ان لڑکوں کی نیت میں فتور آیا تھا، یا شاید انہیں اسی لیے بھیجا گیا تھا اس میں کچھ تو راز تھا، وہ قدم با قدم اس کی طرف بڑھنے لگے، اگر ایک یا دو ہوتے تو شاید وہ ان کا مقابلہ کر لیتی مگر وہ ایک چھوٹی سی جان ان سب سے اکیلے نہیں لڑ سکتی تھی

اس نے الٹے قدموں بھاگنا شروع کر دیا، وہ لڑکے بھی اسے بھاگتا دیکھ اس کے پیچھے بھاگے، بھاگتے بھاگتے سڑک پر اس کے پاوں کے نیچے پتھر آیا جس پر وہ بری طرح نیچے گری تھی، وہ لڑکے ہنستے ہوئے اس کے سر پر کھڑے تھے

ان میں سے ایک نے بڑھ کر اسے ہاتھ لگانا چاہا جس پر حریم نے اس کے ہاتھ کو ہٹاتے اس کے منہ پر مکہ مارا اچانک حملے پر وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا، غصے سے اسے گھورتے وہ دوبارہ اس کی طرف بڑھا، پیچھے سے دو تین لڑکے اور ایک ساتھ آئے تھے

مجھے مارے گی۔۔۔۔"گالی نکالتے ہوئے وہ سب حریم کی طرف بڑھے مگر" اس سے پہلے کے اسے ہاتھ لگاتے ان چاروں کے ہاتھ دو دو مضبوط ہاتھوں نے تھامے تھے

حریم نے سر اٹھا کر دیکھا تو موحد اور ارتضیٰ اس کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے تھے ارتضیٰ نے ایک ایک مکہ ان دونوں لڑکوں کے مارا اس کے ہتھوڑے جیسے ہاتھ کا مکہ کھاتے ان کے منہ میں خون کا ذائقہ گھلا تھا،

موحد نے بھی باقی دونوں کے پنچ مار کر انہیں گرایا، وہ دونوں شیر بن کر جھپٹے تھے ان سب پر، کچھ ہی دیر میں وہ انہیں مار مار کر ادھ موا کر چکے تھے، ارتضی کے سر پر خون سوار تھا، وہ ان سب کی جان لینے کے درپے تھا

"میری پرنسس کو ہاتھ لگاؤ گے تم لوگ، ان کی طرف گندی نظر بھی کیسے ڈالی تم سب نے، میں جان سے مار ڈالوں گا تم سب کو" وہ پے درپے ان سب کو مار رہا تھا

"سر، سر پلیز آپ حریم کو دیکھیں، میں ان کو سمبھالتا ہوں" موحد نے اسے تھام کر روکنا چاہا جو کچھ ہی پلوں میں ان سب کو ادھ موا کر چکا تھا

سر پلیز" موحد نے ایک دم اسے جھٹکا دیتے سیدھا کیا جس پر اس نے مڑ کر " حریم کو دیکھا، حریم ان دونوں کو دیکھ کر ضبط کھوتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی، عورت چاہے کسی بھی شعبے سے ہو عزت کے معاملے میں وہ بہت حساس ہوتی ہے

پرنس "ارتضی خود کو چھڑاتا جلدی سے اس کے پاس آیا، اس نے تو کبھی" اپنی پرنس کو گرم ہوا تک نہیں لگنے دی تھی تو اب یہ سب کیا ہونے جا رہا تھا

ارتضی "ارتضی نے اسے تھام کر کھڑا کیا تو وہ سسکتے ہوئے بولی"

ارتضیٰ کی جان، میرا بچہ، پلیز مت روئیں سویٹ ہارٹ، مجھے معاف کر" دیں، میں لیٹ ہو گیا، معاف کر دیں" ارتضی دیوانہ وار اس کے چہرے کے

ہر نقش پر اپنا احساس چھوڑ رہا تھا جان نکلنا کسے کہتے ہیں وہ کچھ لمحوں میں سمجھ گیا تھا

آپ، آپ یہاں کیسے آئیں "ارتضیٰ نے اسے اس ویران جگہ اکیلے دیکھ کر" پوچھا جس پر اس نے اسے ساری بات بتادی، ارتضی جانتا تھا یہ گھٹیا حرکت فریحہ ہی کر سکتی وہ کوئی بچہ نہیں تھا جو فریحہ کی نظروں اور حرکتوں کو سمجھ ناں پاتا

آپ اور موحد بھائی یہاں کیسے ؟"کچھ دیر بعد حریم کے حواس بحال ہوئے" تو اس نے پوچھا انکا اس طرح آنا کوئی اتفاق نہیں تھا

موحد کو فریحہ کا اس سے ملنا یاد آیا، وہ اکیڈمی سے ہوسٹل کی طرف جا رہا تھا جب اسے فریحہ سامنے سے آتی نظر آئی، وہ وہاں سے گزرنے کی بجائے اس کے پاس آیا جس کا رنگ اڑا ہوا تھا

"کیا ہوا فریحہ، آپ پریشان لگ رہی ہیں؟ سب ٹھیک ہے؟" موحد اس کا چہرہ دیکھتے بے ساختہ پوچھ گیا

"وہ، وہ کیڈٹ موحد، میں اور حریم مال تک گئیں تھیں، مگر جب واپس آنے لگے تو وہ نا جانے کہاں چلی گئی واپس بھی نہیں آئی" اپنے چہرے پر مصنوعی فکر سجاتے اس نے اسے ساری روداد سنائی، موحد پریشانی سے اسے دیکھتا باہر کی جانب بڑھا

اس نے حریم کو بہن کہا ہی نہیں مانا بھی تھا، حریم کا معصوم چہرہ بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا، اگر وہ کسی مشکل میں پھنس جاتی تو، اس کے جاتے ہی فریحہ مسکرا دی، اس کا ارادہ کچھ دیر بعد ارتضی کو بتانے کا تھا تا کے وہ جب حریم کو ڈھونڈنے جاتا اسے موحد کے ساتھ دیکھ پاتا

اس نے آنے سے پہلے کچھ لڑکوں کو پیسے دیتے حریم کے پیچھے بھیجا تھا، موحد وہاں سے نکل کر باہر آیا تو سامنے سے ارتضیٰ آتا دکھائی دیا، اس نے جلدی سے ارتضی کو حریم کے غائب ہونے کا بتایا جس پر وہ دونوں بنا وقت ضائع کیے اسے ڈھونڈنے نکلے تھے

اکیڈمی کی طرف آتی سڑک پر آئے تو نہیں دور ایک سنسان جگہ پر کچھ لڑکے دکھائی دیے، اس وقت اس سڑک پر ان لڑکوں کا ہونا عجیب تھا تب ہی

وہ لوگ گاڑی سے نکلے، وہاں بیٹھی لڑکی پر انہیں حریم کا گمان ہوا تھا سو اسے بچانے کے لیے اس کے پاس آ گئے

چلیں سر، ان سب کو میں پولیس کے حوالے کر آوں، آپ کیڈیٹ حریم کو" لے کر اکیڈمی جائیں" موحد ان لڑکوں کو دیکھتا ہوا بولا جو کچھ دور زمین پر گرے ہوئے تھے

اوکے، ویسے تھینک یو موحد، مجھے وقت رہتے اگاہ کرنے کا، میں تمہارا یہ" احسان کبھی نہیں بھولوں گا" ارتضی موحد سے بات کر رہا تھا جب اچانک ایک گاڑی آئی جس میں نے تین لڑکے اترے، جلدی جلدی ان سب کو اس میں بیٹھاتے وہاں سے فرار ہو گئے،

انہوں نے انہیں پکڑنے کی کوشش کی مگر کچھ فاصلہ ہونے کی وجہ سے وہ سب بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ویسے بھی ان کے لیے ارتضیٰ کا سکھایا گیا سبق ہی کافی تھا، وہ دونوں حریم کو لیے گاڑی کی طرف بڑھے

پرنسس دوبارہ آپ مجھے بتائے بغیر کہیں نہیں جائیں گی، اوکے "ارتضیٰ" حریم کی حالت کی وجہ سے پیچھے اس کے ساتھ بیٹھا تھا جبکہ موحد گاڑی چلا رہا تھا تب ہی ارتضیٰ اس کا ہاتھ تھامتے بولا

سوری ارتضیٰ "معصوم سا چہرہ بنائے اس کی طرف دیکھا، اسے پتا تھا غلطی" اس کی ہے، ارتضیٰ کو اب بس کسی بھی طرح فریحہ کو حریم سے دور رکھنا تھا، جو اس کی معصوم سی پرنسس کو نقصان پہنچانا چاہتی تھی

@@@@@@@@@@

سویٹی کی برتھڈے کے اگلے دن ہی وہ سب لوگ کمرات آ گئے تھے، حوزان کا ضروری کیس تھا جس کی وجہ سے وہ جا نہیں سکا تھا، حسال اور بہرام بھی آفس کی وجہ سے نہیں آ سکے، انہیں دو دن بعد آنا تھا، مگر سویٹی کو تو گاوں جانے کا بہانہ چاہیے ہوتا تھا

اب بھی دو دن سے وہ لوگ کمرات آئے ہوئے تھے، اور وہ مسلسل کٹورہ جھیل جانے کی ضد کر رہی تھی، وہ جھیل صرف آب اور دلکش کی ہی پسندیدہ نہیں تھی بلکہ ان کی اولاد بھی اب اس کے نقشِ قدم پر چل نکلی تھی

سویٹی شاہ زیب کو کہہ رہی تھی کے وہ اسے کٹورہ جھیل لے جائے مگر شاہ زیب کو ایک ضروری جرگے کے سلسلے میں جانا تھا سو اس نے انکار کر دیا، مگر اس کی ضد پر اس نے اسے ڈرائیور کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی

وہ ڈرائیور کے ساتھ وہاں آ تو گئی تھی مگر اسے حسال، حوزان، بہرام اور داہیم کے بغیر بلکل مزہ نہیں آ رہا تھا، کچھ لمحے وہاں کی خوبصورتی سے مبہوت رہنے کے بعد وہ واپسی کے لیے اٹھ گئی، اس سے پہلے وہ اوپر سڑک پر جا کر گاڑی میں بیٹھتی کسی وجود نے اس کا راستہ روکا تھا

بہادر خان سویٹ کے پل پل کی خبر گوہر خان کو دے رہا تھا، جب سے گوہر خان کو پتا چلا تھا کے سویٹ کمراٹ آ رہی ہے اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا، اسے کسی بھی طرح سویٹ سے ملنا تھا

ہیلو بہادر خان؟ بولو کیا خبر ہے؟ "آج صبح گوہر خان نے بہادر کو فون کیا تو" دوسری طرف سے سنی جانے والی خبر سن کر اس کا دل باغ باغ ہوا تھا

خان، خانم آج کٹورہ جھیل دیکھنے جا رہی ہیں" بہادر خان نے آرام سے اسے اس کے مطلب کی خبر دی

"کس کے ساتھ جا رہی ہے ہماری خانم؟" چہرے پر چمک لیے سنجید گی اور بے تابی سے پوچھا

" معلوم نہیں خان، مگر شاید اکیلی کیونکہ شاہ زیب خانزادہ ابھی کہیں گئے ہیں، اور ان کے گھر میں فلحال کوئی مرد نہیں" بہادر خان یہ ساری خبریں باتوں باتوں میں کبھی ڈرائیور تو کبھی چوکیدار سے پوچھ لیتا تھا

ہمم، ٹھیک ہے،" گوہر خان نے ہنکارا بھرتے فون بند کر دیا"

تواب آپ سے دوبارہ روبرو ملنے کا وقت آگیا ہے خانم" سامنے لگے شیشے میں دیکھتے گوہر خان نے خود سے سرگوشی کی تھی

وہ اسی وقت سوات سے کمراٹ کے لیے روانہ ہوا تھا،اور تقریباً دو گھنٹے میں وہ کٹورہ جھیل پہنچ چکا تھا، گاڑی سے اترتے نیچے نظر دوڑائی تو سویٹ پتھر پر بیٹھی تھی، ہلکے گلابی رنگ کے لباس پر کالی چادر اوڑھے وہ دور سے ہی دیکھنے والوں کو متوجہ کر رہی تھی حالانکہ کے اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا

گوہر خان وہاں سے اتر کر نیچے آیا، وہ شاید واپس جانے کا ارادہ رکھتی تھی جب ہی گوہر خان اس کے سامنے آتے اس کا راستہ روک گیا

"پخیر راغلے خانم، کیسی ہیں آپ؟" اس کی ہری جھیلوں میں جھانکتے وہ بڑی محبت سے بولا تھا

"آپ، آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" سویٹ اسے یہاں دیکھ کر حیران ہوئی تھی نا جانے کیوں یہ شخص اس کے پیچھے پڑ گیا تھا

"اوہ تو آپ نے ہمیں پہچان لیا، بھئی بھول بھی کیسے سکتی ہیں، ہم بھولنے والی چیز ہی نہیں ہیں، اور جہاں تک رہی یہاں آنے کی بات تو ہم یہاں آپ سے ملنے آئے ہیں" مسکراتے ہوئے وہ ایک غرور سے بول رہا تھا جبکہ سویٹ کو وہ اس وقت زہر لگ رہا تھا

"دیکھیں، ہم شادی شدہ ہیں، سو آپ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں" سویٹ نے سخت آواز میں کہا، اس نے سوچ لیا تھا کے وہ اب ڈرے گی نہیں ورنہ اس شخص کو مزید ڈھیل ملے گی

شادی شدہ نہیں خانم، صرف نکاح ہوا ہے،اور کوئی بات نہیں جس طرح" نکاح ہوا ویسے ہی ٹوٹ بھی جائے گا" اس کی بات پر بھی گوہر خان کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا

آپ کا دماغ خراب ہے، آپ کی ہمت کیسے ہوئی اتنی گھٹیا بات کرنے کی، " میرے خان کو پتا چل گیا تو وہ آپ کو جان سے مار دیں گے " یہ شخص اب اپنی حد سے بڑھ رہا تھا،اسے اس کے خان سے الگ کرنے کی بات کر رہا تھا

ناں ناں خانم، آپ کا خان صرف میں ہوں، اگر سردار حوزان خاقان " ہمارے راستے سے نہیں ہٹا تو وہ جان سے جائے گا" سویٹ کے حق سے میرا خان کہنے پر گوہر خان کو آگ لگ گئی تھی

چٹاخ، آپکی ہمت کیسے ہوئی میرے خان کے بارے میں ایسا سوچنے کی بھی، "
اگر میں چپ ہوں تو اسے میری کمزوری مت سمجھیں، اگر کسی نے، کسی نے
بھی میرے خان کی طرف بری نظر اٹھائی تو مجھ میں اتنی ہمت ہے کے اس کی
آنکھیں نکال سکوں" سویٹ نے زوردار تھپڑ گوہر خان کے رسید کیا تھا، اس
نے اس کے خان کو مارنے کے بارے میں سوچ بھی کیسے لیا

وہ اس کے ایک طرف سے ہو کر نکلتی چلی گئی جبکہ گوہر خان ساکت نظروں
سے اسے دیکھ رہا تھا، اس کی آنکھیں پل بھر میں آگ کی طرح دھکنے لگی
تھیں، سویٹ نے اس پر ہاتھ اٹھا کر اس کی مردانگی پر وار کیا تھا ایک خان ہو کر
اس نے ایک چھوٹی سی لڑکی سے تھپڑ کھایا

اس تھپڑ کا حساب آپ کو چکانہ ہو گا خانم، اور یہ قیمت آپ کا خان چکائے گا، "
اس کی زندگی کے دن گننا شروع کر دیں، اور خود کو میری زوجیت میں دینے

کی تیاری کر لیں خانم" دانت پیستے اس نے سویٹی کو جاتے دیکھ سرگوشی کی تھی، وہ چاہتا تو ابھی اس سے بدلہ لے سکتا تھا مگر وہ سمجھ گیا تھا کے سویٹی کی جان کس میں قید ہے

سو اب وہ اس کی کمزوری پر وار کرتے اس سے بدلہ لینا چاہتا تھا، وہ اس وقت غلط سہی ہر فرق بھول گیا تھا، اسے اب بس کسی بھی طرح سویٹی کو حاصل کرنا تھا، حوزان کو مار کر اس کا مان توڑنا تھا، وہ مان جو اسے اپنی محبت پر تھا

@@@@@@@@@

ہیلو، ہاں پینتھر بولو ؟" لیپرڈ اور سوان آج اپنے پلان پر عمل در آمد کرنے کی تیاری کر رہے تھے جب پینتھر کا فون آیا

راجہ کیسا؟(بولا کچھ اس نے)"اس نے کوڈ ورڈ یوز کرتے پوچھا کیونکہ "

دشمنوں کے بیچ رہتے انہیں احتیاط کرنی تھی

ہاں اس نے اڈریس بتا دیا، ہم لوگ آج حملہ کرنے والے ہیں"لیپرڈ نے"

اسے پلان سے آگاہ کرتے بتایا

کہاں جارہا ہے راجہ؟(کہاں حملہ کرنا تم لوگوں نے؟)"دوبارہ اسی انداز"

میں پوچھا

شہر سے باہر جاتی سڑک پر ایک بلڈنگ ہے، جو ابھی زیرِ تعمیر ہے، وہیں جانا"

"لیپرڈ نے سوان کو دیکھا جو مزے سے ٹی وی چلائے انڈین ڈرامہ دیکھ رہی

تھی

ہمم میں فارغ ہو کر ملنے جاوں گا راجہ سے ،اسے کہنا مجھے فون کرتا رہے ("
میں تمہارے بلاتے ہی آجاؤں گا، بس ایک سگنل دے دینا)"پینتھر پر سوچ
انداز میں بولتا فون بند کر گیا

اوہیلو میڈم، ہم تمہاری نانی کے گھر نہیں آئے جو مزے سے ٹی وی دیکھ "
رہی ہو، ہمیں اٹیک کرنا ہے کچھ دیر میں "لیپرڈ نے سوان کے پاس آتے
اسے گھر کا تھا

سر کیوں سٹریس لے رہے ہیں، نا جانے پھر موقع ملے ناں ملے سوچا یہ "
لاسٹ ایپی دیکھ لوں "شرارت سے کہتے وہ نظریں دوبارہ ٹی وی پر مرکوز کر
گئی

ٹھیک ہے، تم آخری اپی دیکھ لو، میں جارہا ہوں اکیلے "لیپرڈ غصے سے کہتا"
اپنے روم کی جانب مڑا

میں اکیلا جارہا ہوں "اس کو متوجہ ناں ہوتا دیکھ اونچی آواز میں بولا"

اوف او، آپ ناں سر، چلیں، چلتے ہیں میں بھی ریڈی ہوں اور ساری تیاری"
بھی کر چکی ہوں "سوان غصے سے ٹی وی بند کرتے اٹھ کر اس کی جانب آئی

وہ دونوں اپنے اپنے روم میں بڑھے کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں ماسک سے ڈھکے
چہرے اور پورے بلیک لباس پہنے باہر نکلے تھے سوان نے اوپر عبایہ پہن لیا
تا کے کسی کو شک ناں ہو، جبکہ لیپرڈ نے ماسک اتار کر جیب میں رکھ لیا

گاڑی میں بیٹھ کر وہ دونوں اس کھنڈر نما عمارت کے سامنے آئے تھے، یہ عمارت یوں محسوس ہوتی تھی جیسے برسوں پہلے کوئی اسے بنانا چھوڑ چکا ہو، وہ دونوں ماسک سیٹ کرتے باہر نکلے، آہستہ سے چلتے ہوئے اندر آئے

سر، یہاں تو دیوار ہے" سوان نے سامنے ہر طرف دیوار دیکھ کر کہا، جبکہ " ٹارگٹ یہیں شو ہو رہا تھا

یہ دیوار نہیں ہے، یہاں کہیں ناں کہیں کوئی بٹن ہو گا، چیک کرو" لیپرڈ " نے کہتے خود بھی تلاشی لینی شروع کی،

مگر سر یہاں تو کچھ نہیں، بس یہ ڈبہ سا لگا ہے، جیسے ہیمر سٹینڈ ہو" سوان " نے ایک طرف لگے ایک چھوٹے سے ڈبے کو دیکھتے کہا

نو سوان، اسے چھیڑ نامت، یہ ہیمر بوکس نہیں ہے، یہ اس دروازے کو" کھولنے کی چابی ہے، میں اسے کھولتا ہوں تم میرے اشارہ کرنے پر گیس بم پھینکنا" لیپرڈ اس باکس کی طرف آتا ہوا بولا

اس نے اس ڈبے ہو ہلایا تو ایک دم سے وہ دیوار چاک ہوئی تھی، سوان نے جلدی سے گیس بم پھینک دے چاروں طرف گیس پھیل چکی تھی، وہ دونوں گن اٹھائے اختیاط سے اندر کی جانب بڑھے تھے

اور آتے ہی ڈیسک اور الماری کے پیچھے چھپ گئے، سامنے والے بھی کسی ناں کسی چیز کی اوٹ میں تھے، دونوں طرف سے کچھ کچھ دیر بعد فائر کی آواز گونجتی، مگر سب کے نشانے خطا ہو رہے تھے

زین کو اپنوں پر گولیاں چلاتے بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا، وہ خاموشی سے گن نیچے کیے سائیڈ پر ہو گیا، اس سے نہیں ہو نا تھا یہ سب کچھ، جبران نے غصے سے اسے سائیڈ پر ہوتے دیکھا، زین اس کا پلان خراب کر رہا تھا

مظہر ٹیبل کے نیچے سے چلتا ہوا سوان کے پیچھے آیا، سوان سامنے کی طرف دیکھتے فائر کر رہی تھی، اپنے پیچھے ہلچل محسوس کرتے اس نے فائر کرنا چاہا مگر مظہر اس کے ہاتھ پر گن مارتے اسے گن دور پھینک چکا تھا

گن پھینک دو، تمہاری ساتھی ہمارے قبضے میں ہے "مظہر کی آواز پر لیپرڈ" کی فائر کرتی بندوق خاموش ہوئی تھی، وہ ایک دم رکتے سوان کی طرف مڑا جواب سامنے مظہر کے قابو میں تھی جس نے اسکی کنپٹی پر بندوق رکھی ہوئی تھی

کیا لگا تھا تم لوگوں کو جبران نے کچی گولیاں کھیلی ہیں، اتنا آسان نہیں مجھے" پکڑنا، اگر لڑکی کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو گن پھینک دو" جبران اسے دیکھتا تمسخر سے بولا

گن پھینکو" لیپرڈ کو گن ناں چھوڑتے دیکھ وہ دھاڑا، لیپرڈ نے آہستہ سے گن" پھینک دی، جبران قدم با قدم چلتا اس کے پاس آیا

تم آئی ایس آئی والے خود کو سمجھتے کیا ہو؟ بہت تیس مار خان ہو؟ اصل " میں تو تم لوگ بے وقوف ہو، میرے بچھائے جال میں پھنس گئے، میں نے ہی سانو کو تم لوگوں کو سچ بتانے کا کہا تھا، اور دیکھو تم دونوں یہاں آ گئے ؟" جبران عرف رام مکروہ مسکراہٹ لیے بولا

اب تم دونوں میری قید میں رہو گے، جبکہ تمہاری جگہ میرا آدمی آئی ایس" آئی میں شامل ہو گا" جبران نے مسکراتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا جہان زین کھڑا تھا، وہ کیا کرت کیا ناں کرے کی کشمکش میں تھا،

اس نے سوچا تھا وہ جبران کا دھیان بھٹکتے ہی ان آفیسرز کو بھگا دے گا،اور خود بھی بھاگ جائے گا، کیونکہ وہ نہیں کر سکتا تھا یہ سب، اسے نفرت تھی اس خون خرابے سے

گن پھینک دو رام، تمہارا کھیل ختم "ایک اجنبی آواز پر جبران نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں ایک اور نقاب پوش کھڑا تھا، سوان کا دھیان ہٹتے ہی کہنی مار کر اسے دور کرتے گن چھین چکی تھی

تم لوگ مجھے تو مار دو گے "رام آہستہ آہستہ پیچھے ہو رہا تھا"

مگر اپنے ہی لوگوں کو کیسے مارو گے "اچانک اس نے زین کو کھینچ کر اپنے سامنے کیا تھا،

"ییچ ایک شہید آفیسر کا بیٹا، ملک کا غدار بن گیا، اپنے دشمنوں کا ساتھ دے رہا تھا، مگر پھر بھی ہے تو تم لوگوں کے ملک کا، تم لوگوں کا بھائی، تم لوگ اسے تو نہیں مار۔۔۔۔" ابھی اس کے الفاظ منہ میں تھے جب پینتھر کی گن سے نکلی گولی اسے چپ کروا چکی تھی

یہ عشق ہے

یہ عجیب ہے

کہاں ہر کسی کا نصیب ہے

یہ اسی کے در کا غلام ہے

جہاں صدق ہے، ایثار ہے

جہاں درد بھی اک بہار ہے

یہ جو عشق ہے

یہ جو عشق ہے

حرم کی صبح آنکھ کھلی تو ابھی باہر اندھیرا تھا، چہرے سے بلینکٹ ہٹاتے اٹھ بیٹھی، موبائل پکڑ کر وقت دیکھا تو ابھی پانچ بجے تھے، سامنے سکرین پر جگمگاتا میسیج اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا گیا مجتبی نے محبت سے بھرے لفظوں میں اپنا عشق اس تک پہنچایا تھا، سامنے نظر آتے اشعار پڑھ کر اس کا دل خوشگوار انداز میں دھڑکا تھا

"آپ کو، ہنی یہ شکر لیے کے دینے مقصد کا جینے مجھے کر آ میں زندگی میری

مجھے ملے آج پانچ سال، ساٹھ مہینے، چھتیں سو گھنٹے، دو لاکھ سولا ہزار منٹس،

ایک کروڑ انیتس لاکھ ساٹھ ہزار سیکنڈ ہو چکے ہیں، اور یہ پل یہ لمحے میرا کل

سرمایہ ہیں، آئی لو یو سویٹ ہارٹ اینڈ نیڈ یو ٹل کی اینڈ آف مائی لائف"

اس کا بھیجا میسج پڑھ کر حرم کے چہرے پر حسین مسکراہٹ بکھر گئی، وہ شخص

محبت کا اظہار بھی ہمیشہ اپنے انداز میں کرتا تھا، اسے اس وقت مجتبی کی دوری

بہت کھلی تھی، دل چاہ رہا تھا کہیں سے نکل کر وہ سامنے آجائے

"تھینک یو مجتبی، مجھ سے بے تحاشہ اور بے وجہ محبت کرنے کے لیے، مجھ

میں کچھ بھی خاص نہیں ہے، جو ہے صرف آپکی محبت کی وجہ سے ہے، اور

ہیپی اینورسری، مس یو" میسج ٹائپ کر کے اسے سینڈ کیا اور پھر نماز ادا کرنے

کے لیے اٹھ گئی

جائے نماز پر بیٹھی وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی جس نے اسے اتنی محبت کرنے والے شوہر سے نوازا، محبت مل جانا ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا، اس کی قدر صرف وہ جانتا جسے کئی آزمائشوں سے گزر کر اس کی محبت ملتی ہے، لیکن اگر کوئی بغیر آزمائشوں کے محبت کو پالے تو اس پر سجدہِ شکر واجب ہو جاتا ہے

کافی دیر سجدہ میں رہنے کے بعد وہ اٹھی اور نیچے آگئی، کچن میں آتے اپنے ہاتھوں سے مہمل اور احتشام کے لیے ناشتہ بنایا، وہ کل ہوسٹل جانے کی بجائے گھر آگئی تھی، اسے کچھ ضروری سامان لینا تھا، احتشام اور مہمل نیچے آئے تو اسے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے ناشتہ لگاتے دیکھا، احتشام نے بے ساختہ اس کی مسکراہٹ دائمی ہونے کی دعا کی تھی

"کیا بات ہے، میرا بچہ بہت خوش ہے آج؟" احتشام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے معنی خیزی سے کہا

"نہیں تو بابا، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے" مسکراہٹ دباتے انکار کرنا چاہا مگر اس کی خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی

"بیٹا جانی باپ ہوں میں آپ کا، کیا میسج بھیجا اس نالائق نے؟" مصنوعی سنجیدگی دکھاتے پوچھا ساتھ ہی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا

"اور ان دونوں میاں بیوی میں کیا بات ہوئی یہ وہ آپ کو کیوں بتائے؟" مہمل نے اسے گھورا تھا، آخر اس کے لاڈلے بھتیجے کو نالائق کہا تھا اس نے، احتشام اس کے گھورنے پر سیدھا ہوا، حرم ان دونوں کے تاثرات دیکھ کر مسکرادی

وہ تیار ہو کر ہوسپٹل آ گئی تھی، آج اس نے سکن کلر کی خوبصورت سی کلیوں والی فراک پہنی تھی، سلیقے سے حجاب کیے ہلکے سے میک اپ میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی، صبح سے کوئی ناں کوئی اسے مبارک باد دینے آ رہا تھا

شام تک مختلف مریضوں اور ایمرجینسی میں مصروف رہنے کے بعد تقریباً شام سات بجے وہ ہوسٹل جانے کے لیے اٹھی تھی، ہوسپٹل سے نکل کر گاڑی کے پاس آئی ابھی اس نے گاڑی کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تھا جب کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھا، اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی یا کرتی کلوروفام کی تیز مہک پر وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتے مقابل کی بانہوں میں جھول گئی تھی

دوبارہ جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ ایک پارک نما جگہ پر تھی، یہ جگہ زیادہ بھری ہوئی نہیں تھی مگر پھر بھی کچھ لوگ ارد گرد موجود تھے، اس نے ادھر ادھر

تلاش کرنا چاہا مگر وہاں کوئی نہیں تھا، اٹھ کر پارک کی دوسری طرف دیکھا تو سامنے دیکھتے ساکت رہ گئی

سامنے ہی سفید یونیفارم پہنے مجتبی مسکراتے ہوا سامنے کسی سے بات کر رہا تھا، وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں چلتی ہوئی اس تک گئی، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے متوجہ کرنا چاہا، مجتبی مسکراتے ہوئے اس کی طرف مڑا

اوہ تو آپ کو ہوش آگیا مسز، بہت نازک ہیں یار ویسے آپ، اتنی جلدی" بے ہوش ہو گئیں "اپنی مخصوص شرارتی مسکراہٹ لیے اسے چھیڑا

آپ مجتبی آپ سچ میں یہاں ہیں؟" حرم کو لگ رہا تھا جیسے یہ اس کا خواب" ہے جس میں مجتبی اس کے سامنے موجود تھا

افکورس مسز، کیوں آپ کو کیا لگتا ہے یہاں میرا جن کھڑا ہے، کہیں تو یقین دلاوں؟" مجتبی اس کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے معنی خیزی سے بولا

مگر آپ کب آئے مجتبی؟" وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوتے پوچھا"

بس آج ہی آیا ہوں انفیکٹ سیدھا یہیں آیا ہوں" مجتبی نے محبت سے اس" کا خوشی سے جگمگاتا چہرہ دیکھا

مگر یہ کونسا طریقہ تھا، آپ سیدھے طریقے سے بھی مجھے یہاں لا سکتے تھے" "حرم کو کچھ دیر پہلے کی اس کی واردات یاد آئی تو منہ بنا کر بولی

"مسز، میرا نام مجتبیٰ ولید حیدر رہے، اور سیدھے کام مجھے بلکل پسند نہیں ہیں" مجتبیٰ نے مسکرا کر کہتے اپنی کیپ اتارتے اس کے سر پر رکھی، اس کے گال کھینچے تو حرم بھی ناراضگی بھلاتے مسکرادی

"اچھا اب آنکھیں بند کریں" مجتبیٰ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اس کا رخ موڑا

"تھری، ٹو، ون" اس کے کان میں سرگوشی کرتے اس نے اپنے ہاتھ ہٹائے تب ہی اچانک فضاء میں فائر ورکس ہونے لگے، اندھیری رات میں آسمان پر ستاروں کی مانند چمکتے فائر ورکس ایک حسین منظر پیش کر رہے تھے جس کو دیکھ کر وہ مبہوت ہو گئی تھی

ہنی "مجتبیٰ کی پکار کر مڑی تو وہ ایک گھٹنا زمین پر رکھے اس کے سامنے جھکا ہوا تھا

"ہنی جس طرح یہ فائر ورکس اس آسمان پر چمکتے زمین کو روشن کر رہے ہیں ٹھیک اسی طرح سے آپ نے میری زندگی میں آکر میری تاریک زندگی کو روشن کیا ہے، آپ میرے دل کے آسمان پر جگمگاتا وہ چاند ہیں جس کی روشنی میرے روم روم میں پھیلی ہے، تھینک یو فار بینگ مائین سویٹ ہارٹ، آئی لو یو فرام کی ڈیپیسٹ کور آف مائی ہارٹ، ہیپی انیورسری بے بی "اس کے سامنے پھولوں کا گلدستہ بڑھائے وہ آنکھوں میں دنیا بھر کے جذبات سمیٹے بول رہا تھا

حرم گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھی تھی، پارک کا یہ حصہ باقی گوشوں کی نسبت ویران تھا، جہاں اندھیرا ابھی زیادہ تھا، حرم آنکھوں میں نمی اور

ہونٹوں پر حسین مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہی تھی اس کے ہاتھ سے گلدستہ تھام کر ہونٹوں سے لگاتے رودی

"یار ہنی، میں نے اتنی رومینٹک اور لمبی تقریر کی ہے اور آپ رو رہی ہیں؟" مجتبی نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اس کے آنسو پونچھے

"تھینک یو مجتبی، مجھ سے اتنی محبت کرنے کے لیے، مجھے سمجھ نہیں آتا آپ کی محبت کا جواب کیسے دوں" حرم اپنے چہرے پر رکھے اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے بولی

"ہمم، آپ بس اس پیارے سے چہرے پر مسکراہٹ کو برقرار رکھا کریں، یہی میری محبت کا جواب ہوگا" اس کی آنکھوں کو چھوتے وہ پیار سے بولا

دور چمکتے ستاروں نے اس دیوانے کی محبت پر بے ساختہ ماشاءاللہ کہا تھا، اور اردگرد موجود پودوں اور درختوں نے یہ حسین منظر دیکھا جہاں سفید یونیفارم میں ملبوس شہزادہ محبت سے اپنی کیپ پہنے بیٹھی اپنی شہزادی کو دیکھ رہا تھا

@@@@@@@@@@

کھڑکیوں سے نکل کر آتی روشنی بہرام کے چہرے پر پڑی تو اس نے آنکھیں کھولیں، اس نے اٹھنا چاہا تو خود پر بوجھ سا محسوس کرتے سر جھکا کر دیکھا جہاں حسال اس کے سینے پر سر رکھے پرسکون سو رہی تھی، یہ حسین نظارہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا

وہ کتنے ہی پل بنا پلکیں جھپکے حسال کا چہرہ دیکھتا رہا، جہاں زمانے بھر کی معصومیت رقصاں تھی، ہونٹوں کو ہلکا سا کھولے وہ ایسے سو رہی تھی جیسے اپنے بستر پر موجود ہو، بہرام اس کا انداز دیکھتے کھل کر مسکرایا

"حسال، حسال، سویٹ ہارٹ اٹھ جائیں، صبح ہو چکی ہے" بہرام اس کے بال اپنے بازو اور اس کے چہرے سے ہٹاتے بولا، مگر وہ شاید گہری نیند میں تھی تب ہی سن نہیں سکی

"کیا بات ہے بھئی، ہمارے آفس میں یہ سب بھی ہوتا ہے ہمیں تو پتا ہی نہیں تھا" تالیوں کی آواز کے بعد فلک کی طنز سے بھرپور آواز پر بہرام نے دروازے کی جانب دیکھا، اس کی پاٹ دار آواز اور تالیوں کی گونج پر حسال کی نیند ٹوٹی تھی، اپنی حالت کا اندازہ ہوا تو جلدی سے سیدھی ہوئی

"ارے ارے، حسال میڈم، آرام سے،اس طرح گھبرا کیوں رہی ہیں،
ساری رات باس کے ساتھ گزار کر اب کیوں شرما رہی ہیں؟" فلک کی بات پر ان دونوں نے دروازے کی سمت دیکھا جہاں تقریباً سارے ورکرز موجود تھے جبکہ فلک سب سے آگے کھڑی تھی

"کیا بکواس ہے یہ مس فلک، مائینڈ یور لینگیوج" بہرام کی آواز پر فلک کچھ لمحے سہمی تھی مگر پھر ڈھیٹ بن گئی

"کیوں سر، آپ یہاں اپنی ورکر کے ساتھ رات گزار سکتے ہیں اور میں بات بھی نہیں کر سکتی، کیا نہیں تھے آپ دونوں یہاں ساری رات ایک ساتھ؟" فلک نے اپنی گندی سوچ ان پر آشکار کی تھی

اس کی بات پر ہر طرف سر گوشیاں ہونے لگی تھی، ہر کوئی شک اور نفرت بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا،

شکل سے کتنی معصوم لگتی تھی، بہرام سر ایسے لگتے تو نہیں تھے، شکل" مومناں کرتوت کافراں" کئی قسم کی آوازیں ان دونوں کے کانوں میں پڑ رہی تھیں جس پر بہرام ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا

مس فلک۔۔۔" بہرام غصے سے دھاڑا تھا، اسکا بس نہیں چل رہا تھا فلک کو" زندہ در گور کر دے جس نے اسکی حسال کو سب کی نظروں میں مشکوک بنا دیا تھا وہ دونوں مجرم ناں ہوتے ہوئے بھی کٹھرے میں کھڑے تھے

ایک منٹ بہرام، مجھے ہینڈل کرنے دیں" حسال نے کونفیڈینس سے بہرام" کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پر سکون کرنا چاہا

واہ بھئی واہ حد ہے ڈھٹائی کی، ابھی بھی کیسے بے شرمی سے کھڑی ہے """ پیچھے سے کسی کی آواز گونجی تھی، حسال چلتے ہوئے فلک کے پاس آئی

چٹاخ "زوردار تھپڑ کی آواز بہرام کے آفس میں گونجی تھی سب لوگوں کا" منہ کھلا تھا اسکی حرکت پر

کیا کہا تم نے، میں نے اور بہرام نے ساری رات اس کمرے میں اکیلے " گزاری، ہیں ناں، اور مجھے اس پر شرم آنی چاہیے، مگر مجھے شرم نہیں آرہی اور ہم دونوں یہاں ایک رات تو کیا جتنی راتیں چاہیں ایک ساتھ جہاں مرضی گزار سکتے ہیں، جانتی ہو کیوں ؟"اس کی آنکھوں میں اپنی آگ ٹپکاتی آنکھیں گاڑھے وہ غصے سے بولی، اس کی بات پر سب لوگ حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جو اتنی آسانی سے اتنی بڑی بات کہہ رہی تھی

"رات ساتھ میرے تم پر انسان جس ،کر ہو کھڑے میں آفس جس کیونکہ گزارنے کا الزام لگا رہی ہو ناں، وہ مجھ پر اور میرے وجود پر مجھ سے زیادہ حق رکھتا ہے، اور ایک شوہر سے اپنی بیوی کے ساتھ رہنے پر دنیا کی کوئی عدالت جواب طلبی نہیں کر سکتی" اس کی بات پر سب کی زبانوں پر تالے لگ گئے تھے

"الزام پر دوسروں لوگ آپ کر آ میں باتوں بھی کی کسی ،سب آپ اور لگائیں گے، آج تک کبھی کسی نے بہرام کے کردار میں کوئی جھول دیکھا ہے، میرے شوہر کے اور میرے کردار کو جانچنے والے آپ سب ہوتے کون ہیں؟" حسال نے اب کی بار پیچھے کھڑے لوگوں کو گھورا تھا جواب آہستہ آہستہ وہاں سے نکلنے لگے تھے

بہرام تو حیرت سے اپنی شیرنی کو دیکھ رہا تھا سویٹی نے سچ کہا تھا، وہ سچ میں اس کی خاطر ہر کسی سے لڑ گئی تھی، وہ مان اور فخر سے اسے بولتا دیکھ رہا تھا، صوفے سے ٹیک لگائے اب وہ بلکل پر سکون تھا

"اور تم، تمہیں میرے شوہر نے گھاس نہیں ڈالی تو تم اپنے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی، میں نے کہا تھا ناں میرے شوہر کے دل کو جیتنے سے پہلے یہ دیکھ لینا کے وہاں اس کا دل ہے بھی یا نہیں، کیونکہ جس دل پر تم قبضہ کرنا چاہتی تھی ناں وہ تو نا جانے کب سے میری ملکیت ہے" حسال ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے فلک سے بولی جس کا چہرہ تاریک پڑ چکا تھا

"مس فلک، جاتے ہوئے اپنا سامان لے کر جایئے گا، اور بہرام چیک بک پلیز" حسال نے اس سے کہتے بغیر مڑے بہرام کی طرف ہاتھ بڑھایا، جس پر بہرام نے ایک پل بھی سوچے بغیر سائن شدہ چیک بک اسے تھما دی

یہ رہی تمہاری ایڈوانس سیلری، دوبارہ مجھے اپنی شکل مت دیکھانا" چیک بک پر رقم لکھتے چیک اس کے سامنے رکھتے اسے جانے کا اشارہ کیا، وہ اپنا سا منہ لے کر وہاں سے نکلتی چلی گئی، اس کی ساری پلیننگ پر پانی پھر گیا تھا بلکہ اسے بہت بری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا

کیا بات ہے مسز بہرام خانزادہ، آج تو آپ نے مجھے حیران کر دیا ہے"""
بہرام مسکراتا ہوا اسکے سامنے آتے بولا

ہاں تو، وہ بکواس کر رہی تھی اور میں خاموش رہ کر سنتی رہتی" حسال کا سخت تیش آیا ہوا تھا فلک کی حرکت پر

نہیں نہیں بلکل نہیں، آپ نے جو بھی کیا بہت اچھا کیا، مگر مجھے نہیں پتا تھا" میری بیوی میرے لیے اتنی پوزیسیو ہے" بہرام آج بہت خوش تھا حسال کی باتوں میں موجود اپنی ذات کا مان اسے آسمان پر پہنچا گیا تھا

میں نے آپ سے پہلے دن ہی کہا تھا، میں اپنے شوہر پر کسی غیر کا سایہ بھی" برداشت نہیں کروں گی، اور ایسی چڑیلوں سے اپنے شوہر کی حفاظت کرنا مجھے آتا ہے" حسال اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی

حسال، آپ کو پتا ہے مجھے اس وقت آپ پر کتنا پیار آرہا ہے، "بہرام کی" اچانک بے تکی سی بات پر حسال سب کچھ بھولے حیرت سے اسے دیکھنے لگی

دل چاہ رہا ہے آپ کو دل میں چھپا کر اس دنیا سے بہت دور لے جاوں اور "اپنے دل میں موجود ساری محبت آپ پر لٹا دوں" آہستہ سے اسکے ماتھے کو عقیدت سے چھوتے بہرام نے سرگوشی کی،

اس کی بات پر حسال کے گال تپ اٹھے تھے نظریں جھکائے وہ فرار کی راہ ڈھونڈ رہی تھی، مگر پھر کوئی جائے فرار ناں پاتے اسی کے کشادہ سینے میں چھپ کر خود کو اس سے چھپا گئی تھی

@@@@@@@@@

لاکھ پردوں میں رہوں بھید مرے کھولتی ہے
شاعری سچ بولتی ہے
تیرا اصرار کے چاہت کا کبھی اظہار ناں ہو

واقف اس غم سے میرا حلقہ احباب ناں ہو
تو مجھے ضبط کے صحراوں میں کیوں رکھتی ہے
شاعری سچ بولتی ہے

یہ بھی کیا بات ہے کے چھپ چھپ کے تجھے پیار کروں
اگر کوئی پوچھ ہی بیٹھے تو میں انکار کروں
وقت کی ہر بات کو دنیا کی نظر تولتی ہے
شاعری سچ بولتی ہے

میں نے اس فکر میں کاٹی کئی راتیں کئی دن
میرے شعروں میں تیرا نام ناں آئے لیکن
جب تیری آنکھ میری سانس میں رس گھولتی ہے
شاعری سچ بولتی ہے

تیرے جلوں کا اثر تو میری ایک ایک غزل
تو میرے جسم کا سایہ ہے یوں کترا کے ناں چل
پردہ داری تو خود اپنا بھرم کھولتی ہے
شاعری سچ بولتی ہے

غزل مکمل کرتے اس نے پن کاغذ پر رکھتے قریب ٹیبل پر رکھی اپنی اور زین کی نکاح کی تصویر پکڑی، وہ بھی کل حرم کے ساتھ ہی گھر آئی تھی مگر طبیعت میں عجیب سی بے چینی ہونے کی وجہ سے وہ واپس نہیں گئی تھی

آج ان کے نکاح کو پانچ سال ہو گئے تھے، اس نے غور سے تصویر کو دیکھا، سفید فراک پر سرخ نیٹ کا دوپٹہ لیے وہ شرم سے سرخ چہرہ جھکائے بیٹھی تھی جبکہ زین سفید شلوار قمیض میں چہرے پر مخصوص سنجیدگی لیے بیٹھا تھا

زین نے نکاح کے بعد سے لے کر آج تک اس سے کبھی اس قسم کی کوئی بات نہیں کی تھی، ناں کبھی کوئی محبت بھرے الفاظ، ناں ہی کوئی سر گوشی، وہ دونوں آج بھی ویسے ہی تھے جیسے عام کزنز ہوتے ہیں، مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی جس میں روزِ اول سے صرف زین تھا

تصویر ہاتھوں میں تھامے وہ یک ٹک زین کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ رہی تھی، اس نے آج تک اپنے جذبات خود سے بھی چھپا کر رکھے تھے، کبھی کسی کو بھنک تک نہیں لگنے دی کے وہ زین کے لیے کیا محسوس کرتی ہے

پری "سویرا کی آواز پر اس نے تصویر رکھ کر آنسو صاف کرنے چاہے جب" تصویر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری، شیشہ ٹوٹنے کی آواز پر پرنیاں کا دل دہلا تھا

"کیا ہوا پری؟" سویرا نے اس سے پوچھا جو ساکت بیٹھی ٹوٹے ہوئے فریم کو دیکھ رہی تھی، اس کا دل عجیب وسوسوں میں گھر گیا تھا، سویرا نے اس کی محویت دیکھتے نیچے دیکھا اور پھر جھک کر تصویر اٹھائی

"اوہ یہ فریم تو ٹوٹ گیا، کوئی بات نہیں میں ولی کو کہوں گی وہ ٹھیک کروا دیں گے، تم آؤ چل کر کھانا کھا لو" سویرا اس کا انداز نوٹ کیے بغیر عام سے لہجے میں بولی

"مجھے بھوک نہیں ماما، بس سونا چاہتی ہوں کچھ دیر" اپنے دل کو سمبھالتے وہ اٹھ کر بیڈ کی طرف بڑھی

چلو تم کچھ دیر آرام کرو میں پھر کھانا بھجوا دوں گی" سویرا اس کے سر پر ہاتھ رکھتے باہر نکل گئی

پینتھر کی گن سے نکلی گولی زین کے سینے میں پیوست ہوئی تھی، وہ ایک جھٹکے سے جبران کے ہاتھوں سے پھسل کر نیچے گرا تھا، جبران منہ کھولے زین کو نیچے گرا ہوا دیکھ رہا تھا

تمہیں کیا لگا تھا رام، ہمیں اپنے ملک سے بڑھ کر کوئی بھی عزیز ہو سکتا ہے، " اگر اسکی جگہ میرا باپ یا بھائی بھی ہوتا تو اس کا یہی حال ہوتا" وہ چلتا ہوا جبران کی طرف بڑھا جسے قدم باقدم موت اپنی جانب آتی نظر آرہی تھی

پینتھر نے گن کا رخ مظہر کی طرف کرتے فائر کیا جس پر اگلے ہی لمحے وہ بھی جہنم رسید ہوا تھا، لیپرڈ اور سوان آرام سے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے جو کالے سائے کی طرح جبران پر چھانے کو تیار تھا

"کیا کہا تھا تم نے، ہم بے وقوف ہیں؟ تمہارے بچھائے جال میں پھنس گئے؟ مگر سچ تو یہ ہے کے تم ہمارے جال میں پھنسے تھے ہم جانتے تھے تم نے سانو کو سچ بتانے کا کہا ہے، تب ہی ہم یہاں آئے تھے، تم اپنے اوور کنفیڈینس میں یہ بھول گئے کے جو شخص اپنے وطن کا ناں ہو سکا ہم اس کے کیسے ہوں گے، جیسے بھی ہو مگر یہ اپنے ملک کا غدار تھا، اور غدار کی سزا صرف موت ہوتی ہے" پینتھر نے ایک نظر نیچے پڑی زین کی باڈی کو دیکھتے کہا

زین ان بد نصیبوں میں سے تھا جو دشمون کے ہاتھوں مہرہ بن کر لقمہ اجل بن گیا، جانے انجانے میں ہی سہی مگر وہ اپنے ہی ملک کو ایک نا قابل تلافی نقصان

پہنچانے جارہا تھا، ایک شہید کا بیٹا ہو کر وہ غلط کام کرنے جارہا تھا اور غلط کام کا نتیجہ غلط ہی ہوتا ہے

اسے بھی اپنے غلط ہونے کا احساس ہوا تھا، مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی، شاید اس کی قسمت میں ایک غدار کی حیثیت سے مرنا لکھا تھا، وہ تو چلا گیا تھا مگر اس کے پیچھے رہ جانے والوں پر یہ سن کر کیا بیتنے والی تھی یہ سوچنا بھی مشکل تھا

پینتھر نے گن کی پچھلی سائیڈ زور سے رام کے سر پر مارا، جس پر وہ بے ہوش ہوتے نیچے گرا تھا، وہ اچانک آئی آفت پر اپنا دفاع تک نہیں کر سکا، تب ہی آسانی سے ان کے ہاتھ لگ گیا

لیپرڈ، ان دونوں ڈیڈ باڈیز کو ٹھکانے لگاو، یہ مظہر رام کا آدمی رادھو ہے، "
اسے یہیں کہیں دفنا دو، اور یہ دوسری ڈیڈ باڈی لے کر تم دونوں پاکستان جاؤ،
اس کے گھر والوں کا پتا لگا کر باڈی ان کے حوالے کرو، میں اس رام سے
ملاقات کر کے مشن پورا ہوتے ہی واپس آجاؤں گا "پینتھر بے تاثر لہجے میں
بول کر رام کے بے ہوش وجود کو اٹھائے باہر نکل گیا

لیپرڈ نے زین کو سیدھا کیا جس کے دل کے مقام پر گولی لگی تھی شاید تب ہی
بہت جلد اس کی روح پرواز کر گئی تھی اور اسے تڑپنے کا بھی موقع نہیں ملا،
لیپرڈ نے ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈالی اور پھر اسے اٹھاتے باہر کی طرف
بڑھا

انہیں اب بھی اسی طرح زین کو اپنا رشتہ دار ثابت کرتے واپس جانا تھا، اور
پھر شام تک وہ لوگ پلین میں بیٹھے واپسی کے سفر پر گامزن تھے، یہاں آتے

ہوئے کسی نے نہیں سوچا تھا کے واپسی کا سفر کیسا ہو گا، اگر زین کو علم ہوتا یہ سفر اسکا آخری سفر ہے تو شاید وہ کبھی وہ سب ناں کرتا جو وہ کر چکا تھا

وہ لوگ جس وقت واپس اکیڈمی پہنچے تھے اندھیرا ہو چکا تھا، سوار تضی فلحال فریحہ کو بھولتے حریم کی طرف متوجہ ہوا اس نے سوچ لیا تھا کے وہ فریحہ کو اسی کے انداز میں شکست دے گا، اگر وہ اس کی محبت کو آزمانا چاہتی تھی تو ایسا ہی سہی اسے بھی جاننا تھا کے وہ آخر کس حد تک جا سکتی ہے

حریم کو اس نے فریحہ کے بارے میں کچھ بھی بتانے سے گریز کیا تھا، ورنہ اس کی معصوم سی پرنسس کا دل ٹوٹ جاتا جو وہ بلکل برداشت نہیں کر سکتا تھا، سو اسے آرام کرنے کا کہتے ہوسٹل کی جانب روانہ کیا تھا، حریم بھی اسے خدا حافظ کہتے جا چکی تھی

اگلے دن کی صبح میں کچھ خاص تھا، یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پوری فضا میں محبت رچی بسی ہو، حریم صبح کل کی نسبت بہت بہتر محسوس کر رہی تھی، جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا سو وہ بھی سب کچھ بھولتے خود کو سمبھال گئی

وہ یونیفارم پہن کر کلاس لینے کے لیے آئی تو کلاس خالی دیکھ کر حیران رہ گئی، کوئی کیڈیٹ بھی وہاں موجود نہیں تھا وہ وہاں سے چلتی ٹریننگ گراونڈ میں آئی سامنے ہی کچھ کیڈیٹ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں بڑے بڑے بورڈ پکڑے ہوئے تھے

ارتضی کی پرنسس، اس طرف "اسے دیکھ کر سب سے پہلے کیڈیٹ نے " بورڈ پلٹا اس پر لکھے الفاظ پڑھ کر اسے حیرت ہوئی مگر پھر کچھ سوچ کر دو قدم آگے بڑھی

اس کے آگے سب کارڈز پر ایرو بنے ہوئے تھے، وہ ان ایروز کو دیکھتے ان کی سمت میں چلتی جا رہی تھی، آخر کار وہ رن وے پر پہنچ گئی، تھوڑی ہی دور ایک ہیلی کاپٹر کھڑا تھا جبکہ اس سے کچھ دور ایک کیڈٹ کھڑی تھی

"پلیز گیٹ ان دی ہیلی پرنسس" اس نے کارڈ پلٹا، حریم اس سے کچھ پوچھنے کے لیے آگے بڑھی جبکہ پیچھے سے کسی نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی، وہ خوشبو سے جان چکی تھی کے اس کے پیچھے کون ہے

"ارت۔۔" اس نے ارتضی کو پکارنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی وہ اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھے اسے چپ کروا چکا تھا

ارتضی اسے لیے ہیلی کی طرف آیا، اندر بڑھتے اسے تھام کر اندر بیٹھایا، ان کے سوار ہوتے ہی ارتضی کا دوست جو ہیلی کاپٹر چلا رہا تھا اس نے انجن سٹارٹ کیا، اور کچھ ہی پلوں میں وہ دور فضاوں میں تھے

پرنسس "ارتضی کے پکارنے پر حریم نے آنکھوں سے پٹی ہٹائی اس کے " بلکل سامنے ارتضیٰ موجود تھا، ہاتھوں میں مخملی کیس تھامے گھٹنوں کے بل موجود تھا، جبکہ وہ سامنے سیٹ پر بیٹھی تھی، وہ خواب کی سی کیفیت میں تھی، یہ شخص اس کی زندگی کو ہر بار نئے طریقے سے حسین بنا دیتا تھا

ہیپی انیورسری پرنسس "اس کے ہاتھ میں رنگ پہناتے اس کے کان میں " سرگوشی کی تھی کیونکہ وہاں ہواوں کا شور اس قدر تھا کے وہ دور سے اس کی آواز سننے سے قاصر تھی

ارتضی نے اسے تھام کر کھڑا کیا اور پیچھے سے پیراشوٹ اٹھاتے پہنا، حریم کو تھام کر دوسری بیلٹ کی مدد سے خود سے باندھا، حریم حیران پریشان سی اسے دیکھ رہی تھی وہ نا جانے کیا ارادے رکھتا تھا

"میرے ساتھ ان فضاؤں کے سفر کے لیے ریڈی ہیں آپ پرنسس" اسے قریب کرتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے پوچھا اس کے محبت سے پوچھنے پر حریم نے اثبات میں سر ہلایا وہ اگر اسے اپنے ساتھ دوسری دنیا میں بھی لے جاتا تو وہ بلا چوں چراں کیے چل دیتی

اس کے سر ہلاتے ہی ارتضی نے ہیلی سے نیچے جمپ کیا، اب وہ دونوں ہزاروں فٹ بلندی پر ہواوں میں تیر رہے تھے، حریم نے اسکے جمپ کرتے ہی زور سے آنکھیں میچ لیں مگر پھر کچھ لمحوں بعد ہمت کرتے آنکھیں کھولیں

اس کے بلکل سامنے دو براؤن آنکھیں محبت سے اسے تک رہی تھیں،ان آنکھوں میں اس کے لیے بے تحاشہ محبت تھی،وہ دونوں یک ٹک ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوا میں نیچے کی طرف گر رہے تھے جبکہ ارتضی نے پیراشوٹ کھولا

پیراشوٹ کھلتے ہی ایک جھٹکے سے وہ تھوڑا اوپر ہوئے تھے اور پھر ہوا میں تیرنے لگے،ارد گرد موجود نظارے مبہوت کر دینے والے تھے مگر وہاں پرواہ کسے تھی،کیونکہ اس وقت حریم کے لیے اس کے ارتضیٰ اور ارتضیٰ کے لیے اس کی پرنسس ہر چیز سے اہم تھی

کچھ کہیں گی نہیں پرنسس؟"ارتضیٰ نے اسے چپ دیکھ کر پوچھا"

آپ نے یہ سب کب اور کیسے کیا؟" حریم ابھی تک حیرت زدہ تھی،اس" طرح سارا ارینج کرنا اتنا آسان بھی نہیں تھا مگر سامنے ارتضی تھا جس کے لیے کچھ مشکل بھی نہیں تھا

زیادہ کچھ نہیں بس اپنے بیج کا ٹاپ کیڈیٹ ہونے کا فائدہ اٹھایا بس، سر یاسر " سے کہہ کر آپ کی کلاس کینسل کروائی،اس ہیلی کے لیے سر باسط سے اجازت لی،اور کچھ جونیئر سٹوڈینٹس پر رعب ڈال کر ان سے مدد لی"وہ بڑے مزے سے اس کو اپنی کارستانی سنا رہا تھا

مگر آپ نے اتنا سب کچھ کیوں کیا؟آپ کچھ سمپل بھی تو کر سکتے تھے؟"" حریم اس دیوانے کو دیکھ کر حیران تھی جو اس کے لیے نا جانے کیا کچھ کرتا رہا تھا

پرنسس، اب ہی تو آپ کو ان فضاؤں سے عشق کا ادراک ہوا ہے، میں"
چاہتا تھا یہ فضائیں جن کا عشق آپ کی اور میری رگوں میں خون کی مانند
گردش کرتا ہے انہی فضاوں کو گواہ بنا کر آپ سے اپنی محبت کا اظہار کروں"
ارتضی محبت سے دوسرا ہاتھ بھی اس کے گرد پھیلاتے بولا

ارتضی، آپ اتنی محبت کیوں کرتے ہیں مجھ سے ؟"اس کی محبت کو محسوس"
کرتے حریم کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے

کیونکہ میری جان میں خود کو مجبور پاتا ہوں آپ سے محبت کرنے پر، یہ"
میرے خون میں شامل ہے، الہام کی طرح میرے دل پر اتری ہے یہ محبت تو
میں کیسے محبت ناں کروں آپ سے ؟"ارتضی نے اس کی آنکھوں پر بوسہ دیا

وہ دونوں آہستہ آہستہ زمین کی طرف آرہے تھے، یہ اسلام آباد کے اطراف میں موجود جنگل تھا جہان انہون نے لینڈ کرنا تھا، کچھ ہی دیر میں وہ نیچے پہنچے توارتضیٰ اسے وہاں سے لے کر واپس آ سلام آباد واپس آیا

اور اسے لے کر لنچ کے لیے آیا تھا، سارا دن اس نے حریم کو مختلف جگہوں کی سیر کروائی تھی، ڈھیر ساری شاپنگ کرتے اس نے یہ دن حریم کی زندگی کا سب سے یادگار دن بنادیا تھا، مگر وہ نہیں جانتا تھا کے یہ دن سچ میں ان سب کی زندگیوں کا سب سے یادگار دن بننے والا تھا

شام میں وہ دونوں ڈنر کر کے ہوسٹل کی طرف واپس جارہے تھے جب ارتضیٰ کا موبائل بجا تھا، فون اٹھاتے اسے جو خبر سننے کو ملی تھی وہ بجلی بن کر اس کے اعصاب پر گری تھی، اس نے بے ساختہ ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی حریم پر ڈالی، اس کے دل میں عجیب سادرد اٹھا تھا

@@@@@@@@@@

حوزان آج صبح ہی کمراٹ آیا تھا اور آتے ہی سیدھا خانزادہ حویلی آیا تھا کیونکہ اتنے دن اپنی سویٹ سے دور رہنا اس کے بس کی بات نہیں تھی اب بھی سب سے پہلے وہ اسے ملنے اس کے روم کی طرف آیا تھا، صبح ہونے کی وجہ سے کوئی بھی اپنے روم سے باہر نہیں نکلا تھا

حوزان اس کے کمرے میں آیا تو وہ پر سکون سی سو رہی تھی، حوزان یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھے گیا، یہ چہرہ اس کل کائنات تھا، جس کے بغیر یہ دنیا اس کے لیے بے معنی سی تھی، وہ چلتا ہوا آکر اس کے بیڈ کے قریب نیم دراز ہوا، اس نے آتے ہی گارڈ سے سویٹ کے گزرے دنوں کی ساری رپورٹ طلب کی تھی

انہوں نے ہی اسے بتایا تھا کے وہ پرسوں کٹورہ جھیل دیکھنے گئی تھی اور یہ بھی کے اس دن کے بعد سے وہ حویلی سے باہر نہیں نکلی تھی یہاں تک کے لان تک بھی نہیں آئی تھی،اور یہی بات اسے تشویش میں مبتلا کر رہی تھی

سویٹی؟"اس کے چہرے پر اپنی انگلیوں کا لمس چھوڑتے حوزان نے اسے" پکارا تھا جو اتنے دنوں بعد اس کی آواز اور لمس پاتے پٹ سے آنکھیں کھول گئی

خان"نیند سے بھری نیم وا آنکھوں کے ساتھ اس نے حوزان کو دیکھا"

کیسی ہیں خان کی جان؟"مسکرا کر محبت سے پوچھا اور وہ جو اسے اپنا تصور" سمجھ رہی تھی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی

خان "ناجانے اسے کیا ہوا وہ بے ساختہ اس کے کندھے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی، شاید دو دن سے دل میں جمع شدہ غبار نکال رہی تھی، دو دن سے وہ یہ بوجھ اکیلے اٹھا رہی تھی

کیا ہوا میری جان، اس طرح کیوں رو رہی ہیں؟ "حوزان اس کی حالت پر پریشان ہو گیا تھا یہ رونا اس کی دوری کا ہر گز نہیں تھا، یہ کوئی اور چیز تھی جس پر وہ ضبط کھو بیٹھی تھی

خان، وہ، وہ گوہر خان "سویٹ کے منہ سے سر سراتا ہوا نام نکلا تھا جس پر حوزان کے ماتھے کی رگیں تن گئی تھی یہ شخص اب اس کے ہاتھوں سے مرنے والا تھا

"کیا کیا اس شخص نے؟" حوزان نے اس کے بال سہلاتے پوچھا، گوہر خان کو اس کی سویٹی کی آنکھ سے بہے ایک ایک آنسو کا حساب دینا تھا

سویٹی نے اسے ساری بات حرف با حرف بتادی، وہ اب اس سے کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتی تھی، حوزان جیسے جیسے سنتا جارہا تھا اس کے غصے کا گراف بڑھتا جارہا تھا، جبکہ سویٹی اس کے سینے میں منہ دیے رونے میں مصروف تھی

"بس سویٹی، میری جان بس کریں، اس طرح رو رو کر خود کو اور مجھے تکلیف مت دیں" حوزان نے اسے سیدھا کرتے اس کے آنسو انگوٹھوں سے صاف کرتے اسے حوصلہ دیا

"خان، اگر اس نے آپ کو کوئی نقصان۔۔" وہ سسکی بھرتے بامشکل کہہ سکی تھی اس دن تو بہادر بن گئی تھی مگر اپنے خان کے سامنے وہی معصوم اور نازک سی سویٹ بن گئی تھی

"خان کے دل کے ٹکڑے، وہ آپ کے خان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا، اس نے جو حرکت کی ہے میری زندگی پر بری نظر ڈال اس کا حساب اسے دینا ہوگا" حوزان نے اس کے ماتھے اور سوجی ہوئی آنکھوں کو چھوتے ہوئے کہا

"اور میری جان تو بہت بہادر ہے، اتنے اچھے سے حالات کا مقابلہ کیا، بہت اچھا جواب دیا آپ نے اس کی حرکت کا، آئی ایم پراوڈ آف یو جاناں" اسے بازو کے حصار میں لے کر بیڈ سے ٹیک لگاتے اس کے بال سہلائے

وہ میرے سامنے میرے خان کو نقصان پہنچانے کی بات کر رہا تھا، میرا بس" چلتا تو اس کی جان لیتی" بات کرتے کرتے اس کے لہجے میں عجیب سی شدت پسندی آگئی تھی

اتنی محبت کرتی ہیں اپنے خان سے ؟"حوزان کا سیر وں خون بڑھا رہی" تھیں اس کی باتیں

اس دنیا میں مما بابا کے بعد میں سب سے زیادہ محبت آپ سے کرتی ہوں" خان، اگر کبھی کسی نے آپکو نقصان پہنچانے کی یا مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی تو میں اسے چھوڑوں گی نہیں" سختی سے اس کی شرٹ پکڑتے شدت سے بولی

سویٹی، میری زندگی کی بنیاد ہیں آپ، اگر آپ نہیں تو میں بھی نہیں، اور" فکر مت کریں جب تک آپ کی دعاوں کا حصار میرے گرد موجود ہے دنیا کی کوئی طاقت مجھے نقصان نہیں پہچا سکتی، اسی لیے بے فکر رہیں، اور ساری فکر مجھ پر چھوڑ دیں، میں سب دیکھ لوں گا، اوکے "حوزان اس کے بال سہلاتے اسے سمجھاتا رہا

اب اسے گوہر خان کا کوئی ناں کوئی حل نکالنا تھا، اس کی سویٹ کو ڈرا دھمکا کر اس نے بلکل اچھا نہیں کیا تھا اب اسے حوزان خاقان کے عتاب کا نشانہ بننے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا

@@@@@@@@@@

سوان اور لیپرڈ دونوں پاکستان پہنچ چکے تھے زین کی ڈیڈ باڈی لے کر انہوں نے سی ایم ایچ میں بھجوادی تھی، جہاں سے اس کے گھر والوں کو تلاش کیا جانا تھا،اس کی باڈی کو سٹریچر پر ڈال کر اندر لے جایا گیا

سوان اور لیپرڈ نے ساری بات آئی ایس آئی کے ہیڈ کو بتادی تھی، انہوں نے اس کی انفو نکالی تو پتا چلا کے وہ میجر ولید حیدر کا داماد ہے جو خود آئی ایس آئی آفیسر رہ چکا تھا،انہوں نے ولید اور احتشام سے رابطہ کرتے انہیں معاملے سے آگاہ کیا تھا، ولید کچھ لمحے تک کچھ بول ہی نہیں سکا،اسے سمجھ نہیں آرہا تھا زین کی غداری پر آنسو بہائے یا اپنی بیٹی کے اجڑنے پر

"ڈیڈ باڈی کہاں ہے سر؟" ولید چونکہ خود بھی ان کے انڈر کام کر چکا تھا سو اسی لحاظ سے مخاطب کرتے سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا

سی ایم ایچ" ان کے بتاتے وہ دونوں ہوسپٹل آئے تھے آج پرنیاں کی ڈے" شفٹ تھی، وہ کیبن سے نکل کر ایمرجنسی میں جا رہی تھی جب چلتے ہوئے اس کا دوپٹہ پاس سے گزرتے سٹریچر میں الجھا

بے زار سی ہوتے وہ دوپٹہ چھڑانے کے لیے مڑی تھی جب اچانک اس کا ہاتھ لگنے سے سٹریچر پر سے سفید چادر کھسکی تھی، اس نے سرسری سی نظر سٹریچر پر ڈالی جس پر وہ اگلے ہی لمحے وہیں پتھر ہو گئی تھی

زین کا سفید اور سرد چہرہ اس کے سامنے تھا، اس کی ٹانگوں نے اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تو وہیں بیٹھتی چلی گئی، اس کا زین، اس کا شوہر اسے چھوڑ کر جا چکا تھا، ولید اور احتشام ہوسپٹل میں داخل ہوئے تو اندر آ کر پرنیاں کو ایک سٹریچر کے قریب نیچے گرے دیکھ وہ معاملہ سمجھ چکے تھے

ولید نے ضبط سے مٹھیاں بینچی تھیں، زین کے ایک غلط فیصلے نے ناں صرف اس کی جان لے لی بلکہ اس سے جڑے لوگوں کو بھی اذیت میں دھکیل دیا تھا ولید چلتا ہوا آکر پرنیاں کے پاس نیچے بیٹھا، اس نے سر اٹھا کر ایک اجنبی سی نگاہ باپ کے چہرے پر ڈالی

وہ رو نہیں رہی تھی بس ساکت سی نظروں سے سامنے گھور رہی تھی، عمر ہی کیا تھی اس کی محض چوبیس سال اور اتنی سی عمر میں وہ بیوگی کی چادر اوڑھ گئی، وہ محبت جسے اس نے اب تک محسوس تک نہیں کیا تھا وہ ہمیشہ کے لیے اس سے چھن گئی

بابا، یہ زین نہیں ہیں ناں؟" پرنیاں کی آواز یوں محسوس ہوتا تھا جیسے گہری کھائی سے آرہی ہو، وہ بے تاثر لہجے میں بولی تو ولید نے تڑپ کر اسے سینے سے لگا لیا

جا چکا ہے زین میری جان، چلا گیا زین وہیں جہاں عباد چلا گیا تھا، مگر تکلیف" تو یہ ہے کے ایک شہید کا بیٹا ایک غدار کہلاتے مرا،" آہستہ آہستہ بولتے اس نے پرنیاں کے سر پر دھماکا کیا تھا وہ ایک جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی

غد۔۔۔غدار؟" پرنیاں کی آواز مین بے یقینی اور ٹوٹے کانچ کی کرچیاں" تھیں، ولید نے بدلے میں اسے ساری بات بتادی، یہ سب سنتے پرنیاں کی تکلیف میں اضافہ ہوا تھا، وہ فوج سے نفرت کرتا ہے یہ وہ جانتی تھی مگر اس نفرت میں وہ اتنا بڑا قدم اٹھالے گا یہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی

اسکی آنکھ کے آنسو اور تمام احساسات پر جیسے برف جم گئی تھی، ولید اور احتشام نے سب ریکوائرمینٹس پوری کرتے اس کی باڈی ریسیو کی تھی اور پھر

پر نیاں کو لیتے باہر نکلے ان کا رخ ابراہیم ولا کی طرف تھا جہاں ایک قیامت برپا ہونے والی تھی

انہوں نے راستے میں مجتبیٰ اور ارتضیٰ کو فون کر دیا تھا رات کا اندھیرا پھیلتے وہ لوگ ابراہیم ولا پہنچے تھے، ایمبولینس کا سائرن سنتے وہ سب باہر آئے مگر سامنے زین کا مردہ وجود دیکھتے وہ سب پتھر کا مجسمہ بن گئے تھے

اس کی باڈی کو درمیان میں لا کر رکھا تو عائشہ بھاگتے ہوئے باکس کے قریب آئی، زین کا چہرہ دیکھتے وہ نفی میں سر ہلا کر اپنی چیخوں کو دباتی نیچے بیٹھتی چلی گئی، سویرا اور مہمل بھی وہاں آگئیں تھیں، ہر کوئی رو رہا تھا چیخیں تھیں، سسکیاں تھیں مگر اس سب میں بھی پر نیاں کی آنکھ سے ایک بھی آنسو نہیں نکلا تھا

مجتبیٰ اور حرم پارک سے باہر نکل رہے تھے جب مجتبی کا سیل وائبریٹ ہوا، اس نے موبائل نکالتے دیکھا تو ولید کا فون تھا، اس نے مسکراتے ہوئے فون اوکے کرتے کان سے لگایا

السلام علیکم باباجان" بہت محبت اور احترام سے پکارا تھا"

وعلیکم السلام، مجتبی کہاں ہو؟ ولید کی آواز کی سنجید گی اور اداسی مجتبی کو" متوجہ کر گئی تھی

"بابا جان آج ہی واپس آیا ہوں اس وقت ہنی کے ساتھ ہوں، سب خیریت آپ پریشان لگ رہے ہیں" اب کے وہ بھی سنجیدہ ہوا تھا ولید کا اس طرح فون آنا عام بات ہرگز نہیں تھی

"حرم کو لے کر ابراہیم ولا پہنچیں جلدی" ولید نے کہتے فون بند کر دیا جبکہ وہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا

"کیا ہوا مجتبی، کیا کہہ رہے تھے بابا؟" حرم نے اس کے چہرے پر چھاتی سنجیدگی دیکھ کر پوچھا نا جانے کیوں اس کا دل ناخوشگوار انداز میں دھڑکا تھا

"پتہ نہیں، ہمیں ابراہیم ولا آنے کا کہا ہے، ماجرا کیا ہے یہ تو وہیں جا کے پتا چلے گا" وہ کہتا گاڑی میں سوار ہوئے حرم کے بیٹھتے ہی وہ ہواؤں سے باتیں کرتے ابراہیم ولا پہنچے تھے

دروازے پر موجود ایمبولینس اور لوگوں کا ہجوم بہت کچھ کہہ رہا تھا جسے وہ ماننا نہیں چاہتے تھے، اب نا جانے کونسی ازمائش آئی تھی، دھڑکتے دل کے ساتھ وہ دونوں اندر بڑھے تھے مگر سامنے نظر آتے منظر نے جیسے انہیں پتھر کا مجسمہ بنادیا تھا

سامنے ہی تابوت پڑا تھا، حرم لڑکھڑا کر گرنے لگی جب مجتبی جلدی سے اسے تھام گیا، بامشکل خود کو گھسیٹتے وہ دونوں اندر آئے تھے تابوت میں نظر آتا
چہرہ دیکھ حرم گرنے کے انداز میں نیچے بیٹھی

کہنے کو زین اس کی ماں کے رضاعی بھائی کا بیٹا تھا، اسکے ماموں کا خون مگر جس طرح مہمل کو عباد سے بے تحاشہ محبت تھی ٹھیک اسی طرح حرم کے لیے

زین سگے بھائیوں سے بڑھ کر تھا، اسے اپنے سامنے اس حالت میں دیکھ کر اس کے آنسو بے اختیار بہے تھے

"زین بھائی، مجتبی، یہ زین بھائی نہیں ہیں، ایسا نہیں کر سکتے یہ ہمارے ساتھ، میری پری، میری پری کیسے رہے گی ان کے بغیر، پری، پری کہاں ہے" حرم شدت سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ بولتی سب کو رلا رہی تھی مجتبی شدتِ ضبط سے سرخ چہرہ لیے باہر نکل گیا

عائشہ ایک طرف بلکل خاموش بیٹھی تھی اس کے بیٹے نے تو اس سے رونے کا حق تک چھین لیا، آج اگر اس کا بیٹا شہید ہوتا تو وہ بھی آنسو بہاتی خوشی کے آنسو، اپنے بیٹے کی بہادری پر سر فخر سے بلند کرتی مگر اب، زین نے انہیں سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا تھا

جبکہ سارہ بیگم کی بوڑھی آنکھوں نے جواب دے دیا تھا، وہ مسلسل روئے جارہی تھیں، زینب بیگم کا حال بھی مختلف نہیں تھا عباد کو بھلے ہی انہوں نے جنم نہیں دیا تھا مگر وہ ان کا بیٹا تھا جسے انہوں نے اپنا دودھ پلایا تھا، اور آج اپنے جوان سال پوتے کی میت پر بیٹھی وہ تڑپ اٹھی تھیں

سویرا تو کبھی جوان بھتیجے کو دیکھتی تو کبھی ساکت بیٹھی اپنی بیٹی کو جس پر کسی مورت کا سا گمان ہونے لگا تھا، اگر کوئی چیز اس کو انسان ثابت کر رہے تھے تو وہ اس کے آنسو تھے جو مسلسل اس کے گلابی گالوں پر بہہ رہے تھے

مہمل بار بار بے ہوش ہو رہی تھی، عباد کی موت کا صدمہ کیا کم تھا جو اس میں زین کا دکھ بھی شامل ہو گیا، وہ اسکے جان سے پیارے بھائی کا جگر گوشہ تھا اس کی پیاری بھتیجی کا سہاگ تھا، جس نے ابھی بہاریں دیکھنی تھیں مگر بہار آنے سے پہلے ہی وہ خزان کا شکار ہو گئی

پری، پری میری جان" حرم پری کے پاس آئی جو یک ٹک سامنے دیوار کو" دیکھ رہی تھی حرم نے تڑپ کر اسے سینے سے لگایا مگر اس کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی، وہ سب بیٹھے رو رہے تھے جب چیخ پر سب کا دھیان داخلی دروازے کی جانب گیا

ارتضیٰ کو جب ولید نے فون کیا تو وہ حریم کو لے کر گھر آ گیا، اس کا دل خون ہو رہا تھا اس کی معصوم سی پرنسس کیسے برداشت کر پاتی یہ صدمہ، اس کے ہاتھوں کی لرزش سے بے نیاز حریم اچانک گھر جانے پر حیران ہو رہی تھی

ابراہیم ولا کے باہر گاڑی روکتے وہ باہر نکل کر اسکی جانب آیا، وہ دونوں ابھی تک یونیفارم میں موجود تھے حریم انتارش اور شور دیکھ کر سہم گئی تھی، سختی

سے ارتضی کا ہاتھ تھاما، خود پر ضبط کرتے ارتضی اسے کندھوں سے تھام کر اندر بڑھا

اندر آئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر حریم کے قدم اٹھنے سے انکاری ہو گئے، وہ ساکت نظروں سے سامنے دیکھ رہی تھی، بہت سال پہلے کا منظر ایک بار پھر سامنے لہرایا تھا، ویسا ہی تابوت، اتنا ہی رش، وہی آہیں، سسکیاں اور شور، اس نے چند قدم آگے بڑھ کر تابوت کی جانب دیکھا

زین کا چہرہ دیکھتے ہی اس کے منہ سے زوردار چیخ برامد ہوئی تھی، اور اس سے پہلے کوئی کچھ سمجھتا وہ لہرا کر ارتضیٰ کی بانہوں میں گری تھی، دماغ جیسے اندھیروں میں ڈوبتا جا رہا تھا، اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا اتنے حسین دن کا اختتام اس قدر وحشت ناک ہو گا

پرنس، پرنس، حریم، حریم آنکھیں کھولیں، حریم" اس کی حالت" ارتضی کے ہاتھ پاؤں پھلانے کے لیے کافی تھے، اس کی آواز پر ولید، احتشام اور مجتبی بھی بھاگتے ہوئے اندر آئے تھے

ارتضی جلدی حریم کو ہوسپٹل لے کر جاو، جلدی کرو" سویرا نے اٹھ کر" حریم کی نبض ٹٹولی تو وہ بہت دھیمی چل رہی تھی ان سب کو زین کو چھوڑ حریم کی فکر لاحق ہوگئ تھی وہ سب مزید صدمے کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے

ارتضیٰ جیسے آیا تھا انہی قدموں واپس ہوسپٹل کی جانب بڑھا، حریم کو آتے ہی ایمرجنسی میں شفٹ کر دیا گیا تھا، ارتضی جلے پیر کی بلی کی ماند یہاں سے وہاں گھوم رہا تھا اس کا دل درد سے پھٹا جا رہا تھا اس کی زندگی اندر آئی سی یو میں تھی اور وہ اتنا بے بس تھا کے کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا

کچھ ہی لمحوں بعد آئی سی یو کا دروازہ کھولتے ڈاکٹر باہر نکلی تھی ارتضیٰ ایک پل کی بھی دیری کیے بغیر ان تک پہنچا تھا، ڈاکٹر کا چہرہ کچھ خاص امید ظاہر نہیں کر رہا تھا

ڈاکٹر میری بیوی؟" ارتضی نے بے تابی سے پوچھا"

کمانڈر ارتضیٰ، آپ کی مسز کا بہت سوئیر نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے، اگر" صبح تک انہیں ہوش ناں آیا تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، کچھ بھی ہو سکتا ہے "

@@@@@@@@@

حسال اور بہرام بھی کمراٹ آ گئے تھے کل پلوشہ بیگم کی برسی تھی، سو اس وقت پوری حویلی پر ایک سوگواریت طاری تھی، انہوں نے بہت سی مشکلات اور آزمائشیں برداشت کی تھیں ہر کوئی اداس اور دکھی تھا

کل انہیں سارے قبیلے میں کھانا اور کپڑے تقسیم کرنے تھے اسی لیے حوزان اور بہرام تو آتے ہی کاموں میں مصروف ہو چکے تھے، آب، دلکش اور مشک پلوشہ بیگم کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں

حسال اور سویٹی بھی ان کے پاس بیٹھی ان کا ساتھ دے رہی تھیں، شاہ زیب اور شاہ زر باقی انتظامات دیکھ رہے تھے ذیشان کو ایک کیس کی وجہ سے اچانک واپس جانا پڑا سو وہ اسلام آباد جا چکا تھا

زیب، داہیم کب تک آرہا ہے" شاہ زر نے پاس کھڑی کسی ملازم کو کام سمجھاتے شاہ زیب سے پوچھا

بات ہوئی میری کل اس سے کہہ رہا تھا ایک ڈیڑھ ہفتہ لگ جائے گا اسے، "ایک امپورٹنٹ میٹینگ رہتی ہے پھر آئے گا" شاہ زیب نے اس کی بات پر متوجہ ہوتے ہوئے کہا

ہمم" شاہ زر نے اس کی بات پر ہنکارا بھرا تب ہی شاہ زیب کا موبائل" وائبریٹ ہوا، اس نے دیکھا تو ذیشان کا فون تھا فون اوکے کرتے کان سے لگایا

ہاں ذیشان بولو؟" شاہ زیب کے پوچھنے پر نا جانے دوسری طرف سے کیا کہا" گیا کے شاہ زیب کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا

ٹھیک ہے ہم آتے ہیں، تم وہاں پہنچو" شاہ زیب نے آہستہ سے کہتے فون" بند کر دیا

کیا بات ہے شاہ زیب، تم پریشان لگ رہے ہو؟" شاہ زر نے اس کے" کندھوں پر ہاتھ رکھتے پوچھا جو بہت رنجیدہ لگ رہا تھا

ولید کا بھتیجا، عباد ابراہیم کا بیٹا زین، اس دنیا میں نہیں رہا" شاہ زیب نے" بمشکل بتایا تو شاہ زر کا دل بھی دکھ سے بھر گیا، اپنوں کو کھونے کی تکلیف کیا ہوتی ہے یہ وہ دونوں اچھی طرح جانتے تھے

انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ مغفرت فرمائے اس بچے کی" شاہ زر تکلیف سے" بولا

"آمین، اس مشکل وقت میں انہیں ہماری ضرورت ہے، میں کچھ دیر میں نکلنے والا ہوں، کیا تم چل رہے ہو میرے ساتھ؟" شاہ زیب نے اس سے پوچھا جس پر وہ سر اثبات میں ہلا دیا

ان دونوں نے بہرام اور حوزان کو بتایا اور اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے جانا تو وہ دونوں بھی چاہتے تھے مگر یہاں رہنا بھی ضروری تھی سو وہ وہیں رک گئے، مگر دکھ انہیں بھئ ہوا تھا ایک انجان شخص کے دنیا سے جانے کا

بہرام کے سر میں شدید درد ہونے لگا تھا، ٹینشن اور دکھ نے اسے بے حال کر دیا تھا تب ہی حوزان کو وہاں چھوڑتا اندر کی جانب بڑھا کچن میں چائے کا کہنے آیا تو سامنے حسال سفید شلوار قمیض پہنے سر پر سلیقے سے دوپٹہ اوڑھے چائے بنانے میں مصروف تھی

حسال ایک کپ چائے میرے لیے بھی بنادیں پلیز "اچانک اس کی آواز " سن کر حسال اچھلی تھی خفگی سے مڑ کر اسے دیکھا جو سر تھامے کرسی پر بیٹھا تھا، حسال کو اس کا چہرہ کچھ مرجھایا سا محسوس ہوا، چائے چولہے پر چڑھاتی وہ آہستہ سے اس کی جانب آئی

بہرام، کیا ہوا آپ کو؟ آپ ٹھیک ہیں؟" حسال نے اس کے کندھے پر ہاتھ " رکھتے پوچھا

ہمم، سر میں درد ہے "آہستہ سے کہتے ہاتھوں سے اپنی کنپٹیاں مسلنے لگا، " حسال اس کا ہاتھ ہٹاتے اپنی مومی ہاتھوں سے اس کا سر دبانے لگی، اس کے ہاتھوں کا نرم لمس بہرام کے روم روم میں سکون بن کر سرائیت کرتا چلا گیا

کیا بات ہے بہرام، یہ صرف سر درد نہیں ہے، کیا کوئی اور بات بھی ہوئی ہے" حسال کو اس کے چہرے پر کوئی اور تاثر بھی نظر آیا تھا تب ہی پوچھا

بابا کے دوست ہیں ولید انکل، ان کے بھائی عباد انکل جو کئی سال پہلے شہید ہو چکے ہیں، ان کے بیٹے کی ڈیتھ ہو گئی ہے، بابا اور تایا جان وہیں گئے ہیں" بہرام کی بات پر حسال کے ہاتھ رکے تھے بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے

حسال میری جان، آپ کیوں رو رہی ہیں؟" بہرام کے ماتھے پر حسال کا آنسو ٹوٹ کر گرا تو وہ تڑپ کر اٹھا تھا، بے ساختہ اسے خود سے لگایا

بہرام، ان کی ماں اور بہنوں پر کیا گزر رہی ہو گی، وہ کیسے اتنا بڑا صدمہ " برداشت کریں گی؟" حسال اس انجان شخص کی موت سے زیادہ اسکی ماں بہن کی تکلیف پر رو دی

بس میری جان، جو اللہ کی مرضی، ہم کون ہوتے ہیں اس کے فیصلوں میں " بولنے والے، اللہ پاک اس کی مغفرت فرمائے" اس کا سر تھپتھپاتے اسے حوصلہ دیا، دکھ تو اسے بھی بہت ہو رہا تھا

آمین" وہ سوں سوں کرتے بولی، رشتے صرف خون کے ہی نہیں ہوتے " وہتے رشتے انسانیت کے بھی ہوتے ہیں، اور اصل انسان وہی ہوتا تو دوسروں کی خوشیوں میں خوش اور دکھوں میں اداس ہو

@@@@@@@@@

پرنیاں ولید حیدر بنتِ ولید حیدر آپ کا نکاح زین عباد ابراہیم ولد عباد ابراہیم

"سے باعواض پچاس ہزار سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟

"قبول ہے"

"قبول ہے"

"قبول ہے"

بیٹا آپکی اپنی مم نے زین کے لیے آپ ہاتھ مانگا، آپ کو کوئی اعتراض تو"

"نہیں

"زین بھائی اور پری بھابھی دنیا کا سب سے پیارا کپل ہیں،"

زین بھائی پری بھابھی کو دیکھیں کتنی پیاری لگ رہی ہیں" حریم کی آواز پر "
زین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا چند لمحے اسے دیکھتے رہنے کے بعد نظر جھکا گیا

نفرت ہے مجھے وردی سے اور وردی والوں سے "پرنیاں کے کانوں میں "
ناجانے کون کون سی آوازیں گونج رہی تھیں، وہ ارد گرد سے بے نیاز ماضی
کے سفر پر روانہ ہو چکی

اک عشق نظر کی وادی تھی جہاں پیار کی ندیا بہتی تھیں
کچھ دل والے بھی رہتے تھے جو پیار کی باتیں کرتے تھے

جب پیار کا موسم آتا تھا اور پھول پیار کے کھلتے تھے

اس مست بھری ہی شاموں میں پیار سے دو دل ملتے تھے

اک رات وہ بستی اجڑ گئی اور پیار کی ہستی بکھر گئی
پھر ہر اک دل کو سوگ ملا اور جیون بھر کا روگ ملا

اب دیوانے پھرتے رہتے ہیں، ہر اک سے یہ وہ کہتے ہیں
اقرار کسی نے ناں کرنا تم اور پیار کسی سے ناں کرنا تم

اس کے ارد گرد رونے کی، سسکیوں کی بے تحاشہ آوازیں گونج رہی تھیں مگر اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا، اس کی محبت کا محل جو اس کے دل میں بنا تھا وہ چند پلوں میں ہی زمین بوس ہو چکا تھا، اس کی محبت نے اس کے دل پر بہت کاری وار کیا تھا

رات کب گزری، زین کو کب غسل دیا گیا، اور آخری دیدار کے لیے میت کو کب واپس لا کر رکھا گیا اسے کچھ پتا نہیں تھا، دل درد کی شدت سے پھٹنے کے قریب تھا، مگر وہ پتھر ہو چکی تھی اپنا درد اندر ہی اندر دبائے جا رہی تھی

"پری، میری جان، ایک آخری بار دیکھ لو زین بھائی کو، پھر وہ تمہیں کبھی دکھائی نہیں دیں گے" حرم نے اسے جھنجھوڑ کر ہوش میں لانا چاہا مگر بے سود وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلی تھی

"پری" عائشہ کی پکار پر اس پتھر ہوئے وجود میں جنبش ہوئی تھی، اس کا اور عائشہ کا غم سانجھا تھا، اگر اس نے اپنا سہاگ کھویا تو وہ بھی غداری جیسا روح فرسا الزام لگنے کے بعد تو عائشہ بھی تو اسی تکلیف میں تھی

اپنی مم" وہ ضبط کھوتے عائشہ کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی، وہ"
خالہ بھانجی نا جانے کس کس غم پر رو رہی تھیں، مگر ایک دوسرے کا سہارا
پاتے وہ نئے سرے سے بکھری تھی

اور پھر زین چلا گیا، ان سب کو روتا بلکتا چھوڑ کر، منوں مٹی تلے جا سویا،
ارتضی کچھ پلوں کے لیے جنازے میں شامل ہونے کے لیے آگیا تھا اور جنازہ
ہوتے ہی واپس لوٹ گیا، وہ ایک پل بھی اپنی حریم کو تنہا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا

صبح کی روشنی غموں کے گھور اندھیروں سے نکل کر امید کی کرن لے کے
پھوٹی تھی، جسے جانا تھا وہ جا چکا تھا، مگر جو زندگی اور موت کی کشمکش میں گھری
آئی سی یو میں تھی اسے شاید سب گھر والوں کی دعائیں اور ارتضیٰ کی محبت
موت کے منہ سے کھینچ لائی تھی

ارتضیٰ فجر کی آذان سن کر قریبی مسجد چلا گیا، رت جگے کی چغلی کھاتی آنکھیں، بکھرے بال، شکن زدہ وردی وہ بلکل ہارے ہوئے جواری کی طرح لگ رہا تھا جو اپنی زندگی بھر کی جمع پونجی لٹانے کے درپے ہو، نماز پڑھ کر بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے تو ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی ہتھیلی پر گرا

محبت بھی کتنی عجیب شے ہے ناں، اگر میسر ہو تو انسان کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان بنا دیتی ہے اور اگر کھو جانے کا خطرہ لاحق ہو جائے تو اسی انسان کا فقیروں سے بدتر حال کر دیتی ہے، ارتضیٰ آج اس بادشاہ کے دربار میں فقیر بنا بیٹھا تھا جو کل کائنات کا خالق و مالک ہے، جو انسان پر اس کی بساط سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا

"اے اللہ اے تمام جہانوں کے پروردگار، تو رحمٰن ہے، تو رحیم ہے، کوئی چیز تیرے قبضہ قدرت سے باہر نہیں، تو چاہے تو نواز دیتا ہے، میری محبت کو

زندگی بخش دے میرے مالک، اس معصوم نے اپنی زندگی میں سوائے محرومیوں کے کچھ نہیں دیکھا، تو نے میری محبت کو میرا محرم بنایا، اسے میری رگِ جاں بنایا، اب مجھے اس کا غم نا دینا میرے مالک، مجھ پر رحم فرما، میری حریم پر رحم فرما، اسے زندگی عطا فرما"

بند آنکھوں کے ساتھ آہستہ آہستہ ہلتے ہونٹوں اور گالوں پر بہتے آنسوؤں کے ساتھ وہ کوئی دیوانہ لگ رہا تھا، اس کی حالت دیکھ ارد گرد لوگ بھی تڑپ اٹھے تھے کے نا جانے اس خوبرو شہزادے کو کیا تڑپ تھی، مگر وہ یہ نہیں جانتے کے اس خوبرو شہزادے کا دل، اس کی معصوم شہزادی اس وقت زندگی اور موت کے درمیان کہیں معلق تھا

دوسری جانب حریم کو ہوش آیا تو سویرا اس کے پاس آئی، حریم ساکت نظروں سے چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی، اس کی آنکھ سے آنسو کا ایک

قطرہ تک نہیں بہا تھا، سویرا اس کی حالت دیکھتے ایک پھر تڑپ اٹھی تھی، بھائی کو کھونے کی تکلیف کیا ہوتی یہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا

حریم، میری جان، ایسے چپ مت رہو، تھوڑا سا رو لو، چیخ لو مگر چپ مت رہو، زین تمہارا بھائی اب اس دنیا میں نہیں رہا" سویرا نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا، وہ خود ڈاکٹر تھی اسی لیے جانتی تھی کے اس کا اس طرح رہنا خطرناک ہو سکتا تھا

حریم، میرا بچہ "اسے ٹس سے مس ناں ہوتے دیکھ سویرا نے تڑپ کر پکارا" مگر وہ تو شاید پتھر بن گئی تھی جس پر کوئی بات اثر نہیں کر رہی تھی

کیا ہوا سویرا" ولید سویرا کی آواز سن کر اندر آیا، سویرا اسے حرکت ناں" کرتے دیکھ پھوٹ پھوٹ کر رو دی

"ولی، ولی حریم کو دیکھیں ناں، یہ کوئی رد عمل نہیں دکھا رہیں" سویرا ولید کا بازو تھام کر بولی، اس کی یہ حالت اس کے دماغ پر برا اثر ڈال سکتی تھی

"سویرا، پلیز سمنبھالیں خود کو، میں ارتضیٰ کو فون کرتا ہوں" ولید جانتا تھا اسے صرف ارتضی کی اس فیز سے باہر نکال سکتا تھا تب ہی روم سے نکالتے ارتضی کو فون کیا جو مسجد سے باہر نکل رہا تھا

"السلام علیکم، جی بابا" اس کی آواز ضبط اور برداشت کی وجہ سے اس کی آواز بھاری ہو چکی تھی

ارتضیٰ، حریم کو ہوش آگیا ہے، مگر اس کی حالت ٹھیک نہیں جلدی آؤ" یہاں " جہاں پہلی بات پر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا وہیں دوسری بات سنتے اس کا دل دہلا تھا وہ تیز تیز چلتا ہوسپٹل کہ طرف بڑھا

میں آرہا ہوں بابا" وہ جلدی سے بولتا فون بند کر کے بھاگتا ہوا حریم کے روم " میں پہنچا جہاں ولید اور سویرا پریشان سے کھڑے تھے

کیا ہوا بابا، حریم "ارتضیٰ نے اسے دیکھتے ولید سے پوچھا"

مجتبی حریم کوئی ریکٹ نہیں کر رہی، اس کا رونا بہت ضروری ہے ورنہ اس " کے دماغ پر برا اثر پڑ سکتا ہے، کچھ بھی کر کے اسے رلاو" ولید نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا

جی بابا میں دیکھ لیتا ہوں، آپ فکر مت کریں" ارتضیٰ کے کہنے پر وہ چپ چاپ باہر نکل گئے ارتضیٰ چلتا ہوا حریم کے پاس آیا

پرنسس" ارتضیٰ نے اس کے بیڈ پر بیٹھتے پکارا مگر وہ یوں تھی جیسے سنا ہی ناں ہو

یہاں دیکھیں پرنسس، رحم کھائیں اپنے ارتضیٰ پر، کیا چاہتی ہیں، کے میں بھی زین کی طرح مر جاوں؟" ارتضیٰ کے الفاظ حریم کے دل پر تیر کی طرح پیوست ہوئے تھے اس نے ایک جھٹکے سے شکوہ کرتی نگاہوں سے اسے دیکھا

ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں، آپ اس طرح خود کو ازیت دیں گی تو کیا لگتا ہے آپ کو، میں آپ کی تکلیف برداشت کر سکوں گا، مر جاوں گا میں پرنسس، رحم کھائیں مجھ پر" آنکھوں میں نمی لیے ارتضیٰ نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ

دیے، حریم کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا، ارتضیٰ کے سوا اس کے پاس بچا ہی کیا تھا اور وہ بھی ایسی باتیں کر رہا تھا

حریم نے نچلا ہونٹ دباتے اپنی سسکی روکی تھی، ارتضیٰ نے اس کی حالت دیکھتے اسے کندھوں سے تھام کر خود میں بھینچ لیا، حریم ضبط کے تمام بندھن توڑتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی، ارتضی نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں، اپنی محبت کو روتے دیکھنا آسان نہیں ہوتا

ار۔۔ارتضی میرے۔۔۔میرے ساتھ۔۔میرے ساتھ ہی ایسا کیوں؟" پہلے بابا۔۔۔اور۔۔۔اور اب زین بھائی" ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں وہ اس تک اپنی تکلیف پہنچا رہی تھی حالانکہ ارتضیٰ کو اس کے الفاظ کی ضرورت نہیں تھی وہ اس کی تکلیف کو اس سے بہتر جانتا تھا

بس میری جان، جانتا ہوں صبر مشکل ہے مگر اللہ اگر درد دیتا ہے تو اس پر صبر بھی وہی دیتا ہے، جس کا جو وقت لکھا ہے اسے اسی وقت جانا ہے ہم چاہ کر بھی انہیں روک نہیں سکتے، زین کو ایسے ہی جانا تھا سو وہ چلا گیا، رو رو کر اس کی روح کو تکلیف مت دیں" ارتضیٰ اس کے بال سہلاتے ہوئے اسے حوصلہ دے رہا تھا

"مگر پری بھابھی، ان کا کیا قصور تھا، ان کی آنکھوں نے تو ابھی خواب دیکھنے شروع کیے تھے اور ساتھ ہی ان کے سب خواب ان سے چھن گئے" حریم آنکھوں میں آنسو لیے سراپا سوال بنی تھی جبکہ اس کے سوال پر ارتضی کا دل درد سے پھٹنے کے قریب تھا، اسکی معصوم سی بہن اتنی چھوٹی عمر میں بیوہ ہو گئی تھی

"حریم پری کا بھی اللہ وارث ہے، اگر اللہ نے اس کی قسمت ایسے ہی لکھی ہے تو ہم اس پر راضی ہیں، ہم چاہ کر بھی اللہ کے فیصلوں میں دخل اندازی نہیں کر سکتے" اس کے بال سائیڈ پر کرتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما

"مجھ سے یہ درد برداشت نہیں ہو رہا ارتضی، یوں لگتا ہے جیسے میرا دل رک رہا ہے، یہ سب کیسے ہوا ارتضی، میرا بھائی ایسے کیسے چلا گیا؟" حریم کے معصوم سے چہرے پر آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی

"وہ، پرنسس، دراصل، زین کی مری میں کچھ اوباش لڑکوں سے لڑائی ہو گئی تھی لڑائی کے دوران نا جانے کیسے گولی چل گئی جو اس کے دل کے مقام پر لگی تھی" حریم ابھی ابھی ہوش میں آئی تھی وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا کے اسے زین کی موت کے اصل حقائق معلوم ہو، تب ہی جھوٹ سے کام لیا

اس کی بات سنتے حریم کے آنسوؤں اور آہوں میں اضافہ ہوا تھا، ارتضیٰ نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسے خود میں بھینچ لیا، زخم بہت بڑا تھا سو بھرنے میں بھی وقت درکار تھا

@@@@@@@@@

اگلے دن صبح سے ہی خانزادہ حویلی میں ہلچل مچی ہوئی تھی سب لوگ کاموں میں مصروف تھے، سارا قبیلہ حویلی میں جمع تھا، ایک طرف خواتین کی قطار تھی اور دوسری طرف مردوں کی، دلکش اور آب خواتین کو جبکہ بہرام اور حوزان مردوں کو کپڑے دے رہے تھے

جس کے بعد وہ نیچے بچھے دستر خوانوں پر بیٹھتے جا رہے تھے جہاں ملازم انہیں کھانا کھلا رہے تھے، آب نے ایک نظر تمام لوگوں پر ڈالی، یہ قبیلہ اور اس کے

لوگ ان کا اپنا خاندان تھا جنہوں نے ہر قدم پر ان کا ساتھ دیا تھا، قبیلے کے سردار کو کھونے کے بعد بھی پلوشہ بیگم کا ساتھ دیا، شاہ زیب کے آنے تک پلوشہ بیگم کے ہر فیصلے کا احترام کیا

حوزان اس کام سے فارغ ہوتے اندر آیا جہاں سویٹی سفید پٹھانی سوٹ پہنے سر پر سلیقے سے دوپٹہ اوڑھے ملازموں کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹا رہی تھی حوزان اسکا یہ ذمہ دار روپ دیکھ کر ہلکا سا مسکرا دیا اور پھر چلتا ہوا اس کے پاس آیا

سویٹی، "آزین اس کے پکارنے پر متوجہ ہوئی سامنے ہی حوزان سفید شلوار" قمیض پر براون چادر اوڑھے اپنی نیلی آنکھوں کے ساتھ نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا

جی خان؟"آزین نے حوزان کو نظروں کے حصار میں رکھتے معصومیت" سے کہا تو حوزان اس کے چہرے سے نظریں ہٹا گیا، وہ نہیں چاہتا تھا سویٹ کو اس کی ہی نظر لگ جائے

ماما کہہ رہی ہیں، کچھ کپڑے اور کھانا لے کر خاقان قبیلے جانا ہے، کیا آپ" چلیں گی میرے ساتھ "نرمی سے کہتے اس سے پوچھا تھا

ہاں بلکل میں ضرور چلوں گی آپ چلیں میں شال لے کر آتی ہوں "سویٹ" اسے کہتے اپنے روم کی طرف بڑھنے لگی جب حوزان اس کی کلائی تھام کر روک گیا، سویٹ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

حوزان نے چپ چاپ اس کا ہاتھ چھوڑتے اپنے کندھوں سے اپنی شال اتاری، پھر پیچھے کی طرف ہاتھ لے جاتے اپنی شال سویٹ پر اوڑھادی، اس کی

شال سے آتی خوشبو محسوس کرتے سویٹی کو یوں لگا جیسے وہ اس کے حصار میں ہو

چلیں "حوزان اس کا ہاتھ تھامے باہر کی جانب بڑھا جبکہ سویٹی ایک ٹرانس" کی کیفیت میں چلتی جا رہی تھی، اس کا خان ہمیشہ ایسے ہی اسے حیران کر دیتا تھا، اپنی محبت اور عقیدت سے

وہ دونوں تقریباً پندرہ منٹ کے بعد خاقان قبیلے کے قریب پہنچے تھے، جب اچانک ایک ٹرن لیتے ایک گاڑی ان کی گاڑی کے سامنے آئی، حوزان نے بامشکل سٹیرنگ گھماتے گاڑی کو دوسری طرف موڑا تھا، سامنے گہری کھائی تھی، سویٹی کی چیخ بے ساختہ تھی، حوزان اپنے حواس بحال کرتے بریک لگا کر گاڑی گھما گیا

کھائی کے بلکل کنارے پر آکر گاڑی رکی تھی، اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ دونوں کئی فٹ گہری کھائی میں جا گرتے، حوزان نے غصے سے مڑ کر دوسری گاڑی کو دیکھنا چاہا مگر تب تک وہ فرار ہو چکے تھے

سویٹ میری جان "حوزان ان کو بھولتا، اپنے ساتھ بیٹھی اپنی زندگی کی" طرف متوجہ ہوا، جس کا چہرہ خوف سے سفید پڑ چکا تھا، آنکھیں بند کیے وہ حوزان کی شال کو زور سے مٹھیوں میں بھینچے ہوئے تھا

خان، خان، وہ" وہ اس حد تک خوفزدہ ہو چکی تھی کے اسے کچھ بھی سمجھ ہی" نہیں آرہا تھا تب ہی منہ سے بے ربط سے الفاظ نکل رہے تھے

کچھ بھی نہیں ہوا میری جان، سنبھالیں خود کو، دیکھیں سب ٹھیک ہے، "
آپ ٹھیک ہیں، میں بھی ٹھیک ہوں" حوزان نے اس کے کندھوں سے تھام
کر اسے حوصلہ دیا

خان" سویٹی اپنے خوف سے بچنے کے لیے اس کے ساتھ لگتے اس کے "
قمیض کو مٹھیوں میں تھام گئی، اگر ابھی حوزان گاڑی ناں روک پاتا تو کیا
ہو سکتا تھا ان کے ساتھ

بس میری زندگی، آپ کے خان کے ہوتے ہوئے آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا، "
بس میرا بچہ" حوزان آہستہ آہستہ اس کا سر تھپتھپا رہا تھا کافی دیر بعد وہ کچھ
سنبھلی تو وہ لوگ آگے کے سفر پر روانہ ہوئے

قبیلے پہنچ کر حوزان کچھ ضرورت مندوں کے گھر سامان پہنچا رہا تھا وہ ایک گھر میں داخل ہوا، سویٹ منہ ڈھانپے گاڑی کے پاس کھڑی تھی جب ایک چھوٹا سا بچہ بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر ایک کاغذ اس کے ہاتھ میں تھماتے جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس مڑ گیا

"آج جو غلطی سے ہوا وہ دوبارہ بھی ہو سکتا ہے خانم، اگر آپ میری ناں ہوئیں تو میں آپ کو حوزان خاقان کی بھی نہیں ہونے دوں گا، اپنے خان کے آخری دن گننا شروع کر دیں، آپ کا عاشق گوہر خان" سفید کاغذ پر لکھے الفاظ پڑھتے سویٹ کا دل سکڑ کر پھیلا تھا

حوزان باہر آیا تو سویٹ گاڑی کے پاس ساکت کھڑی تھی اس کی طرف سویٹ کی کمر تھی، وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا،

سویٹی"حوزان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر اس کی" طرف مڑی، مگر اپنے ہاتھ میں تھاما کاغذ مروڑتے دور پھینک دیا، وہ نہیں چاہتی تھی حوزان غصے میں کچھ غلط کر بیٹھے وہ پہلے ہی گوہر خان کے خون کا پیاسا ہو چکا تھا

جی" بامشکل خود کو سنبھالتے اس نے مسکرا کر پوچھا"

چلیں واپس؟"حوزان نے پر سوچ انداز میں اس کا چہرہ دیکھتے پوچھا جس پر" اس نے سر اثبات میں ہلا دیا، اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں واپسی کے سفر پر گامزن تھے

@@@@@@@@

ولید نے غزل کے ہوسٹل فون کر دیا تھا، زین کے بارے میں سنتے ہی وہ واپس آگئی تھی، شاہ زیب اور شاہ زر بھی ان سے مل کر تعزیت کر چکے تھے ہر کوئی اس جوان موت پر صدمے سے چور تھا، عائشہ اور پرنیاں ساکت سا چہرہ لیے ایک طرف بیٹھیں تھیں

شاہ زیب اور شاہ زر دونوں ولید اور احتشام کے ساتھ لاؤنج میں آئے جہاں وہ سب خواتین بیٹھیں تھیں، وہ دونوں آکر عائشہ اور پرنیاں کر سامنے بیٹھ گئے، ان دونوں کی ہی نظریں جھکی ہوئی تھیں

بھابھی، بہت افسوس ہوا سن کر، اللہ پاک بچے کے درجات بلند فرمائے، اور" آپ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے" شاہ زیب عائشہ کے سر پر آہستہ سے ہاتھ رکھ کر بولا

بس بھائی جو اللہ کی رضا" عائشہ صبر کر چکی تھی کیونکہ اتنا رونے کے باوجود" بھی عباد واپس نہیں آیا تھا تو بھلا اب وہ رو کر کیا کر لیتی

اللہ اس بچی کو بھی صبر دے جس نے اپنا سہاگ کھو دیا" شاہ زیب اور شاہ زر" نے باری باری پر نیاں کے سر پر ہاتھ رکھا جو چہرہ جھکائے بیٹھی تھی پر نیاں کی حالت دیکھتے سب کا دل کٹ رہا تھا مگر اس وقت سوائے صبر کے وہ سب کچھ نہیں کر سکتے تھے

ایک ہفتہ ہو چلا تھا اس واقع کو، زندگی آگے بڑھنے لگی تھی مگر ابراہیم ولا میں جیسے سب کچھ وہیں منجمند ہو چکا تھا، ولید نے دو دن بعد سختی سے سب کو کہہ دیا تھا کے اب زین کا نام کوئی نہیں لے گا، کیونکہ ایک محبِ وطن شہید فوجی کے گھر میں ایک غدار کی یاد کی بھی کوئی جگہ نہیں تھی

اس کی بات پر ہر انسان تڑپا تھا، مگر یہ بھی سچ تھا کے ان سب کو ہی زین کے اس قدم سے دکھ پہنچا تھا، ایسا نہیں تھا کے ولید نے کبھی زین کو سمجھایا نہیں تھا، اس نے ہمیشہ اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر فوج کی مصروفیت کی وجہ سے وہ اسے زیادہ وقت اور توجہ نہیں دے سکے تھے

حریم کو جب ساری بات کا علم ہوا تو آنسوؤں کا ایک سمندر تھا جو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلا تھا، اس کا بھائی اتنی بڑی حماقت کیسے کر سکتا تھا، وہ سب نہیں جانتے تھے کے زین وہاں کیسے اور کیا سوچ کر گیا، انہیں صرف یہ پتا تھا کے زین پاکستان دشمن عناصر کے ساتھ تھا جو آئی ایس آئی کے جوانوں کی گولی کا نشانہ بن گیا

دوسری جانب آج پینتھر واپس آگیا تھا، آتے ہی سیدھا ہیڈ کوارٹرز آیا تھا، جہاں سر کو ساری تفصیل سے آگاہ کرتے وہ باہر کی جانب بڑھا، سامنے دیکھا تو لیپرڈ مسکراکر اسے دیکھ رہا تھا

ہاں بھئی لالے، کیسا ہے، کیا بنا کیس کا؟"لیپرڈ نے غیر سنجیدگی سے پوچھا"

سب ٹھیک ہے، کیس پورا ہو چکا ہے "پینتھر نے اپنی مخصوص گھمبیر آواز" میں کہا

تو اب آگے کا کیا پلان ہے ؟"لیپرڈ نے بھی سنجیدہ ہوتے پوچھا"

فلحال چھٹیاں ہیں، سو اگر گھر جانا چاہو تو جا سکتے ہو "پینتھر نے کندھے " اچکاتے ہوئے کہا

تم نہیں جاؤ گے گھر ؟"لیپرڈ نے اس کا پر سکون چہرہ دیکھتے ہوئے کہا"

یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے ؟"پینتھر نے اسے گھورا تھا جو فضول بکواس کرتا اس کا سر کھا رہا تھا

اوکے اوکے گھورو تو مت "لیپرڈ نے ہاتھ کھڑے کرتے ڈرنے کی اداکاری" کی پینتھر اس کے ڈراموں پر نفی میں سر ہلا کر آگے چل دیا

زین کو گئے کئی دن بیت چکے تھے ،ان سب کی زندگی واپس اپنے اپنے مدار میں داخل ہو گئی تھی ،زندگی کا اصول یہی ہے یہ کے چاہے کوئی کتنا ہی عزیز یا

پیارا کیوں ناں چھوڑ جائے یہ رکتی نہیں ہے، ہمیں سب کچھ بھلائے اگے بڑھنا پڑتا ہے

حریم کی حالت بہت اچھی نہیں تھی مگر ارتضیٰ کی محبت اور توجہ آہستہ آہستہ اسے زندگی کی طرف واپس لا رہی تھی، وہ سب کچھ چھوڑ کر گھر بیٹھ جانا چاہتی تھی، اسے عائشہ کے پاس رہنا تھا مگر ارتضیٰ کے پہلے پیار اور پھر سختی سے سمجھانے پر مجبوراً اسے اکیڈمی واپس جانا پڑا

پری کی حالت بہت خراب تھی، زرد کملایا ہوا چہرہ، آنکھوں کے گرد بنتے سیاہ حلقے، اور چہرے پر موجودگی اداسی جو کسی صورت کم ہونے میں نہیں آ رہی تھی، حرم ہر وقت سائے کی طرح اس کے ساتھ رہتی تھی، مجتبیٰ اور ارتضیٰ کے جانے کے بعد کچھ دنوں سے حرم پرنیاں کے پاس آگئی تھی

سب کے زبردستی کرنے پر پرنیاں نے ہوسپٹل جوائن کر لیا تھا مریضوں کے ساتھ مصروف ہو کر اس نے رونا کم کر دیا تھا مگر اس کے چہرے کی نرم سی مسکراہٹ کہیں کھو گئی تھی، اگر وہ کبھی مسکراتی بھی تو محض دوسروں کو دکھانے کی خاطر ورنہ سارا دن چپ چاپ گزار دیتی

ابھی بھی وہ اپنے کیبن میں بیٹھی ناجانے کن سوچوں میں گم تھی، سامنے بیٹھی حرم اسے ہنسانے کے لیے پتا نہیں کہاں کہاں کی باتیں سنا رہی تھی، جبکہ اس کا دھیان تو کہیں اور ہی بھٹک رہا تھا

"حرم، ہم تو میڈیکل کے سٹوڈینٹس ہیں ناں، کیا ایسا ہو سکتا ہے کے ایک انسان کا دل مردہ ہو چکا ہو لیکن پھر بھی وہ زندہ رہے" حرم جو بول رہی تھی اچانک پری کی آواز پر متوجہ ہوئی اس کی بات پر حرم نے حیرت سے اسے دیکھا

"کیسی باتیں کر رہی ہو پری، اگر دل ہی مر جائے یا کام کرنا بند کر دے تو کوئی کیسے جی سکتا ہے؟" حرم اس کی بات کی گہرائی میں جائے بغیر سرسری سا بولی

"مگر میں تو جی رہی ہوں ہنی، میرا دل مر چکا ہے تو پھر میں سانس کیوں لے رہی ہوں؟ کیا سائنس غلط ہے کیونکہ اس کے مطابق اب تک تو مجھے مر جانا چاہیے تھا ناں؟" سامنے کی جانب دیکھتے وہ بے تاثر سے لہجے میں بولی جبکہ اس کے لہجے کا کرب محسوس کرتے حرم کی سسکی نکلی تھی وہ بھاگتے ہوئے اس کے کیبن سے نکلتے اپنے روم کی طرف آ گئی، وہ اس کے سامنے ضبط نہیں کھو سکتی تھی

اپنے روم میں آتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی، محبت کے بچھڑنے کا کرب کیا ہوتا ہے یہ وہ اچھے سے جانتی تھی، مجتبی کو صرف گولی لگی تھی اور وہ تڑپ

اٹھی تھی تو پری نے تو اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا تو وہ کیسے صبر کر لیتی، اسے وہاں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب اس کا موبائل وائبریٹ ہوا

"ہیلو" بامشکل سسکی روکے پوچھا جبکہ آواز بھاری ہو چکی تھی جسے دوسری طرف موجود مجتبی اچھے سے محسوس کر چکا تھا

"کیا ہوا ہنی، آپ رو رہی ہیں؟" مجتبی اس کی بھیگی آواز محسوس کرتے تڑپ گیا تھا مجتبی کے پوچھنے پر حرم سب کچھ بھولے ایک بار پھر رونے لگی

"ہنی میری جان، پلیز بتائیں کیا ہوا ہے؟" مجتبی اس کے اس طرح سسکنے پر پریشان ہو گیا پچھلے کچھ عرصے سے آنسو جیسے ان کی زندگی کا حصہ بن گئے تھے

مجتبی۔۔ مجتبی۔۔۔پری، مجھ سے پری کا حال نہیں دیکھا جا رہا" با مشکل آنسوؤں کے درمیان بولتے وہ ارتضی کو بھی لب بھینچنے پر مجبور کر گئی کے جو بھی ہوا اپنی بہن کی حالت پر ان کا دل بھی کٹتا تھا

"ہنی بی بریو میری جان، پری کے لیے مشکل وقت ہے، آپ کو ہی انہیں سنبھالنا ہے، اگر آپ خود ہمت ہار جائیں گی تو پری کو کون سنبھالے گا" مجتبی نے اسے حوصلہ دیتے سمجھایا وہ چاہ کر بھی اپنی بہن کا دکھ دور نہیں کر سکتا تھا

"مجتبی جب میں سوچتی ہوں ناں کے پری کیسے جی رہی ہے تو میرا دل کٹتا ہے، اپنی محبت کے بغیر ایک دن گزرنا بھی مشکل ہوتا ہے، اور پری کو تو ہمیشہ اس تکلیف میں رہنا ہے" حرم خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہی تھی اس

کی عزیز از جان دوست تکلیف میں تھی اور وہ سوائے دیکھ کر درد محسوس کرنے کے کچھ نہیں کر سکتی تھی

"ہنی میری جان، زندگی اسی کا نام ہے، کبھی کبھی ہمیں جان سے پیارے لوگوں کو کھو کر بھی جینا پڑتا ہے، درد میں تڑپتے ہوئے بھی مسکرانا پڑتا ہے، اور پری کی قسمت میں شاید یہ تکلیف لکھی تھی، ہم چاہ کر بھی اس کی تکلیف خود پر نہیں لے سکتے، مگر اسے سنبھال تو سکتے ہیں ناں؟" مجتبیٰ کے پاس سوائے اسے سمجھانے کے لیے کوئی چارہ نہیں تھا

"ہممم" حرم آنسو صاف کرتے خود کو کمپوز کرنے لگی کیونکہ اسے پری کو زندگی کی طرف واپس لانا تھا

توبس پھر، میری غیر موجودگی میں میری ہنی کو میری کمی پوری کرنی ہے، "

ارتضیٰ حریم کو سنبھال رہا ہے، آپ کو پری اور ماما لوگوں کو سنبھالنا ہے،

اوکے "مجتبیٰ گہرا سانس کھینچتے بولا

جی میں سمجھ گئی، میں پری کو پھر سے جینا سکھاوں گی، زندگی یوں نہیں "

کٹتی، اسے آگے بڑھنا ہوگا" حرم کے لہجے میں ایک عزم تھا ایک مضبوط

ارادہ

شاباش میری جان، اب آپ پری کے پاس جائیں اور اس کا اور اپنا خیال "

رکھیے گا، اوکے اللہ حافظ، "مجتبیٰ نے محبت پاس لہجے میں کہا

اوکے آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا، اللہ حافظ "حرم نے کہتے ہوئے فون بند "

کر دیا، اور پھر اپنا بیگ اور اوور آل لیتے پری کے روم کی طرف بڑھ گئی

@@@@@@@@@

وہ سب ابھی تک کمراٹ میں ہی تھے، دو دن پہلے داہیم بھی واپس آگیا تھا، اس کی وجہ سے شاہ زیب کی کمپنی کو دبئ کا ایک بہت بڑا کنٹریکٹ ملا تھا جس پر شاہ زیب بہت خوش تھا، جسے وہ لاپرواہ سمجھتا تھا اس نے ایک بہت ذمہ داری والا کام کیا تھا

کل انہیں واپس اسلام آباد جانا تھا سو آج سب لوگ خاقان حویلی جمع ہوئے تھے وہ سب لوگ باہر لان میں ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے خواتین میں سے مشک، دلکش اور آب تینوں کچن میں مصروف تھیں جبکہ حسال اور سویٹی باہر ان سب کے پاس تھیں، حوزان کسی ضروری کام سے باہر گیا تھا

پیچھے، شاہ زیب، شاہ زر، ذیشان، بہرام اور داہیم کرسیوں پر بیٹھے باتوں میں مگن تھے، داہیم انہیں دبئ میں ہوئی میٹینگ کا احوال سنا رہا تھا، اس نے بات ختم کی تو سویٹی اس کے پاس آئی، اب وہ اور سویٹی باتوں میں مگن ہو چکے تھے

زیب، تم دوبارہ گئے تھے ابراہیم ولا، کیسی ہیں اس بچے کی ماں اور وہ بچی؟"" شاہ زر نے اس سے عائشہ اور پرنیاں کے متعلق پوچھا

نہیں یار مجھ میں حوصلہ ہی نہیں تھا دوبارہ ان کا سامنا کرنے کا، عائشہ بھابھی" نے اپنا جوان سالہ بیٹا کھو دیا، جبکہ پرنیاں، اس بچی کے بارے میں سوچ کے دل کٹتا ہے" شاہ زیب کے لہجے میں افسردگی تھی، داہیم جو پہلے ہی ان کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا پرنیاں نام پر متوجہ ہوا

"کیا ہوا بابا؟ سب خیریت، یہ وہی عائشہ آنٹی تو نہیں جن کے گھر ہم گئے تھے" داہیم نے پریشانی سے پوچھا

"ہاں بیٹا وہی ان کا بیٹا زین، کچھ دن پہلے اس کی وفات ہو گئی، ولید کے گھر والے صدمے سے بے حال ہیں، جوان بیٹا، بھائی اور شوہر کھو دیا انہوں نے" داہیم کو ان کی بات سن کر بہت دکھ ہوا تھا، کسی اپنے کو کھونے کا دکھ واقعے ہی بہت بڑا ہوتا ہے

"شوہر، مطلب زین شادی شدہ تھا؟" داہیم کو وہ سنجیدہ سا لڑکا یاد آیا جو اس دن لاونج میں ملا تھا اس سے

"شادی نہیں مگر نکاح ہوا ہوا تھا، ولید کی بیٹی تھی ناں پرنیاں اس سے" شاہ زیب کی بات پر داہیم گنگ رہ گیا تھا،

اس کا بچی کا حال سب سے برا تھا، یوں لگتا تھا جیسے اس نے اپنی کل متاع گنوا دی ہو، ولید سے بات ہوئی تھی وہ بتا رہا تھا کے بہت مشکل سے ہوسپٹل جانے کے لیے راضی ہوئی ہے پرنیاں، ورنہ تو وہ زندگی سے ہی بیزار ہو چکی ہے، ہر وقت روتی رہتی ہے" شاہ زیب اسے بتا رہا تھا جبکہ اس کا دماغ نا جانے کہاں جا چکا تھا

"داہیم، کیا ہوا؟" بہرام جو اس کے ساتھ بیٹھا تھا اسکا کندھا ہلاتے بولا جو ساکت سا بیٹھا تھا

"کچھ نہیں بھائی، کچھ ضروری کام یاد آگیا ہے میں ابھی آیا" داہیم بہانے سے وہاں سے اٹھتا باہر کی جانب بڑھ گیا

"ارے داہیم، اسے کیا ہوا؟" حسال جو اس سے کوئی بات کرنے آ رہی تھی
اسے باہر جاتا دیکھ حیرانی سے بولی

"پتا نہیں، شاید کوئی ضروری کام یاد آ گیا ہو گا" بہرام اسے دیکھتے ہوئے بولا،
جو اسے دن بادن مزید خوبصورت لگنے لگی تھی

"اوہ اب کیا کریں؟" وہ پریشان سا چہرہ بناتے ہوئے بولی

"کیوں کیا ہوا؟ کوئی کام تھا آپ کو؟" بہرام سنجیدگی کے اٹھ کر اس کے
مقابل کھڑا ہوا

وہ ہمیں لوڈو کھیلنی تھی، مگر اب داہیم تو چلا گیا، میں اور سویٹی ہیں، دو" لوگوں کو تو مزہ ہی نہیں آئے گا" اداس سا چہرہ بنائے کہا تھا جیسے سارا ارادہ دھرا کا دھرا رہ گیا ہو

چلیں داہیم کی جگہ داہیم کا بھائی کھیلے گا، آئیں کھیلتے ہیں" بہرام اس کا ہاتھ" تھام کر سویٹی کی طرف بڑھا

ارے مگر" حسال نے کچھ کہنا چاہا مگر بہرام کچھ سن نہیں رہا تھا وہ دونوں" سویٹی کے پاس آئے جو لڈو سامنے رکھے بیٹھی تھی

بھائی ہم تو تین لوگ ہیں، ایک اور ہو تو مزہ آئے گا، بابا جان کو کہتے ہیں" ہمارے ساتھ کھیلیں" سویٹی نے دیکھا ایک سائیڈ خالی تھی تب ہی شاہ زیب کو بلانا چاہا

ماموں کی بجائے آپ ماموں کے بھانجے کو بھی یاد کر سکتی تھیں" وہ کھڑی ہوئی تھی جب کسی نے اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی پیچھے دیکھا تو حوازن اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ کھڑا تھا

"ارے خان، آپ، آپ بھی کھیلیں گے ہمارے ساتھ؟" سویٹی اسے دیکھ کر خوش ہوگئی، مشکل سے ہی سہی مگر وہ پچھلا واقع بھول گئی تھی

"بلکل،" حوزان چوتھی جگہ پر بیٹھتے بولا، اور پھر ان چاروں سے کھیلتے ہوئے خوب انجوائے کیا، حوزان غیر محسوس انداز میں سویٹی کی گوٹ کو بچاتا آرہا تھا، ناں خود اسے پکڑتا اور ناں کسی اور کو پکڑنے دیتا

کافی دیر کھیلنے کے بعد، وہ لوگ اٹھ کر اپنے اپنے روم کی طرف بڑھ گئے،
داہیم کئی گھنٹوں سے گیا واپس نہیں آیا تھا، مگر وہ جناتے تھے وہ ضرور اپنے
دوستوں کی طرف نکل گیا ہوگا، سو سب بے فکر تھے مگر کون جانے کس کے
دل میں کیا چل رہا

@@@@@@@@@@

ہماری ٹوٹی سانسیں
ہماری سوچتی آنکھیں
ہماری جاگتی راتیں
ہوا کے دوش پہ رکھی مناجاتیں
تمہیں واپس بلاتی ہیں
سنو تم لوٹ آو ناں

تمہارے بعد جو بھی ہے
تمہارے سوگ میں ڈوبی ہوئی ہیں

وقت کی سوئی اسی لمحے پہ ٹھہری ہے
جہاں تم نے بچھڑنے کا ارادہ کر لیا تھا
اور میں یادوں کے سفر میں
تنہا رہ گئی تھی
تمہیں معلوم ہے،
جب دل دھڑکتا ہے
تمہارا نام لیتا ہے

یہ آنسو جب بھی بہتے ہیں
تمہارے غم میں بہتے ہیں

ہوائیں جب بھی گلیوں میں بھٹکتی ہیں
تمہیں ہی گنگناتی ہیں، تمہارا بین کرتی ہیں

یہ بارش جب بھی ہوتی ہے
تمہاری یاد کی شمعیں جلاتی ہے
شفق مجھ کو تمہارے وصل میں بھیگے
ہوئے ان موسموں کے ان گنت قصے سناتی ہے

سنو جب تم نہیں ہو تو
یہاں ہر سمت اب اک خوف ہے،
اک درد ہے، اک آہ زاری ہے

سنو تم لوٹ آو ناں

جہاں تم ہو وہ دنیا کب تمہاری ہے

سنو تم لوٹ آو ناں

تمہارے بعد جو بھی ہے

تمہارے سوگ میں ڈوبا ہوا ہے

اپنے ہوسٹل کے کمرے میں موجود وہ زین کی تصویر ہاتھوں میں تھامے بیٹھی تھی، اس کے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر تصویر پر گر رہے تھے، وہ جتنا اسے بھلانے کی کوشش کوتی اتنی ہی شدت سے وہ اسے یاد آتا تھا

یہ سچ تھا کے انہوں نے کوئی بہت حسین لمحات نہیں گزارے تھے ایک دوسرے کے ساتھ مگر محبت وصل میں بھیگے لمحوں کا نام تو نہیں ہے، یہ تو ہجر میں سلگتی راتوں کا نام ہے، یہ وہ آگ ہے جو انسان کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے

وہ بھی تڑپ رہی تھی سلگ رہی تھی، مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کے اس کی یہ تکلیف کسی اور کو بھی تکلیف دے رہی تھی، کوئی تھا جو بنا دیکھے اس کا دکھ محسوس کر رہا تھا،اور برداشت بھی کر رہا تھا

دوسری جانب داہیم جتنا سوچ رہا تھا اتنا درد محسوس کر رہا تھا،پری کی تکلیف پر اسے بھی تکلیف ہو رہی تھی،وہ کسی بھی طریقے سے پری کی تکلیف دور کرنا چاہتا تھا،اس نے سوچ لیا تھا کے اسے کیا کرنا ہے

ہر کوئی اپنی اپنی جگہ تکلیف میں تھا،ہر کسی کے درد کی نوعیت الگ الگ تھی، مگر کہیں ناں کہیں یہ درد ایک دوسرے سے جڑا ہوا تھا،اور اس درد کو ختم کب اور کس نے کرنا تھا یہ وقت نے طے کر رکھا تھا بہت جلد ان سب کی زندگیاں بدلنے والی تھیں

آج حریم کی پاس آوٹ کی تقریب تھی، دو مہینے گزر چکے تھے دیکھا جاتا تو یہ دو ماہ بہت جلد گزرے تھے مگر اگر کوئی ان سب سے پوچھتا تو وہ بتاتے کے ان کے لیے یہ وقت اور لمحات بہت سست روی سے گزر رہے تھے

فریحہ کو ارتضیٰ نے دوبارہ ایسا کوئی موقع نہیں دیا تھا کے حریم کو ٹریپ کرتی، دوسرا حریم کی خود کی حالت ایسی نہیں تھی کے وہ کسی بھی قسم کی بات پر کوئی رد عمل ظاہر کرتی، سو فلحال ان کی زندگی پر سکون تھی

لڑکوں کی پریڈ ہو چکی تھی اور اب باری تھی لڑکیوں کی، جن میں لائیٹ بلو اور نیوی بلو کلر کی یونیفارم پہنے، بالوں کو سمیٹ کر حجاب میں لپیٹے، سو گوار سے حسن میں حریم بھی ان میں شامل تھی

پوری پریڈ میں ارتضی کی نظر صرف حریم پر تھی، ارتضی اور اس کے بیچ کے آفیسرز بھی اپنی یونیفارم پر اپنے بیج لگائے وہاں کھڑے تھے، ارتضیٰ محبت پاش نظروں سے اپنی پرنسس کو دیکھ رہا تھا جو وہاں موجود تمام فی میل کیڈیٹس میں سب سے ممتاز لگ رہی تھی

آخر میں اس کی وردی پر بیج لگاتے اسے کیڈیٹ سے آفیسر کا عہدہ دیا گیا تھا، سورڈ آف آنر تھام کر اس پر بوسہ دیتے آنکھوں سے لگایا اور پھر باقی سب کے ساتھ مل کر وطن کی مٹی سے تجدیدِ وفا کا عہد کیا، اس سب میں اس کی جو حالت تھی وہ ناقابلِ بیان تھی، پورے جسم میں ایک ان دیکھا احساس گردش کر رہا تھا جو شاید اس وطن کے ہر جیالے کی رگوں میں دوڑتا تھا

تقریب کے بعد سارے کیڈیٹس اپنے اپنے گھر والوں کی طرف بڑھ گئے تھے، حریم بھی اوڈینس میں بیٹھے ولید، سویرا، عائشہ، احتشام اور مہمل کی

طرف بڑھی، ارتضی اس وقت کچھ سٹینرز کے ساتھ مصروف تھا، ولید نے فخر سے اپنی طرف آتی اپنی بہو کم بیٹی کو دیکھا تھا

بابا" اس کے پاس آتے حریم معصومیت سے بولی، ولید نے آگے بڑھ کر" اسے سینے سے لگایا اور اس کی پیشانی پر شفقت بھرا بوسہ دیا

آئی ایم پراوڈ آف یو میری جان" حریم اس کے بھائی کی بیٹی تھی وہ بھائی جو" ان سب کو جان سے عزیز تھا، سو اس کا عزیز ہونا تو لازم تھا

ماما جانی" ولید سے الگ ہوتے وہ سویرا کے پاس آئی جو آنکھوں میں نمی لیے" اسے دیکھ رہی تھی

خوش رہو میری جان، ہمیشہ اس ملک کا اور ہمارا نام روشن کرو" محبت سے" اسے خود سے لپٹاتے پیار کیا، جس کی خود کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں، احتشام نے بھی اسے پیار دیتے اس کے سر پر لب رکھے،

پھپھو" حریم نے مہمل کو آواز دی جو ادھر ادھر دیکھتے اپنے آنسو چھپا رہی" تھی، اسے حریم میں اپنا بڑی نظر آ رہا تھا،

حریم، میری جان، میرے بڑی کی نشانی، آج بڑی کی روح سرشار ہو چکی" ہو گی" اس کے پکارنے پر مہمل نے تڑپ کر اسے دیکھا، اسے خود سے لگاتے وہ شدت سے رو دی، آنسو تو ان سب کے ہی نکل آئے تھے

ممّا" حریم آنکھوں کی نمی چھپاتے عائشہ کے پاس آئی، عائشہ نے اس کی وردی پر ہاتھ پھیرا، یہ وردی عباد کا عشق تھی اور عباد اس کا عشق تھا، تو بھلا اسے یہ وردی پیاری کیوں ناں ہوتی

آج میں آپ کے بابا کی نظروں میں سرخرو ہو گئی ہوں حریم، آج آپ نے اپنے بابا کا خواب پورا کیا ہے، اللہ آپ کو دنیا بھر کی خوشیاں عطا فرمائے" عائشہ نے محبت سے حریم کے چہرے کے نقوش کو چوما تھا کے یہ چہرہ اسے عباد کی یاد دلاتا تھا

پرنسس" وہ ان سب سے باتیں کر رہی تھی جب ارتضیٰ کی آواز پر پیچھے مڑی، نیوی بلو یونیفارم پہنے، اپنے مخصوص سٹائل میں ارتضیٰ زمانے بھر کی محبت آنکھوں میں سمائے کھڑا تھا

حریم چلتے ہوئے اس کے پاس آئی، اب دونوں ایک ساتھ کھڑے بہت پیارے لگ رہے تھے، جبکہ ولید اور احتشام انہیں ساتھ دیکھتے سویرا لوگوں کو لیے وہاں سے نکل گئے، حریم کو ارتضیٰ کے ساتھ آنا تھا

کنگریچولیشن پرنسس، یو میک می سو پراوڈ، آئی لو یو جاناں "اس کے ماتھے کو چھوتے ارتضیٰ محبت سے بولا، حریم کھل کر مسکرا بھی نہیں سکی، زین کے بعد سے تو اس کی مسکراہٹ شاید کہیں کھو گئی تھی

آج میں بہت خوش ہوں پرنسس، آج آپ اپنے ارتضیٰ سے جو بھی "مانگیں گی میں آپ کو دوں گا، بولیں، کیا چاہیے آپ کو؟" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے پوچھا تھا

مجھے کچھ نہیں چاہیے ارتضیٰ، بس وعدہ کریں آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں" گے، مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے، وعدہ کریں؟"آنکھوں میں نمی لیے وہ ارتضیٰ کو تڑپنے پر مجبور کر گئی تھی، باپ اور بھائی کو کھونے کے بعد اب اس کے پاس کھونے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا سوائے ارتضیٰ کے، اگر اسے کچھ ہو جاتا تو وہ بھی مر جاتی

میری جان، زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، جب جس کا بلاوا آ گیا" اسے تب جانا ہی ہو گا، اسی لیے میں آپ سے زندگی بھر ساتھ کا وعدہ نہیں کرتا، ہاں مگر یہ وعدہ کرتا ہوں کے جب تک میری سانس چل رہی ہے تب تک میں آپ کو کبھی کسی مقام پر اکیلا نہیں چھوڑوں گا"اس کی بھیگی آنکھوں پر لب رکھتے ارتضی نے اس پر سے اداسی کے رنگ کم کرنے چاہے، جس میں وہ بہت حد تک کامیاب ہو چکا تھا

مگر ان کی یہ محبت کسی اور سے برداشت نہیں ہوئی تھی، دل میں جل رہی حسد کی آگ میں اضافہ ہوا تھا، فریحہ جو دور سے ان دونوں کو ایک ساتھ کھڑے، محبت کے مظاہرے کرتے دیکھ فریحہ کا دل جل کر راکھ ہو گیا تھا

جتنی محبت جتانی ہے جتا لیں کمانڈر ارتضیٰ ولید حیدر، کیونکہ میں آپ کی" پرنس کا وہ حال کروں گی کے وہ آپ کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہے گی" وہ اپنی حسد اور نفرت بھری نگاہ ان پر ڈالتے ہوئے بولی

@@@@@@@@@

انہیں آسلام آباد آئے دو ماہ ہو چکے تھے، سویٹی واپس یونی جانا شروع کر چکی تھی، گوہر خان کی طرف سے فلحال مکمل خاموشی تھی جس کا مطلب تھا کے وہ ضرور کچھ بہت بڑا پلین کر رہا ہے

آج حوزان ایک اہم کیس کے لیے گیا ہوا تھا، وہ پچھلے دو ہفتوں سے چائلڈ سمگلنگ کیس پر کام کر رہا تھا، ایک انٹر نیشل تنظیم کے کارکن پاکستان سے چھوٹے بچوں کو اغواء کرتے تھے اور پھر مہنگے داموں انہیں آگے فروخت کرتے تھے جیسے وہ انسان کے بچے ناں ہوں بلکے کوئی معمولی چیز ہوں

اس نے باقاعدہ طور پر الگ الگ جگہوں سے معلومات حاصل کیں تھیں، جو بچے اغواء ہو رہے تھے وہ زیادہ تر غریب گھروں کے بچے تھے جن کے لیے آواز اٹھانے والا کوئی نہیں ہوتا، اور اگر کوئی آواز اٹھا بھی دیتا تو پولیس محکمے میں موجود ان کے حواری بڑی آرام سے معاملہ رفعہ دفع کر دیتے

یہ کیس چونکہ عالمی سطح کا تھا اسی لیے اس بار پولیس کے ساتھ کچھ خوفیہ ایجینسیاں بھی جڑ چکی تھیں، خاص کر کے یہ کیس آئی ایس آئی کے جوانوں کو

دیا گیا تھا حوزان اپنی جگہ پر سب ضروری اقدامات کر رہا تھا، آج وہ کچھ مشکوک جگہوں پر پوچھ تاچھ کے لیے جانے والا تھا

یہ آسلام آباد کے ایک معمولی سے علاقے میں بنی بستی تھی جہاں زیادہ تر گونڈے موالی قسم کے لوگ رہتے تھے، اور اغواء کے زیادہ کیسز اسی علاقے کے ارد گرد سے آرہے تھے، حوزان پولیس یونیفارم کی بجائے سیول کپڑوں میں تھا

اس نے آکر کچھ عورتوں اور مردوں سے باتوں باتوں میں معلومات لینی شروع کیں، اس کا شک ٹھیک تھا، وہ لوگ اسی بستی سے تھے، وہ چاہتا تو ابھی انہیں پکڑ سکتا تھا مگر اسے ان لوگوں کے زریعے ان بڑی مچھلیوں کو پکڑنا تھا جو اصل کھیل کھیل رہی تھیں اس کے علاوہ جو بچے ان کے قبضے میں تھے انہیں بھی بازیاب کروانا تھا

وہ اپنا کام پورا کرنے کے بعد وہاں سے نکل آیا، ابھی وہ راستے میں تھا جب اچانک اس کی گاڑی پر فائرنگ شروع ہو گئی، ایک دم سے گئیر بدلتے اس نے سپیڈ کم کی تھی اور پھر گاڑی کو دوسری سڑک کی طرف موڑ دیا، دو گولیاں ٹائر میں لگی تھی جس سے گاڑی بے قابو ہونے لگی ایک درخت کی اوٹ میں گاڑی روکتے وہ گاڑی سے نکلتے ایک بڑے سے پتھر کے پیچھے چھپ چکا تھا

اس کے پیچھے آنے والی گاڑیاں تعداد میں چار سے پانچ تھیں، مگر وہ گولیوں کی بوچھاڑ سے اندازہ لگا چکا تھا کے ہر گاڑی میں صرف ایک ایک ہی انسان تھا، وہ لوگ اپنی گاڑیوں سے نکل کر اس کی گاڑی کو دیکھنے کے لیے بڑھے،

حوزان نے باری باری ان چاروں کی سمت کا تعین کیا، پھر پہلی گولی سے ان میں سے ایک کو جہنم رسید کیا، باقی سب اس آواز پر متوجہ ہوتے فائرنگ

شروع کر چکے تھے، حوزان دوسری طرف ہوتے نیچے لیٹا اور دوسرے شخص کا نشانہ لیا

باقی تینو گولیوں کی سمت کی طرف گھومے، گاڑی کی اوٹ میں ہوتے انہوں نے فائر کیا، مگر اگلے ہی لمحے حوزان کی گولی ایک اور دشمن کے لگی تھی، جبکہ اس کی گولی حوزان کے بازو کو چیرتے ہوئے نکل گئی،ایک کراہ نکلی تھی اس کے منہ سے

کچھ دیر کی اس جھڑپ کے بعد باقی دونوں بھی زخمی ہو کر گر چکے تھے، حوزان وہاں سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف آیا، مگر اس کے ٹائر پنکچر ہوئے دیکھ کر غصے سے گاڑی پر مکہ مارتے ہوئے وہ پیدل ہی سڑک کی طرف بڑھا تھا کچھ دیر تک وہ وہیں سڑک پر نظر دوڑاتا رہا مگر کچھ نظر ناں آنے پر آہستہ آہستہ چلنے لگا

ٹھاہ" اچانک فضاء میں گولی چلنے کی آواز آئی، حوزان کو یوں محسوس ہوا" جیسی کسی نے اس کے پیٹ میں آگ سی بھڑکا دی ہو، بامشکل مڑ کر دیکھا تو ان میں سے ایک اپنی گن تھامے اس کا نشانہ لگائے ہوئے تھا، حوزان نے اپنی گن سے اس کی باقی ماندہ سانسیں بھی چھینی تھیں

اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے وہ سڑک پر گھٹنوں کے بل جھک گیا، خون تیزی سے اس کے جسم سے نکل کر سڑک پر گرنے لگا تھا وہ ہوش کھوتے وہیں گر گیا، آہستہ آہستہ اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا، کچھ ہی پلوں میں وہ پوری طرح ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکا تھا

ارتضیٰ اور حریم جو اکیڈمی سے گھر واپس جا رہے تھے، ٹریفک کی وجہ سے آج اس راستے جو مڑ گئے، سامنے سڑک پر کسی کو گرا دیکھ ارتضیٰ گاڑی سے نکل کر جلدی سے اس کی جانب بڑھا

یہ ابھی زندہ ہیں پرنسس، جلدی سے گاڑی کا پچھلا ڈور کھولیں"، ارتضیٰ" نے حریم سے کہا تو اس نے جلدی سے دروازہ کھولا، ارتضی حوزان کو وہاں لیٹاتے جلدی سے سی ایم ایچ کی جانب بڑھا

سویٹی اپنے روم میں بیٹھی اسائنمنٹ پر کام کر رہی تھی جب اچانک اس کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکنے لگا تھا، چلتے ہاتھ جیسے بھکنے لگے تھے، کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کے آخر اسے ہو کیا رہا ہے، وہ بکس رکھتے اٹھ کر باہر نکل آئی

نیچے آئی تو آب نیچے نہیں تھی شاید وہ روم میں ریسٹ کر رہی تھی، اس نے واپس اوپر جانا چاہا جب لینڈ لائن پر آتی کال پر متوجہ ہوتے اس طرف بڑھی، فون اٹھا کر کان سے لگایا تو دوسری جانب شاہ زیب تھا

ہیلو، آب، آب حوزان کو گولی لگی ہے، وہ ہوسپٹل میں ہیں، میں وہیں جا رہا ہوں، آپ پلیز سویٹی کو یہ بات پتا مت چلنے دیجیے گا" شاہ زیب اس کی آواز سنے بغیر جلدی سے بولتا فون بند کر گیا

جبکہ سویٹی جہاں کھڑی تھی وہیں بیٹھتی چلی گئی، حوزان کو گولی لگی تھی یہ بات اس کے دماغ میں جھکڑ چلانے لگی تھی، مطلب گوہر خان اپنا گندہ کھیل کھیل ہی گیا تھا، یہ سب اس کی وجہ سے ہو رہا تھا، اگر وہ نا ہوتی تو حوزان پر کوئی مشکل ناں آتی

@@@@@@@@@@

داہیم کچھ دنوں سے مسلسل پرنیاں کے ہوسپٹل کے چکر لگا رہا تھا، پہلے دن اپنے بازو پر چوٹ لگواتے وہ ہوسپٹل آیا تو اور نرس سے کہہ کر پرنیاں سے ٹریٹمنٹ لیا تھا جس نے آکر آرام سے اس کے بازو پر پٹی باندھ دی، اس کا بے تاثر اور بے رونق چہرہ دیکھ داہیم اس کی تکلیف سمجھ گیا تھا مگر باوجود کوشش کے بھی اسے مخاطب نہیں کر سکا

اس کے بعد بھی وہ دو بار آیا مگر ہر بار کی طرح بغیر پرنیاں سے ملے یا بات کیے وہ واپس چلا جاتا، آج بھی کافی دیر ویٹنگ ایریا میں بیٹھنے کے بعد وہ واپس جانے کی نیت سے اٹھا تھا جب پرنیاں اپنے کیبن سے نکل کر باہر جاتی ہوئی دکھائی دی

داہیم اسے جاتا دیکھ اس کے پیچھے ہو لیا، پرنیاں اپنی گاڑی میں بیٹھ کر لیک ویو پارک آ گئی، یہ جگہ اس کی پسندیدہ تھی، پارک کا ایک سرا قدرتی جھیل کی طرف تھا جہاں کا نظارہ بہت حسین تھا، پرنیاں چپ چاپ آکر وہاں کھڑی ہو گئی، سامنے نظر آتا ڈوبتے سورج کا منظر بہت دلکش لگ رہا تھا

"یہ سورج بھی کتنا بے وفا ہے ناں، شام ہوتے ہی دوسروں کی زندگی میں اندھیرا کر کے ڈوب جاتا ہے" داہیم اس کے ساتھ کچھ فاصلے پر کھڑا ہوتے ہوئے بولا، پرنیاں اس کی آواز پہ چونکی تھی مگر کچھ خاص ردعمل نہیں دیا

"ویسے آپ کو ڈوبتے سورج کو دیکھنا پسند ہے کیا؟" اسے جواب ناں دیتے دیکھ دوبارہ مخاطب کیا

ہمم، کیونکہ یہ انسان کو اس کی اوقات بتاتا ہے، کے چاہے کچھ بھی کر لو، "جتنی مرضی کوشش کر لو، وقت پورا ہوتے ہی سب کو ڈوبنا پڑتا ہے" پرنیاں سنجیدہ سی آواز میں بہت گہری بات بول گئی تھی

"""ہاں یہ تو ہے، مگر مجھے چڑھتا سورج دیکھنا زیادہ پسند ہے، پتہ ہے کیوں؟ داہیم اس کے چہرے کو دیکھ کر بولا جو سورج کی نارنجی روشنی میں بہت حسین لگ رہا تھا، اس کے سوال پر پرنیاں نے حیرت سے اسے دیکھا جیسے جاننا چاہتی ہو کے کیوں؟

"کیونکہ وہ اپنے ساتھ امید کی کرن لے کر طلوع ہوتا ہے، ہر اندھیرے کی کوئی ناں کوئی سحر ضرور ہوتی ہے، سو عقل مندی یہی ہے کے اندھیروں کا عادی ہونے کی بجائے انسان کو روشنی کا استقبال کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے" داہیم کی گہری بات کا مفہوم وہ کچھ حد تک سمجھ چکی تھی

"آپ شاہ زیب انکل کے بیٹے ہیں ناں؟ جو اس دن ان کے ساتھ آئے تھے؟" پری کو اس دن بھی یہ چہرہ جانا پہچانا لگا تھا مگر اب اس کے بولنے پر یاد آیا یہ کوئی زیادہ پرانی بات تو نہیں تھی تب ہی سنجیدگی سے بولی

"جی خاکسار کو داہیم شاہ زیب خانزادہ کہتے ہیں، اور آپ یقیناً پری ہیں، آئی مین پرنیاں ہیں، ولید انکل کی بیٹی" داہیم مسکرا کر بولا مگر پری مروتاً بھی مسکرا نہیں سکی

"آپ کو پتا ہے پرنیاں، یہ جگہ میری فیورٹ ہے، کیونکہ یہاں بہت سکون ہے، جہاں انسان اپنے دکھوں کو بھلا کر سکون محسوس کرتا ہے" داہیم سامنے جھیل کے شفاف پانی کو دیکھتے ہوئے بولا

"ہمم سہی کہا، شاید میں بھی اسی لیے یہاں کھنچی چلی آتی ہوں، تاکے اپنے دکھوں کو بھول سکوں" پریناں کے کھوئے ہوئے لہجے پر داہیم نے لب بھینچے تھے

"چلیں اب بہت لیٹ ہو گیا ہے، آپ اب گھر جائیں، اندھیرہ ہو رہا ہے، اپ کا یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے" داہیم نے اندھیرہ پھیلتے دیکھ کر کہا

"میں کچھ دیر تک چلی جاوں گی، آپ چلے جائیں، میں ٹھیک ہوں" پری کہتے ایک بار پھر سامنے کی جانب متوجہ ہو گئی، داہیم کچھ لمحے اسے دیکھتے رہنے کے بعد لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا، وہ آج اپنے مقصد کے قریب آ گیا تھا اب بس اسے آہستہ آہستہ پریناں کو اس غم سے نکالنا تھا

میرے حاصل یہ محرومی عجب محسوس ہوتی ہے

تجھے پاکر بھی تیری طلب محسوس ہوتی ہے
تمہارے ساتھ دیکھی تھی وگرنہ زندگی ہم کو
نہ تب محسوس ہوتی تھی ناں اب محسوس ہوتی ہے

نیلے وسیع امبر پر آج عجیب ساسماں تھا، سیاہ گھور بادلوں اور آفتاب میں عجیب سی جنگ چھڑی تھی، دونوں ایک دوسرے کومات دینے میں پیش پیش تھے، کبھی سیاہ روئیں جیسے بادل سورج کواپنی آغوش میں بھر لیتے تو کبھی چمکتا سورج ان بادلوں کی گود سے نکل کران کے ساتھ چھپن چھپائی کھیلنے لگتا

یہ نظارہ دیکھتاوسیع سمندر بھی آج جوش میں آکراپنی موج میں تھا،اپنے اوپر موجود بیڑوں کو خود میں ڈبونے کو بیتاب یہ موجیں آج پوری طرح سرکش ہورہی تھیں،ایسے موسم میں کوئی بھی ناخدا غلطی سے بھی سمندر میں نہیں

اترتا تھا مگر پاکستان نیوی کے جوان ان خطرناک موجوں میں بھی اپنے فرض کی ادائیگی میں صف آرا تھے

مجتبی شپ کے اندر موجود تھا جب کنڑول روم سے پیغام موصول ہوا کے کچھ دہشت گرد اس خراب موسم کا فائدہ اٹھا کر یہاں سے اپنا بیڑہ گزارنے والے ہیں، مگر وہ شاید یہ بھول گئے تھے کے ان کا مقابلہ پاکستان نیوی سے ہے جن پر ایسے موسموں اور موجوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کے لیے اگر کچھ اہم ہوتا ہے تو صرف وطنِ عزیز کی حفاظت

"یار لالے، کیا ٹارگٹ سیٹ کیا ہے آج تو نے؟" شہیر اسے سنجیدہ ہوتے دیکھ شرارت سے بولا، مجتبی ولید حیدر ایک بار پھر اپنے وحشی روپ میں آنے والا تھا، اسے جتنی نفرت دہشت گردوں سے تھی اتنی کسی سے نہیں تھی کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو بظاہر اپنے ہو کر اپنوں کا خون بہاتے ہیں

ٹینشن مت لے جانی، جتنے بھی ہاتھ لگے سب گنتا جائیں" مجتبی کی آنکھیں اس کے تپش کی گواہ تھیں مگر بظاہر ہلکے پھلکے لہجے میں بولا، اب بس انہیں نیوی کے جوانوں کا انتظار تھا، اس کا بس چلتا تو اکیلا ہی نکل جاتا انہیں واصلِ جہنم کرنے مگر ہیڈ آفس کے آرڈرز سے انکار کرنا ناممکن تھا

آہستہ سے جیب میں ہاتھ ڈالتے اپنا والٹ نکالا، والٹ میں اس کی اور حرم کی تصویر تھی جس میں وہ وائٹ یونیفارم میں ملبوس تھا جبکہ اس کے آگے بیٹھی حرم نے اس کی وائٹ کیپ پہن رکھی تھی، ایک محبت پاش نظر حرم کے مسکراتے چہرے پر ڈال کر والٹ بند کرتے دوبارہ جیب میں رکھا

وہ جب بھی گھر سے یہاں آتا تھا تو سب کچھ پیچھے چھوٹ جاتا تھا، یہاں وہ ناں کسی کا بیٹا تھا، ناں کسی کا بھائی اور ناں کسی کا شوہر، اس وردی کو پہن کر وہ

صرف ایک فوجی تھا جس کی اولین ترجیح شہادت ہوتی ہے، اس کی بھی سب سے بڑی خواہش یہی تھی جس کے لیے وہ ہمیشہ تیار رہتا تھا

جوانوں کے آنے کے بعد وہ سب لوگ لائف بوٹ میں سوار ہو کر ان سرکش موجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے سمندر میں اترے تھے اگر سمندر کی باغی موجیں طاقتور تھیں تو سامنے بھی پاک فوج کے جیالے تھے جن کا کام ہی سرکشی کو روکنا تھا، نیوی کے جوان پوری قوت سے بازو چلاتے پانی کی لہروں کا مقابلہ کر رہے تھے

اور آخر کار وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے، یہ ایک بہت بڑا بیڑہ تھا، جس میں موجود دشمن شاید اسی گمان میں تھے کے اس موسم میں ان کے پیچھے آنے والا کوئی نہیں ہے، تب ہی بے فکر ہو کر اندر موجود تھے، وہ سب شپ کے ساتھ رسی لٹکاتے ہوئے آہستہ آہستہ شپ میں سوار ہوئے تھے

اپنی اپنی بندوق تھامے اندر کی جانب بڑھے، وہ ان دشمنوں کو سمبھلنے کا موقع دیے بغیر انہیں جہنم واصل کرتے جا رہے تھے، مجتبی سب سے آگے تھا، آہستہ آہستہ سب دروازے کھولتے انہوں نے دشمن کا صفایا کیا تھا، اب صرف بیسمنٹ میں دیکھنا باقی تھا

مجتبی ان کو اشارہ کرتے نیچے کی جانب بڑھا، وہ باری باری سب دروازے کھول رہا تھا، ایک دروازہ کھولتے اس کے ہاتھ تھمے تھے، یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس میں بیس پچیس کے قریب چھوٹے چھوٹے بچے تھے، جن کی عمریں نو دس برس کے قریب تھیں، وہ سب بدحال نظر آ رہے تھے، بکھرے بال، پھٹے ہوئے کپڑے، سرخ خوفزدہ چہرہ اور گالوں پر بہتے آنسو، مجتبیٰ کا دل سسکا تھا انہیں یوں دیکھ کر نا جانے کن کے لال تھے جو ان وحشیوں کے ہاتھ لگ گئے

شہیر "مجتبی نے آواز دے کر اپنے پیچھے موجود شہیر کو بلایا تب تک باقی" جوان دشمنوں کو ان کے انجام تک پہنچانے میں مصروف تھے شہیر اس کی آواز سن کر آگے آیا

دو جوانوں کو یہاں بلاو، انہیں بولو ان بچوں کو پروٹیکشن دیں، تم مجھے فولو" کرو" سنجیدگی سے کہتے وہ بچوں کی طرف بڑھا جو اسے دیکھ خوفزدہ ہو رہے تھے

ڈرو مت بچو، آپ لوگ محفوظ ہو، ہم فوجی ہیں، جو آپ کی مدد کرنے آئے" ہیں" انہیں خوفزدہ دیکھ کر وہ بامشکل مسکرا کر دوستانہ انداز میں بولا

آپ فوجی ہو؟ وہ جوان گندے لوگوں کو مارتے ہیں؟ میری امی کہتی تھیں" جہاں فوجی ہوں وہاں گندے لوگ نہیں رہتے "ان میں سے ایک بچہ تھوڑا حوصلہ پاتے آگے بڑھا

ہاں بیٹا ہم وہی ہیں، فکر مت کرو اب کوئی گندا انسان زندہ نہیں رہے گا،" آپ لوگوں نے شور نہیں کرنا اور جیسا یہ بھائی کہیں ویسے کرنا ہے، ٹھیک ہے؟" مجتبی انہیں دلاسہ دیتے بولا پھر اٹھ کر آگے والے کمروں کی طرف بڑھا

اچانک ایک کمرے سے نسوانی چیخوں کی آواز سنائی دینے لگی،اس نے جلدی سے آگے بڑھتے اس کمرے کا دروازہ ٹانگ مارتے کھولا جہاں سے آواز آرہی تھی، سامنے کا منظر دیکھ اس کا خون خولا تھا، دو تین وحشی درندے ایک معصوم لڑکی پر جھکے ہوئے تھے اس کے پیچھے شہیر بھی اندر آیا

کون ہے ب۔۔۔"ان میں سے ایک آدمی شور پر سیدھا ہوا یہ کمرہ کافی" آگے تھااور لوہے کے دروازے کی وجہ سے وہ شاید باہر ہونے والی کاروائی سے انجان تھے،اس سے پہلے وہ شخص بات مکمل کرتا مجتبی کی گولی اس کے سر کے چیتھڑے اڑا چکی تھی،

اس کے ساتھی گولی کی آواز پر سیدھے ہوئے مگر اس سے پہلے وہ کچھ کرتے شہیر اور مجتبی ان دونوں کا قصہ بھی تمام کر چکے تھے،وہ لڑکی گولی کی آوازوں پر کان ڈھانپتے چیخ اٹھی، مگر کچھ لمحوں بعد سامنے سفید وردی میں ملبوس مجتبی کو دیکھ اس کے چہرے پر اطمینان پھیلا تھا،یہ شاید اس کے تن پر موجود وردی کا کمال تھا

اگلے ہی لمحے مجتبی اور شہیر ساکت ہوئے تھے، وہ لڑکی بھاگتے ہوئے مجتبی کے ساتھ لگی تھی، اونچی اونچی روتے وہ اس کی شرٹ مٹھیوں میں تھام گئی، شہیر نے آگے بڑھ کر اس کی چادر زمین سے اٹھائی اور لا کر اس کے پاس کھڑا ہوا

گڑیا، اب تم محفوظ ہو، سمبھالو خود کو شاباش "مجتبی نے اس کا سر" تھپتھپاتے اسے سیدھا کیا، وہ لڑکی بھی شاید اپنی غلطی سمجھ چکی تھی شرمندہ ہوتے ہوئے سیدھی ہوئی، شہیر نے پیچھے سے اس کی چادر اس کے سر پر ڈالی،

مجتبی نے اس لڑکی کو چہرہ دیکھا، میدے جیسی صاف رنگت، ہری غزالی آنکھیں جو رو رو کر سوج چکی تھیں، ان پر مڑی ہوئی خمدار پلکیں، براؤں بال جن کی آوارہ لٹیں چہرے پر بکھری تھیں، سیب کی طرح سرخ اور پھولے

گال اور سرخ یاقوتی لب جن کے اوپر ننھا سا تل موجود تھا وہ بے انتہا حسین لڑکی تھی

چند لمحے تو شہیر بھی گنگ رہ گیا، اس کے چہرے پر معصومیت رقصاں تھیں وہ دیکھنے میں تقریباً سولا سترہ سال کی لگ رہی تھی، وہ دونوں اس معصوم بچی کا حال دیکھ کر صدمے میں تھے

گڑیا، کیا نام ہے آپ کا؟ اور آپ یہاں کیسے ؟" مجتبی نے شفقت سے اس" کے ڈھکے ہوئے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا

امارہ نام گلِ لالہ ہے، ام قالام گاؤں میں رہتا تھا اپنے اماں بابا کے ساتھ، " امارہ بابا ان کے ساتھ کام کرتی تھی، مگر انھوں نے امارے بابا کو مار دیا، پھر ایک دن آکرام کو زبردستی لے جانے لگا، اماری اماں نے ام کو بچانے کی

کوشش کی مگرانوں نے اماری اماں کو بھی مار دیا، ہم اماں کو دیکھ کر بے ہوش ہو گیا تھا اسکے بعد جب ام کو ہوش آیا تو ام اس کمرے میں تھا، دو دن سے ام ادھر ہے اور آج یہ سانڈ اندر آگئی اور ہماری چادر اتار کر پھینک دی، یہ ام کو مار رہی تھی مگر پھر آپ آگئی" وہ لڑکی دیکھنے میں بھی پٹھان لگ رہی تھی اور اب انہیں یقین ہو گیا

ان دونوں کے چہروں پر افسوس جھلکنے لگا تھا، کس قسم کے وحشی لوگ تھے جنہیں غلط سہی کی تمیز تک بھول گئی تھی، جو انسان سے جانور بن چکے، ان کے نزدیک اپنے پرائے کسی کی کوئی اہمیت نہیں تھی، اس معصوم سی لڑکی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے جا رہے تھے جسے یہ بھی نہیں پتہ تھا کے آخر انہوں نے اسے پکڑا کیوں ہے

گل بیٹا آپ کا کوئی رشتہ دار ہے جہاں ہم آپ کو بھیج سکیں ؟" مجتبی نے" بڑے پیار سے اس سے پوچھا جس سر جھکائے سوں سوں کر رہی تھی شہیر کو اس لڑکی کی تکلیف دل پر محسوس ہو رہی تھی

نہیں لالہ ،ام کا صرف اماں بابا تھے ،اور کوئی نہیں ہے "اس کی بات پر گلِ" لالہ کو اپنا اصل دکھ یاد آیا تھا کے اب اس بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں تھا ان دونوں کو اس کے لیے دکھ ہوا

کس نے کہا کوئی نہیں ہے، آج سے میں آپ کا لالہ ہوں، ٹھیک ہے، آو" میرے ساتھ "مجتبی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے فیصلہ کیا تھا وہ آگے بڑھا تو وہ بھی اس کے پیچھے چل دی شہیر بھی اس کے ساتھ ہی باہر بڑھا جہاں سب دشمن مارے جا چکے تھے

آپ بھی امارے لالہ ہو؟" شہیر جو نا جانے کیوں خود کو اسے دیکھنے سے" روک نہیں پارہا تھا اس کے اچانک سوال پر گڑ بڑا گیا

استغفار، میں تمہارا لالہ نہیں ہوں" وہ اپنی طبیعت کے برخلاف سختی سے" بولا جس پر گلِ لالہ سہم گئی تھی شہیر کا دل کس لے پر دھڑک رہا تھا اور وہ اسے بھائی بنانے پر تل گئی تھی

وہ سب جوان ایک بار پھر فتح کا تاج سجائے سر فخر سے بلند کیے باہر نکلے تھے، یہ وہ لوگ تھے جو اپنی ذات سے پہلے دوسروں کو رکھتے ہیں، تب ہی کامیاب ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے پیچھے لاکھوں ماوں کی دعائیں ہوتی ہیں۔

سو جاؤ عزیزو کے فصیلوں پہ ہر اک سمت
ہم لوگ ابھی زندہ و بیدار کھڑے ہیں

@@@@@@@@@@

بہرام کو حوزان کے بارے میں پتا چلا تو وہ جلدی سے ہوسپٹل پہنچا جہاں حوزان ابھی ایمرجنسی میں تھا، گولی حوزان کے دائیں بازو میں لگی تھی، گولی تو نکال دی گئی تھی مگر خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اسے ابھی ہوش نہیں آیا تھا

"ارتضیٰ بیٹا تھینک یو سو مچ اگر آپ وقت پر حوزان کو ہوسپٹل نہیں لاتے تو کچھ بھی ہو سکتا تھا" شاہ زیب پہلے تو ارتضیٰ اور حریم کو وہاں دیکھ کر حیران ہوا مگر جب پتا چلا کے وہ حوزان کو یہاں لائے ہیں تو مشکور انداز میں بولا

"ارے انکل، شرمندہ مت کریں، ہمیں نہیں پتا تھا جس کی ہم مدد کر رہے ہیں وہ کون ہے، ہم تو بس اپنا فرض نبھا رہے تھے مگر ہمیں خوشی ہوئی کے ہم آپ کے کام آئے" ارتضی مسکرا کر بولا، تب ہی بہرام بھی وہاں آگیا، کچھ ہی دیر میں وہ لوگ ایک دوسرے سے متعارف ہو چکے تھے

داہیم وہاں آیا تو ارتضی اسے پہچان گیا تھا وہ بھی بڑے محبت سے ان سے ملا

"او کے انکل، ہم چلتے ہیں، آپ فکر مت کریں حوزان ٹھیک ہو جائے گا، حریم کو گھر چھوڑنا ہے سب پریشان ہو رہے ہوں گے، میں انشاءاللہ دوبارہ چکر لگاؤں گا" ارتضی وقت دیکھتے بولا انہیں وہاں شام ہو چکی تھی

"ہاں بیٹا، اللہ آپ کو اس نیکی کا اجر دے، دھیان سے جائیے گا، اور ابھی ولید کو مت بتائیے گا وہ خوامخواہ پریشان ہو جائے گا" شاہ زیب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا

وہ سر ہلاتے وہاں سے چل دیے، اب وہاں شاہ زیب، داہیم اور بہرام تھے ذیشان کا فون نہیں لگ رہا تھا اور شاہ زر راستے میں تھا، ابھی کچھ خبر نہیں تھی سوان سب کا وہاں رکنا بیکار تھا تب ہی شاہ زیب بہرام کی جانب مڑا

"بہرام بیٹا آپ گھر جاؤ، پہلے جاتے ہوئے اپنی پھپھو اور تائی اماں کو حوصلہ دیتے جایئے گا، حسال اور سویٹ کا بھی خیال رکھیے گا، ہم دونوں ہیں یہاں" شاہ زیب کو پتا تھا گھر میں وہ سب پریشان ہو رہی ہوں گی

بہرام سر ہلا کر وہاں سے نکل آیا، وہ سیدھا خاقان ولا آیا تھا جہاں دلکش، مشک اور حسال لاونج میں ہی تھیں، ان تینوں کی حالت خراب تھی، آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر دعا لیے وہ سب حوزان کی زندگی کے لیے دعا گو تھیں

"پھپھو" بہرام نے دلکش کے پاس آتے اسے پکارا، وہ جو آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی اس کی آواز پر سیدھی ہوئی، حسال اور مشک بھی ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے

"بہرام۔۔ بہرام میرا حوزان، وہ ٹھیک ہے ناں؟" دلکش اس کے بازو تھامتی بے چینی سے بولی مشک اور حسال کے کان بھی اس کی جانب لگے تھے

"فکر مت کریں پھپھو، حوزان ٹھیک ہے، گولی نکال دی ہے، کچھ گھنٹوں میں ہوش آجائے گا" اس نے انہیں خود سے لگایا اس کے جواب پر سب کے سانس میں سانس آئی تھی

یااللہ تیرا شکر، میں شکرانے کے نوافل ادا کرلوں "دلکش اوپر کی طرف" دیکھ کر شکرادا کر کے بولی مشک بھی اس کے ساتھ اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئی، حوزان اس گھر کا اکلوتا وارث تھا جس سے وہ سب بہت محبت کرتے تھے

حسال "حسال سر جھکائے کھڑی تھی تب ہی بہرام نے اسے پکارا اسے پتا تھا" وہ رو رہی ہو گی

حسال، جاناں حوزان ٹھیک ہے، پلیز روئیں مت "اس کی آواز پر حسال نے" ار اٹھایا تو بہرام اس کے آنسو دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا

بہرام آپ کو پتا حوزان نے کبھی مجھے بھائی کی کمی محسوس ہونے نہیں دی، " اس نے ہمیشہ مجھے چھوٹی ہوتے ہوئے بھی بڑی بہنوں والا مان دیا ہے، اگر اسے کچھ ہو جاتا تو ہمارا کیا ہوتا؟ "حسال اس کا سہارا پاتے ہی سسک اٹھی

"آپ کو لاڈلا بھائی بلکل ٹھیک ہے میری جان، اب یوں رو رو کر اسے اور مجھے تکلیف مت دیں" بہرام نے اس کے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں پر چنے تھے

"سویٹ، سویٹ کیسی ہو گی، اگر اسے پتا چل گیا تو وہ برا حال کر لے گی" حسال کو اچانک سویٹ کا خیال آیا ان سب کی یہ حالت تھی تو آزین کا کیا ہوتا، خان اور سویٹ کی جان تو ایک دوسرے میں قید تھی

"اسے ابھی معلوم نہیں ہے، بابا نے ماما کو منع کر دیا تھا اسے بتانے سے، میں گھر ہی جا رہا ہوں، ماما کو بھی میری ضرورت ہو گی" بہرام کو یہ حوصلہ تھا کے سویٹ اس سب سے لاعلم ہے مگر اسے یہ نہیں پتا تھا کے در حقیقت جس سے وہ سب لوگ یہ بات چھپانا چاہ رہے تھے اسے پتا چل چکا تھا

ہاں ماما اور چھوٹی ماما کی بھی حالت ٹھیک نہیں ہے ورنہ میں بھی ساتھ چلتی""""
حسال کو سویٹی کی فکر لاحق ہو گئی تھی

آپ یہیں رہیں اور پھپھو اور تائی اماں کا خیال رکھیں، میں وہاں سب"
سمبھال لوں گا، اپنا خیال رکھیے گا، اللہ حافظ "اس کے ماتھے کو عقیدت سے
چھوتے وہ باہر نکل گیا

گھر آیا تو سامنے ہی سویٹی لینڈ لائن کے پاس زمین پر بیٹھی تھی، ساکت چہرہ
اور کھویا ہوا انداز اسے سمجھا گیا تھا کے وہ سب جان گئی ہے، اسے اپنی بہن کی
حالت دیکھ کر تکلیف ہوئی تھی

سویٹی میرا بچہ، لالہ کی جان، یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟" بہرام جلدی سے اس" کے پاس آیا

لالہ خان" بہرام کو دیکھ کر وہ فون کی طرف اشارہ کرتے بولی"

لالہ کا بچہ، خان بلکل ٹھیک ہیں، بازو میں گولی لگی تھی مگر اب وہ ٹھیک ہے،" میں ابھی وہیں سے آرہا ہوں" بہرام اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے بولا

لالہ، مجھے خان کے پاس جانا ہے، پلیز مجھے خان کے پاس لے جائیں، پلیز" لالہ" اچانک ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے، وہ سسکتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر بولی

ہاں میری جان، ہم کچھ دیر بعد جائیں گے، ابھی وہ بے ہوش ہیں ناں، ڈاکٹر" نے کہا تھوڑی دیر تک ہوش آجائے گا" بہرام اسے ساتھ لگاتے اس کا سر سہلاتے ہوئے بولا

سویٹی اس کے ساتھ لگی رونے لگی، حوزان کی تکلیف اس کے دل پر بھی وار کر رہی تھی، مگر وہ اتنی بے بس تھی کے اسے اس تکلیف سے نجات بھی نہیں دے سکتی تھی، مگر اس کا روم روم اپنے خان کے لیے دعا گو تھا

@@@@@@@@

پینتھر، لیپرڈ اور سوان آج ایک بار پھر اسی میٹنگ روم میں جمع ہوئے تھے، انہیں ایک نیا کیس سونپا گیا تھا، جس میں انہیں ملک کے اندر اور باہر ایک ایسے گروہ کو پکڑنا تھا جو چھوٹے بچوں کی سمگلنگ کرتا تھا،

"سوان، جو ڈیٹا میں نے کہا تھا وہ کلیکٹ کیا تم نے؟"پینتھر کی سنجیدہ سی آواز نے میٹینگ روم میں چھائی خاموشی کو توڑا تھا

"یس سر، میں نے سارا ڈیٹا جمع کر لیا ہے، اور اس دوران مجھے بہت سی اور باتوں کا بھی علم ہوا ہے" فائل اس کی جانب بڑھاتے سوان بھی اسی سنجید گی سے بولی

"سر اس گروہ کی کئی جڑیں ہیں، جو صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ ارد گرد کے ممالک تک پھیلی ہوئی ہیں، ایران، افغانستان، امریکہ اور اس کے علاوہ بھی کئی ممالک کے لوگ اس میں ملوث ہیں، اور سر ان کا کام صرف بچوں کو اغواء کرنا نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ پاکستان اور دوسرے ممالک سے لڑکیاں بھی سمگل کرتے ہیں، جنہیں امریکہ بھیجا جاتا ہے، وہاں ان کے ساتھ کیا کیا ہوتا

یہ سب اس میں درج ہے، مگر سر ان کا سب سے زیادہ نیٹ ورک پاکستان میں ہے،اور یہ بھی پتا چلا ہے کے کچھ دن میں وہ لوگ بچوں اور لڑکیوں کو امریکہ بھیجنے والے، جس کے لیے پاکستان کے مختلف علاقوں سے بچوں کو جمع کیا جارہا ہے اور جہاں تک میری معلومات ہے آج انہیں بچے افغانستان بھیجنے تھے اور اب تک تو شاید پہنچ چکے ہوں گے "سوان نے اسے ساری تفصیل سے آگاہ کیا تھا

بچے افغانستان نہیں پہنچے، پاکستان نیوی ان کے شپ کو پکڑ چکی ہے "پینتھر" کی سنجیدہ آواز پر وہ دونوں حیران ہوئے تھے حالانکہ جانتے تھے وہ پینتھر تھا جس کی نظر چاروں طرف رہتی تھی،اسے ان کے بتانے کی ضرورت نہیں تھی

"پینتھر مجھے پتا چلا ہے کے اس بار اسلام آباد کی پولیس بھی ہمارے ساتھ اس کیس کو ہینڈل کر رہی ہے ؟" لیپرڈ نے حیرت سے پوچھا کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا تھا کے وہ کسی اور فورس کے ساتھ مل کر کام کرتے

"ہاں، ایس پی حوزان خاقان، وہ ہمارے ساتھ یہ کیس ہینڈل کرے گا، کیونکہ اس بار اسلام آباد کے ارد گرد کے علاقوں میں اغواء کے کیس زیادہ ہو چکے ہیں ہمارا کام بڑی مچھلیوں کو پکڑنا ہے مگر ہم چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی چھوڑ نہیں سکتے" پینتھر نے انہیں اصل بات سے آگاہی دی تھی

"مگر پینتھر سر ہم کریں گے کیا؟ کس طرح پکڑیں گے انہیں؟" سوان نے آگے کا لائحہ عمل جاننا چاہا

ہم انہیں وہ دیں گے جو وہ چاہتے ہیں "پینتھر نے معنی خیزی سے کہا جسے وہ" دونوں اچھی طرح سمجھ گئے تھے

مگر پینتھر اس سب میں خطرہ ہو سکتا ہے، ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے، "" لیپرڈ کوان کے پلین نے بے چینی میں مبتلا کر دیا تھا اس کی بات پر ان دونوں نے اسے گھورا

ہمیں کیا کرنا ہے یہ میں سوچ چکا ہوں، اور سوان کو بھی کوئی اعتراض نہیں" ہے، رایٹ سوان؟ "پینتھر اسے گھورتا ہوا سوان سے بولا

جی سر، ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے، انشاءاللہ سب ٹھیک ہو گا"" سوان نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی جس پر لیپرڈ نے دانت پیسے تھے

ٹھیک ہے پھر، دو دن بعد اسی جگہ، میں تم لوگوں کو فائنل پلین بتادوں گا""
پینتھران سے کہتے اٹھ کر باہر کی جانب بڑھا

ہر بات میں سر کی جی حضوری کرنا ضروری ہے، پینتھر کی چمچی "لیپرڈ نے"
اپنا غصہ اس پر نکالا تھا

ہاں کیونکہ سر کا دماغ نہیں خراب آپ کی طرح، انہوں نے جو کہا ہے سوچ"
سمجھ کر ہی کہا ہے "سوان منہ بنا کر کہتے باہر نکل گئی جبکہ لیپرڈ ضبط کر کے رہ
گیا، ایک تو وہ اپنے دل کی حالت پر پریشان تھا اس پر یہ دونوں اسے پاگل کرنا
چاہ رہے تھے

ارتضیٰ حریم کو لے کر ابراہیم ولا آ گیا تھا کیونکہ ولید اور سویرا ابھی حیدر ولا
جانے کی بجائے وہاں آ گئے تھے، گاڑی پورتج میں کھڑی کرتے وہ دونوں

اندر کی جانب بڑھ گئے تھے آگے پیچھے اندر داخل ہوئے تو سامنے سب بڑے لاونج میں موجود تھے

لو بچے بھی آ گئے، حریم بیٹا یہاں آئیں میرے پاس" ولید نے ان دونوں کو آتے دیکھ کر کہا اور حریم کو اپنے پاس بلایا

عائشہ بھابھی میں جانتا ہوں یہ وقت بہت مشکل ہے، زین کو گزرے ابھی" زیادہ عرصہ نہیں گزرا، ایسے میں یہ بات کرنا مناسب نہیں ہے مگر زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، کب کس کا بلاوا آ جائے کوئی نہیں کہہ سکتا، میں چاہتا ہوں ارتضیٰ اور حریم کی رخصتی کر دی جائے، یہ فرض کبھی ناں کبھی تو ادا کرنا ہی ہے تو نیک کام جتنی جلدی کر دیا جائے بہتر ہے" ولید کی آواز پر حریم نے جھٹکے سے جھکا سر اٹھایا تھا، آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آئے تھے وہ وہاں سے چلتی ہوئی باہر نکل گئی

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ولید بیٹا، مگر لوگ کیا کہیں گے، کے ابھی بیٹے کو مرے کچھ ہی عرصہ ہوا اور انہیں خوشیاں منانے کی پڑ گئی ہے" سارہ بیگم نم لہجے میں بولیں، دکھ بہت بڑا تھا جو جاتے جاتے ہی جانا تھا

"ممانی جان کیا کوئی لوگوں کو بھی خوش کر سکا ہے کبھی، ہم جو بھی کر لیں دنیا والے بات کرنے سے بعض نہیں آئیں گے ہمیں اپنے بچوں کا سوچنا ہے، حریم کی جو حالت ہے ایسے میں صرف ارتضیٰ ہی ہیں جو انہیں سمبھال سکتے ہیں،" ولید اٹھ کر ان کے پاس آتے ان کے ہاتھ تھام کر بولا

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ولید بھائی، جانے والے واپس نہیں آئیں گے اور ناں ہی ہم جینا چھوڑ سکتے ہیں، آج نہیں تو کل ہمیں رخصتی تو کرنی ہی ہے

تواب ہی سہی" عائشہ کی سنجیدہ آواز پر سب نے اسے دیکھا، وہ ان سب کے لیے عزم اور حوصلے کی زندہ مثال تھی

ہم سب کچھ سادگی سے کریں گے، صرف خاص خاص مہمانوں کو مدعو" کر کے بچوں کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں" سویرا نے ارتضیٰ کو دیکھا جس کا سارا دھیان حریم کی طرف تھا وہ یقیناً رو رہی ہو گی

ارتضیٰ جاؤ بیٹا حریم سے بات کرو، اسے صرف آپ ہی سمجھا سکتے ہو"" ارسلان صاحب اس کی بے چینی بھانپ گئے تھے ویسے بھی ان سب میں صرف ارتضیٰ ہی تھا جس کی بات حریم آسانی سے مان لیتی تھی

جی نانا جان "ارتضی کو تو اجازت درکار تھی ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر وہ" حریم کے روم کی طرف بڑھا، جو اندر بستر کے قریب زمین پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی

پرنسس "ارتضیٰ نے اس کے قریب بیٹھتے اسے پکارا تو حریم نے آہستہ " سے اپنا سر اٹھایا، آنکھوں سے آنسو لڑی کی مانداس کے سرخ گالوں پر بہہ رہے تھے ارتضی کو اس کے آنسو اذیت دے رہے تھے

کیا ہوا پرنسس، کیا آپ رخصتی نہیں چاہتیں، بتائیں مجھے، آپ کی مرضی " کے بغیر کچھ نہیں ہو گا "اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے اپنی پوروں سے اس کے آنسو چنے تھے

نہیں، یہ بات نہیں ہے مگر ارتضیٰ زین بھائی اتنی جلدی کیوں چلے گئے ؟، "انہیں تو اپنے ہاتھوں سے مجھے آپ کے ساتھ رخصت کرنا تھاناں، پری بھابھی کو دلہن بنا کر اس گھر میں لانا تھا، وہ کیوں چلے گئے " ہچکیاں لیتے وہ بامشکل بول رہی تھی،

ایک بہن کے لیے سب سے بڑا سہارا اس کا بھائی ہوتا ہے، اس کا مان، اس کا حوصلہ جس کے ہوتے وہ خود کو ہر بری نظر اور ارادے سے محفوظ تصور کرتی ہے، مگر جب وہی سہارا چھن جائے تو وہی بہن اپنی پرچھائی تک سے خوف کھانے لگتی ہے

خود کو سمبھالیں پرنس، یہ دنیا عارضی ہے، آج زین چلا گیا کل آپ کو" اور مجھے بھی وہیں جانا ہے، میں جانتا ہوں آپ نے زین کے بغیر اپنی زندگی کا یہ دن تصور بھی نہیں کیا ہو گا، مگر مجھے دیکھیں، میرے سامنے میری پھولوں

سی بہن کا سہاگ اجڑ گیا مگر میں کچھ نہیں کر سکا، سب سے بڑا نقصان تو پری کا ہوا ہے ناں آپ کو سمبھالنے کے لیے میں ہوں، اپنی مم کے لیے نانا جان، نانی جان ہیں، مگر پری اس نے تو اپنی محبت پانے سے پہلے ہی کھو دی، جب وہ جی رہی ہے تو ہمیں بھی تو جینا ہے ناں؟ اپنوں کے لیے، اور اس زندگی کو گزارنے کے لیے ایک ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے پرنس اور میری وہ ساتھی آپ ہیں" ارتضیٰ آہستہ آہستہ اپنی باتوں سے اسے مسمرائز کر رہا تھا وہ رونا بھولے یک ٹک اس کو دیکھتی اسکی باتوں میں کھو گئی تھی

آج اگر زین ہمارے ساتھ ہوتا تو سب سے زیادہ خوش وہی ہوتا، اگر آپ" اس طرح روئیں گی اداس ہوں گی تو زین کو تکلیف ہو گی، اسی لیے اس کی خاطر، میری خاطر خود کو تکلیف مت دیا کریں" آہستہ سے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھے تھپتھپایا تھا

"اگر آپ ابھی یہ سب نہیں چاہتیں تو میں بابا کو منا کر دیتا ہوں، میرے لیے سب سے اہم آپ کی خوشی اور سکون ہے، اگر آپ خوش نہیں ہیں تو اس رخصتی کا کوئی مطلب نہیں ہے" اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکائے سنجیدگی سے کہا

"جیسے ماما اور ولید بابا کی مرضی، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میں اپنی وجہ سے انہیں پریشان نہیں کر سکتی، جو میں کھو چکی ہوں اس کا ملنا ناممکن ہے، مگر جو رشتے میرے پاس ہیں میں انہیں کسی قیمت پر کھو نہیں سکتی" اس کی نیوی بلو وردی کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑے وہ آہستہ سے بولی

"اداس مت ہوں میری جان، زین جہاں بھی ہو گا آپ کو خوش دیکھ کر بہت خوش ہو گا اسی لیے خوش رہا کریں" ارتضیٰ اس کے سر پر لب رکھتے بولا

چلیں اب آپ اٹھیں، فریش ہو کر یونیفارم بدل لیں، اور آرام کریں، میں" بھی چلتا ہوں، گڈ نائٹ"اس کے ماتھے کو چھوتے وہ باہر کی جانب بڑھ گیا

اس نے نیچے جا کر ولید کو حریم کی رضامندی کی بابت بتایا تو ان سب نے مل کر تین ہفتے بعد کی ڈیٹ فائنل کی تھی، کیونکہ ابھی مجتبی کو بھی آنا تھا اور احتشام اور مہمل سے بھی بات کرنا تھی، یہی تو کرتے ہیں اس ملک کے رکھوالے اپنوں کو کھو کر بھی زندگی کو جینے کی کوشش کرتے، زندگی کے ہر پل سے خوشیاں کشید کرتے ہیں

@@@@@@@@

اگلے دن کا سورج طلوع ہوا تو اداسی اور غم کے بادل خان قبیلوں پر سے پوری طرح چھٹ گئے تھے، حوزان ہوش میں آگیا تھا، دن کے نو بجے کے قریب

گھر سے حسال اور دلکش آ گئی تھیں، دلکش تو اسے دیکھتے مسلسل روئے جا رہی تھی جس پر حوزان لب بھینچ گیا

"بابا یار اپنی مسز کو دیکھیں، میں بلکل ٹھیک ہوں مگر یہ رو رو کر مجھے بیمار کر دیں گی" حوزان اسے چپ کروانے کے لیے خلاف معمول شرارت سے ذیشان سے بولا، وہ بہت کم اس موڈ میں آتا تھا

"بے مروت انسان، ایک تو میری پیاری سی بیوی تمہاری تکلیف میں رو رو کر اپنی حسین آنکھوں کو سوجا رہی ہیں اور تم خوش ہونے کی بجائے باتیں سنا رہے ہو" ذیشان اس کی شرارت سمجھتے دلکش کے پاس آ کر اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلا گیا جس پر وہ رونا بھول کر جھنپ گئی

حسال دیکھ لو اپنے چاچو صاحب کو، شادی کے اٹھائیس سال بعد بھی اپنی" بیوی سے رومینس جھاڑنے سے بعض نہیں آرہے" حوزان پر روتی ہوئی حسال کو دیکھ کر بولا

ہاں بھئی یہ تو ہماری فیملی کے رومیو اینڈ جولیٹ ہیں" حسال روتے روتے" مسکرا کر بولی، دلکش ذیشان کو گھور رہی تھی جو اس عمر میں بھی اسے سب کے سامنے شرمندہ کر دیتا تھا

ہاں تو، اٹھائیس سال تو کیا میں اٹھارہ سو سال بعد بھی اپنی بیوی سے " رومینس کروں گا، میری بیوی میری مرضی" ذیشان کونسا کم تھا تڑخ کر بولا

ذیشان خان، تھوڑا تو اپنی عمر کا لحاظ کر لیا کریں، بہو والے ہو چکے ہیں آپ" مگر اپنی حرکتوں سے بعض نہیں آتے" دلکش اس کا ہاتھ کندھوں سے ہٹاتے

دانت پیس کر بولی تب ہی دروازہ کھلا تھااور بہرام کے پیچھے سویٹی اندر داخل ہوئی

لو بھئی، تمہاری بیوی بھی آگئی، ہمیں سنا رہے تھے ناں،اب خود تو بیوی کے سامنے تم اپنے آپ کو بھی بھول جاؤ گے "ذیشان سویٹی کا سرخ جھکا ہوا چہرہ دیکھ کر بولا

ہم چلتے ہیں، پھر آئیں گے،اپنا خیال رکھنا میری جان "دلکش جانتی تھی اس وقت سویٹی کو اپنے خان کی ضرورت ہے سو باقی سب کو اشارہ کرتے حوزان سے کہتے باہر نکل گئی

سویٹی"چند لمحے خاموشی کی نظر ہوئے تھے آزین وہیں سر جھکائے کھڑی" تھی جب حوزان نے محبت سے اسے پکارا، آزین نے سر اٹھایا اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا

میں وہاں نہیں آسکتا اسی لیے میرے پاس آئیں میری جان، شاباش"" "حوزان نے اسے بچوں کی طرح پچکارا تھا

خان"سویٹی ضبط کے بندھن توڑتی بھاگ کر اس کے قریب آتے اس کے" سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی، اگر حوزان کو کچھ ہو جاتا تو سویٹی کیسے زندہ رہتی

بس بس سویٹ ہارٹ، میں بلکل ٹھیک ہوں میرا بچہ، پلیز"حوزان نے" لب بھینچ لیے، سویٹی کے آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے، اس نے کبھی کسی

کی وجہ سے اپنی سویٹی کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دیے مگر آج خود ہی جانے انجانے اسے تکلیف دے گیا

"خا۔۔۔خان اگر۔۔۔آپ کو کچھ۔۔۔ہو جاتا تو میں کیسے زندہ رہتی، آپ کیسے یہ سب کر سکتے ہیں، ہر بار اپنی جان خطرے میں ڈال لیتے ہیں" آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر شکوہ کیا تھا

"کیا ہو گیا ہے سویٹ ہارٹ، آپ ایک پولیس والے کی بیوی ہیں، اور جس شعبے سے میں منسلک ہوں وہاں یہ سب تو ہوتا ہی رہتا ہے، اور آپ کا خان اتنا کمزور نہیں ہے کے ایک گولی سے ڈر جائے" بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے اس کے آنسو صاف کرتے مسکرا کر کہا

جانتی ہوں خان، مگر آپ یہ بھی جانتے ہیں کے آپ کی سویٹی ہر گز اتنی بہادر نہیں ہے کے آپ کی زرا سی بھی تکلیف برداشت کرے، کون تھے وہ لوگ خان "ایک بار اسے پتا چل جاتا کے اس کا شک ٹھیک ہے تو پھر وہ گوہر خان کو چھوڑنے نہیں والی تھی

مجھے نہیں معلوم کون تھے وہ لوگ، شاید کوئی پرانا بدلہ لیا ہو گا انہوں نے، " میں کسی کا چہرہ نہیں دیکھ سکا" خان اسے ابھی اپنے کیس کے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا اسی لیے لاعلمی کا اظہار کر دیا

سویٹی کو یقین ہو گیا تھا کے یہ سب گوہر خان نے ہی کیا ہے، بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے وہی کاغذ کا ٹکڑا آ رہا تھا، ایسی ذلیل حرکت گوہر خان کے علاوہ کون کر سکتا تھا، سویٹی کا دل چاہ رہا تھا اس وقت اگر گوہر خان اس کے سامنے ہوتا تو وہ اس کی جان اپنے ہاتھوں سے لے لیتی

سویٹی، اب کیا سوچ رہی ہیں آپ، میں نے کہا ناں معمولی سی چوٹ ہے" میں اب بلکل ٹھیک ہوں، آئی پرامس دوبارہ ایسا نہیں ہوگا میں اپنا خیال رکھوں گا" حوزان نے اسے خیالوں میں گم دیکھا تو اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے بولا

ہاں خان، دوبارہ ایسا کبھی نہیں ہوگا" سویٹی کی آواز میں ایک آگ تھی، وہ" بھلے ہی اپنے خان سے لیے ایک معصوم اور نازک سی گڑیا تھی مگر ساتھ ہی ساتھ وہ ایک پٹھان گھرانے کی بیٹی تھی جن کی رگوں میں غصہ اور بہادری خون کی مانند دوڑتی ہے، اور اب تو سوال اس کی محبت کا تھا جس کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی

ناجانے اب وہ کیا کرنے والی تھی، اس وقت غصہ میں اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو چکی تھی، اور جذبات اور غصے میں اٹھایا گیا ایک قدم کبھی کبھار ساری زندگی کا عذاب بن جاتا ہے۔

@@@@@@@@@@

داہیم کو دو دن ہو چکے تھے پرنیاں سے ملے ہوئے، اس کے چہرے پر پھیلے حزن وملال کے تاثرات، اس کی آنکھوں میں چھپا درد داہیم کو اچھا نہیں لگتا تھا، وہ چاہتا تھا پرنیاں خوش رہے، پہلے کی طرح مسکرائے، مگر وہ اس کا دکھ سمجھ نہیں پایا تھا، ہجر کا ناگ جس کو ڈس لے اس کی ساری شادابی جذب کر لیتا ہے

آج ایک بار پھر وہ پرنیاں کے ہوسپٹل کے سامنے موجود تھا، ریسیپشن پر آکر پرنیاں کے بارے میں پوچھا، خود کو اس کا دوست بتاتے اس کے کیبن کی طرف آگیا، آہستہ سے دروازہ دھکیلتے اندر جھانکا تو پرنیاں سامنے رکھی فائل پر جھکی ہوئی تھی، خاکی ساڑھی میں ملبوس، سر پر خاکی حجاب لپیٹے سنجیدہ چہرہ اور بینچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ وہ اپنا دھیان فائل کی طرف کرنا چاہ رہی تھی مگر اس کا چہرہ بتا رہا تھا کے وہ چاہ کر بھی فوکس نہیں کر پا رہی

"مے آئی کم ان ڈاکٹر پرنیاں ولید حیدر؟" سر اندر ڈالے ایک انداز سے پوچھا، پرنیاں نے جانی پہچانی آواز پر سر اٹھایا تو سامنے ہی نیلی آنکھوں والا شہزادہ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ سجائے وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے برسوں کی شناسائی ہو

"ارے، داہیم آپ، پلیز آئیں ناں" پرنیاں اس کی مسکراہٹ دیکھتے رسماً مسکرائی داہیم اسی مسکراہٹ کے ساتھ اندر داخل ہوا اور بے تکلفی سے اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا

"وہ کیا ہے ناں، میں نے سوچا میری دوست مجھے یاد کر رہی ہو گی تو کیوں ناں ملنے آجاوں"

"اور آپ کو ایسا کیوں لگا کے میں آپ کو یاد کر رہی ہوں؟ اور یہ ہم دوست کب بنے"

"دراصل مجھے کل سے ہچکیاں آرہی تھیں جس کا صاف مطلب تھا کے کوئی میرے فراق میں آہیں بھر رہا ہے، اور رہی دوستی کی بات تو اس دن کی تو تھی" وہ اس کے سامنے بیٹھا مسلسل شرارت سے بول رہا تھا

ہمم، مگر مجھے تو نہیں یاد کے ہم میں دوستی کی بھی کوئی بات ہوئی تھی""" پرنیاں اس کی بات سنتے مصنوعی طنز کرتے ہوئے بولی

اوہ اگر ایسا ہے چلیں کوئی بات نہیں، جو دوستی پہلے نہیں ہوئی وہ اب کر لیتے ہیں، ہائے میں ہوں داہیم شاہ زیب خانزادہ، عمر پچیس سال، بابا کے ساتھ بزنس کرتا ہوں، ایم بی بی ایس ڈگری ہولڈر ہوں، کیا آپ اس مسکین سے دوستی کریں گی؟" داہیم سیدھے ہوتے کچھ اس انداز سے بولا کے پرنیاں کھل کر مسکرا دی

ہمم، مجھے سوچنا پڑے گا، میں ایسے ہر کسی سے دوستی نہیں کرتی؟" داہیم دلچسپی سے اس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ رہا تھا

""" سوچ لیں، سوچ لیں دس منٹ ہیں آپ کے پاس دل کھول کر سوچ لیں

کرسی سے ٹیک لگاتے وہ مسکراتے لہجے میں بولا، پرنیاں تو بس اسے تنگ کر رہی تھی ورنہ اب تک کی ملاقاتوں میں وہ یہ تو سمجھ چکی تھی کے داہیم خانزادہ برا انسان نہیں ہے

کیا لیں گے آپ؟ چائے یا کافی" پرنیاں وائرلیس اٹھاتے ہوئے بولی"

"""ارے اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے، میں بس آپ سے ملنے آیا تھا

داہیم نے جلدی سے کہا اس سے پہلے وہ آرڈر کرتی داہیم کی بات پر ہاتھ روکے

" دوستی میں تکلف نہیں ہوتا، مسٹر داہیم شاہ زیب خانزادہ" پرنیاں کی مسکراتی آواز پر داہیم نے چونک کر اسے دیکھا جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو، آیا وہ

سنجیدہ ہے یا مزاق کر رہی ہے مگر اس کے چہرے پر صرف ایک پر خلوص مسکراہٹ تھی

بلیک کافی" داہیم مسکرا کر کہتا سیدھا ہوا، پرنیاں نے کافی آرڈر کی پھر کافی" کے دوران بھی داہیم کوئی ناں کوئی بات کرتے اسے ہنسنے پر مجبور کر رہا تھا، کچھ عرصے بعد ہی سہی مگر وہ جینا سیکھنے لگی تھی جس میں سب سے بڑا ہاتھ داہیم کا تھا

ولید نے مجتبی کو فون کر کے گھر بلایا تھا، وہ الگ بات تھی کے مجتبی کو ویسے بھی گل کو لے کر گھر آنا ہی تھا، سو اب وہ اور گل دونوں حیدر ولا کی طرف گامزن تھے، ایک دن میں ہی مجتبی جان چکا تھا کے گلِ لالہ بہت باتونی قسم

کی لڑکی ہے، مگر صرف تب جب سامنے والا اسے سننے والا ہو ورنہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈر جاتی تھی

اس کی باتیں بھی اس کے جیسی ہی تھیں معصوم اور پیاری پیاری، مجتبی تو بس اس کی باتوں پر مسکرائے جارہا تھا، پرنیاں ان کی بہن تھی مگر وہ گل کی نسبت تھوڑی خاموش تھی اپنے بابا کی سمجھدار بیٹی، جبکہ گل ہر چیز سے بے نیاز اپنی معصومیت میں رہتی تھی

لالہ جان، جدھر ام جارہا ہے ادھر آپ کی اماں بابا بھی ہوں گی؟ اور کون" کون ہو گی؟" گل کو یاد آیا کے اس نے تو اسے گھر والوں کے بارے میں بتایا ہی نہیں

گل میری ماما کا نام ڈاکٹر سویرا ولید ہے، اور بابا کا نام لیفٹیننٹ جنرل ولید "
حیدر، میرا ایک جڑواں بھائی ہے ارتضی جو ائیر فورس میں ہے، اور ایک
پیاری سی بہن بھی ہے پرنیاں جو ڈاکٹر ہے، باقی چاچو، پھپھو اور بھابھی
ہیں، جب آپ ان سے ملو گی تو جان جاؤ گی، اور سب سے اہم انسان، میری
زندگی، یعنی آپ کی بھابھی ڈاکٹر حرم مجتبیٰ "سب کا تعارف کرواتے ہوئے
اینڈ میں حرم کا بتایا گل آنکھوں میں اشتیاق لیے سب سن رہی تھی

"لالہ جان آپ کا شادی ہوئی ہوئی ہے، امارہ بھابھی بھی ہے، کیسا ہے امارہ
بھابھی؟" بھابھی کے نام پر اس کی خوشی دوبالا ہوگئی تھی

"ہم بس پہنچنے والے ہیں، آپ کی بھابھی بھی آئی ہوں گی پھر مل لیجیے گا""
گاڑی گھر کے قریب پہنچتے دیکھ کر مجتبیٰ نے اس کا دھیان باہر کی طرف دلایا

ولید نے احتشام، مہمل اور حرم کو بلایا تھا، ابرہیم ولا سے حریم اور عائشہ بھی وہاں موجود تھیں اور پرنیاں بھی شام میں آگئی تھی، اب وہ لوگ مجتبیٰ کے انتظار میں تھے حرم بے چینی سے باہر لان میں ٹہل رہی تھی جب باہر گاڑی رکنے کی آواز پر گیٹ کی طرف متوجہ ہوئی

کچھ ہی دیر میں مجتبی ولید حیدر اپنی شاندار پرسنیلٹی کے ساتھ اندر داخل ہوا، اس سے پہلے کے وہ بھاگ کر اس کے قریب جاتی اس کے پیچھے آتے نسوانی وجود پر نگاہ پڑتے ہی وہیں ٹھٹھک کر رک گئی، گل نے اندر آتے نقاب چھوڑ دیا تو حرم اتنا حسن دیکھ کر مبہوت رہ گئی تھی

السلام علیکم " مجتبی اسے دیکھ کر محبت سے بولا، حرم کی آنکھوں میں الجھن " تھی، اس نے مجتبی کی طرف دیکھا

"اللہ کا نام لو مسز، ان خطرناک آنکھوں سے مت دیکھو، تمہاری سوتن کو نہیں لایا جو ایسے دیکھ رہی ہو، یہ گل ہے میری چھوٹی بہن اور تمہاری چھوٹی نند" مجتبی کو اس کے تاثرات دیکھ کر ہنسی آئی مگر پھر جان بوجھ کر شرارت سے بولا

"لالہ جان، یہ ام کا بھابھی جان ہے ناں؟" گلِ لالہ سرگوشی میں اس کے قریب جھکتے بولی جو سرگوشی تو ہرگز نہیں تھی

"ہاں جی گل گڑیا، یہ ہے میری جانِ جاناں، میری زندگی، میرا دل، میری جان، اور آپ کی بھابھی جان" مجتبی محبت مگر شرارت سے اسے دیکھتے بولا

""السلام علیکم بھابھی جان، تم بہت پیارا ہے، امارے لالہ سے بھی زیادہ پیارا"" گل اشتیاق سے اس کے پاس آتے اس کے گال چھو کر بولی

"وعلیکم السلام گڑیا، تم بھی بہت پیاری ہو، مجھ سے بھی زیادہ" حرم کو وہ چھوٹی سی جاپانی گڑیا بہت پیاری لگی تب ہی اس کے گال کو چومتے بولی

"مسز، کبھی ایسا ویلکم ہمیں بھی دے دیا کریں" گل شرما کر پیچھے ہوئی تو مجتبی اس کی طرف جھکتے شرارت سے بولا

"اندر چلیں سب انتظار کر رہے ہیں" حرم جان بوجھ کر اس کی بات نظر انداز کرتے گل کو لیے اندر کی طرف بڑھی، گل اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی تب ہی الجھ کر مجتبی کو دیکھا

"گل بیٹا پریشان مت ہو، یہ سب آج سے آپ کے اپنے ہیں" مجتبی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا پھر سب سے اس کا تعارف کروایا

حرم، پلیز گل کو روم میں لے جاؤ وہ فریش ہو لے" مجتبیٰ نے بہانے سے گل کو وہاں سے ہٹانا چاہا، حرم سر ہلاتے اسے لے کر چلی گئی، اب سب کی نظروں کا مرکز مجتبیٰ تھا، مجتبیٰ نے آہستہ سے انہیں گل کے بارے میں سب کچھ بتا دیا

" آپ نے بہت اچھا کیا مجتبیٰ جو گل کو گھر لے آئے، یہ دنیا بھیڑیوں سے بھری پڑی ہے، ایسے معصوم پھول کو زمانے کی ٹھوکروں میں چھوڑنا سہی نہیں ہوتا" سویرا کو اپنی تربیت پر فخر ہوا تھا، اس کے بیٹے جانتے تھے انہیں کیا کرنا ہے

ولید نے احتشام کو بھی رخصتی کے بارے میں بتا دیا تھا، کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا، آج نہیں تو کل شادی تو ہونا ہی تھی سو اب ہی سہی، وہ سب لوگ

ڈائینگ ٹیبل پر آ گئے، تب تک حرم بھی گل کو لے آئی، مجتبی بھی روم میں جا کر چینج کر آیا تھا

لالہ جان، ام اب یہیں رہے گا؟" گل معصوم سا منہ بنائے ارتضیٰ کی طرف مڑی، مجتبی اور ارتضیٰ نے ایک جیسے ٹراوزر اور شرٹس پہن رکھی تھیں سو وہ جان نہیں پائی کے وہ مجتبیٰ نہیں ارتضیٰ ہے باقی سب اسے دیکھ کر مسکراہٹ دبا گئے

گل گڑیا، تمہارا لالہ میں ہوں" مجتبی اسے دیکھ کر سنجیدگی سے بولا گل نے" اسے دیکھ پھر ایک نظر ارتضیٰ کو پھر ایک نظر اسے، وہ کل سے سر پر کیپ ہونے کی وجہ سے مجتبی کے بالوں کا رنگ نہیں دیکھ سکی تھی سو اب ہونقوں کی طرح کبھی اسے تو کبھی ارتضیٰ کو دیکھتی

نہیں گل گڑیا، تمہارا لالہ جان میں ہوں "ارتضیٰ کو بھی اس کے کیوٹ سے"
ایکسپریشن دیکھ کر اچھا لگا تب ہی اسی شرارت سے بولا، باقی سب گل کے
تاثرات سے لطف اندوز ہو رہے تھے جبکہ اب وہ رونے والی ہو چکی تھی

گل بیٹا رونا مت، میں تمہارا ارتضیٰ لالہ ہوں "اس کو رونے کی تیاری"
پکڑتے دیکھ ارتضیٰ جلدی سے بولا، اس کی پریشانی پر حریم ہلکا سا مسکرا دی، ایسا
ہی تھا وہ سب کی فکر کرنے والا

تم ام کو ڈرا دیا لالہ جان "گل اسے دیکھ منہ بسور کر بولی پھر ایک نظر حریم کو"
دیکھا جو معصومیت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی پتا نہیں کیوں گل کو حریم بہت
پیاری لگی

تم امارہ دوسرا بھابھی ہو ناں ؟ارتضیٰ لالہ کی دلہن، لالہ جان نے ام کو بتایا" تھا، لالہ جان بھابھی جان کتنا پیارا ہے ناں ؟" گل بے ساختہ حریم کے دونوں گال چوم گئی جس پر حریم کا سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا ارتضیٰ نے محبت پاش نظروں سے یہ حسین نظارہ دیکھا

بھئی گل بہت خوش قسمت ہو جو ارتضیٰ بھائی نے تمہیں کچھ نہیں کہا، ورنہ " وہ کسی کو اپنی پرنسس کے قریب بھی نہیں آنے دیتے" حرم اس کی حرکت پر مسکراتے ہوئے بولی

ہاں کیونکہ ام لالہ جان کا چھوٹی بہن ہے، ہیں ناں لالہ جان ؟" معصوم سا" چہرہ لیے مان سے پوچھا

ہاں بلکل "ارتضیٰ نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا"

آپو جان، آپ ہمارا آپو جان ہے ناں ؟ کیا ہم آپ کو آپو جان بلا سکتا ہے""" گل پر نیاں کو ہلکا سا مسکراتے دیکھ اس کی طرف آئی، پری کے چہرے پر مسکراہٹ مگر آنکھوں میں دکھ کی پرچھائیاں تھیں

ہاں میری جان، ضرور کیوں نہیں، میں آپ کی آپو جان ہوں" پیار سے" گل کے گال پر ہاتھ رکھتے بولی تو وہ خوش ہو گئی، پھر کچھ ہی لمحوں میں گل ان سب سے گھل مل گئی تھی، اس کی پیاری پیاری باتیں سنتے انہوں نے کھانا کھایا تھا

@@@@@@@@@@

حوزان کو ہوسپٹل سے ڈسچارج مل گیا تھا سو وہ سب اسے لیے خاقان ولا آ گئے، سویٹ کل سے اس کے پاس ہی تھی مگر آج اس نے زبردستی اسے گھر بھیج دیا، کیونکہ اس طرح مسلسل جاگتے رہ کر وہ خود بیمار پڑ جاتی، جو کے حوزان برداشت نہیں کر سکتا تھا

سویٹ گھر گئی تو بہرام آفس سے سیدھا وہیں آ گیا، کیونکہ حسال کافی دنوں سے آفس نہیں جا رہی تھی تو بہرام کو بہت سی مشکلات پیش آ رہی تھیں، اسی سلسلے میں اس سے ملنے آیا تھا ساتھ ہی اسے حوزان کی خیریت معلوم کرنا تھی

السلام علیکم " وہ اندر آیا تو دلکش اور مشک دونوں حوزان کے کمرے میں " تھیں جبکہ حسال حوزان کے لیے سوپ بنانے گئی تھی

وعلیکم السلام بہرام بیٹا، آؤ ناں" مشک اسے دیکھتے مسکرا کر بولیں حوزان" نے اسے دیکھ کر منہ بسورا تھا جسے بہرام اچھی طرح سمجھ رہا تھا

یار بہرام، سمجھاؤ ناں بڑی ماما اور ماما کو، میں ٹھیک ہوں اب، یہ اچھی" زبردستی ہے، بازو پر گولی لگی ہے مگر ان سب خواتین نے مجھے بیڈ تک محدود کر دیا ہے" حوزان کو تین دن سے انہوں نے چلنے پھرنے نہیں دیا تھا جس پر وہ حد درجہ بے زار ہو چکا تھا

وہ جو کر رہی ہیں تمہاری بہتری کے لیے کر رہی ہیں، اس معاملے میں کوئی" کمپرومائز نہیں ہے" بہرام نے بھی اسے ہری جھنڈی دکھائی تھی

"پھپھو حسال کہاں ہیں ؟ ایکچولی میری ایک ضروری فائل ہے ان کے پاس وہی لینا تھی" بہرام نے حسال کا پوچھا تو حوزان نے ذو معنی نظروں سے اسے گھورا تب ہی وہ جلدی سے فائل کا بتا گیا

"ہاں ہاں جاو جاو کچن میں ہو گی تمہاری فائئئئل، آئی مین حسال" حوزان جان بوجھ کر معنی خیزی سے فائل پر زور دیتے بولا تو بہرام جھنپ گیا، سچ تو یہ تھا کے اسے صرف حسال کو دیکھنا تھا

"جاو بیٹا حسال سے کہہ دو، وہ آپ کو فائل دے دیں گی" مشک اسے جھنپتے دیکھ کر مسکرا دیں، تب ہی اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے بولیں

بہرام اٹھ کر نیچے آیا تو سامنے کچن میں پیازی رنگ کی سادہ فراک اور پجامے میں ہم رنگ دوپٹہ کندھے پر ڈالے سوپ میں چمچہ ہلا رہی تھی، لمبے بالوں کا

رف ساجوڑا بنار کھا تھا، بہرام چپ چاپ چلتا ہوا آ کر اس کے پیچھے رکا، حسال کو اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اگلے ہی لمحے اس کے کلون کی مہک محسوس کرتے ساکت ہوئی

آپ۔۔۔آپ کب آئے "بغیر مڑے آہستہ سے بولی تو بہرام اس کی" حرکت پر مسکرا دیا مطلب وہ اس کی خوشبو پہچانتی تھی

میں تب ہی آیا جب آپ مصروف انداز میں سوپ بنا رہی تھیں "اس کے" کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتے بولا، جس پر حسال کا دل ایک پل کو ساکت ہوا تھا

کیا کر رہے ہیں، پیچھے ہٹیں کوئی آجائے گا" حسال کندھا ہلکا سا ہلاتے بولی" جس پر بہرام مسکراتے ہوئے پیچھے ہوا

آپ کل سے آفس آرہی ہیں، میں تو کچھ دنوں میں ہی پاگل ہونے والا"
ہو گیا ہوں" وہ اسکی اسسٹینٹ تھی سو ہر چیز کے لیے بہرام کو اس کی
ضرورت تھی دوسرا وہ ہر پل اسے اپنے سامنے دیکھنے کا عادی ہو چکا تھا

سوری مگر میرے بھائی کی طبیعت خراب ہے، تو میں کچھ دن نہیں آسکتی""
حسال اس کی حالت دیکھ کر مصنوعی سنجیدگی سے بولی

جس بھائی کی تیمارداری کے لیے آپ چھٹی کرنا چاہ رہی ہیں ناں وہ کل سے "
تھانے جانے کی تیاریوں میں ہیں" بہرام جانتا تھا حوزان ان کے روکنے کے
باوجود کل سے ڈیوٹی جوائن کر لے گا، زیادہ دیر وہ گھر میں ٹک ہی نہیں سکتا

مگر۔۔"حسال کو بھی پتا تھا یہی ہو گا مگر بہرام کو تنگ بھی تو کرنا تھا ناں، "
اب ہی تو وہ کھڑوس بدلنے لگا تھا، سو اسے اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دیتی

ششش، کوئی اگر مگر نہیں، کل سے آپ آفس آرہی ہیں، ورنہ میں آپکو اٹھا"
کر لے جاوں گا"اس کے لبوں پر انگلی رکھتے اس بار سختی سے کہا

اوکے اب میں چلتا ہوں، اپنا خیال رکھیے گا، خدا حافظ "آہستہ سے جھک کر "
اس کا ماتھا چھوتے باہر نکل گیا، حسال کو پتا تھا اب اسے ہر صورت کل آفس
جانا تھا کیونکہ بہرام خانزادہ صرف دھمکی نہیں دیتا تھا

@@@@@@@@@

گوہر خان کو جب سے حوزان کے گولی لگنے کی خبر ملی تھی تب سے وہ بہت
خوش تھا، کیونکہ جو وہ کرنا چاہتا تھا وہ تو خود بخود ہی ہو گیا، اسے اب بس ہوا

میں تیر چلانا تھا، اگر نشانے پر لگتا تو اس کا فائدہ تھا اور اگر چوک بھی جاتا تو اس کے پاس دوسرا راستہ بھی تھا

اس نے اپنا موبائل نکالتے سویٹی کے نمبر پر فون کیا جو اس نے بہادر خان کی مدد سے حاصل کیا تھا دو تین بیل کے بعد فون اٹھایا گیا، دوسری طرف سے سویٹی کی خوبصورت آواز میں ہیلو سنتے گوہر خان کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ ابھری تھی

ہیلو، کیسی ہیں خانم ؟" خباثت زدہ لہجے میں کہتے وہ سویٹی کو تیش دلا گیا تھا وہ" جو پہلے ہی بھری بیٹھی تھی اس کی آواز سنتے ہی پھٹ پڑی

گھٹیا انسان، تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے خان پر حملہ کروانے کی؟""""

سویٹی کی غصے سے بھری آواز پر گوہر خان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تو مطلب تیر پہلے ہی نشانے پر لگ چکا تھا اسے کچھ کرنا ہی نہیں پڑا

میں نے پہلے ہی کہا تھا خانم، اگر آپ میری نہیں ہوئیں تو میں آپ کو" حوزان خاقان کی بھی نہیں ہونے دوں گا" شیطانی مسکراہٹ لیے وہ سویٹی کو اپنے جال میں پھنسانے لگا

میں تمہیں جان سے ماردوں گی گوہر خان، سویٹی صرف اس صورت میں" حوزان خاقان سے دور ہو گی اگر وہ اپنی سانسیں پوری کر لے، ورنہ مجھے میرے شوہر سے کوئی دور نہیں کر سکتا، اگر کسی نے ایسا سوچا بھی تو وہ جان سے جائے گا" وہ اب پہلے والی سویٹی نہیں تھی جو اس سے ڈر جاتی، حوزان کی

جان پر بات لا کر گوہر خان نے اس کے اندر کی شیرنی کو جگا دیا تھا جواب اسے بہت مہنگا پڑنے والا تھا

"ہاہاہاہا خانم، آپ کی یہی بہادری تو پسند ہے مجھے، میں تو آپ کو ڈرپوک سمجھا تھا مگر اب لگی ہیں ناں میری خانم" گوہر خان کے قہقہے نے جلتی میں تیل کا کام کیا تھا سویٹی نے دانت پیسے

"مجھے ڈرپوک سمجھ کر جو غلطی تم نے کی ہے ناں، اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار رہنا گوہر خان، کیونکہ اب بات میرے شوہر کی ہے" سویٹی غصے سے کہتے فون بند کرنے ہی والی تھی

"آں آں خانم، فون بند مت کریے گا، ورنہ آپ کے خان کا اس سے بھی برا حال ہو گا، ابھی تو صرف بازو میں گولی ماری ہے اگلی بار دل میں ماروں گا، اگر

چاہتی ہیں کے وہ سہی سلامت رہے تو کل میرے بھیجے ہوئے اڈریس پر آجایئے گا" گوہر خان سنجیدگی سے بولتا فون بند کر گیا، اب اسے صرف کل کا انتظار تھا

جبکہ سویٹ کو اس کی آخری باتوں نے کسی حد تک خوف میں مبتلا کر دیا تھا، مگر اس کے خوف پر اس کا غصہ حاوی تھا، اس نے سوچ لیا تھا کے چاہے جو بھی ہو، وہ گوہر خان نام کے کانٹے کو اپنی زندگی سے نکال باہر کرے گی

اپنے انجام کو پہنچنے کے لیے تیار ہو جاؤ گوہر خان، تمہیں جو کرنا تھا تم کر چکے، اب میری باری" اس وقت وہ کہیں سے بھی حوزان کی معصوم سی سویٹ نہیں لگ رہی تھی اب نا جانے آنے والا کل اپنے جلو میں کیا کچھ لانے والا تھا

@@@@@@@@

آج دو دن بعد وہ لوگ دوبارہ میٹنگ روم میں موجود تھے ،پینتھر سارا پلان ترتیب دے چکا تھا، اور اب ان دونوں کو بریفنگ دے رہا تھا، آج رات کو انہیں اپنے پلان پر عمل کرنا تھا لیپرڈ کو ابھی بھی اطمینان نہیں ہوا تھا مگر وہ دونوں اس کی سن ہی کب رہے تھے

میٹنگ ختم ہوتے ہی وہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانے پر روانہ ہو چکے تھے ، رات کے دو بجے کا وقت تھا تقریباً سارا شہر نیند کی آغوش میں جا چکا تھا سوائے کچھ لوگوں کے ، یہ ایک کلب کا منظر تھا، جہاں امیر باپ کی بگڑی اولادیں اپنے اپنے ماں باپ کا پیسہ اڑاتے عیاشی میں مگن تھے ، شراب و شباب کے ساتھ ساتھ رقص و سرود کی محفل بھی جاری تھی

اچانک کلب کے باہر ایک خوبصورت سیوک آکر رکی جس میں سے ایک حسین دوشیزہ باہر نکلی تھی، ٹائیٹ جینز پر ریڈ کلر کا خوبصورت ٹاپ پہنے، بالوں کو کھلا چھوڑے خوبصورت میک اپ اور ریڈ لیپ سٹک لگائے وہ کلب میں داخل ہوئی

اس دیکھ کر کئی امیر زادوں کی آنکھیں کھلیں تھیں، وہ تھی ہی اتنی حسین، کئی لڑکوں نے آکر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر وہ ایک ادا سے نظرانداز کرتے صوفے پر آکر بیٹھی، وسکی کا گلاس ہاتھ میں تھامے وہ سامنے نظر ٹکائے بیٹھی تھی

کچھ ہی دیر میں دو لڑکے آکر اس کے دائیں بائیں بیٹھے، وہ دونوں مسکرا کر اس سے باتیں کرنے لگے، دور سے دیکھتے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ تینوں دوست

ہوں، اس منظر کو دیکھتے سامنے بیٹھے لیپرڈ کا دل چاہ رہا تھا ابھی جا کر ان دونوں لڑکوں کا منہ توڑ دے

وہ لڑکی جسے آج تک اس نے بے پردہ نہیں دیکھا تھا وہ آج اپنے فرض کی خاطر اتنے لوگوں کے درمیان بے پردہ بیٹھی تھی، ایک طرف ملک اور اس ملک کی معصوم لڑکیوں کی عزت تھی تو دوسری طرف اس کی عزت اور زندگی جس میں سے اس نے ملک کو چنا تھا

سوا ان لڑکوں سے کچھ دیر باتیں کرتی رہی اور پھر وہ دونوں لڑکے اسے لیے ایک روم کی طرف بڑھے تھے، لیپرڈ کی نظریں مسلسل اس پر تھیں، ایک لڑکا باہر کھڑا تھا چند لمحوں بعد وہ اندر گیا اس کے جانے کے دس منٹ بعد لیپرڈ غیر محسوس انداز میں اندر گیا

ان کا شک سہی تھا، کمرے میں ناں ہی وہ لڑکے تھے اور ناں ہی سوان، لیپرڈ نے اپنے موبائل میں ٹریکر آن کیا تو سوان کی لوکیشن کلب کے باہر شو ہو رہی تھی، وہ تیزی سے چلتے ہوئے باہر نکلا، پینتھر نے اسے منع کیا تھا سوان کا پیچھا کرنے سے مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو کسی صورت سکون میں نہیں آ رہا تھا

آخر کافی دیر ان کا پیچھا کرنے کے بعد جب اسے لگا کے اب انہیں شک ہو گیا ہے تو وہ چپ چاپ راستہ بدلتے واپس آ گیا، وہ آ تو گیا تھا مگر اس کے دھیان کے سارے دھاگے سوان کی طرف لگے تھے، اس کا روم روم اس کی حفاظت کے لیے دعا گو تھا

ارتضیٰ اور حریم دونوں ایک بار پھر اکیڈمی آئے تھے، حریم کو تو تین ماہ بعد ڈیوٹی جوائن کرنی تھی اور ارتضیٰ چھٹی کے لیے اپلائی کرنے آیا تھا، حریم کو اپنی کچھ خاص فیلوز کو دعوت بھی دینا تھی، سو وہ ارتضی کے ساتھ ہی آ گئی

"پرنسس، آپ اپنی فرینڈز سے مل لو، میں کچھ دیر تک میں یہیں آجاوں گا،"
اوکے "ارتضیٰ اسے ہوسٹل کے باہر چھوڑتے بولا

"جی ٹھیک ہے" حریم سر ہلاتے ہوئے اندر چل دی، کچھ ہی دیر میں اس نے اپنی روم میٹس اور کچھ کلاس جو وہاں موجود تھیں انہیں بتادیا، فریحہ جو کسی کام سے اکیڈمی آئی تھی اسے مسکراتا دیکھ کر جل بھن گئی

"کیا بات ہے کیپٹن حریم، آپ یہاں خیریت؟" تمسخرانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ حریم سے بولی جو اپنی معصومیت میں آج بھی اس کا لہجہ سمجھنے سے قاصر تھی

ہاں وہ ارتضیٰ کو لیو کے لیے اپلائی کرنا تھا تو سوچا میں بھی سب سے مل لوں" سادگی سے کہتے وہ ہلکا سا مسکرادی، جبکہ فریحہ لیو کا سن کر الجھ گئی تھی

"خیریت ہے ناں؟ کمانڈر ارتضیٰ کو لیو کی ضرورت کیوں پیش آگئی؟" اپنے لہجے کو سرسری بناتے ہوئے پوچھا

"وہ ایکچولی ولید بابا نے رخصتی کی ڈیٹ فائنل کر دی ہے، تین ہفتے بعد کی، اسی سلسلے میں" وہ کچھ جھجھک کر بولی اپنے منہ سے اپنی رخصتی کا کہنا تھوڑا عجیب لگ رہا تھا

جبکہ اس کی بات سن کر فریحہ کو جھٹکا لگا تھا، اتنی جلدی ان کی رخصتی کا اس نے سوچا بھی نہیں تھا، وہ انہیں الگ کرنے کے درپے تھی اور یہاں وہ ہمیشہ کے لیے ایک ہونے جا رہے تھے، نہیں حریم کی قسمت اتنی اچھی نہیں ہو سکتی

تھی کے وہ کمانڈر ارتضیٰ ولید کو اپنا بنا لے، فریحہ کا دماغ ناں جانے کیا کیا سازیشیں کرنے میں مصروف ہو چکا تھا

"حریم، کیسی ہیں آپ؟" حریم ہوسٹل سے باہر نکلی تو سامنے سے موحد آتا دکھائی دیا، حریم اس کی آواز پر رکتے اس کی جانب مڑی

"میں ٹھیک ہوں موحد بھائی، آپ کیسے ہیں؟" حریم ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی

""میں بلکل ٹھیک ہوں پیاری بہنا، آپ یہاں آج خیریت سے آئیں تھیں؟"" موحد نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا

"ایک بولی ایک وہ ایکچولی۔۔۔مجھے آپ کو انوائیٹ کرنا تھا" حریم رک رک کر بولی ایک فطری جھجھک آڑے آرہی تھی

"انوائیٹ؟ کیا بات ہے کہیں تمہاری رخصتی تو نہیں ہو رہی؟" موحد شرارت سے بولا جس پر حریم سرخ ہوتا چہرہ جھکا گئی

"جی بھائی، اس ماہ کے آخر کی ڈیٹ رکھی گئی ہے" آہستہ سے دھیمی آواز میں بولی

"خوش رہو گڑیا، میں پوری کوشش کروں گا آنے کی، اللہ تمہیں سارے زمانے کی خوشیاں دے، کبھی کوئی غم تمہارے قریب ناں آئے" موحد نے صدقِ دل سے کہا اس نے حریم کو بہن کہا ہی نہیں مانا بھی تھا

شکریہ موحد بھائی، مگر آپ کو ضرور آنا ہے، ایک بھائی تو قدرت مجھ سے "
چھین چکی ہے، میں چاہتی ہوں میرا دوسرا بھائی مجھے رخصت کرے "
آنکھوں میں نمی لیے اس سے کہا تو موحد کا دل بھی اداس ہو گیا، اسے علم تھا
زین کی وفات کا

" اللہ پر بھروسہ رکھو گڑیا، وہ جہاں بھی ہوں گے بہت اچھی جگہ ہوں گے،
میں ضرور آوں گا، تم رومت " موحد نے جیب سے رومال نکالتے اسکی آنکھ
سے بہتا پانی صاف کیا، اور رومال اسے تھما دیا، پھر کچھ باتوں کے بعد وہ اس
سے آنے کا وعدہ کرتے وہاں سے چل دیا

ارتضیٰ اپنے افس میں کچھ چیزیں سمیٹنے آیا تھا وہ مصروف انداز میں فائل پر جھکا
ہوا تھا جب دروازہ کھٹکھٹائے جانے کی آواز پر سیدھا ہوا، سامنے ہی فریحہ
کھڑی تھی، ارتضیٰ کو اسے دیکھ کر شدید غصہ آیا

"جی کیپٹن فریحہ، خیریت کوئی کام تھا؟" ارتضیٰ اپنی ناگواری چھپاتے ہوئے سرد لہجے میں بولا

"ارتضیٰ پلیز، یہ شادی مت کریں، میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں، پلیز" وہ دو قدم آگے بڑھتی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے بولی

"آپ کا دماغ خراب ہے؟ یہ کیا بکواس ہے؟ آپ کو پتا بھی ہے کس کے سامنے کیا بول رہی ہیں؟" ارتضیٰ کا دماغ گھوما تھا اس کی بات پر دل چاہا تھا اپنی گن کی ساری گولیاں اس کے سر میں اتار دے

"میں اچھی طرح سے جانتی ہوں میں کیا کر رہی ہوں، آپ پلیز حریم کو چھوڑ دیں، مجھ سے شادی کر لیں، میں بہت محبت کرتی ہوں آپ سے" وہ

بے ساختہ ارتضیٰ کے قریب آتے ہوئے بولی جس پر ارتضی نے اپنی چیئر پیچھے گھسیٹ لی

"کیا کہا آپ نے؟ آپ کی خاطر اپنی پرنسس کو چھوڑ دوں، آپ جیسی مکار لڑکی اس قابل بھی نہیں ہے کے میری پرنسس کے برابر بھی آسکے، اور آپ کہہ رہی ہیں میں انہیں چھوڑ آپ سے شادی کرلوں" تمسخرانہ مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ارتضیٰ نے اسے اس کی جگہ بتائی تھی

"میں، میں آپ کو مکار لگ رہی ہوں؟ اور وہ میسنی اور بدکردار حریم آپ کو مجھ سے بہتر لگتی ہے، یہ دیکھیں، یہ، یہ ہے حقیقت آپکی چہیتی کی، نکاح آپ کے ساتھ اور محبت کا ڈرامہ کیپٹن موحد کے ساتھ، اس جیسی لڑکیاں، معصومیت کے لبادے میں اپنا گھٹیا پن چھپاتی ہیں، یہ ہے وہ جس کی خاطر

آپ مجھے رد کر رہے ہیں" موبائل اس کے سامنے رکھتے اس نے اپنی زبان سے زہر اگلا تھا

ارتضیٰ نے آہستہ آہستہ تصویریں آگے کرنا شروع کیں، یہ وہی تصویریں تھی جب حریم موحد کو اپنی رخصتی کا بتا رہی تھی،اس نے بڑی چالاکی سے اس کے تاثرات چھپا کر تصویروں کو غلط رنگ دیے دیا تھاارتضی کی غصے سے بینچی مٹھیاں دیکھ کر فریحہ کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی

اب تو آپ کو پتا چل گیا ہو گاناں کے کتنی گری ہوئی اور گھٹی۔۔۔"اس" سے پہلے کے وہ مزید کوئی بکواس کرتی ارتضی اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی جانب مڑا

چٹاخ "ارتضیٰ کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ اس کے باقی الفاظ منہ میں ہی روک گیا تھا اس نے منہ پر ہاتھ رکھتے حیرانی سے ارتضیٰ کو دیکھا

خبردار، خبردار اگر میری پاکیزہ بیوی کے خلاف ایک بھی غلط لفظ اپنی زبان سے نکالا، مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے مس فریحہ، انسان جیسا خود ہو اسے ساری دنیا ویسی ہی نظر آتی ہے، تم خود کیا ہو اس پر نظر ثانی کرلو اس کے بعد میری بیوی پر انگلی اٹھانا" ارتضی کا بس چلتا تو وہ سامنے کھڑی اس فتنہ پرور لڑکی کی جان لے لیتا مگر وہ اس کے لڑکی ہونے کا لحاظ کر رہا تھا

کیا لگا تھا تمہیں، مجھے اپنی بیوی کی پاکیزگی جاننے کے لیے تمہارے اس" ثبوت کی ضرورت ہے، وہ حریم ہیں، مسز حریم ارتضی، میری روح ہیں وہ، وہ اتنا خود کو بھی نہیں جانتی ہوں گی جتنا میں انہیں جانتا ہوں، میری بیوی کی

پاکیزگی کی گواہی ارتضیٰ کا روم روم دے سکتا ہے" ارتضیٰ کی آنکھوں میں ایک مان اور یقین تھا جسے دیکھتے فریحہ جیسی لڑکی بھی ساکت ہو گئی تھی

"تم یا ساری دنیا بھی میرے سامنے ان کے خلاف ثبوت لے آو مجھے فرق نہیں پڑتا، تم نے آج تک میری رگِ جان کو ہر قسم کی تکلیف دینے کی کوشش کی، ان کی عزت تک کو خطرے میں ڈالا، یقین کرو فریحہ اگر تمہاری جگہ کوئی مرد ہوتا تو اب تک میں اسے زمین میں گاڑھ چکا ہوتا، مگر شکر کرو کے تم لڑکی ہو، اب اپنا یہ مکروہ چہرہ لے ہر یہاں سے چلی جاؤ ورنہ جاب سے تو جاؤ گی ہی، جان سے بھی جاؤ گی" دروازے کی طرف اشارہ کرتے سرد ترین لہجے میں کہا

فریحہ کو پتا چل گیا تھا کے وہ غلط انسان کو بہکا رہی تھی، سامنے کھڑا شخص سراپا عشق اور یقین تھا حریم کے لیے، اس نے ہر ممکن کوشش کرلی تھی انہیں

الگ کرنے کی مگر ہر بار منہ کی کھائی،اسے پتہ تھا اب اگر اس نے کچھ بھی کیا تو ارتضی اس کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرے گا،تب ہی چپ چاپ باہر چل دی

دروازے کے پاس پہنچی تو سامنے حریم آنکھوں میں بے یقینی اور آنسو لیے کھڑی تھی، جیسے اسے فریحہ کی حرکت پر یقین ناں آیا ہو، کوئی انسان کیسے دوستی کی آڑ میں دوسروں کی زندگی میں زہر گھول سکتا ہے

حریم اس کے نکلتے ہی اندر کی جانب بڑھی، ارتضیٰ نے اسے دیکھا تو سمجھ گیا کے وہ سب سن چکی ہے، اس نے فریحہ پر بھروسہ کیا تھا مگر اس نے بہت بری طرح حریم کا بھروسہ توڑا تھا، اور بھروسہ ٹوٹنے کی تکلیف کیا ہوتی ہے یہ وہ سمجھ سکتا تھا

پرنسس "ارتضیٰ نے نرمی سے اسے پکارا، حریم روتے ہوئے اس کے سینے" پر سر ٹکا گئی، اس کا رونا ارتضی کے لیے تکلیف دہ تھا مگر جو آج اس نے دیکھا تھا وہ ہر نارمل انسان کے لیے باعثِ تکلیف تھا

کیوں ارتضیٰ، کیوں کیا فریحہ نے ایسا؟ میں نے تو کبھی اس کا برا نہیں چاہا، کبھی اسے تکلیف نہیں دی، تو پھر اسنے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" روتے ہوئے وہ پر شکوہ لہجے میں بولی

بس میری جان، کچھ لوگ ہوتے ہیں ایسے، جو دوسروں کو خوش نہیں دیکھ" پاتے، مگر ایسے لوگوں کی وجہ سے خود کو تکلیف دینا بے کار ہے، سو سمبھالیں خود کو" ارتضیٰ لب بینچے اس کی کمر سہلا رہا تھا، کافی دیر اسے سمجھانے کے بعد وہ اسے لیے وہاں سے نکلا تھا

ان کی زندگی سے فریحہ نامی باب بند ہو چکا تھا، یا شاید ابھی کچھ باقی تھا، یہ آنے والا وقت بتانے والا تھا، ہر محبت کو آزمائش کی بھٹی سے گزرنا پڑتا ہے، کبھی وہ آزمائش جلدی ختم ہو جاتی ہے تو کبھی دیر پا ہوتی ہے

@@@@@@@@

گوہر خان نے سویٹی کو اڈریس سینڈ کر دیا تھا، سویٹی ساری رات سو نہیں سکی تھی، وہ نہیں جانتی تھی آج اس کی زندگی کیا رخ لینے والی ہے، مگر یہ تو یقینی تھا کے آج اسے گوہر خان کا قصہ اپنی زندگی سے ختم کرنا تھا

صبح ہوتے ہی وہ آب سے دوست کے گھر جانے کا بہانہ کر کے باہر نکلی تھی، ٹیکسی لے کر اس میں بیٹھی بیگ میں ہاتھ ڈالتے ایک بار پھر اس کی موجودگی

کو یقینی بنایا تھا، تقریباً دو گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ گوہر خان کے بھیجے ہوئے اڈریس پر پہنچی تھی

یہ ایک فارم ہاوس تھا جو شہر سے دور ویران جگہ پر تھا سویٹی کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا، خان کو بتائے بغیر یہاں آ کر اس نے بہت بڑی غلطی کر دی تھی جس کا شاید ابھی اسے اندازہ تک نہیں تھا، دھڑکتے دل کو سمبھالتے وہ اندر کی جانب بڑھی

اندر آئی تو ملازم نے ادب سے دروازہ کھول دیا، سامنے چھوٹی سی راہ داری سے گزر کر وہ لاونج میں آئی تھی، وہاں کوئی بھی نہیں تھا، اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا، یہ ایک چھوٹا سا لاونج تھا جس میں ایک صوفہ، دو کرسیاں، درمیان میں میز اور سامنے ٹی وی رکھا تھا، لاونج میں ایک طرف اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں

"پخیر راغلے خانم، ہمارے غریب خانے میں خوش آمدید" اپنے پیچھے سے آتی گوہر خان کی آواز پر اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑی تھی، مگر پھر اپنے نقاب پر گرفت مضبوط کرتے اور خود کو سمبھالتے پیچھے مڑی، ہاتھ سے بیگ میں موجود پیسٹل کی موجودگی محسوس کی

"کیوں بلایا ہے مجھے یہاں؟ کیا چاہتے ہو تم؟" اپنی آواز کو سرد اور سنجیدہ بناتے ہوئے بولی، گوہر خان اسکی ہمت پر مسکرا دیا، وہ گوہر خان جس سے ایک دنیا ڈرتی تھی وہ لڑکی اسے کچھ سمجھ ہی نہیں رہی تھی

"یہ تو آپ اچھے سے جانتی ہیں خانم کے میں کیا چاہتا ہوں، آپ کو آپ سے چرا کر اپنا بنانا چاہتا ہوں خانم" مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ بولتے وہ آہستہ آہستہ اس کے قریب آ رہا تھا سویٹی بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی

"میرے پاس مت آنا گوہر خان، میری شادی ہو چکی ہے، میں بیوی ہوں حوزان خاقان کی، اور مرتے دم تک انہی کی رہوں گی" اپنے ڈر کو چھپاتے ہوئے ایک بار پھر سختی سے بولی

"ناں ناں خانم، حوزان خاقان کو آپ کو چھوڑنا ہی ہو گا، آپ خود اسے کہیں گی آپ کو چھوڑنے کا، ورنہ وہ جان سے جائے گا" حوزان کا نام سن کر گوہر خان سنجیدگی سے بولا

"میرے ہوتے ہوئے ناں ہی میں حوزان سے الگ ہوں گی اور ناں ہی تم میرے خان کو کوئی نقصان پہنچا سکو گے" سویٹی نے کہتے بیگ سے گن نکلی، اس کی طرف کرتے ٹریگر دبایا، اس سے پہلے کے وہ گولی گوہر خان کا دل چیر دیتی اس نے سویٹی کا ہاتھ پکڑ کر اسکا رخ اوپر کی طرف کر دیا

چھوڑو مجھے گھٹیا انسان، میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں،"سویٹ مسلسل اپنا" ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی مگر گوہر خان کی پکڑ مضبوط تھی، مگر پھر بھی وہ نازک سی لڑکی اسے اچھا خاصا مشکل میں ڈال رہی تھی

چٹاخ" گوہر خان کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ کھاتے سویٹ زمین پر گری تھی،" اس کے ہاتھ سے گن بھی چھوٹ چکی تھی، وہ لڑکی جسے کبھی کسی نے پھولوں کی چھڑی سے بھی نہیں مارا تھا، جس کے خان نے کبھی اسے سختی سے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اسے گوہر خان نے تھپڑ مار دیا، سویٹ کا ہونٹ پھٹ چکا تھا

آپ کو عزت راس نہیں آئی ناں خانم؟ میں اب تک آرام سے بات کر رہا" تھا، مگر اب آپ گوہر خان کا اصل روپ دیکھیں گی، طلاق تو آپ کو حوزان

سے ہر صورت لینی ہی پڑے گی" گوہر خان اس کے پاس آتے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر بولا، گرنے سے اس کا نقاب بھی گر چکا تھا

"تم چاہے جو بھی کر لو گوہر خان، مجھے جان سے بھی مار دو گے تو بھی میں خان سے الگ نہیں ہوں گی، مجھے مارنا ہے تو مار ڈالو، مگر جو تم چاہتے ہو وہ کبھی نہیں ہو گا" سویٹی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرائی تھی

"جانتا ہوں آپ بہادر ہیں خانم، آپ کو اپنی جان کی زرا سی بھی پرواہ نہیں ہے، مگر اپنی عزت تو پیاری ہے ناں؟ آپ باحفاظت یہاں سے تب ہی جا سکیں گی جب آپ حوزان خان سے طلاق لیں گی" گوہر خان نے کہتے پاس کھڑے ملازم کو اشارہ کیا جو سب سمجھتے کلوروفام میں بھیگا رومال لے آیا، اس سے پہلے کے سویٹی کچھ سمجھتی یا کرتی گوہر خان اس کے منہ پر رومال رکھ گیا

سویٹ نے جھٹپٹاتے خود ہو چھڑانا چاہا، مگر اس دیو نما انسان سے بچنا ناممکن تھا، حوزان کو سب کچھ نا بتا کر اس نے جو غلطی کی تھی، اس کا خمیازہ اسے جلد بھگتنا تھا، ایک لڑکی کتنی بھی بہادر کیوں ناں ہو جائے وہ ایک مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی، افسوس مگر یہ بات سمجھنے میں سویٹ نے دیر کر دی

@@@@@@@@

پرنیاں کی زندگی ایک مقام پر جیسے ساکت ہو گئی تھی، گھر میں مجتبی اور ارتضی کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں، ایسا نہیں تھا کے وہ خوش نہیں تھی، مگر نا جانے کیوں وہ ظالم ہر جائی ہر مقام پر یاد آتا تھا آج اگر وہ ان کے ساتھ ہوتا تو انکی بھی رخصتی ہوتی

اپنے بھائیوں کی خوشیوں کو بری نظر سے بچنے کی دعا دیتے وہ ہر پل ان کی لمبی زندگی کے لیے دعا گو تھی، وہ سویرا کے روکنے کے باوجود ہوسپٹل آگئی تھی، وہ نہیں چاہتی تھی اس کے نصیب کا سایہ اس کے بھائیوں کی خوشیوں پر پڑے

حرم آج ہوسپٹل نہیں آئی تھی، ڈاکٹر ساجدہ اس کے کیبن میں آئی، اور اسے اپنے ساتھ ایک پارٹی میں چلنے کی دعوت دی، ڈاکٹر ساجدہ ایک ینگ ڈاکٹر تھی جو پچھلے سال ہی ہوسپٹل میں آئی تھی، پری انکار کرنا چاہتی تھی مگر اس کے اسرار پر مان گئی

شام کو وہ دونوں تیار ہونے گھر چلی گئی، اس نے سویرا سے اجازت مانگی تو انہوں نے آسانی سے دے دی، اتنی مشکل سے تو وہ باہر نکلنے کے لیے مانی تھی، وہ ریڈی ہو کر ساجدہ کے ساتھ آگئی، اس نے لائیٹ پیچ کلر کی شارٹ

شرٹ اور کیپری پہن رکھی تھی، سر پر سلیقے سے حجاب لپیٹے وہ سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی

وہ پارٹی میں آ تو گئی تھی مگر یہاں آ کر وہ اپنے فیصلے پر پچھتا رہی تھی، پارٹی میں واحیات قسم کے لباس میں ملبوس لڑکیاں اور لڑکے ہر تمیز بالائے طاق رکھتے ایک دوسرے کی بانہوں میں جھوم رہے تھے اس جگہ کو دیکھ کر کہنا مشکل تھا کے یہ سب مسلمان ہیں

وہ کتنی ہی دیر ایک سائیڈ پر بیٹھی رہی، یہ قدرے سنسان گوشہ تھا، داہیم جو اپنے دوست کے ساتھ وہاں آیا تھا اس کا حال بھی پرنیاں جیسا ہی تھا، اچانک اس کی نظر پری پر پڑی، اتنی بے حیائی میں اس کا سوگوار چھپا ہوا حسن نمایاں ہو رہا تھا

داہیم نے دیکھا ایک لڑکا پری کی طرف بڑھ رہا ہے، اسے بے انتہا غصہ آیا تھا، تب ہی تیش میں تیز تیز قدم بڑھاتا پری کی طرف بڑھا، اس سے پہلے وہ لڑکا پری تک پہنچتا داہیم اس کا بازو تھام کر اسے لان سے باہر پارکنگ میں لے آیا

"کیا کر رہی تھیں آپ یہاں؟" سرد ترین لہجے میں پوچھا، اس جیسی لڑکی کا اس جگہ ہونا ناقابل برداشت تھا، اوپر سے اس لڑکے کی آنکھوں سے جھلکتی ہوس داہیم کو مزید غصہ دلا رہی تھی

"وہ، وہ اپنی دوست۔۔" پری نے آج پہلی بار اسے غصے میں دیکھا تھا ورنہ تو وہ مسکراتا رہتا تھا تب ہی سہم سی گئی تھی

کیا ضرورت ہے ایسی فضول دوستیاں پالنے کی؟ اندر کا ماحول دیکھا تھا آپ" نے؟ کیسے کیسے لوگ تھے وہاں؟ اگر کچھ ہو جاتا پھر، کیا جواب دیتی آپ انکل آنٹی کو؟" داہیم نے غصے سے گاڑی پر ہاتھ مارا تھا

سوری، وہ مجھے نہیں پتا تھا یہاں یہ سب ہو گا" معصوم سا چہرہ بنا کر بولی تو" داہیم بامشکل اپنا غصہ قابو کر پایا

گاڑی میں بیٹھیں، میں آپ کو گھر چھوڑنے جا رہا ہوں" سنجیدہ سا چہرہ بناتے" ہوئے اس سے کہا

میں۔۔ میں چلی جاوں گی" پری ابھی تک اس کے غصے پر سہمی ہوئی تھی" تب ہی ڈر کر بولی

میں نے پوچھا نہیں ہے، جتنا کہا ہے اتنا کریں، بیٹھیں اندر "گاڑی کا دروازہ کھولتے سختی سے کہا، پرنیاں چپ چاپ اندر بیٹھ گئی، کچھ ہی دیر میں وہ اسے لیے حیدر ولا کے باہر کھڑا تھا

"ہر کسی پر بھروسہ مت کر لیا کریں پری، ہر انسان آپ کی طرح مخلص اور اچھا نہیں ہوتا، بعد کے نقصان سے پہلے محتاط رہنا بہتر ہوتا ہے "اس سے پہلے وہ باہر نکلتی داہیم کی سنجیدہ سی آواز پر اسے دیکھا پھر سنجیدگی سے سر ہلاتے باہر نکل گئی، داہیم اس کے جاتے ہی وہاں سے گاڑی بھگا لے گیا

چونکہ ابھی شادی میں تین ہفتے تھے اسی لیے مجتبیٰ واپس ڈیوٹی پر آ گیا تھا، شہیر جوگل کے جانے کے بعد سے عجیب سی بے چینی اور بے سکونی کا شکار تھا

اسے گل کے بارے میں مجتبیٰ سے پوچھنا تھا مگر ہمت نہیں ہو پا رہی تھی، آخر کار ہمت کرتے وہ مجتبیٰ کے پاس گیا

اور لالے، گھر گیا تھا تو، سب خیریت ؟" شہیر نے بہانے سے بات شروع کی اب ڈائریکٹ تو نہیں پوچھ سکتا تھا

الحمدللہ سب ٹھیک ہے، تو میرے ساتھ چلنے کی تیاری کر ایک ہفتے بعد ہم چل رہے ہیں" شہیر اس کا واحد دوست تھا سو اس کے بغیر مجتبیٰ کی شادی ہونا ناممکن تھی اسی لیے اسے دعوت دے دی

کیوں خیریت ؟ میں تیرے ساتھ کیوں جاوں گا ؟" شہیر کو حیرت ہوئی کیونکہ بغیر کسی وجہ کے وہ کبھی اسے اپنے ساتھ نا لے کر جاتا

ہاں تیرے بھائی کی شادی ہو رہی ہے، اس ماہ کے اینڈ میں "مجتبیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا تو چند لمحے لگے تھے شہیر کو بات سمجھنے میں سمجھ آتے وہ خوشی سے اچھل پڑا

ماشاءاللہ، مبارک ہو لالے، میں بہت خوش ہوں تیرے لیے "زور سے مجتبی کو گلے لگاتے ہوئے وہ پُر خلوص لہجے میں کہا

بیٹا زیادہ خوش مت ہو، میری شادی میں سارے کام تجھے ہی کرنے ہیں"" مجتبی اس کی محبت پر مسکرا دیا مگر پھر اس کے کندھے پر چت لگاتے بولا

تو حکم کر لالے، تیرا بھائی جان دے دے تیرے لیے، یہ تو پھر تھوڑے سے کام ہیں "شہیر جانتا تھا کے وہ حرم سے کتنی محبت کرتا ہے اور اب جب وہ اپنی محبت پانے جا رہا تھا تو وہ بہت خوش تھا

"بس بس مجھے تیری جان نہیں چاہیے، تو یہ بتا مجھ پر اتنا پیار کیوں آرہا ہے تجھے؟" مجتبی نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا،

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے، اچھا یاد آیا، وہ جو لڑکی ملی تھی ہمیں اس دن شپ پہ، کیا نام تھا، ہاں گلِ لالہ کیسی ہے وہ؟" بہت محتاط انداز میں پوچھا تھا کے کہیں وہ اس کے دل کی بات نہ جان لے

"کونسی لڑکی؟" مجتبی کو ہنسی تو بہت آرہی تھی مگر ضبط کر گیا، وہ پہلے دن سے ہی اس کی بدلتی نگاہ محسوس کر گیا تھا، محبت کرنے والے اپنے ارد گرد پھیلی محبت کو بہت جلد محسوس کر جاتے ہیں تو پھر بھلا اسے کیسے پتا ناں چلتا

"یار وہی پٹھان لڑکی، جس کی ہری آنکھیں تھیں، پیاری سی جسے ہم نے ان دہشت گردوں سے بچایا تھا" شہیر اس کی شرارت سمجھے بغیر جھنجھلا کر تفصیل بتاتے ہوئے بولا

"ہاں ہاں، کچھ دیر پہلے تک آپ کو لڑکی کا نام بھی یاد نہیں آرہا تھا، اور اب اس کی آنکھوں کا رنگ بھی یاد آگیا اور تو اور یہ بھی پتا کے وہ پیاری تھی، بیٹا کس کو بے وقوف بنا رہا ہے؟" تیکھے چتون سے اسے دیکھتے کہا شہیر اچھا خاصا گڑ بڑا گیا تھا

"نہیں۔۔وہ۔۔دراصل" تھوک نگلتے اسے دیکھا جو آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور رہا تھا

اب وہ میری بہن ہے، تو زرا میری بہن کے بارے میں سوچ سمجھ کر بولنا، " میں تمہارا الالہ نہیں ہوں، یہ جو حرکتیں تم پہلے دن سے کرر ہے ہوناں سب دکھائی دے رہا ہے مجھے " اسے اس دن والی بات کا حوالہ دیا جس کا صاف مطلب تھا کے وہ سن چکا تھا

یار پتا نہیں کیوں، مگر میں اس دن سے اس کا سہما ہوا روپ بھلا نہیں پا رہا" ہوں، بہت کوشش کی اسے دماغ سے جھٹکنے کی مگر کچھ کام نہیں آرہا" شہیر نے اس پر اپنی بے بسی اس پر ظاہر کی

دیکھو شہیر، وہ بہت معصوم ہے، حالات کی ستائی ہوئی ایک معصوم پری، " بھول کر بھی اسے کسی ایسی راہ پر مت لے جانا جہاں سے تم اسے آگے ناں لے جاسکو" مجتبی شرارت بھلائے سنجیدہ ہوا وہ دوست کی محبت میں بہن کو کسی مشکل میں نہیں ڈال سکتا تھا

"میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں مجتبی، اسے اس ظالم دنیا سے چھپا کر اپنی مضبوط پناہوں میں لینا چاہتا ہوں، میں تمہاری شادی پر ماما بابا سے بات کر لوں گا" گل کو اپنا بنانا ہے یہ تو وہ پہلے ہی سوچ چکا تھا مگر اب اسے بتانا بھی ضروری سمجھا

"ہمم، میں بابا سے بات کروں گا، اگر وہ مان گئے تو میری شادی کے ساتھ ہی تمہارا اور گل کا نکاح کر دیں گے" مجتبی نے اسے حوصلہ دلایا تھا

اور آج ایک ہفتے بعد وہ دونوں چھٹیوں پر جا رہے تھے، شہیر کا دل لمحہ بالمحہ تیز تر ہوتا جا رہا تھا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کے کبھی وہ بھی محبت کرے گا مگر آج وہ مان گیا تھا کے وہ بھی محبت نامی اس بلا کا شکار ہو چکا تھا

حرم گل اور پرنیاں کو لینے کے لیے حیدر ولا آئی تھی کیونکہ انہیں شاپنگ پر جانا تھا، گل جانا نہیں چاہتی تھی مگر انہوں نے زبردستی اسے تیار ہونے بھیج دیا، وہ کچھ ہی دنوں میں ان سب کے بہت قریب آ گئی تھی، حرم اور پری لاؤنج میں کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھیں جب حرم کا موبائل وائبریٹ ہوا

السلام علیکم، "حرم نے فون اٹھایا تو دوسری جانب غزل تھی،"

وعلیکم السلام، کیسی ہیں حرم آپی" غزل کی چہکتی ہوئی آواز پر حرم مسکرادی"

میں ٹھیک ہوں میری جان، تم کیسی ہو؟" حرم محبت سے بولی تو غزل اس" کی محبت محسوس کرتی مسکرادی

میں بھی ٹھیک ہوں مگر میں آپ سے ناراض ہوں" غزل نے منہ بسورتے "
کہاتو حرم نے لب دبائے وہ جانتی تھی غزل کیوں ناراض ہے

کیاہوامیری گڑیاکو؟ کیوں ناراض ہو؟" مصنوعی حیرت کامظاہرہ کرتے "
پوچھا

یہ جو آپ نے میرے ایگزمیز کے فوراً بعد شادی رکھوالی ہے ناں، یہ بہت "
غلط بات ہے، مجھے شادی کی تیاریاں کرنی تھیں، شاپنگ کرنی تھی، مگر آپ
نے سب خراب کر دیا" دو دن بعد سے اس کے فائنل ایگزیمز تھے جو ان کی
شادی سے دو دن پہلے ختم ہو رہے تھے تب ہی وہ تپی ہوئی تھی

یار میں نے تھوڑی ناں رکھی ہے شادی، یہ تو بابا لوگوں کا فیصلہ تھا،اور تم"
فکر مت کرو، تمہاری ساری شاپنگ میں کروں گی،اور تمہیں ضرور پسند
آئے گی" حرم نے اسے منانے کی کوشش کی

اگر مجھے شاپنگ پسند ناں آئی ناں، تو میں آپ کی شادی میں پرانے کپڑے"
پہن کر آجاؤں گی" غزل نے منہ بناتے دھمکی دی

اوکے میری ماں،اچھے سے شاپنگ کروں گی تمہارے لیے" حرم نے دو"
تین باتوں کے بعد فون بند کردیا، ہوسٹل میں ہونے کی وجہ سے ان کی زیادہ
بات نہیں ہو پاتی تھی وہ خود ہی ہفتے، دو ہفتے بعد اسے کال کرتی تھی

گل، ہم گاڑی میں ہیں جلدی آجاؤ" حرم مجتبیٰ کو اندر آتا دیکھ جلدی سے "
گل کو آواز دیتے کھسک گئی، جب سے رخصتی کی بات شروع ہوئی تھی وہ
مسلسل مجتبی کو اگنور کر رہی تھی

جتنا بھاگنا ہے بھاگ لیں مسز، صرف کچھ دن، ایک بار میرے پاس "
آجائیں، گن گن کر بدلے لوں گا آپ سے" حرم اس کے پاس سے گزری تو
سرگوشی میں بولتے اس کی جان ہلکان کی تھی

مجتبی کے پیچھے کھڑے شہیر نے مسکراتے ہوئے ان کی حرکت کو دیکھا،
مجتبی نے حرم کے جانے کے بعد اسے گھورا تو وہ قہقہ لگا گیا،

تم اوپر دائیں جانب پہلے روم میں چلو، میں ماما سے مل کر آتا ہوں" مجتبیٰ "
اسے اپنے روم کا بتاتے سویرا اور ولید کے روم میں چل دیا، شہیر اوپر کی

جانب بڑھا، سیڑھیاں چڑھتے دائیں جانب مڑا جب سامنے سے بھاگ کر آتی گل ایک دم سامنے روم سے نکلتی اس سے ٹکرائی

آہہ "گل کو لگا جیسے وہ دیوار سے ٹکرائی ہو، کہاں اس کا نازک کا ما تھا اور کہا" لیفٹینینٹ کمانڈر شہیر غازی، جبکہ شہیر تو اس حسین اتفاق میں کھو گیا تھا دل جس پری کو دیکھنے کو اتنے دونوں سے بے چین تھا وہ سامنے کھڑی تھی

آ۔۔۔آپ "اس دن والے کھڑوس کو سامنے دیکھ کر گل کا رنگ اڑ چکا تھا،" اس دن اس نے بغیر وجہ کے اسے ڈانٹا تھا، اور آج تو وہ اس سے ٹکرا گئی تھی آج وہ اسے نہیں چھوڑنے والا تھا

جی میں، لگتا ہے آپ نے مجھے پہچان لیا، کیسی ہیں؟ "شہیر اس کے سہمنے پر" اپنی مسکراہٹ دبا گیا پھر سنجیدگی سے پوچھا

ام کو معاف کر دو، ام جان بوجھ کر آپ سے نئ ٹکرایا" قدم پیچھے ہوتے وہ" ڈر کر بولی، حالانکہ اب تو اس نے کچھ کہا بھی نہیں تھا

اور اگر میں آپ کو معاف ناں کروں تو؟" سنجیدہ لہجے میں معنی خیزی سے" کہا تو وہ مزید سہم گئ

ام دوبارہ کبھی آپ کے سامنے نئ آئے گا، ابھی ام کو معاف کر دو" گل اس" سے کہتی جلدی سے سیڑھیوں کی طرف بھاگ گئ، شہیر اسکے بھاگنے پر کھل کر مسکرا دیا

بھاگ لیں مس گلِ لالہ جتنا بھاگنا ہے، بہت جلد میں آپ کو قید کر لوں گا،"
اور آپ کو قید خانہ میرا دل اور بازو ہونگے" دلکشی سے مسکراتے ہوئے اس
پری کو خود سے دور جاتے ہوئے دیکھا تھا

@@@@@@@@@

حسال بہرام کی دھمکی یاد کرتے خود ہی شرافت سے تیار ہو گئی تھی کیونکہ اس
کا کوئی بھروسہ نہیں تھا اپنی بات پر عمل کر بھی دیتا، حوزان ان سب کے لاکھ
منع کرنے پر بھی پولیس سٹیشن چلا گیا تھا

حسال فلک کے واقع کے بعد آج آفس آئی تھی، سو بہرام کے ساتھ اسے
آفس میں آتا دیکھ کر سب ورکرز انہیں مسکرا مسکرا کر دیکھ رہے تھے، بہرام

تو سر کے اشارے سے سب کے سلام کا جواب دیتا آگے بڑھ گیا مگر اسے سب کا اس طرح کا برتاؤ عجیب لگ رہا تھا

کیسی ہیں مس حسال آپ؟"اس کی آفس کی ورکر ربیعہ اس کے پاس آتے" ہوئے مسکرا کر بولی

میں ٹھیک ہوں ربیعہ، آپ کیسی ہیں؟"وہ آج پہلی بار حسال سے اس" طرح بات کر رہی تھی تب ہی حسال کو حیرت ہوئی

مس حسال، ایکچولی میرے بھائی کی شادی ہے، مجھے ایک ماہ کی چھٹیاں" چاہیں، مگر بہرام سر نے صرف دو ہفتے کی چھٹی دی ہے، آپ پلیز ان سے بات کریں ناں"بلی تھیلے سے باہر نکلی تھی، اسے اپنی سفارش کروانی تھی تب ہی وہ حسال کے پاس آئی تھی

مگر میں، کیسے ؟" حسال کو سمجھ نہیں آیا تھا وہ اسے کیا سمجھ رہی ہے"

مس حسال، مجھے انکریمنٹ ملی تھی پچھلے مہینے، اس ماہ بھی ملنی تھی مگر میری" دو چھٹیوں کی وجہ سے وہ کینسل ہو گئی، آپ پلیز بہرام سر سے بات کریں میری انکریمنٹ مت روکیں" پیچھے کھڑے بلال نے بھی حصہ ڈالا، حسال نے مڑ کر دیکھا تو تقریباً سب لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے

مس حسال، مجھے آئی ٹی ڈپارٹمنٹ میں شفٹ ہونا ہے پلیز بہرام سر سے" بات کریں" ایک اور آواز گونجی تھی، حسال کا تو دماغ ہی گھوم گیا

" مس حسال۔۔۔"

"ایک منٹ، آپ سب لوگ مجھے کیا سمجھ رہے ہیں، بہرام سر میری بات کیوں مانیں گے؟" حسال نے منہ بناتے کہا

"مس حسال بہرام سر ہمارے بوس ہیں، مگر آپ ان کی بھی بوس ہیں، آپ ان کی بیوی ہیں آپ کی بات ضرور مانیں گے وہ" ربیعہ کی بات پر ان سب نے اثبات میں سر ہلایا، جبکہ حسال نے منہ بسورا جیسے کہیں وہ اس کی سن ہی ناں لے

"آپ سب کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، یہاں میں بھی آپ لوگوں کی طرح ایک معمولی ورکر ہوں" حسال نے بے چارگی سے منہ بناتے انہیں سمجھانا چاہا

"مس حسال اگر آپ ہماری مدد نہیں کرنا چاہتیں تو سیدھا سیدھا کہہ دیں، اس طرح بہانہ تو مت بنائیں" کسی ورکر نے منہ بناتے ہوئے کہا

"کیا ہو رہا ہے یہ ؟" بہرام کی سخت آواز پر وہ سب اس کی طرف مڑے جو باری باری سب کو گھور رہا تھا

"کچھ۔۔۔ کچھ نہیں سر۔۔" اس کی آواز پر وہ سب اچھلے تھے پھر جلدی سے اپنی سیٹوں کی طرف بڑھے

"مس حسال آپ اپنے کیبن میں جائیں، اور آپ سب لوگ، اس آفس میں مس حسال بھی آپ سب کی طرح ایک عام ورکر ہیں، سو دوبارہ ان کے پاس اس طرح کی فرمائشیں لے کر آنے سے گریز کریے گا" بہرام سختی سے کہتے اپنے کیبن کی طرف مڑ گیا

پھر باقی کا سارا دن سکون سے گزرا تھا، حسال اس کے کیبن میں اپنی ڈیسک پر بیٹھی کام کرتی رہی، بہرام نے اس سے اتنے دن ناں آنے کا بدلہ لینے کے لیے سارا دن اس سے ایکسٹرا کام لیا تھا جس نے حسال کو تھکا ڈالا تھا

شام کو بہرام فائل پر جھکا ہوا تھا جب اس کا موبائل وائبریٹ ہوا، اس نے موبائل دیکھا تو آب کا فون تھا، اسے حیرت کوئی کیونکہ آب بغیر کسی بڑی وجہ کے ایسے فون نہیں کرتی تھی

السلام علیکم ماما جانی" فون اوکے کرتے کان سے لگایا، مگر سامنے سے آتی" آواز پر وہ پریشان ہوا تھا

بہرام۔۔"آب کی سسکی سنتے بہرام کا دل کسی انہونی کے احساس سے" دھڑکا تھا

ماما، کیا بات ہے ماما، آپ رو کیوں رہی ہیں؟" بہرام کے پوچھنے پر حسال بھی" اس کی طرف متوجہ ہوئی، اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف آئی

بہرام، سویٹ، سویٹ صبح سے گھر سے غائب ہے، اپنی دوست کے گھر کا" بول کر گئی تھیں، مگر میں نے ان کی سب دوستوں کے گھر فون کر کے پوچھ لیا ہے، وہ کہیں نہیں ہیں" آب نے روتے ہوئے اسے بتایا تو وہ بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھا

کیا!!!!، یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ اچھا آپ فکر مت کریں میں گھر آ رہا ہوں"""" بہرام جلدی سے کہتے فون بند کرتے دروازے کی طرف بڑھا

کیا ہوا بہرام، پلیز بتائیں مجھے فکر ہو رہی ہے" حسال دھڑکتے دل کے ساتھ" اس کی طرف بڑھی جو فکر مند لگ رہی تھی

سویٹ صبح سے لاپتہ ہے" بہرام کی بات حسال کے سر پر بجلی بن کر گری" تھی، سویٹ ان سب کے لیے کیا تھی یہ لفظوں میں بیان کرنا مشکل تھا، ان سب کی جان سویٹ نامی طوطے میں قید تھی

@@@@@@@@@

سوان کو جس وقت ہوش آیا وہ ایک بند کنٹینر میں تھی، بار بار بند ہوتی آنکھوں کو ملتے کھولا اور ارد گرد پر غور کیا تو اس کے ساتھ اس کنٹینر میں بیس پچیس لڑکیاں تھیں، جن میں سے کچھ لڑکیاں بے ہوش تھیں اور کچھ نیم

بے ہوشی میں تھیں، اس کی قوت برداشت کی وجہ سے ہی وہ جلدی ہوش میں آگئی تھی

اب اسے ہر چیز پر نظر رکھنی تھی، ارد گرد دیکھتے نا جانے کب اس کا دھیان لیپرڈ کی طرف چلا گیا، وہ جانتی تھی کے اس رات کلب میں وہ بھی وہاں موجود تھا، اور اس پر نظر رکھے ہوئے تھا، وہ اتنی انجان بھی نہیں تھی جتنا وہ سمجھتا تھا

لڑکیوں کو اللہ نے ایک خاص حس سے نوازا ہے جس سے وہ اپنی طرف اٹھنے والی نگاہ کو پہچان لیتی ہے، انڈیا میں لیپرڈ کی بدلتی نظریں وہ آسانی سے پہچان گئی تھی، جس طرح وہ اسے بچاتا تھا، دوسروں سے محفوظ رکھتا تھا سو ان کے دل میں اس کے لیے ایک الگ مقام تھا

مگر اس کے ساتھ ہی وہ جانتی تھی کے وہ وطن کے رکھوالے ہیں، آئی ایس آئی کے جوان جو کب، کس جگہ اپنی جان کی بازی ہار جائیں کسی کو علم نہیں ہوتا، ان کی تو موت پر آنسو بہانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا وہ نہیں جانتی تھی آج جہاں وہ جا رہی ہے وہاں سے زندہ یا باعزت واپس لوٹ سکے گی یا نہیں

ان ہی سوچوں کے دوران راستہ کب ختم ہوا اسے علم نہیں ہوا، کنٹینر رکنے کی آواز پر وہ جلدی سے آنکھیں موندتی بے ہوش بن گئی، کنٹینر کھلا اور وہ لوگ باری باری سب لڑکیوں کو اٹھا کر ایک پرانے سے کھنڈر نما گودام میں لے گئے

سب لڑکیوں کو وہاں چھوڑتے، گودام کا دروازہ بند کرتے وہ سب وہاں سے چلے گئے، صرف کچھ لوگ تھے جو باہر پہرے داری کر رہے تھے، سوان

آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھی، اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، ہاتھوں کو مسلسل ہلاتے اس نے رسی ڈھیلی کی،

کچھ دیر کی محنت کے بعد بلا آخر رسی کھل گئی، اپنی جگہ سے اٹھتے اس نے جیب سے منی کیمرہ نکالتے گودام میں ایک کونے میں لگا دیا، دو چار جگہوں پر ٹریکر لگا کر وہ واپس آکر اپنی جگہ پر لیٹ گئی، تھوڑی دیر بعد دو آدمی لڑکیوں کو دیکھنے آئے

اوئے، یہ اس لڑکی کے ہاتھ کیوں نہیں باندھے" ان میں سے ایک نے" سوان کے کھلے ہاتھ دیکھتے دوسرے کو آواز دی

ہو سکتا ہے بھول گئے ہوں، یہ لے رسی اور باندھ دے" دوسرے نے کہہ" کر اسے رسی تھمائی جو اس نے سوان کے ہاتھوں پر باندھ دی، اپنے کام سے

فارغ ہوتے وہ سب باہر چلے گئے، سوان کو اب صرف انتظار کرنا تھا، ایک نئی منزل، ایک نئے سفر کا

حیدر ولا، ابراہیم ولا اور احتشام ولا میں شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں، سب کچھ سادگی سے ہونا تھا مگر جو بھی ہو سب گھروں کی پہلی پہلی شادی تھی سو ضروری انتظامات دیکھنا تھے، سویرا کے فورس کرنے پر آج وہ سب بچے شاپنگ پر نکلے تھے

مجتبیٰ، ارتضیٰ، شہیر، حرم، حریم، گل اور پرنیاں وہ سب لوگ ایک ساتھ گھر سے نکلے تھے، مجتبیٰ، حرم، شہیر اور گل ایک گاڑی میں تھے جبکہ ارتضیٰ، حریم اور پرنیاں ارتضیٰ کی گاڑی میں تھے، آج انہیں حرم اور حریم کے لیے شادی کا جوڑا اور کچھ ضروری چیزیں لینا تھیں

مال پہنچ کر وہ سب لوگ پہلے بوتیک میں داخل ہوئے، ارتضیٰ اور مجتبیٰ دونوں نے بلیک جینز پر بلیک ہی ٹی شرٹس پہنی تھیں، فرق صرف یہ تھا کے ارتضیٰ کی شرٹ پر پی اے ایف کا لوگو بنا تھا جبکہ مجتبیٰ کی شرٹ پر نیوی کا لوگو بنا تھا، یہ شرٹس پرنیاں نے ان دونوں کو گفٹ کی تھیں

حرم نے بلیک جینز پر سفید گھٹنوں تک آتا ٹاپ اور سر پر بلیک حجاب کر رکھا تھا، کندھوں پر سلیقے سے شال اوڑھ رکھی تھی، حریم نے بھی بلیک جینز اور بلیک شرٹ پہنی تھی، سر پر سرخ رنگ کا حجاب اوڑھے کندھوں پر چادر سجا رکھی تھی، گل نے سفید رنگ کا سندھی کڑھائی والا فراک پہنا تھا جو کچھ دن پہلے ہی حرم نے اسے دلوایا تھا

شہیر بھی بلو جینز پر سفید شرٹ پہنے بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا، پرنیاں نے کریم کلر کی سادہ شرٹ اور کیپری پہن رکھی تھی، زین کے بعد سے وہ غیر محسوس انداز میں سادہ سی رہنے لگی تھی، بہت کم گہرے رنگوں والے کپڑے پہنتی تھی، چہرے پر ہمہ وقت سنجیدگی اور اداسی چھائی رہتی تھی

وہ لوگ کب سے ڈریسز ٹرائی کر رہے تھے مگر انہیں کچھ بھی اپنی اپنی بیویوں کے شایانِ شان نہیں لگ رہا تھا، حریم تو چپ چاپ ارتضیٰ کے ساتھ کھڑی تھی جو سنجیدگی سے کبھی ایک ڈریس دکھانے کو کہتا، کبھی دوسرا

پرنسس، یہ ڈریس دیکھیں، کیسا ہے؟" بلڈ ریڈ کلر کا لہنگا جس کی کرتی" نیوی بلو کلر میں تھی ڈوپٹے کے چاروں طرف بلو پٹی لگی تھی، چھوٹی سی کرتی اور اس کے ساتھ ہی شروع ہوتا لہنگا، وہ لہنگا سچ میں بہت خوبصورت تھا

پتا نہیں ؟" حریم بچاری نے کبھی زندگی میں اپنی شاپنگ خود نہیں کی تھی، " کبھی ارتضیٰ، کبھی زین تو کبھی سویرا یا عائشہ اس کی شاپنگ کرتی تھیں اب اسے بلکل کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

چلیں آئیں اسے ٹرائی کریں " ارتضیٰ اس کا ہاتھ تھامتے لہنگا لیے ٹرائل روم " کی طرف آ گیا، اس طرف رش اتنا زیادہ نہیں تھا اسی لیے وہ آرام سے وہاں آ گئی، لہنگا لیتے ٹرائل روم میں گئی،

میسمرائزنگ " کچھ دیر بعد وہ پہن کر باہر نکلی تو ارتضیٰ اسے دیکھ چند پل کے " لیے مبہوت رہ گیا، اس کا چھوٹا سا وجود لہنگے میں چھپ سا گیا تھا، فٹنگ والی کرتی اس کی نازک سی کمر پر خوب جچ رہی تھی تب ہی بے ساختہ ارتضیٰ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے

ارتضی نے آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ میں تھاما لہنگے کا دوپٹہ اس کے سر پر اوڑھا دیا، حریم اس کی آنکھوں سے جھانکتے جذبات اور محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ کر اپنا سرخ ہوتا چہرہ جھکا گئی، اسے ابھی سے شرم آرہی تھی

"بہت پیاری لگ رہی ہیں میری جان، اتنی پیاری کے مجھے ڈر ہے کہیں میری ہی نظر ناں لگ جائے آپ کو" جذبات سے بھرے الفاظ میں کہا تو حریم جھنپ گئی، ارتضیٰ نے منہ میں آیت الکرسی پڑھتے اس پر پھونک ماری، حریم اس کی حرکت پر ساکت ہوگئی تھی ہر بار وہ شخص نئے سرے سے اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیتا تھا

"ارتضیٰ۔۔" ارتضیٰ جو اس کے حسین روپ میں کھویا پلک جھپکائے بغیر اسے دیکھ رہا تھا اس کی روہانسی آواز پر ہوش میں آیا جو بس کسی بھی وقت رونے والی تھی

کیا ہوا جانِ ارتضیٰ "ارتضیٰ تڑپ کر اس کی طرف بڑھا، اپنی پرنسس کی" آنکھ سے نکلا ایک بھی آنسو برداشت نہیں تھا ارتضیٰ کو

میں۔۔۔میں اس میں چلوں گی کیسے، مجھ سے نہیں سمبھالا جائے گا "اس" نے آج تک اتنے زیادہ تو کیا ہلکے سے کام والے ڈریسز بھی نہیں پہنے تھے اب اچانک اتنا وزنی لہنگا پہننا اس نازک جان کے لیے جان جوکھوں کا کام تھا

پرنسس آپ کیوں فکر کر رہی ہیں، آپ حکم کریں میں کس لیے ہوں، " پلیز روییۓ گا نہیں "ارتضیٰ اس کی معصوم سی پریشانی پر اپنی مسکراہٹ دبا گیا، پھر آگے بڑھتے اس کا دوپٹہ اٹھا کر ایک طریقے سے اس کے کندھوں پر رکھا، ایک ہاتھ سے اس کا لہنگا تھامے، دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے اسے لیے وہاں لگے مرر کے سامنے آیا

"وہاں دیکھیں، یہ جو سامنے نظر آرہی ہیں ناں؟ یہ ہیں مسز حریم ارتضیٰ، اس دنیا کی سب سے حسین لڑکی، جو کمانڈر ارتضیٰ ولید حیدر کے دل میں دھڑکن بن کر دھڑکتی ہیں، اس کے جسم میں لہو کی مانند گردش کرتی ہیں، اگر یہ ہیں تو ارتضیٰ کی زندگی ہے، اگر یہ نہیں تو ارتضیٰ بھی نہیں، کبھی ان آنکھوں میں آنسو مت آنے دیجیے گا کیونکہ جب یہ آنسو نکلتے ہیں ناں تو یہاں گرتے ہیں" اس کے پیچھے رکتے ہوئے اس کا رخ شیشے کی جانب کرتے وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا اور آخر میں انگلی اپنے دل کے مقام پر رکھی

"اوہیلو، وونگ کمانڈر ارتضیٰ ولید حیدر، کچھ رومینس شادی کے بعد کے لیے بھی چھوڑ دیں، ناں وقت دیکھتے ہیں ناں جگہ، جہاں موقع ملے شروع ہو جاتے ہیں" مجتبیٰ اور حرم جو اسی طرف آرہے تھے ارتضی کو دیکھ کر مجتبیٰ کی رگِ شرارت پھڑکی تھی

ابھی جب حرم باہر آئیں گی ناں تو آپ کا حال مجھ سے بھی برا ہونے والا ہے" کمانڈر مجتبیٰ ولید حیدر، سو دوسروں کو بات کرتے ہوئے خود پر نظرثانی کر لینی چاہیے" حریم تو خجل سی ہوتی جلدی سے چینج کرنے چل دی جبکہ حرم بھی خود کو نشانہ بنتے دیکھ دوسرے ٹرائل روم میں چلی گئی، ارتضیٰ سنجیدہ سا چہرہ بنائے تو یوں کا رخ اسکی جانب موڑ گیا

حریم چینج کر کے نکلی تو وہ دونوں واپس کاونٹر پر آ گئے، جبکہ حرم مہرون اور سلور رنگ کا خوبصورت سا لہنگا پہنے باہر نکلی، کمر تک آتی کرتی اور اس کے نیچے جاتا لہنگا جس پر سلوں نگوں سے خوبصورت کام ہوا ہوا تھا، سر پر مہرون ہی دوپٹہ اوڑھے وہ سادگی میں بھی مجتبیٰ کو چاروں شانے چت کر گئی تھی

ماشاءاللہ، چشمِ بدور، گورجئیس، سٹننگ "ہونٹوں کو سیٹی کے انداز میں " گول کرتے وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولا

مجتبیٰ پلیز، "حرم سرخ ہوتے اسے ڈھنگ سے گھور بھی نہیں سکی، جو " آنکھوں میں محبت کے ساتھ ساتھ شرارت لیے اسے دیکھ رہا تھا، وہ شرارتی تھا، ہر وقت ایک مسکان اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیے رکھتی تھی، مگر وہ حرم کے لیے سراپا عشق تھا اور یہ بات حرم اچھے سے جانتی تھی

دوسری طرف گل پرجوش سی ارد گرد لگے خوبصورت جوڑوں کو دیکھتی بہت خوش ہو رہی تھی اس وقت اسکے چہرے پر بچوں جیسی خوشی اور معصومیت تھی، شہیر اس سارے وقت میں اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا، اب اسے جلد از جلد اس معصوم پری کو اپنا بنانا تھا

"لالہ جان، یہ لہنگا کتنی پیاری ہے ناں؟" وہ ٹی پنک کلر کا خوبصورت سا لہنگا دیکھتے جوش سے ارتضیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی

"ہاں میرا بچہ، بہت پیارا ہے، جب ہماری گڑیا دلہن بنے گی ناں تو یہی لہنگا پہنے گی، ٹھیک ہے ناں؟" ارتضیٰ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے بولا

"لالہ جان کسی باتیں کر رہی ہے آپ، ام شادی نئ کرے گا اور ناں آپ کو چھوڑ کر جائے گا" شادی کے نام پر اس کے چھوٹے اور پیارے سے چہرے پر سرخی دوڑی تھی، پھولے ہوئے گال گلابی سے سرخ ہو گئے جن پر شہیر ایک بار پھر دل تھام کر رہ گیا

"کنٹرول یار کنٹرول، اس کے دو دو بھائی ہیں سامنے، کیوں اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی مروائے گا" شہیر اپنے دل کی طرف جھکتے سختی سے بولا

پرنیاں کا فون بجا تھا جس پر وہ کال سننے کے لیے باہر آگئی، کال ختم ہوتے اس نے نظر گھمائی تو ایک جگہ نگاہ چند پل کے لیے ساکت ہو گئی، ڈیپ ریڈ کلر کی میکسی جس پر بہت نفیس سا کام ہوا ہوا تھا سامنے شاپ میں رکھی تھی، اس کے دل سے ایک آہ نکلی تھی

وہ اب خود پر زندگی کی ہر خوشی ہر رنگ حرام کر چکی تھی، اسے پتا تھا یہ لباس اس کی قسمت میں نہیں ہے، جب اس کا سہاگ ہی نہیں رہا تو سہاگ کا جوڑا کس لیے، مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کے قسمت ہمیشہ ہماری سوچ کے مطابق نہیں چلتی، کچھ دور موجود دو نظروں نے گہری نگاہ سے اس کی حالت کو دیکھا تھا

@@@@@@@@@@

صبح سے شام ہو چکی تھی سویٹ کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا، آب کافی دیر انتظار کرتی رہی کے وہ آجائے گی، مگر جب باہر اندھیرا پھیلنے لگا تو اس کی پریشانی بھی بڑھنے لگی، اس نے اپنے نمبر سے سویٹ کی ساری دوستوں کو فون کر لیا تھا مگر وہ کہیں نہیں تھی

سارا دن پریشان رہنے کے بعد آب نے شاہ زیب اور بہرام کو فون کیا تھا، حوزان کو انہوں نے فون کرنے کے اجتناب کیا تھا، وہ ان کی بیٹی کا شوہر تھا، نا جانے یہ سب جان کر وہ کیا سوچتا، شاہ زیب کچھ ہی دیر میں گھر آگیا، اس کے پیچھے پیچھے بہرام بھی آگیا تھا، انہوں نے اپنے تمام رسورسز استعمال کر لیے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا، جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا ان کی پریشانی بھی بڑھتی جا رہی تھی

دوسری جانب سویٹی کو گوہر خان نے ایک کمرے میں بند کر رکھا تھا، سویٹی بے ہوش تھی جب چہرے پر پڑتے پانی کے قطروں پر وہ ہوش میں آئی، کچھ پل آنکھوں کو جھپکتے ارد گرد پر دھیان دیا تو سامنے گوہر خان کھڑا تھا، ساتھ ہی ملازم کٹورے میں پانی لیے کھڑا تھا

"تو خانم، آخر آپ کو ہوش آگیا، کیسی ہیں اب آپ؟ دماغ ٹھکانے آیا یا نہیں؟" گوہر خان کی تمسخر بھری آواز پر سویٹی نے لب بھینچے، اٹھنا چاہا مگر سر چکرا رہا تھا

"گوہر خان مجھے جانے دو ورنہ میرے خان تمہارا وہ حال کریں گے کہ تمہاری آنے والی سات نسلیں یاد رکھیں گی" اپنی بے بسی کو دباتے دانت پیس پر دھمکی دی

"ہاہاہاہا، مگر آپ کے خان کو بتائے گا کون کے آپ یہاں ہیں؟ سنا ہے آپ کے گھر والوں نے انہیں اطلاع ہی نہیں دی، کے کہیں ان کا داماد گھر سے غائب رہنے پر ان کی بیٹی کو طلاق ناں دے دے، چچچچ اب انہیں کیا پتہ ان کی بیٹی خود اپنے خان سے طلاق لے گی" مکروہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے جیسے اس کی بے بسی کا مزاق اڑایا

"خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے گوہر خان، ڈرو اس وقت سے جب تمہاری رسی کھینچ لی جائے، رہی بات میری تو مجھے میرے خان سے موت کے علاوہ کوئی چیز جدا نہیں کر سکتی" آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو نظرانداز کرتے وہ مضبوط لہجے میں بولی

اس وقت میں کسی قسم کی جذباتی تقریر سننے کے موڈ میں نہیں ہوں" خانم، چپ چاپ ان پیپرز پر دستخط کر دیں، ورنہ مجھے انسان سے جانور بننے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا" سرد آواز میں کہتے وہ اپنی اوقات پر آیا تھا

نہیں کروں گی، جاؤ جو کر سکتے ہو کر لو" پیپرز اٹھا کر اس کے منہ پر مارتے" سویٹی اسے تیش دلا گئی تھی گوہر خان غضب ناک انداز میں اس کی طرف بڑھا

عزت کی زبان تمہیں راس نہیں آئی ناں، تمہاری تو میں" گوہر خان نے" اس کی چادر کھینچتے دور پھینکی،اس کے بالوں کو جھٹکے اس کا چہرہ اپنے قریب کیا، وہ لمحہ بالمحہ اسے پامال کرنے کے در پے تھا، مرد کی انا پر جب بات آجائے تو وہ بنتِ حوا کو کھلونا سمجھ لیتا ہے، آج ایک اور بنتِ حوا لٹنے کے قریب تھی

مگر کہتے ہیں ناں جس کی حفاظت اللہ کرے اسے کوئی کچھ نہیں کر سکتا، اچانک ہی کسی نے گوہر خان کو کولر سے تھام کر پیچھے کھینچا، اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتا منہ پر پڑنے والا مکا اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا، سویٹ نے آنکھیں کھولیں تو سامنے اس کا خان، اس کا محافظ کھڑا تھا، بے ساختہ ایک تشکر کا آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا

"تیری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی پر اپنی غلیظ نگاہ ڈالنے کی، وہ عزت ہے حوزان خاقان کی، آج میں تجھے بتاوں گا کے ایک خان کی عزت پر نظر ڈالنے کا انجام کیا ہوتا ہے" حوزان اس وقت سویٹ کا خان بلکل نہیں تھا بلکہ وہ تو بپھرا ہوا بیسٹ لگ رہا تھا جس کی بیوٹی کو کسی نے قید کرنے کی جرت کی تھی

"منع کیا تھا ناں تجھے، دور رہنا میری بیوی سے، مگر تو بعض نہیں آیا، کیا لگا تھا تو" ایس پی حوزان خاقان کی جاسوسی کروائے گا اور مجھے علم تک نہیں ہو گا، بہت

پہلے سے پکڑ چکا ہوں میں تمہارے اس جاسوس کو، مگر میں تجھے مہلت دے رہا تھا کے شاید تو سدھر جائے، مگر نہیں تجھ جیسے دھرتی کے بوجھ کو اب اس دنیا سے ہٹا دینا چاہیے" حوزان اسے مسلسل مار رہا تھا، گوہر خان نے اپنا بچاؤ کرتے حوزان کے زخمی بازو پر مکا مارا جس پر وہ کراہ کر رہ گیا،

"اچھا ہوا تو خود یہاں آ گیا ایس پی، اب یا تو تو اسے طلاق دے گا ورنہ تو آج جان سے جائے گا، کیونکہ اگر یہ لڑکی میری نہیں ہوئی تو تیری بھی نہیں ہو گی" منہ سے خون تھوکتے گوہر خان اپنی حرکتوں سے بعض نہیں آیا تھا، اس کے آدمی اس کی آواز سنتے اندر آئے

"خبر دار، کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا ورنہ سب جان سے جاؤ گے" اس سے پہلے کے اس کے آدمی حوزان پر حملہ کرتے بہرام کی آواز پر وہ سب ساکت ہوئے تھے اس کے ساتھ کچھ پولیس والے بھی تھے

شاہان، لے جاؤ اسے اور ایک پولیس والے کی بیوی کو اغواء کرنے اور" دھمکی دینے کا کیس ڈالو اس پر، میں خود نبٹوں گا اس سے "حوزان نے انسپکٹر شاہان کو آرڈر دیتے سویٹی کی طرف قدم بڑھائے جو بہت پہلے ہی خود کو چادر میں چھپا چکی تھی اور اب بہرام کے گلے لگی سسک رہی تھی

بہرام تم تھانے میں گواہی دے کر گھر آجانا، میں انہیں لے کر جا رہا ہوں"" " اس کا بازو سختی سے تھامتے باہر کی جانب بڑھا، اس نے سویٹی کو "سویٹی" نہیں کہا تھا، نا ہی محبت بھری ایک نگاہ تک ڈالی تھی جس کا صاف مطلب تھا کے وہ ناراض ہے

اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر دھکیلتے وہ دوسری طرف آکر بیٹھا، لب بینچے گاڑی سٹارٹ کی، اس نے بہادر خان کو اس کا کام کرنے کے لیے کہا تھا کیونکہ

وہ دیکھنا چاہتا تھا کے آخر گوہر خان کے ارادے کیا ہیں تب ہی اس نے انہیں فری ہینڈ دے دیا تھا، اسے یقین تھا جو بھی بات ہو گی سویٹی اسے بتا دے گی اسی لیے وہ پر سکون تھا مگر اس نے ایک کونسٹیبل کو سویٹی کی حفاظت اور نگرانی پر لگا رکھا تھا

آج صبح جب سویٹی یہاں آئی تو کونسٹیبل نے اسے بتانا چاہا مگر وہ کیس کے سلسلے میں مصروف تھا، شام ہوئی تو اس کونسٹیبل نے بتایا کے سویٹی گھر سے نکلی ہے، ہاں مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کے سویٹی گئی کہاں ہے، حوزان کو سویٹی کی اس حرکت پر شدید تیش آیا تھا، باقی کا کام ٹریکر نے کر دیا اس نے یہاں آتے بہرام کو فون کر دیا تھا جو پولیس کے ساتھ وہاں پہنچ گیا

یہاں پہنچ کر سویٹی کو اس حال میں دیکھ کر حوزان کی جو حالت تھی وہ ناقابلِ بیان تھی، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ گوہر خان کو ایک منٹ سے پہلے

جہنم واصل کردے، مگر پھر کچھ سوچ کر ضبط کر گیا، مگر اس کا سویٹی کو یہ سب چھپانے پر اتنی جلدی معاف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور ناں ہی فلحال سویٹی میں اتنا حوصلہ تھا کے اسے مخاطب کرتی

شدید ریش ڈرائیونگ کرتے وہ دونوں شاہ زیب ولا پہنچے تھے غصے سے آکر اس کا بازو تھامتے اسے اندر لایا جہاں سب لوگ انہیں کا انتظار کر رہے تھے، اسے لاونج میں لاتے صوفے پر پٹخنے کے انداز میں چھوڑا تھا سب لوگ حیران تھے کیونکہ انہیں یقین نہیں آیا تھا حوزان نے اپنی سویٹی سے ایسا سلوک کیا ہے، داہیم کو بھی اس کی حرکت پر غصہ آیا تب ہی آگے بڑھتے سویٹی کو خود سے لگایا

"ماموں، رخصتی کی تیاری کریں آپ لوگ، دو ہفتے کے اندر اندر مجھے میری بیوی میرے گھر میں چاہیے، اب میں انہیں مزید کوئی بے وقوفی نہیں کرنے دے سکتا" حوزان نے سویٹی پر تپش بھری نگاہ ڈالتے شاہ زیب کو مخاطب کیا

"حوزان، یہ کونسا طریقہ ہے بات کرنے کا، اور کس طرح برتاؤ کر رہے ہیں آپ سویٹی سے، کہاں تھیں سویٹی" ذیشان نے سخت گھوری سے نوازتے اسے ڈانٹا تھا

"یہ سب آپ اپنی چہتی بہو سے پوچھیے، جنہیں لگتا ہے کے یہ سوپر وومن ہیں، باقی سب لوگ تو پاگل اور بے وقوف ہیں، میں نے جو کہا ہے میں اس پر قائم ہوں، مجھے دو ہفتوں میں آزین کی رخصتی کروانی ہے، اگر آپ لوگ نہیں مانتے تو مجبوراً مجھے ایسے ہی انہیں ساتھ لے جانا ہوگا" سرد ترین آواز میں کہتے وہ باہر نکل گیا

"سویٹی میری جان، بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے، حوزان اتنے غصے میں کیوں ہیں؟" دلکش نے روتی ہوئی سویٹی کو خود سے لگاتے پوچھا جس پر وہ اٹکتے اٹکتے سب کو سچ بتا گئی

"واٹ، سویٹی آپ کا دماغ سہی ہے، آپ کیا سوچ کر اس گھٹیا انسان سے اکیلے ملنے چلی گئیں، کیا آپ بھول گئی تھیں کے وہ ایک مرد ہے، عورت چاہے کتنی بھی بہادر ہو، مرد کے مقابل نہیں آسکتی" شاہزیب نے سختی سے اسے ڈانٹا تھا، وہ جو آج تک انکی محبت کی عادی تھی ان دونوں کا غصہ محسوس کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی

"شاہ پلیز، بچی ہے، غلطیاں بچوں سے ہی ہوتی ہیں" شاہ زر کو اس کا اس طرح سویٹی کو ڈانٹنا پسند نہیں آیا تھا، برا تو ذیشان کو بھی لگا تھا مگر وہ چپ رہا

حوزان نے بلکل سہی فیصلہ کیا ہے، دو ہفتے بعد سویٹ، اور حسال کی رخصتی" ہو گی، آپ سب لوگ تیاریاں کر لیں" شاہ زیب سنجید گی سے فیصلہ سناتے روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ سویٹ دلکش کے گلے لگتے سسک اٹھی، اس کا خان اس سے ناراض ہو چکا تھا اور یہی بات اسے رلا رہی تھی

@@@@@@@@@

اندھیرے میں ڈوبے نیلگوں آسمان پر جگمگاتے بے شمار ستاروں کے درمیان ایک اور خوبصورت رات آسلام آباد پر اتری تھی، سرد ہوائوں میں ہلتے درختوں کے پتے موسم کو خوشگواریت بخش رہے تھے، ہر ذی نفس اس ٹھنڈ سے بچنے کے لیے اپنے اپنے گھروں میں خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے

ایسے میں ایک شخص ایسا بھی تھا جو اس رات گھر میں سکون کی نیند سونے کی بجائے سڑکوں پر بے مقصد گاڑی چلا رہا تھا، جسے کہیں سکون نہیں مل رہا تھا، یک عجیب سی وحشت، ایک عجیب سی کیفیت سوار تھی دل و دماغ پر، کافی دیر خود سے جنگ لڑنے کے بعد آخر وہ دل کی بات مانتے ایک جگہ آ کر رکا

گاڑی سے نکل کر اپنی منزل کی طرف آیا، جانتا تھا اس وقت یہاں آنا خطرے سے خالی نہیں تھا مگر فلحال اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی، وہ بس ایک نظر اس ہستی کو دیکھ لینا چاہتا تھا جس نے اس کی نیند اس کا چین سب کچھ چھین لیا تھا

دو تین منٹ اندازے سے راستے کا تعین کرتے وہ اوپر آیا، بالکنی سے اندر داخل ہوتے وہ روم میں آیا تو سامنے ہی وہ نازنین اسے بے چین کر کے خود

پرسکون سی سو رہی تھی، وہ جانتا تھا اس کا یہاں آنا غلط تھا، ابھی وہ یہ سب کرنے کا حق دار نہیں تھا، مگر وہ چاہ کر بھی اپنے دل کو سمجھا نہیں پا رہا تھا

وہ آ کر اس کے سر کے قریب نیچے بیٹھ گیا، اس کا چہرہ دیکھا جس پر عجیب سے احساس تھے، یوں لگتا تھا جیسے وہ بے چین سی ہو، نا جانے کتنے ہی گھنٹے وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھتا رہا، ناں آنکھیں دکھ رہی تھیں ناں دل بھر رہا تھا، گھڑی کی سوئیاں یوں لگتا تھا جیسے ایک دوسرے سے ریس لگا چکی ہوں

دیکھتے ہی دیکھتے صبح کے تین بج گئے، وہ اٹھنا تو نہیں چاہتا تھا مگر مجبوری تھی سو ایک آخر نگاہ اس پر ڈالی، اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہا مگر اس کے منہ سے نکلے الفاظ اسے ساکت کر گئے، تب ہی اپنا ہاتھ ہٹاتے چپ چاپ واپس چل دیا، ایک آخری نگاہ اس کے چہرے پر ڈالتے جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا

جس طرح یہ رات اپنے اندر بہت سے گناہوں اور برائیوں کو چھپا لیتی ہے اسی طرح یہ رات بہت سے لوگوں کی ہمراز بھی ہوتی ہے، آج بھی یہ رات ایک اور راز خود میں چھپا کر دبے پاؤں چلی گئی

جیسے جیسے شادی کے دن قریب آتے جا رہے تھے ویسے ویسے تمام گھروں میں تیاریاں بھی تیز تر ہوتی جا رہی تھی، ارتضیٰ اور مجتبی نے حریم اور حرم کی ساری شاپنگ خود کی تھی، شہیر تو ان دونوں کو بنے بنائے زن مرید کا لقب بھی دے چکا تھا کیونکہ جب سے وہ آیا تھا ان دونوں کی دیوانگی کے کئی مظاہرے دیکھ چکا تھا

آج ولید نے ان سب کو حیدر ولا بلایا تھا کیونکہ کوئی ضروری مہمان آرہے تھے جس نے ان تمام فیملیز سے ملنا تھا سو وہ سب لوگ ایک ہی جگہ جمع ہو گئے، حرم، پرنیاں اور سویرا تینوں کچن میں مصروف تھیں، مہمل بھی وقتاً فوقتاً آکر ان کی مدد کر رہی تھی

گل اور حریم عائشہ کے ساتھ مل کر سیٹنگ ارینجمینٹس وغیرہ دیکھ رہی تھیں، کیونکہ ارتضیٰ تو کبھی بھی اپنی پرنسس کو کچن میں ناں جانے دیتا، ایک دفع کچن میں چائے بناتے غلطی سے اپنا ہاتھ جلا لیا تھا جس پر ارتضیٰ اور زین نے اس کا کچن میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا حالانکہ چوٹ کوئی بہت بڑی نہیں تھی مگر انہیں کون سمجھاتا

مجتبیٰ اور شہیر کسی کام سے باہر گئے تھے، اب واپس آئے تو مجتبیٰ شہیر کو کمرے میں بھیج کر کچن کی طرف آگیا، بڑے سے امریکن سٹائل کچن میں

سامنے کی جانب تینوں دیواروں کے ساتھ شیلف تھیں، جبکہ درمیان میں ایک شیلف تھی جس پر کچن رینج سیٹ کیا گیا تھا، ایک سائیڈ پر دیوار کے ساتھ فریج رکھی تھی اور فریج کے سامنے چار کرسیوں والا ایک میز رکھا تھا

مجتبی فریج سے جوس پکڑتے گلاس میں ڈال کر پینے لگا، اس کی نظر ابھی تک حرم پر نہیں پڑی تھی کیونکہ حرم ایک سائیڈ پر کھڑی آٹا گوندھ رہی تھی، اور اس کے آگے کچن رینج پر پرنیاں اور سویرا کھڑی تھیں جبکہ مہمل ٹیبل پر بیٹھی سبزیاں کاٹ رہی تھی

پھپھو جانی، یار اپنی بیٹی کو بھی کوئی کام وام پر لگائیں، سارا دن فارغ رہتی ہیں، اگر یہی حال رہا ناں تو پھیل پھیل کر غبارہ بن جائیں گی کسی دن " مہمل کو چھیڑنے کے چکر میں وہ اپنی جان مشکل میں ڈال بیٹھا تھا، اس کی بات پر ان

تینوں نے لب دبائے، جانتی تھیں وہ حرم کے سامنے یہ بات کبھی نہیں کہہ سکتا

"بیٹا جانی میری معصوم سی بیٹی غبارہ بن کر بھی تمہارے دل و دماغ پر راج کرے گی تو تمہیں کس بات کی فکر ہے" مہمل نے کن نظروں سے حرم کو دیکھتے اسے چھیڑا تھا

"ارے یار یہ تو انہوں نے مجھ پر بچپن سے کالا جادو کر رکھا ہے، ورنہ کہاں میں، کہاں وہ" مجتبیٰ کرسی پر بیٹھتے مزے سے بولا

"اچھاااا، کہاااں آپ اور کہاااں میں، زرا اس پر بھی روشنی ڈال دیں؟" آنکھوں کو چھوٹا کیے حرم اس کی طرف مڑی، وہ جو جوس کا گلاس میں منہ سے لگا گیا تھا، سارا جوس باہر نکلا تھا

"ہنی، آپ کب آئیں؟" گلاس ٹیبل پر رکھتے معصوم بنتا جلدی سے اس کی جانب بڑھا، جو غصے سے اسے گھور رہی تھی

"میں کب نہیں آئی آپ ابھی آئے ہیں میں تو صبح سے یہاں ہوں، اور آپ کیا کہہ رہے تھے، میں فارغ رہ رہ کر پھیل جاؤں گی؟ اور کیا، میں نے آپ پر جادو کیا ہے؟ ہیں ناں؟" آٹے والے ہاتھ نچاتے وہ اس وقت پوری طرح لڑاکا بیوی بن چکی تھی

"ارے نہیں ہنی، میں تو مزاق کر رہا تھا، بھلا آپ کہاں فارغ ہوتی ہیں، اتنا کام کرتی ہیں میری ہنی، اور جادو کیا تو ہے ان حسین آنکھوں نے مجھ پر" مسکا لگاتے آخر میں جھک کر جذبوں سے بھرپور آواز میں کہا تو حرم کی پلکیں لرزی تھیں مگر اس اسکی بات یاد آتے ہی تیوری چڑھی تھی

زیادہ مسکے لگانے کی ضرورت نہیں ہے،اور یہ تو بتادیں آپ کہاں ہیں،اور" میں کہاں ہوں ؟" اپنی لڑائی وہ یہ دیکھ نہیں سکے کے وہ تینوں خواتین نفی میں سر ہلاتے کچن سے جاچکی ہیں

آپ ہیں ناں، یہاں میرے دل میں،اور میں آپ کے دل میں "اپنے لہجے" میں زمانے بھر کی محبت سموئے وہ بڑے آرام سے بات پلٹ گیا تھا

مجتبیٰ،اپنی ان ٹھرکی حرکتوں کو کنڑول میں رکھا کریں،اور جائیں یہاں" سے ، باہر مہمان آچکے ہیں" حرم پلٹ کر آٹے کی جانب متوجہ ہوتے بولی، وہ ہمیشہ ایسے ہی اسے باتوں میں لگا کر اس کی ناراضگی دور کر دیتا تھا، مجتبی مسکرا کر اس کے سر پر لب رکھتے باہر نکل،اس کے جانے کے بعد حرم کی اس کی حرکتیں یاد کرتی مسکرادی

وہ سب لاؤنج میں جمع تھے جہاں سامنے صوفے پر شاہ زیب خانزادہ بیٹھا تھا وہ سب انہیں جانتے تھے مگران کے ساتھ موجود دو شخصیات سے وہ سب انجان تھے، سفید کاٹن کے شلوار سوٹ میں وہ تینوں ایک سے بڑھ کر ایک تھے حریم تو اتنے ہینڈسم مرد دیکھ کر حیرت زدہ تھی، ایسا نہیں تھا کے ان کی فیملی کے مرد کسی سے کم تھے مگران تینوں کا پٹھانوں والا حسن اور سب سے بڑھ کر گرے اور نیلی آنکھیں

السلام علیکم، کیسے ہیں آپ سب لوگ، بچو مجھ سے تو آپ سب مل چکے ہو، " یہ دونوں میرے دوست کم بھائی ہیں، شاہ زر خاقان، اور ذیشان خاقان، ارتضیٰ بیٹا اس دن جس کی آپ نے جان بچائی تھی وہ ذیشان کے بیٹے اور میرے داماد ہیں " ذیشان نے ان سب کو حیرت زدہ دیکھا تو مسکرا کر تعارف کروایا، کیونکہ ولید اور احتشام تو انہیں اچھے سے جانتے تھے

"ہاں بیٹا، ذیشان کی ہم سے ملاقات ایک کیس کے سلسلے میں ہوئی تھی، پانچ سال پہلے، تب سے ہی یہ دوستی برقرار ہے" احتشام نے مسکرا کر ذیشان کو دیکھا بہت کم عرصے میں وہ لوگ بہت قریب ہو چکے تھے

" سویرا بھابھی، مہمل بھابھی اور عائشہ بھابھی، ہم آپ سب فیملیز کو دعوت دینے آئے ہیں، ہمارے بچوں کی شادی ہے اگلے ہفتے، اور آپ سب کو ضرور آنا ہے" شاہ زیب نے ان تینوں کو مخاطب کیا، ولید اور احتشام کو وہ پہلے ہی بتا چکے تھے

" مگر بھائی ہمارے گھروں میں بھی شادیاں ہیں، دو ہفتے بعد، گھر میں ڈھیروں کام ہیں" سویرا نے نرمی سے کہا تو وہ تینوں مسکرا دیے

بھابھی ہمارے بچے اور آپ کے بچے الگ تھوڑی ہیں، اب ماشاءاللہ سے یہ" سب بھی ہمارے بچے ہیں، پہلے ہم اُن بچوں کی شادی کرینگے پھر ان کی، فکر مت کریں سب ہو جائے گا" شاہ زر کی سنجیدہ مگر شفقت بھری آواز پر وہ سب انکار نہیں کر سکیں

جی بھائی، ہم سب ضرور آئیں گے" مہمل نے مسکرا کر کہا تو ماحول خوشگوار" ہو گیا

بچوں آپ سب تیاری کر لو، تین دن بعد ہم کمراٹ کے لیے روانہ ہوں" گے، پری بیٹا، آپ بھی اپنی تیاری اچھے سے کر لینا، او کے" شاہ زیب نے ان سب کو کہا تو آخر میں پری کو مخاطب کیا، نا جانے کیوں انہیں پری کے ساتھ ہوئے حادثے پر بہت دکھ ہوتا تھا، عمر ہی کیا تھی اس معصوم کی

ان سب نے مل کر کھانا کھایا، کچھ رشتے خون کے نہیں ہوتے مگر وہ ہمارے لیے سگے رشتوں سے بڑھ کر ہو جاتے ہیں، دوستی اس دنیا کا سب سے حسین رشتہ ہے جو ایک اجنبی کو سگوں سے بڑھ کر عزیز بنا دیتا ہے

@@@@@@@@@

گوہر خان کے واقع کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا، آب دو دن سویٹ سے ناراض رہی مگر پھر لاڈلی بیٹی کی حالت دیکھتے دل پسیج گیا، جو اپنے خان کی ناراضگی کی وجہ سے مرجھا سی گئی تھی، اس نے حوزان کو کئی بار فون کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار کال جاتی رہتی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا اگر اٹھاتا بھی تو اتنے سرد لہجے میں بولتا کے اس کی ہمت جواب دے جاتی

بہرام نے بس اسے پیار سے سمجھا کر بات ختم کر دی، حسال بھی اسے سمجھاتی رہی کہ حوزان ٹھیک ہو جائے فکر مت کرو مگر وہ جو حوزان کی محبت بھری نگاہوں میں رہنے کی عادی تھی وہ اب اس کی بے اعتناعی پر بکھر رہی تھی

تیری باہوں سے ہجرت کرنے والے
باہر کی دنیا میں گھبرا رہے ہیں

آج وہ سب لوگ شادی کی شاپنگ کے لیے آئے تھے کیونکہ پھر انہیں کمراٹ جانا تھا، آب کے کہنے پر اس نے حوزان کو فون کیا کافی دیر بعد اس نے فون اٹھایا اور سرد سی آواز میں ہیلو کہا

وہ۔۔۔وہ ماما کہہ رہی ہیں۔۔۔شاپنگ کے لیے جانا" یہی وہی خان تھا جس سے وہ بڑی سے بڑی بات آسانی سے کہہ جاتی تھی، مگر اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے خود سے دور کر دیا تھا

" میرے پاس ان فالتو کاموں کے لیے وقت نہیں ہے، ان سے کہیں جو مرضی لے آئیں" سنجیدہ سی آواز میں کہتے فون بند کر دیا، سویٹی اپنے آنسو پی کر رہ گئی، پھر وہ نا چاہتے ہوئے بھی ان سب کے اسرار پر ان کے ساتھ شاپنگ پر آ گئی

آنکھیں کہتی ہیں بیٹھ تو میرے روبرو
تجھ کو دیکھوں عبادت کرتا رہوں
تیرے سجدوں میں دھڑکے دل یہ میرا
میری سانسوں میں چلتا ہے بس ایک تو

عشق دا رنگ تیرے مکھڑے تے چھایہ

جدوں میں تکیا اے چین نئ آیا

اینا سونا۔۔

اینا سونا تینوں رب نے بنایا

جی کرے ویکھ دا رہواں

جدوں دا تیرے تے دل آیا

ہو وو۔۔۔

جدوں دا تیرے تے دل آیا

جی کرے ویکھ دا رہواں

بہرام نے میوزک پلئیر آن کیا تو گانے کے الفاظ سنتے بے ساختہ اس کی نظر پیچھے بیٹھی حسال پر گئی، اسے لگ رہا تھا جیسے گانے کے الفاظ اسکے دل کی ترجمانی کر رہے ہوں، حسال سی گرین کلر کے لباس میں، گہرے چمکتی آنکھوں کے ساتھ سویٹ کو دیکھ رہی تھی، چھوٹی سی ناک میں پہنی نوز پن بار بار اسکا دل کھینچ رہی تھی، گلابی لب مسلسل ہل رہے تھے

بہرام کا مضبوط دل جیسے باغی ہونے لگا تھا تب ہی ہاتھ بڑھا کر میوزک پلیئر آف کر دیا، حسال نے میوزک بند ہونے پر اسے دیکھا، ٹھیک اسی پل اس نے شیشے سے جھانکا، دونوں کی نظریں جاندار انداز میں ملی تھیں مگر اس کی آنکھوں سے جھانکتے جذبات حسال کو نظریں جھکانے پر مجبور کر گئے

مال پہنچ کر انہوں نے ان دونوں کی ضروری شاپنگ کی، بہرام نے حسال کا لہنگا اپنی پسند سے لیا تھا، بلڈ ریڈ کلر کا خوبصورت لہنگا جس پر بہت نازک اور

نفیس سا کام کیا گیا تھا، بہرام کو پہلی نظر میں ہی وہ لہنگا حسال کے لیے پسند آ گیا تھا

اب انہیں سویٹی کے لیے ڈریس لینا تھا، اس سے پہلے کے وہ سویٹی کے لیے کچھ خریدتے بہرام کا فون رنگ کرنے لگا، دوسری طرف حوزان تھا، اسنے ناجانے بہرام سے کیا کہا کے وہ اوکے کہہ کر فون کاٹ گیا

ماما، مجھے بہت ضروری کام یاد آ گیا ہے، ہم سویٹی کا ڈریس پھر آ کر لے جائیں گے، ابھی چلتے ہیں" بہرام نے آب سے کہا تو وہ انکار کرنا چاہتی تھی مگر پھر اس کی آنکھ کے اشارے پر مان گئی، سویٹی کا دل تو ویسے ہی اس سب سے اچاٹ ہو چکا تھا، سو وہ بغیر کوئی رد عمل دکھاتے ان کے ساتھ باہر آ گئی

@@@@@@@@

سوان کو اس جگہ گئے دو دن ہو چکے تھے پینتھر اور لیپرڈ ان پر مکمل نظر رکھے ہوئے تھے ساتھ ہی ساتھ ان کا حوزان سے بھی مکمل رابطہ تھا، سوان کا کام صرف پاکستان میں موجود ان مچھلیوں کو پکڑوانا تھا جو پاکستان سے بچوں اور لڑکیوں کو آگے سمگل کرتے تھے

سوان کو جس جگہ رکھا گیا تھا وہاں اب پچاس کے قریب لڑکیاں ہو چکی تھیں، جن میں سے زیادہ تر وہ لڑکیاں تھیں جن کو محبت کے نام پر پھنسا کر گھر سے بھاگنے پر راضی کیا جاتا ہے جبکہ کچھ ایسی امیرزادیاں بھی تھیں جن کے ماں باپ کو ان کی کوئی خاص پرواہ نہیں تھی جبکہ ایک دو ایسی بھی تھیں جو یتیمی اور غربت کی وجہ سے مجبوراً گھر سے نکلی تھیں

پینتھر اور لیپرڈ کو خبر ملی تھی کے آج رات ان کا ٹارگٹ وہاں آنے والا ہے، جہاں تک ان کی معلومات تھی وہ شخص انتہائی قسم کا اوباش، عیاش اور آوارہ شخص تھا، اور آج اس کے آنے پر ان میں سے کسی لڑکی کو اس کی رات رنگین بنانے کے لیے بھیجا جانے والا تھا

جیسے جیسے وقت آگے بڑھ رہا تھا ویسے ویسے لیپرڈ کے دل کی دھڑکن بھی بڑھتی جا رہی تھی، اگر وہ اپنے دل کو ایک طرف کر کے بھی سامنے دیکھتا تو سوان کا حسن ان سب لڑکیوں میں نمایاں ہو رہا تھا، اس کے چہرے کی معصومیت اور خوبصورتی کسی کو بھی اپنی جانب متوجہ کر سکتی تھی یہی بات اسے ڈرا رہی تھی

پینتھر لبوں پر پر اسرار سی مسکان لیے کبھی سکرین کو دیکھتا تو کبھی لیپرڈ کے چہرے کے تاثرات کو دیکھتا، وہ جانتا تھا محبت کتنی ظالم شے ہے، اور افسوس

اس کا دوست بھی اسی بیماری میں مبتلا ہو چکا تھا، مگر اسے سوان پر بھی بھروسہ تھا وہ خود کو محفوظ رکھنا جانتی تھی

شام کے سائے گہرے ہوئے تو لیپرڈ کی پریشانی میں بھی اضافہ ہوا تھا، سوان نے کیمرہ ایسی جگہ نسب کیا تھا جہاں سے سامنے اندر آنے کا راستہ صاف دکھائی دیتا تھا، کچھ ہی دیر میں دروازہ کھلا اور تین چار اسلحہ بردار اندر داخل ہوئے، اس کے پیچھے ہی ایک شخص اندر آیا، جس کے چہرے پر پھیلی خباثت اس کی بات کی نشاندہی کر رہی تھی کے وہ ہی انکا ٹارگٹ ہے

پینتالیس سال کے قریب وہ شخص عام سی شکل وصورت کا مالک تھا، مناسب رنگ، نین نقش اور درمیانے سے قد کا آدمی چلتا ہوا ان سب لڑکیوں کی طرف بڑھا، وہ باری باری سب لڑکیوں کو پوسٹ مارٹم کرتی نگاہوں سے

گھور رہا تھا، کچھ لڑکیاں تو ایسی تھیں جن کا فائدہ اس کے آدمی پہلے سے اٹھا چکے تھے ان کی حالت خراب تھی

اس آدمی کے اٹھتے ایک ایک قدم کے ساتھ لیپرڈ کی رگوں میں دوڑتے خون کی روانی بڑھتی جا رہی تھی، جبکہ اس کی نگاہیں ان دونوں کو مٹھیاں بینچنے پر مجبور کر رہی تھی، اچانک وہ شخص سوان کے قریب آ کر رکھا، اس کے چہرے پر اچانک چمک آئی تھی، جس بات کا لیپرڈ کو ڈر تھا وہی ہوا

ہم کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں پینتھر، سر سے ریڈ کرنے کی پرمیشن لو، "میں ایک منٹ اور انتظار نہیں کر سکتا" اس کا صبر جواب دے گیا تو اچانک اپنی جگہ سے اٹھتے بیتابی سے پینتھر کو کہا

میں جانتا ہوں تم پریشان ہو، یہ بھی جانتا ہوں کے جب ہماری محبت ہماری نظروں کے سامنے کسی خطرے میں ہو، کسی تکلیف میں ہو تو دل پر کیا گزرتی ہے، مگر جس شعبے سے ہم تعلق رکھتے ہیں وہاں کام کے دوران دل کو مارنا پڑتا ہے "پینتھر کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا جیسے جانتا ہو کے کیا ہونے والا ہے

جب سب جانتے ہو تو کچھ کر کیوں نہیں رہے، جانتے ہو ناں میں اس وقت کس تکلیف سے گزر رہا ہوں، اگر تم سر سے بات نہیں کرو گے تو مجبوراً مجھے خود بات کرنی ہو گی "لیپرڈ اس وقت جس کیفیت میں تھا وہ پینتھر کو جھٹلا نہیں سکا، آسانی سے اعتراف کر گیا

تمہیں پتا ہے ہمیں مار خور کیوں کہا جاتا ہے، کیونکہ سب کو لگتا ہے کے ہم آستین میں چھپے سانپوں کو بڑی آسانی سے ڈھونڈ کر مار دیتے ہیں، مگر حقیقت

پتا ہے کیا ہے ان سانپوں کو مارتے ہوئے ہمیں ان کا ڈنگ بھی کھانا پڑتا ہے تب کہیں جا کر ہمارے اپنے محفوظ رہتے ہیں "پینتھر کی معنی خیز بات کا مطلب وہ بہت اچھے سے سمجھ گیا تھا

"میں جانتا ہوں پینتھر، مگر خود کو موت کے منہ میں جاتے دیکھنا آسان ہے، مگر اس کو تکلیف میں دیکھنا مشکل ہے یہ سب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا" لیپر ڈہارے ہوئے جواری کی طرح سیٹ پر ڈھے گیا تھا کیونکہ سامنے سکرین پر اس شخص کے اشارہ کرنے پر سوان کو دو آدمی اٹھا رہے تھے

"ہیلو، السلام علیکم سر، سر آج شام ہم ریڈ کرنا چاہتے ہیں، آپ کی اجازت درکار تھی "پینتھر نے اس کی حالت دیکھتے چیف کو کال کی، ان کے مثبت ردعمل پر پینتھر نے ایک اور نمبر ملایا

"ہیلو، ایس پی حوزان خاقان، آج شام کو آپ کو اپنی فورس کے ساتھ اس ایڈریس پر ریڈ کے لیے جانا ہے، باقی کی تفصیل اپ کو بھیجی میل میں مل جائے گی" منہ پر کپڑا رکھ کر سرد اور سنجیدہ سی آواز میں انتہائی مختصر پیغام چھوڑتے وہ لیپرڈ کی طرف بڑھا

"تیاری کر لو لیپرڈ، آج ہم ایک اور سانپ کا سر کچلنے والے ہیں، مگر یاد رہے ہمیں اسے زندہ پکڑنا ہے، اور جانے سے پہلے اپنے اندر کے عاشق کو یہیں چھوڑ کر جانا، کیونکہ وہاں ہمیں کس قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا یہ کوئی نہیں جانتا" اس کے قریب آتے پینتھر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا کبھی کبھی وہ شخص لیپرڈ کو پتھر کی طرح لگتا تھا جس پر کسی چیز کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا

دوسری طرف سوان کو جب دو آدمیوں نے کھڑی کیا تو وہ ہوش میں تھی مگر ان پر یہی ظاہر کرتی رہی کے وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے، وہ اسے لے کر گودام کے اینڈ پر بنے ایک کمرے میں لے آئے، اسے بیڈ پر ڈالتے دو دونوں سیدھے ہوئے

"یار یہ لڑکی کتنی پیاری اور معصوم سی ہے، مجھے ابھی سے اس کا انجام سوچ سوچ کر ترس آرہا ہے، باس جیسا وحشی اس معصوم کو ناں زندوں میں رہنے دے گا ناں مرِدوں میں" ان میں سے ایک کی ترحم بھری آواز سوان کے کانوں میں گونجی

"ہاں یار، مگر ہم کیا کر سکتے ہیں، چل یہاں سے ورنہ اس کی آئی پہلے ہم مریں گے" دوسرا شخص ٹھنڈی آہ بھرتے اسے لے کر باہر نکل گیا، سوان نے ان

کے جانے کے بعد آنکھیں کھولیں، اس نے لیٹے لیٹے ہی پورے کمرے کا جائزہ لیا

کمرے میں ایک طرف کھڑی بنی تھی، اپنی جگہ سے اٹھتے وہ کھڑکی کی طرف آئی، کھڑکی کی چٹکی کھولتے باہر دیکھا تو سامنے ایک اندھیری گلی تھی کھڑکی کو آرام سے بند کرتے چاروں طرف نظر دوڑائی، ایک کونے میں کانچ کا گلدان رکھا تھا، گلدان کو ہلکا سا بیڈ کے نیچے گھُساتے وہ واپس اسی جگہ آ کر لیٹ گئی

ناجانے کتنا وقت گزرا تھا جب اچانک دروازے کے باہر ہلچل محسوس ہوئی، سوان نے دل ہی دل میں درود شریف کا ورد کرنا شروع کر دیا، خود کو اللہ کی امان میں دیتے وہ پر سکون ہوئی تھی، یہ تو طے تھا کے وہ کسی بھی درندے کو اپنے قریب تک نہیں آنے دے گی

اس نے ہلکی سی آنکھیں کھولتے دیکھا تو وہی شخص اندر داخل ہوتے دروازہ بند کر رہا تھا، دروازہ بند کرتے وہ سوان کی طرف بڑھا، ایک گھٹنا موڑ کر بیڈ پر رکھتے اس کے قریب جھکا

"کتنی حسین ہوتی ہو ناں تم لڑکیاں بھی، کیا چیز بنائی ہے اوپر والے نے، ایک تو اتنی حسین کے ہم جیسوں کا ایمان ڈگمگا دو اوپر سے اتنی نازک کے ہلکی سی مظاہمت کے علاوہ اور کچھ کر بھی نہیں پاتی" اس شخص کی کریہہ آواز سن کر سوان کا دل چاہ رہا تھا پہلی فرست میں اس کا منہ نوچ لے، مگر اسے صبر کرنا تھا، اسے پتا تھا پینتھر اور لیپرڈ آتے ہی ہوں گے، جبکہ وہ شخص اب اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکتے سوان کے اوپر جھکا

دوسری جانب حوزان اور اس کے آدمی پورے گودام کو اپنے قبضے میں لے چکے تھے، حوزان کی نظر ایک اندھیرے کونے میں پڑی تو دو نقاب پوش اندر

کی جانب بڑھ رہے تھے،ان دونوں نے مکمل کالے رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے کالا ہی نقاب پہنے وہ دیکھنے والون کو پہلی نظر میں ہی وحشت زدہ کر دیتے تھے جوزان جانتا تھا وہ مارخور زہیں جو اپنے شکار کی تلاش میں ہیں

لیپرڈ اپنے موبائل سے سوان کی لوکیشن ٹریس کر رہا تھا،جب وہ دونوں گودام میں بنے ایک کمرے کے پاس پہنچے،دروازہ دیکھتے لیپرڈ نے اس طرف بڑھنا چاہا، مگر کندھے پر دباؤ محسوس کرتے رک گیا

لیپرڈ،جوش سے نہیں ہوش سے کام لو،دروازہ لوک ہے،اگر اسے بھنک" بھی لگ گئی کے ہم یہاں ہیں تو وہ سوان کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے، اردگرد دیکھو،روم میں جانے کا کوئی ناں کوئی اور راستہ ضرور ہو گا"پینتھر اس کی حالت سمجھ رہا تھا تب ہی تفصیل سے سمجھایا

لیپرڈ سر ہلاتے آگے راہ داری میں بڑھا، جہان ایک دروازہ باہر کو نکلتا تھا، اس نے باہر نکل کر دیکھا تو سامنے ایک گلی تھی جہاں اندھیرہ تھا، مڑ کر دوسری جانب دیکھا تو وہاں کھڑکی تھی، وہ چلتا ہوا کھڑکی کے پاس آیا، ہاتھ لگایا تو کھڑکی کھلتی چلی گئی

سامنے دیکھا تو وہ گھٹیا شخص سوان پر جھکا ہی تھا، لیپرڈ جلدی سے اندر بڑھا، سوان جو اس کا دھیان اپنے چہرے کی طرف محسوس کرتے اپنا ہاتھ غیر محسوس انداز میں بیڈ کے نیچے لے جا رہی تھی، قدموں کی چاپ پر کھڑکی کی سمت دیکھا جہاں لیپرڈ کھڑا تھا

کون ہو تم، اور یہاں کیسے آئے، گارڈز" وہ شخص سیدھا ہوتے ہوئے چیخا" تھا، مگر وہاں کوئی نہیں تھا جو اس کی پکار سنتا، اور جنہوں نے اس کی پکار سن کر ردِ عمل دکھانا چاہا وہ بھی پینتھر کے ہتھے چڑھ گئے تھے

لیپرڈ مزے سے قدم بڑھاتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا جبکہ وہ شخص گارڈ کے لیے بار بار دروازے کی سمت دیکھتا، سوان بھی اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی، اس شخص نے پریشان نظروں سے ان دونوں کو دیکھا

"کون ہو تم لوگ؟ کیا چاہتے ہو؟" اب کی بار وہ ان دونوں کی جانب دیکھتا چیخا تھا، سوان مزے سے اپنی جگہ سے اٹھتی اس کی طرف بڑھی، جواب حیران سا اسے اپنے قریب آتے دیکھ رہا تھا

"ہم وہ ہیں جو تم جیسوں کی موت ہیں، ہم وہ ہیں جنہیں آج تک کوئی جان نہیں سکا، اور جو جان جاتا ہے وہ کسی کو بتانے کے لیے زندہ نہیں بچتا، ہم اس ارضِ پاک کی طرف اٹھنے والی میلی نگاہوں کو نوچنے والے چیل ہیں، اس کی طرف بڑھنے والے ہاتھوں کو کاٹنے والی تلواریں ہیں، ہم وہ ہیں جنہیں دنیا

گمنام کہتی ہے "سوان بولتی ہوئی قدم باقدم اس کے قریب جا رہی تھی جبکہ لیپرڈ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی من پسند فلم دیکھ رہا ہو

آئی ایس آئی "اس شخص کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تھی جس پر" وہ دونوں مسکرا دیے، جیسے کسی بچے کی بات پر مسکرایا جاتا ہے

ارے سر، یہ تو کافی عقلمند نکلا، شاباش بھئی، تمہاری صرف شکل بے کار" ہے، دماغ تمہارا ابھی کافی کام کا ہے، ویسے کچھ دیر پہلے تم کیا کہہ رہے تھے ہم عورتیں حسین تو ہوتی ہے مگر تم جیسوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، ہیں ناں؟" تمسخرانہ لہجے میں کہتے سوان نے جیسے اس کا مزاق اڑایا تھا

میرے قریب مت آنا ورنہ جان سے جاؤ گی"اس شخص نے سوان کے بال" پکڑنے چاہے جب سوان جھکی اور لیپرڈ کی گولی اس کا ہاتھ چیرتے ہوئے نکل گئی

نانانا، یہ غلطی مت کرنا، تمہارے جسم کا جتنا حصہ ان کو چھونے کی کوشش" کرے گا اگلی ہی پل وہ حصہ نہیں رہے گا، تو زرا سوچ سمجھ کر"لیپرڈ کی سرد آواز نے اس آدمی کے رونگٹے کھڑے کر دیے تھے جو پہلے ہی ہاتھ کی تکلیف پر چیخ رہا تھا

سوان نے ہاتھ بلند کیا تو اگلے ہی لمحے لیپرڈ نے کیچ پھینکنے کے انداز میں چھوٹا سا کٹر اس کی جانب پھینکا، جسے وہ بڑے آرام سے کیچ کر چکی تھی، کٹر کو اس کی آنکھوں کے قریب کیا

سر کیا میں اس کی آنکھیں نکال سکتی ہوں، بہت دن ہو گئے کسی کی آنکھ "
نہیں نکالی میں نے؟" سوان نے معصوم سا چہرہ بناتے لیپرڈ سے پوچھا جیسے
کوئی معمولی سے کام کی اجازت چاہ رہی ہو

تم جانتی ہو تمہیں کیا کرنا ہے" لیپرڈ کی سرسراتی آواز سمجھتے سوان نے سر "
ہلایا اور پھر کٹر اس کی آنکھ کے بلکل قریب لے گئی، کٹر کی نوک اور اس کی
آنکھ میں صرف بامشکل کچھ سینٹی میٹرز کا فاصلہ تھا وہ ہاتھ کا درد بھلائے اس
نئی افتاد پر بوکھلا گیا

نہیں، ابھی نہیں، پہلے زرا تم ہمیں اپنے ان زمینی خداوں کے نام بتا دو، پھر "
آنکھ آنکھ ہم بعد میں کھیلیں گے اوکے" افسوس میں سر ہلاتے کٹر دور کیا،
جس پر کچھ پل اس آدمی نے سکھ کا سانس لیا، مگر اگلے ہی لمحے لیپرڈ گن کا
دستہ اس کے سر پر مارتے اسے بے ہوش کر چکا تھا، پھر آرام سے اسے

کندھے پر اٹھائے باہر نکلا جہاں پینتھر دیوار سے ٹیک لگائے انہی کا انتظار کر رہا تھا

وطن کے یہ گمنام جیالے ایک بار پھر اپنا کام پورا کرتے اپنی راہ لے چکے تھے، اور یہ کوئی اختتام نہیں تھا یہ تو ابتداء تھی کچھ نئ مشکلوں، کچھ نئ آزمائشوں کی

تیاریوں میں یہ تین دن کیسے گزرے کسی کو علم ہی نہیں ہوا، آج ان سب کو کمراٹ جانا تھا، سب سے پہلے وہ لوگ شاہ زیب ولا آئے تھے جہاں سویٹی، داہیم اور بہرام انہی کا انتظار کر رہے تھے، کچھ ہی دیر میں ان سب لڑکوں کی آپس میں اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی، داہیم، مجتبیٰ اور شہیر تینوں ایک جیسی نیچر کے تھے تب ہی جلدی گھل مل گئے

جبکہ ارتضیٰ اور بہرام دونوں سنجیدہ طبیعت کے تھے سو وہ صرف ان کی باتوں پر مسکرانے پر اتفاقا کر رہے تھے، کچھ دیر میں خاقان ولا سے بھی سب لوگ آگئے، سب بڑے لاونج میں ایک طرف بیٹھے تھے جبکہ سویٹ اور حسال بھی سب لڑکیوں کے ساتھ فرینک ہو چکی تھیں، سویٹ ساری منفی سوچوں کو ایک طرف کرتے حریم سے باتیں کر رہی تھی

آزین کو معصوم اور خاموش طبع سی حریم بہت پسند آئی تھی، حرم اور پرنیاں حسال کے ساتھ مل کر سامان پر آخری نظر ڈال رہی تھیں، سب کے آنے کے بعد وہ لوگ گاڑیوں میں سوار ہوئے، حوزان کو کیس کی وجہ سے بعد میں جانا تھا

ارتضی، حریم، سویٹ، پرنیاں ایک گاڑی میں تھے، جبکہ حرم، مجتبیٰ، شہیر، گل اور حسال دوسری گاڑی میں تھے، بہرام کے ساتھ سویرا، مہمل، عائشہ اور آب تھیں اور داہیم کی گاڑی میں مشک، دلکش اور ذیشان تھے، ولید اور احتشام کے ساتھ شاہ زیب اور شاہ زر ایک گاڑی میں سوار ہو چکے تھے

ارتضی کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر حریم تھی اور پیچھے سویٹ اور پرنیاں بیٹھی تھیں، سویٹ کا دل ہر چیز سے جیسے اچاٹ ہو گیا تھا، اس کا خان اس سے ناراض تھا تو وہ کیسے پر سکون ہو سکتی تھی، حریم اور پرنیاں بھی چپ چاپ گاڑی سے باہر دیکھنے میں مصروف تھیں

دوسری طرف مجتبیٰ اور شہیر تو مسلسل ان تینوں کو ہنسا رہے تھے حسال نے ان سب لڑکوں کی نظروں میں احترام دیکھا تھا انہوں نے ایک بار بھی بات کرتے ہوئے اس کے چہرے کو نہیں دیکھا تھا تب ہی وہ پر سکون سی بیٹھی تھی

"حسال آپو، ام کو بھی بتاؤ آپ کا حویلی میں کیا کیا ہے ؟آپ کی بابا سردار ہے نا ں ؟تو آپ کا حویلی تو بہت پیارا ہوگا" گل نے کبھی کوئی سردار حویلی نہیں دیکھی تھی تب ہی پر جوش سی پوچھ رہی تھی

"گل گڑیا، ہماری حویلی بھی عام گھروں جیسی ہی ہے، سردار ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کے آپ کسی سے اعلیٰ اور بلند مرتبہ ہیں، انسان کی عزت عمل سے ہوتی ہے ناں کے بلند و بالا عمارتوں سے" حسال نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے کہا، وہ سب ہی حسال کی اتنی پیاری سوچ پر مسکرا دیے

تقریباً چار گھنٹے کی مسلسل ڈرائیو کے بعد وہ لوگ کمراٹ میں داخل ہوئے تھے حرم، پرنیاں اور حریم تو پہلی بار اتنا حسن دیکھ رہی تھیں، ایسا نہیں تھا کے

اسلام آباد کسی سے کم تھا مگر جو نظارے کمراٹ میں تھے انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ جنت میں آگئی ہوں

گل کا اپنا تعلق بھی سوات سے تھا سو اسے اتنی حیرانی نہیں ہوئی تھی، سویٹ اور حسال تو یہ نظارے بچپن سے دیکھتی آئی تھیں اسی لیے انہیں بھی کوئی خاص فرق نہیں پڑ رہا تھا

واوووو ارتضیٰ یہ جگہ کتنی حسین ہے ناں؟ پاکستان کو اللہ نے اتنے حسن" سے نوازا ہے؟" حریم گنگ سی باہر نظر آتے پہاڑوں اور وادیوں کو دیکھ رہی تھی، اوپر نیچے کو مڑتی سڑکیں، بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیاں، بڑے بڑے درخت اور ہری بھری گھاس

بلکل پرنسس، اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو حسین ترین وادیوں اور قدرتی مناظر سے نوازا ہے، پاکستان کے یہ علاقے دنیا کے بہترین سیاحتی مقامات ہیں، اگر سویزرلینڈ اور ان علاقوں کی خوبصورتی کا موازنہ کیا جائے تو سویزر لینڈ ان کے سامنے کچھ نہیں ہے" ارتضیٰ نے محبت سے اس کے چہرے پر چمکتی خوشی کو دیکھتے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا

ارتضیٰ، وہ وہاں ایک جھیل ہے، کیا ہم وہاں رک سکتے ہیں؟" کٹورہ جھیل کے پاس سے گزرتے حریم معصوم سا چہرہ لیے اس کی جانب مڑی، ارتضیٰ اتنی پیاری فرمائش پر جی جان سے قربان ہوا تھا، سویٹ کو بھی اسکی حرکت پر پیار آیا، وہ عمر میں سویٹ سے دو تین سال بڑی تھی مگر اس کے چہرے سے اس کی عمر کا اندازہ لگانا مشکل تھا

کیوں نہیں پرنسس، کوئی اور حکم "ارتضیٰ کے سر تسلیم خم کرنے پر حریم" نے جھنپ کر شیشے سے سویٹ اور پرنیاں کو دیکھا جو مسکرا رہی تھیں، پرنیاں تو اپنے بھائی کی دیوانگی سے واقف تھی مگر سویٹ کو اس کا انداز دیکھ حوزان کی یاد شدت سے آئی تھی، وہ بھی تو ایسے ہی اس کی ہر خواہش کو اپنی اولین ترجیح سمجھتا تھا، اسے خود پر ایک بار پھر غصہ آیا کیوں اسنے وہ بے وقوفی کر دی

ارتضی نے گاڑی جھیل کے پاس روک دی، باقی سب گاڑیاں ان سے آگے تھیں سو انہیں ان کے رک جانے کا علم نہیں ہو سکا، گاڑی سے نکل کر حریم نے ان دونوں کو بھی آنے کا کہا، مگر سویٹ کا تو دل اداس ہو چکا تھا تب ہی اس نے منع کر دیا جبکہ پرنیاں چاہتی تھی کچھ پل وہ دونوں اکیلے گزار لیں اسی لیے سویٹ کے پاس ہی رک گئی

ارتضیٰ حریم کا ہاتھ تھام کر اسے نیچے لے آیا، جھیل کا شفاف اور ٹھنڈا پانی بہت خوشگوار احساس بخش رہا تھا، حریم کو افسوس ہوا کے وہ اب تک اتنی حسین جگہ کو دیکھنے سے محروم رہی تھی، ارتضیٰ تو بس اس کے چہرے پر چھائے خوشی کے رنگ دیکھ کر ہی خوش تھا

"ارتضیٰ، کیا آپ دوبارہ مجھے یہاں لائیں گے؟" اچانک وہ ارتضیٰ کی طرف مڑ کر اس کا ہاتھ تھام کر بولی

"ارتضیٰ کی جان، اگر آپ آنا چاہیں گی تو ضرور لاؤں گا" اس کی چھوٹی سی ناک دباتے ہوئے ارتضیٰ محبت سے بولا، کچھ ہی دنوں بعد اس کی پرنسس ہمیشہ کے لیے اس کی ہونے جا رہی تھی وہ بے تحاشہ خوش تھا

مجھے یہاں دوبارہ آنا ہے ارتضیٰ، یوں لگتا ہے جیسے میں جنت میں ہوں، "
جہاں خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی اور کوئی دکھ نہیں ہوگا" اچانک حریم
کھوئے ہوئے لہجے میں بولی تو ارتضیٰ نے لب بھینچے تھے

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں پرنسس، چاہے ہم یہاں ہوں یا اسلام آباد "
میں جب تک میں آپ کے ساتھ رہوں گا تب تک آپ کو اپنی زندگی جنت
جیسی ہی لگے گی ہمیشہ "ارتضیٰ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں
بھرتے محبت سے اس کے ماتھے کو چھوتے بولا

چلیں، سویٹی اور پری انتظار کر رہی ہوں گی" حریم اس کی حرکت پر جھنپتے "
ہوئے جلدی سے اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی

چلیں" ارتضیٰ اس کا ہاتھ تھام کر واپس گاڑی کی طرف بڑھا، کچھ ہی دیر" میں وہ لوگ خانزادہ حویلی پہنچ چکے تھے، وہ سب جو کمراٹ کا حسن دیکھ کر حیرت زدہ تھے خانزادہ حویلی کو دیکھ کر حقیقت میں دم بخود رہ گئے تھے

کئی ایکڑ کر مشتمل یہ سفید رنگ سے ڈھکی ایک خوبصورت حویلی تھی، اندر داخل ہوتے ہی سامنے گاڑیوں کے لیے راستہ بنا تھا جس کے دونوں طرف بڑا سا لان بنا تھا، ایک طرف کا لان ان کے اسلام آباد والے گھر کے برابر تھا، مین حویلی میں سب سے پہلے لاونج تھا، جس کے ایک طرف مردان خانہ تھا، سیڑھیاں چڑھ کر اوپر دائیں اور بائیں بے شمار کمرے بنے ہوئے تھے

ان سب کو ان کے کمرے دکھا دیے گئے، سویٹی نے حریم اور گل کو اپنے روم میں روک لیا جبکہ، حرم، پرنیاں اور حسال ایک کمرے میں تھیں، اسی طرح ارتضی بہرام کے ساتھ روم شئیر کر رہا تھا اور شہیر اور مجتبیٰ کو الگ روم دیا گیا

تھا، ایسا نہیں تھا کے وہاں کمرے کم تھے مگر ان سب کا کہنا تھا کے انہیں ایک ساتھ رہنا ہے، اس طرح الگ الگ روم میں رہنے میں کیا مزہ آتا وہ سب لوگ تھک چکے تھے سوا پنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے، ویسے بھی کل سے شادی کی رسمیں شروع ہونا تھیں

@@@@@@@@

حوزان سارے کاموں سے فری ہو کر شاپنگ مال آیا تھا، سویٹ سے لاکھ ناراضگی یا غصہ سہی مگر وہ اپنی زندگی کے سب سے اہم دن کو اپنی ناراضگی کی نظر نہیں کر سکتا تھا، کپڑے تو سویٹ کو اس کی پسند کے ہی پہننا تھے

ایک ہفتے پہلے جب گوہر خان کو جیل لے جایا گیا تو سویٹی کو گھر چھوڑ کر وہ غصے سے پولیس سٹیشن پہنچا، اس وقت جتنا غصہ اسے گوہر خان پر تھا اس کا ضبط سے برا حال تھا، کونسٹیبل کو باہر بھیجتے حوزان اندر آیا

"آیئے ایس پی صاحب آیئے، میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا، کیسا لگا اپنی بیوی کو میری بانہوں میں دیکھ کر" گوہر خان اتنی مار کھانے کے بعد بھی اپنی ذلالت سے بعض نہیں آیا تھا، حوزان نے اس کی بات پر آگے بڑھتے ایک مکا اس کی ناک پر مارا جس سے اس کی ناک سے خون بہنے لگا

"جب تک میں زندہ ہوں ناں تب تک تیری بیوی کو اور تجھے کبھی ایک ساتھ سکون سے نہیں رہنے دوں گا، یہ وعدہ ہے میرا تجھ سے" سر جھٹک کر اپنا گھومتا سر قابو کیا

تیری اطلاع کے لیے بتادوں، دو ہفتوں بعد میری شادی ہے، بہت جلد وہ" میرے پاس ہوں گی، اور یقین جان میں تجھے اتنی آسان موت ہر گز نہیں دوں گا، تو تڑپ تڑپ کر مرے گا، کیونکہ تو نے حوزان خاقان کی رگِ جاں کو تکلیف دینے کی کوشش کی ہے" حوزان اس کے کالر سے تھام کر بولا، شادی کے نام پر گوہر خان کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا

یہ تیری غلط فہمی ہے ایس پی، بہت جلد میں ان سلاخوں سے باہر ہوں گا،" اور پھر تجھے ایسی موت دوں گا کے دیکھنے والوں کی روح کانپ جائے گی" گوہر خان نے زہر خند لہجے میں دھمکی دی

اس سب کے لیے تجھے پہلے یہاں سے نکلنا ہو گا، جو کے میں ہونے نہیں" دوں گا، حولدار، تھرڈ ڈگری دو اسے، اس سے ساری بات اگلواو" جھٹکے سے اسے چھوڑتا حوزان باہر نکل گیا

ہر روز گوہر خان کا وکیل پولیس سٹیشن کے چکر لگا رہا تھا مگر حوزان نے اس پر اچھے خاصے چار جز ڈال رکھے تھے سو اس کی ضمانت ہونا آسان نہیں تھا اس ایک ہفتے میں اس نے گوہر خان پر اپنا سارا غصہ نکالا تھا

کل وہ سمگلنگ کیس کے سلسلے میں ریڈ کرنے کے لیے گیا تھا، ایک کامیاب ریڈ کے بعد واپس آیا تو سامنے گوہر خان کا وکیل ہائی کورٹ سے اس کی ضمانت کے کاغذات لے کر آیا تھا، مجبوراً اسے گوہر خان کو رہا کرنا پڑا، جس کی حالت خراب تھی

"شاہاں، ایک آدمی گوہر خان کی نگرانی پر لگاؤ، یہ شخص اتنی جلدی ہار نہیں مانے گا، مجھے اس کی پل پل کی خبر چاہیے" حوزان کو پتا تھا گوہر خان کوئی ناں کوئی اوچھی حرکت ضرور کرے گا تب ہی اس پر نظر رکھنا ضروری تھا

آج یہ شاپنگ کر کے اسے کمراٹ کے لیے روانہ ہونا تھا، سویٹ کے لیے کچھ ڈریسز اور دوسرے چیزین لے کر وہ اسکا برائیڈل ڈریس لینے کے لیے ایک بوتیک میں آگیا وہ کافی دیر مختلف ڈریس دیکھتا رہا مگر اسے کوئی بھی اپنی سویٹ کے شایانِ شان نہیں لگ رہا تھا

کافی دیر کی خواری کے بعد آخر کار اسے ایک ڈریس پسند آیا تھا، وہ لہنگا پیک کروا کر اس نے سویٹ کا ولیمے کا ڈریس لیا اور پھر جیولری شاپ پر آگیا، سویٹ کے لیے مختلف قسم کی جیولری لیتے وہ گاڑی میں سوار کمراٹ کی جانب گامزن تھا

@@@@@@@@

خانزادہ حویلی میں دوپہر کا وقت تھا سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے نئ جگہ ہونے کی وجہ سے پرنیاں کو نیند نہیں آرہی تھی تب ہی اٹھ کر باہر آگئ، لان میں رکھی کرسیاں میں سے ایک پر براجمان ہوتے اس نے سامنے کی جانب نظریں ٹکادیں

بہت آسان ہے کہنا
محبت ہم بھی کرتے ہیں
مگر مطلب محبت کا
سمجھ لینا نہیں آسان
محبت کھو کے پالینا
یہ ان لوگوں کے قصے ہیں
محبت کے جو مجرم ہیں
جو مل جانے پہ ہنستے ہیں

بچھڑ جانے پہ روتے ہیں

سنو

محبت کرنے والے تو

بہت خاموش ہوتے ہیں

جو فرقت میں بھی جیتے ہیں

ناں وہ فریاد کرتے ہیں

ناں وہ اشکوں کو پیتے ہیں

محبت کے کسی بھی لفظ

کا چرچا نہیں کرتے

وہ مر کے بھی اپنی چاہت کو

کبھی رسوا نہیں کرتے

بہت آسان ہے کہنا

محبت ہم بھی کرتے ہیں

کچھ درد زندگی بھر کا روگ بن جاتے ہیں انسان چاہ کر بھی ان سے پیچھا نہیں چھڑا پاتا، ایک عورت بہت نازک ہستی ہوتی ہے، جب وہ کسی کا نام اپنے دل پر نقش کر لیتی ہے تو پھر کوئی دوسرا اسکے دل میں وہ مقام حاصل نہیں کر پاتا

داہیم کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا تھا، واپس آیا تو پرنیاں کو لان میں بیٹھا دیکھ کر اس طرف آ گیا، پرنیاں کے چہرے پر پھیلے اداسی کے رنگ ہر بار اسے نئ اذیت میں مبتلا کر دیتے تھے

آپ اکیلی یہاں کیوں بیٹھی ہیں پری؟" پرنیاں نے داہیم کی آواز پر سر اٹھایا" جو لبوں پر دوستانہ مسکراہٹ سجائے سامنے کھڑا تھا

"کچھ نہیں سب سو رہے ہیں، مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اسی لیے یہاں آ گئی""

مصنوعی مسکراہٹ ہونٹوں پر لاتے جواب دیا

"پری اگر میں ایک دوست کی حیثیت سے کوئی مخلصانہ مشورہ دوں تو کیا آپ مانیں گی؟" داہیم اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھتے بولا، اسے آہستہ آہستہ ہی سہی مگر اس کے دل پر جمی اداسی کی گرد صاف کرنا تھی

" ہمم" پر نیاں نا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب متوجہ ہو گئی کیونکہ اس کا لہجہ بہت پر خلوص تھا

"زندگی ایک جگہ ٹھہرنے کا نام نہیں ہے پری، یہاں بہت سے مقامات آتے ہیں، کچھ حسین تو کچھ آزمائش طلب اور تکلیف دہ مگر کامیاب انسان وہی ہوتا ہے جو ہر مقام پر اس مخصوص احساس سے ہو کر آگے بڑھ جائے، اگر ہم

ایک جگہ رک جائیں گے تو کبھی یہ نہیں جان سکیں گے کے قسمت نے ہمارے لیے اگلے مقام پر کیا رکھا ہے" داہیم کی سنجیدہ آواز میں کہی بات پر پرنیاں نے لب بینچے تھے

"لیکن اگر کسی کو منزل پر پہنچ کر پتا چلے کے وہ منزل کے قریب آنے کی بجائے اس سے دور ہو گیا ہے تو کیا؟ اس منزل تک پہنچنے کے لیے جو آزمائش برداشت کیں ان کا کیا؟" نم آنکھوں کو اس کی آنکھوں میں گاڑھتے پوچھا، داہیم نظریں چرا گیا

"ہو سکتا ہے جسے آپ منزل سمجھ رہے ہو وہ در حقیقت صرف ایک موڑ ہو، اور اس موڑ سے تھوڑا ہی آگے آپ کی منزل آپ کے انتظار میں ہو" داہیم کے مضبوط لہجے میں کہے جانے پر پرنیاں پر سوچوں کے نئے در وا ہوئے تھے

شاہ زیب جو دور کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اس کے ماتھے پر سوچ کی پرچھائیاں ابھری تھیں، وہ چپ چاپ وہاں سے چلتا اندر بڑھ گیا داہیم پری کو سوچ میں ڈوبا دیکھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا شام کے وقت وہ حویلی کی پچھلی جانب کھڑا فون پر بات کر رہا تھا، بات کرتے پیچھے پلٹا تو وہاں شاہ زیب خانزادہ کھڑا تھا

داہیم، مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" شاہ زیب کی سنجیدہ آواز پر" داہیم کا ماتھا ٹھنکا تھا، مطلب کوئی ضروری بات تھی

جی بابا، بولیں؟" ساری سوچوں کو جھٹکتے وہ شاہ زیب کی بات سننے کا منتظر" تھا

داہیم میں نے تمہارے لیے لڑکی پسند کی ہے، میں چاہتا ہوں تم اپنی پسند بتا" دو تاکہ مجھے فیصلہ لینے میں آسانی ہو، اگر تم کسی کو پسند کرتے ہو تو بھی صاف صاف بتادو ورنہ میری پسند پر ہاں کر دو" شاہ زیب کی آواز پر ایک دم داہیم ساکت ہوا تھا

سوری بابا، مگر میں کسی کو پسند کرتا ہوں، اور شادی بھی اسی سے کروں گا،" مگر سہی وقت آنے پر، آپ پلیز میرے بارے میں کسی سے بات مت کریے گا، جب بات کرنی ہو گی میں آپ کو بتادوں گا" داہیم بلکل سنجیدہ تھا، شاہ زیب جو پرنیاں کا نام لینا چاہتا تھا مگر اسکی بات پر خاموش ہو گیا ویسے بھی وہ نہیں چاہتا تھا پری کے ساتھ مزید کوئی زیادتی ہوئی

داہیم بغیر ایک لفظ بھی بولے وہاں سے نکلتا چلا گیا، شاہ زیب بھی اپنی سوچ کو جھٹکتے اندر کی طرف بڑھ گیا، ویسے بھی فلحال انہیں شادی کی بہت سی تیاریاں کرنی تھیں سو اس وقت زیادہ ضروری کام وہی تھا

شام تک حوزان بھی کمراٹ پہنچ گیا، حریم تو ان سب کو دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی جو خوبصورتی میں ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑ رہے تھے، ان سب مردوں اور عورتوں میں سے فیصلہ کرنا مشکل تھا کے ان میں سے زیادہ حسین کون ہے

رات کا کھانا ان سب نے خانزادہ حویلی کے بڑے سے ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھایا تھا سویٹی مسلسل حوزان کی طرف دیکھ رہی تھی جس نے غلطی سے بھی اس پر نگاہ نہیں ڈالی تھی، اور یہی بات سویٹی کو بے چین کر رہی تھی

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا، کھانا کھا کر وہ سب لڑکیاں اندر بڑے کمرے میں آ گئیں، جبکہ لڑکے سارے باہر لان میں ڈیرہ ڈال چکے تھے،

"تو ایس پی حوزان خاقان، آپ کی آزادی کے صرف دو دن ہیں، بتائیں کیسا محسوس کر رہے ہیں؟" مجتبیٰ نے اچانک حوزان کو مخاطب کیا اب ان کا ارادہ حوزان کو گھیرنے کا تھا

"جیسا بکرے کو عید الاضحی سے دو دن پہلے محسوس ہوتا ہے بلکل ویسا ہی حوزان محسوس کر رہا ہے، کیوں حوزان ؟" داہیم نے بھی مجتبیٰ کا ساتھ دیتے اسے چھیڑا جس پر باقی سب کے قہقہے بلند ہوئے تھے

"""یہی بات اپنی بہن کے سامنے بولنا پھر وہ بتائے گی ایسا ہی ہے یا نہیں حوزان نے سنجیدہ لہجے میں ان کی شرارت کا جواب دیا

"ناں بھئی ناں، مجھے مرنا تھوڑی ہے، ایک آپ ہیں ابھی سے بیوی کے اتنے فرمابردار ہیں، اگر وہ مجھے مار بھی رہی ہو گی ناں تو آپ کے منہ سے دو الفاظ نہیں نکلنے میری حمایت میں" داہیم نے مرنا تھوڑی تھا سویٹ کو کچھ بھی کہہ کر

اس کا مطلب حوزان بھی زن مریدوں میں شامل ہو چکا ہے ؟" شہیر نے مجتبیٰ اور ارتضیٰ کو دیکھتے کہا

"مت پوچھ میرے بھائی، حوزان خاقان سے بڑا زن مرید تجھے کہیں دیکھنے کو نہیں ملے گا" داہیم نے ہنستے ہوئے اس کی حقیقت بیان کی تھی جس پر وہ محض مسکرا دیا

"میرے بھائی زرا اپنے دائیں بائیں نظر ڈال لے، تیری یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی" شہیر نے اس کے دائیں بائیں بیٹھے مجتبیٰ اور ارتضیٰ کی جانب اشارہ کیا، جسے سمجھتے مجتبیٰ نے اپنی جوتی کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا شہیر اپنی جگہ سے اچھلتا ہوا بہرام کے پیچھے چھپ گیا

اپنی بیوی کا خیال رکھنا اس سے محبت کرنا زن مریدی نہیں سنتِ رسول صلی" اللہ علیہ وسلم ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ محبت اور نرمی کا سلوک کرتے تھے، تو کیا ہم پر لازم نہیں ہے کے باحثیت مسلمان ان کی پیروی کریں" مجتبیٰ کی سنجیدہ آواز پر وہ سب سنجیدہ ہوئے تھے کیونکہ اس نے بہت پیاری مثال دی تھی

ہماری بیویاں نازک پھول ہوتی ہیں اور پھر اللہ پاک ہمیں ان نازک" پھولوں کا نگہبان بناتا ہے، ہمیں طاقت دیتا ہے تاکہ ان کہ حفاظت کرسکیں نا کے خود ہی ان کی خوشبو اور نرمی چھین لیں، میرے نزدیک جو انسان اپنی بیوی سے محبت نہیں کر سکتا، اس کی عزت نہیں کر سکتا وہ مرد کہلانے کے لائق نہیں ہے" حوزان نے بھی اسی سنجیدگی سے کہا،

میاں بیوی کے رشتے میں ناراضگی، غصہ، روٹھنا منانا یہ سب بہت خوبصورت احساس ہیں مگر تب تک جب تک انہیں انا کا مسئلہ ناں بنایا جائے، جو لوگ اس رشتے کی خوبصورتی کو سمجھ لیتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں

"انشاءاللہ بھائی میں بھی بہت فرمابردار شوہر بنوں گا" ماحول کو سنجیدہ ہوتے دیکھ کر شہیر نے شرارتی زبان میں کہا تو ایک بار پھر سب کے قہقہے بلند ہوئے تھے وہ بولا ہی اتنی معصومیت سے تھا

"میں تو سوچ رہا تھا تجھے بیوی پتا نہیں ملتی ہے کے نہیں اور تو فرمابرداری کے خواب دیکھ رہا ہے" مجتبیٰ نے معنی خیزی سے کہا تو شہیر جلدی سے سیدھا ہوا

"دیکھ یار، اس طرح کے مزاق نہیں کرنے چاہیں، کچھ لوگ میری طرح نازک دل کے بھی ہوتے ہیں" شہیر نے مسکین سی صورت بنا کر سب کے

چہروں پر مسکان بکھیر دی، دوسروں کو خوشیاں دینے والے، ان کے چہروں پر مسکراہٹ لانے والے لوگ بہت قیمتی ہوتے ہیں جو اپنی ذات سے نکل کر دوسروں کے لیے جیتے ہیں

دیر رات تک ان کی محفل جمی رہی، آخر وقت کا احساس کرتے وہ سب اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے، حوزان کا شدت سے دل چاہ رہا تھا سویٹ کو دیکھے اسے محسوس کرے، وہ سارا وقت اس کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتا رہا، مگر اگر وہ اس بات اسے معاف کر دیتا تو وہ یہ غلطی دوبارہ بھی دہرا سکتی تھی اسی لیے اسے سبق سکھانا ضروری تھا

@@@@@@@@

اگلا دن بہت گہما گہمی لے کر طلوع ہوا تھا، رات میں ان کی مایوں تھی جس کا انتظام باہر والے بڑے سے لان میں کیا گیا تھا، ناشتے سے فارغ ہوتے لڑکے اور مرد حضرات باہر انتظامات دیکھنے کے لیے چلے گئے جبکہ لڑکیاں ساری اندر آب کا ہاتھ بٹا رہی تھیں

مایوں کی مناسبت سے ساری سجاوٹ پیلے رنگ سے کی گئی تھی، بڑے سے لان میں سی کی شکل میں رکھی گئی سفید اور پیلے کور والی کرسیاں جن سے آگے کافی ساری جگہ چھوڑی گئی تھی، اور سامنے ہی تخت تھا جس پر پیلے رنگ کا کور تھا، اوپر سے جڑی ہوئی پیلے پھولوں کی لڑیاں نیچے آکر تخت کو پیچھے سے ڈھانپ رہی تھیں جس میں فینسی لائیٹس لگی تھیں

شام ہوتے ہی دونوں قبیلوں کے لوگ جمع ہونا شروع ہو چکے تھے، کیونکہ آج خانزادہ اور خاقان قبیلے کے ہونے والے سرداروں کی مایوں تھی سوان

سب کی موجودگی تولازمی تھی، شاہ زیب، شاہ زر، ذیشان، ولید اور احتشام نے سفید رنگ کے کڑکڑاتے سوٹ زیب تن کر رکھے تھے وہ سب کے سب اس عمر میں بھی بے حد وجیہہ تھے

آب نے ان سب لڑکیوں کے لیے ایک ہی طرز کی پٹھانی فراکس بنوائی تھیں، پیلے رنگ کی فراکس پر الگ الگ رنگ کی کڑھائی کی گئی تھی، حریم نے پیلے رنگ کی فراک جس پر گرین رنگ کی دیدہ زیب کڑھائی تھی پہن رکھی تھی، سر پر گرین دوپٹہ اور ماتھے پر مخصوص پٹھانی جھومر سجائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی

حرم کے فراک پر سرخ جبکہ پرنیاں کی فراک پر ہلکے گلابی رنگ کی کڑھائی تھی، انہی رنگوں کے دوپٹوں کو حجاب کے انداز میں اوڑھے ماتھے پر جھومر

سجار کھا تھا، پر نیاں لگانا نہیں چاہتی تھی مگر آب کے زبردستی کرنے پر مجبوراً اسے لگانا پڑا، گل کی فراک پر نیلے کلر کی کڑھائی تھی

حسال نے لیمن کلر کی شارٹ شرٹ اور گرارہ پہن رکھا تھا، بالوں کو ایک سائیڈ پر کھلا چھوڑے دوپٹے سے گھونگھٹ نکال دیا، سویٹ کی مایوں کا ڈریس بھی حوزان نے خریدا تھا جس کا اسے علم نہیں تھا، ہلدی رنگ کی شارٹ شرٹ اور خوب گھیر دار گرارہ پہنے، بالوں کی سائیڈ چٹیا بنائے دوپٹے کو گھونگھٹ کے انداز میں اوڑھے وہ سب کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی

ان سب کو دیکھ کر یہ کہنا مشکل تھا کے ان میں سے زیادہ حسین کون لگ رہی ہے، ایک سے بڑھ کر ایک وہ سب آسمان سے اتری حوریں لگ رہی تھیں، آب نے انہیں دلہنوں کو کچھ دیر بعد لانے کا بولا اور خود باہر نکل گئی

لڑکوں نے بھی سفید شلوار سوٹ پہنے تھے، جس پر مختلف رنگوں کی واسکٹس پہن رکھی تھی، ارتضیٰ نے حریم کے ساتھ کی گرین واسکٹ پہنی تھی، مجتبیٰ نے سرخ جبکہ شہیر نے روئل بلو کلر کی واسکٹ پہن رکھی تھی جو سراسر اتفاق تھا کیونکہ یہ کپڑے بھی آب نے ہی بنوائے تھے داہیم نے مختلف رنگوں سے سجی پٹھانی واسکٹ پہنی تھی

حوزان اور بہرام نے بھی سفید ہی سوٹ پہنے تھے مگر حوزان نے یلو کلر کی واسکٹ پہنی تھی جس میں اور بھی رنگ موجود تھے، جبکہ بہرام نے سادہ کالے رنگ کی واسکٹ پہنی تھی اسے یہ کڑھائی وغیرہ والی واسکٹ پسند نہیں تھی

وہ دونوں آکر سٹیج پر بیٹھے، کچھ ہی دیر میں پھولوں سے بنی چادر میں وہ چاروں ان دونوں کو لے آئیں، گھونگھٹ میں ہونے کی وجہ سے وہ دونوں انہیں

دیکھ نہیں سکے تھے ہاں مگر باقی سب اپنی اپنی زندگیوں کو دیکھ کر ساکت ضرور ہوئے تھے

سویٹی کو حوزان اور حسال کو بہرام کے ساتھ بیٹھایا گیا، اس کے بعد باری باری سب بزرگ خواتین نے آکر ان کو ہلدی لگائی، قبیلے والوں کو چونکہ قبیلے جانا تھا سو جو جو رسم کرتا جارہا تھا وہ انہیں دعائیں دیتے گھروں کو رخصت ہوتا جارہا تھا، داہیم ہر لمحے کو کیمرے کی آنکھ میں قید کر رہا تھا

"بھائی مجھے نہیں لگتا مجھے رسم کرنی چاہیے، اللہ ان بچوں کو خوشیوں بھری زندگی دے، مگر یہ رسم سہاگنوں کو کرنی چاہیے" ان سب کے بعد اب گھر کے بڑے آگے بڑھے تھے، سب سے پہلے شاہ زیب نے عائشہ کو رسم کرنے کے لیے کہا، مگر عائشہ انکار کر گئی

عائشہ بھابھی، آپ ایک شہید کی بیوہ ہیں، اور شہید کبھی مرتے نہیں ہیں، " آپ جیسی خوش قسمت عورت کون ہو سکتی ہے جسے اتنا بڑا رتبہ ملا" شاہ زیب نے سنجیدگی سے بہت بڑی بات کہہ دی تھی سو عائشہ کو اوپر آنا ہی پڑا، رسم کرنے کے بعد وہ حویلی کے اندر چلی گئی

اس کے بعد شاہ زیب، آب، مشک، شاہ زر، ذیشان دلکش، ولید، سویرا، احتشام اور مہمل نے باری باری ان کو ہلدی لگاتے خوب ساری دعاؤں سے نوازا، اب صرف نوجوان نسل رہ گئی تھی رسم کرنے والی

بچو، اب یہ آپ کے حوالے ہیں، اب آپ سب بچے انجوائے کرو، ہم تو" چلے" ذیشان شرارت سے کہتے اندر کی جانب بڑھ گیا، سب کے جانے کے بعد سب سے پہلے ارتضی حریم کا ہاتھ تھامتے سٹیج کی طرف بڑھا، وہ دونوں ایک ساتھ چلتے بے تحاشہ حسین لگ رہے تھے

ارتضی نے بہرام اور حوزان کے گالوں پر ہلکی سی ہلدی لگادی اور سویٹی اور حسال کے سر پر ہاتھ رکھتے انہیں صدقِ دل سے دعا دی، حویم نے سویٹی اور حسال کے چہرے پر ہلدی لگائی

بہرام بھائی، زرا ارتضیٰ کے چماٹ تو ماریں، "مجتبیٰ نے اسے سٹیج پر" شرافت سے بیٹھا دیکھ شرارت سے کہا

ابے ڈھکن، تم دونوں کی شادی ہے ایک ہفتے بعد، تم لوگوں کو چماٹ کی" ضرورت نہیں ہے "شہیر نے فوراً اسے لتاڑا سب لڑکیوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی

ہاں ناں، بھائی آپ مجھے اور شیری کو چماٹ مارنا، ہم دونوں ہی مسکین ہیں" بس" داہیم نے شہیر کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے شرارت سے کہا

ادھر آو بیٹا، پہلے تمہیں چماٹ ہی مارلوں، باقی باتیں پھر سہی" بہرام" مصنوعی سنجیدگی سے کہا تو داہیم ہنس دیا

رہنے دیں، کیوں سب کے سامنے میری عزت خراب کرنی ہے" داہیم" فوراََ شریف بچہ بن گیا، کہیں سچ میں اس کا بھائی اپنی مایوں بھولتے اس کے ایک لگا ہی ناں دیتا

چلیں ارتضیٰ، حریم بھابھی کے ہی لگا دیں" شہیر پر ارتضیٰ کے سر ہوا تھا،" اس نے بے ساختہ حریم کی طرف دیکھا جو نفی میں سر ہلا رہی تھی تھوڑی سی

ہلدی انگلی پر لگاتے اس کی ناک کی ٹپ پر لگا کر دلکشی سے مسکرا دیا، حریم بھی اسے مسکراتا دیکھ مسکرا دی، داہیم نے اس خوبصورت پوز کو قید کیا

ان کے بعد مجتبیٰ اور حرم رسم کرنے کے لیے گئے، مجتبی نے انہیں کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہاتھ ہلدی سے بھر کر حوزان کے منہ پر لگایا، اس کا منہ دیکھتے سب کے قہقہے گونجے تھے حوزان اب بدلا لینے کے لیے اس کے لگانے لگا مگر اس سے پہلے ہی مجتبیٰ اٹھ کر وہاں سے فرار ہو گیا

ایک آرمی آفیسر کو پکڑنا آسان نہیں ہے بیٹا" مجتبی کچھ دور جا کر شرارت" سے بولا، تب ہی ارتضی نے پیچھے سے اس کے بازو قابو کیے، وہ مسلسل چیخ رہا تھا مگر تب تک حوزان اسکا منہ بھی بھر چکا تھا

اور ایک پولیس والے سے پنگا ناٹ چنگا، کمانڈر مجتبیٰ ولید حیدر "حوزان" بھی اسی کے انداز میں بولتے سب کو کو ہنسا گیا

بہت ہنسی آرہی تھی میری ہنی کو؟" اب رسم کے لیے گل اور پرنیاں گئیں تھیں، تب ہی مجتبیٰ ان سب کا دھیان ہٹتا دیکھ حرم کے قریب جھکا

نا۔۔ نہیں تو مجتبیٰ، میں کب ہنسی" حرم کو پتا تھا وہ ضرور کچھ الٹا کرے گا" تب ہی صاف مکر گئی

چلو کوئی بات نہی، مگر میں نے تو تمہیں ہلدی لگائی ہی نہیں" مجتبیٰ نے کہتے" ساتھ ہی جھکتے ہوئے اپنا گال اس کی گال پر رگڑ دیا، حرم منہ کھولے ساکت کھڑی تھی، پھر ادھر ادھر دیکھا کسی نے دیکھا تو نہیں مگر افسوس داہیم ان کا یہ حسین لمحہ بھی چرا چکا تھا

حرم بھابھی، کوئی دیکھے ناں دیکھے داہیم تو دیکھے گا" داہیم اسے جھنپتے دیکھ " شرارت سے بولا، حرم کا تو شرم سے براحال تھا جبکہ مجتبی ڈھٹائی سے ہنس رہا تھا

اسی طرح ہنسی مزاق میں ان سب نے رسم ادا کی،، حوزان اور بہرام کا منہ دیکھنے لائک تھا،ان کی ڈاڑھی اور مونچھیں بھی ہلدی سے بھر چکی تھیں جس سے وہ دونوں بہت مضائقہ خیز لگ رہے تھے

@@@@@@@@

سب لوگ رسم سے فارغ ہوئے تو وہ سب بہرام اور حوزان کے پیچھے پڑ گئے، کے وہ دونوں سویٹ اور حسال کو ہلدی لگائیں، ان کی بات پر سویٹ کا دل دھڑ کا تھا، اب وہ اسے ہلدی لگانے کے لیے تو دیکھے گا ناں

میں نہیں کر رہا ایسی کوئی فضول رسم "حوزان کی آواز پر اس کی ساری خوشی" غارت ہوئی تھی، جو ناراضگی دیکھانے میں بہت سخت ثابت ہو رہا تھا، جبکہ حوزان نہیں چاہتا تھا اس کا یہ دلکش روپ دیکھ کر وہ اپنی ناراضگی بھول جائے

حوزان دل میں تمہارے لڈو پھوٹ رہے ہیں مگر ڈرامے چیک کریں زرا"" داہیم نے چھیڑا تو حوزان ایک پل کو خجل سا ہو گیا، پھر ان کے فورس کرنے پر پہلے بہرام نے آہستہ سے حسال کے چہرے سے گھونگھٹ ہٹایا، نظریں جھکائے بیٹھی وہ بہت حسین لگ رہی تھی

بہرام نے تھوڑی سی ہلدی لیتے حسال کے دونوں گالوں پر رگڑے، جو اس کا لمس پاتے چھوئی موئی سی ہوئی تھی، بہرام آہستہ سے اس کے کان کی طرف جھکا، جس پر سب نے ہوٹنگ کی تھی مگر بہرام کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا

"جانِ بہرام آپ سچ میں اس دنیا کی سب سے حسین لڑکی ہیں یا مجھے لگ رہی ہیں" دھیمی سی سرگوشی کرتے اسے شرمانے پر مجبور کر گیا

اس کے بعد حوزان نے انگلی پر تھوڑی سی ہلدی لگائی، سویٹ کا گھونگھٹ ہٹایا مگر اس کے چہرے کی جانب دیکھنے سے گریز کیا تھا، ایک پل اس کو دیکھتے ہلدی لگائی مگر وہ ایک پل حوزان خاقان کے دل کی دنیا کو تہہ و بالا کر گیا تھا

بامشکل خود پر ضبط کرتے اپنی نظریں اس پر سے ہٹائیں، سویٹی جو اس انتظار میں تھی کے وہ اسے دیکھے گا، اسکی تعریف کرے گا، تو ایسا کچھ بھی نہیں ہوا بجھے دل کے ساتھ وہ سر جھکا گئی

حوزان، بہرام لالہ آئیں ناں، آپ کی شادی ہو اور جھومر ناں ہو، یہ تو نہیں ہو سکتا، چلیں" داہیم ان دونوں ہو بازو سے تھام کر درمیان میں لے آیا، سویٹی اور حسال کو بھی لا کر ان کے سامنے کھڑا کیا باقی سب حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے

انہوں نے گھومتے ہوئے آہستہ آہستہ جھومر ڈالنا شروع کیا تو باقی سب کو یہ نظارہ بہت اچھا لگا، آہستہ آہستہ داہیم نے ان سب کو بھی کھینچ لیا، اب ایک بڑا سا گھیرا بنائے وہ سب دو قدم آگے لاتے نیچے کی طرف ہاتھ ہر ہے چٹکی

بجاتے، پھر دو قدم پیچھے لے کر ہاتھ اوپر کر کے تالی بجاتے، ساتھ ساتھ کندھوں کو بھی اوپر نیچے حرکت دے رہے تھے

بیک گراؤنڈ میں چلتا دھیما دھیما پشتو میوزک، وہ سب مل کر بہت خوشگوار ماحول بنا گئے تھے، جہاں بہرام اور حوزان کے لیے محبت کا ملنا ایک خوش کن احساس تھا جوان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لایا تھا وہیں باقی سب پہلی بار اس قسم کا فنگشن دیکھ کر بہت خوش تھے

@@@@@@@@@

رات کا پہر تھا، ساری مخلوقِ خدا نیند کے سفر پر گامزن تھی، ایسے میں وطن عزیز کے کچھ جانباز سپاہی اپنی نیندوں کو قربان کیے ملک و قوم کی سلامتی کے لیے کوشاں تھے

بول، کون ہے وہ انسان جو باہر کے بھیڑیوں سے لین دین کرتا ہے، جلدی "بتا" لیپرڈ اپنے سامنے بندھے اس آدمی کے بالوں کو پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے بولا

مجھ۔۔۔مجھے نہیں پتہ "اس شخص پر اتنا تشدد کیا گیا تھا کے وہ بول بھی نہیں "پار ہا تھا مگر پھر بھی ڈھیٹ بنا ہوا تھا

ہمم، تو تجھے نہیں پتا؟ ہیں ناں ؟" لیپرڈ پراسرار انداز میں کہتا ہوا ایک طرف "کو بڑھا جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چاقو تھا، چاقو کی دھار دیکھتے لیپرڈ کی آنکھیں چمکی تھیں

میں آخر بار تجھ سے پوچھ رہاہوں،اس کے بعد میں توجو کروں گا سو کروں" گا، مگر یہ جو لیڈی کلر کھڑی ہے ناں، یہ تیری آنکھیں نکال دے گی، کافی دنوں سے اس کی خواہش ہے یہ "لیپرڈ چاقو اس کے قریب لاتا سوان کی طرف دیکھ کر بولا، جوان کی نرم نرم سزاؤں پر بے زار سی تھی

مجھ۔۔۔مجھے نہیں معلوم کچھ بھی "لبوں پر زبان پھیری تھی، مگر اسے پتا" تھا اگر بتادیا تو وہ شخص اسے نہیں چھوڑے گا

لیپرڈ اس کی بات پر لب بینچتے آگے بڑھا،اس کے بغیر شرٹ کے بالوں سے بھرے سینے پر چاقو رکھا، چاقو سے زور ڈالتے اس کے سینے پر کٹ لگایا، اس شخص کی چیخیں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں مگر لیپرڈ کو رحم نہیں آیا تھا، تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تین سے چار کٹ لگائے، جب وہ پھر بھی نہیں بولا تو دوبارہ میز کی طرف بڑھا

اس بار جب وہ واپس مڑا تو اسکے ہاتھ میں چھوٹی سی ڈریل مشین تھی، اس مشین کو دیکھ کر وہ جو پہلے سے چیخ رہا تھا اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، لیپرڈ نے ڈریل مشین چلائی تو وہ شخص موت کو لمحہ بہ لمحہ قریب آتے دیکھ مزید زور سے چیخنے لگا

بتاتا ہوں، بتاتا ہوں پلیز یہ مت کرو" ڈریل کو خود سے چند انچ کے فاصلے پر" دیکھتے اس کی ہمت جواب دے گئی تھی، اس کے بعد اس نے سب کچھ بتادیا، اس کا جواب سن کر ان دونوں کے چہروں پر چمک آگئی جیسے شکار کو سامنے پا کر شکاری کا چہرہ چمک اٹھتا ہے

سوان، ناؤ ہی از کمپلیٹلی یورز" (سوان، اب یہ پوری طرح تمہارا ہوا) لیپرڈ" کہتے باہر نکل گیا، چند لمحوں بعد ہی اس شخص کی زوردار چیخیں سنائی دینے لگیں

یہ ہم عورتوں کو کمزور اور کھلونا سمجھنے کے لیے، جہنم میں جاؤ اور باقی کی سزا" وہاں جا کر بھگتنا" باری باری اس کی دونوں آنکھیں نکالتے سوان بڑے پیار سے اس کی شہ رگ کاٹ گئی، اس کے ساتھ ہی آج ایک اور برائی کا اختتام ہوا تھا اب انہیں اپنے اگلے پلین پر عمل درآمد ہونا تھا

مایوں کی رات وہ سب دیر تک جاگتے رہے، بہت کم وقت میں وہ سب بہت قریب آ گئے تھے، یا شاید دوستی کا رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے یہاں آپ کو سالوں اکٹھا نہیں رہنا ہوتا، کچھ لوگ اچانک سے زندگی میں آ کر بہت خاص بن

جاتے ہیں جن سے خون کا رشتہ نہیں ہوتا مگر وہ جان سے پیارے ضرور ہو جاتے ہیں

شاہ زیب نے انہیں وقت کا احساس دلاتے آرام کرنے بھیجا تب کہیں جا کر وہ سب اپنے اپنے کمروں میں گئے تھے، رات کو لیٹ سونے کی وجہ سے صبح بھی وہ سب مرد حضرات مسجد میں نماز ادا کر کے آکر دوبارہ سو گئے تھے فنکشن چونکہ رات کو تھا سو کوئی فکر بھی نہیں تھی

دن کے تقریباً گیارہ بجے انہوں نے ناشتہ کیا اور دوبارہ کاموں کی طرف متوجہ ہو گئے، سارے فنکشن حویلی میں ہی ہونے کی وجہ سے کام بھی زیادہ ہو گئے تھے لان کو مہندی کی مناسبت سے خوبصورت سے سجایا گیا تھا، اور سٹیج کی بجائے ایک سائیڈ پر گولائی میں دو خوبصورت جھولے لگائے گئے تھے

باقی مہمان خواتین اور قبیلے والوں کے لیے تھوڑے فاصلے پر نیچے گدے اور گشن رکھے گئے تھے، رات کے پہر یہ ساری سجاوٹ مل کر ایک حسین منظر پیش کر رہی تھی، شام ہوتے ہی مہمان آنا شروع ہو گئے تھے، سو ولید اور احتشام شاہ زیب لوگوں کے ساتھ مل کر سب مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے کل کی طرح مردوں کے لیے حویلی کے باہر الگ سے انتظام کیا گیا تھا

آج ان سب لڑکوں نے کالے رنگ کی شلوار قمیض اور براؤن چادریں اوڑھ رکھی تھی، حوزان نے بھی ان ہی کی طرح کا لباس پہنا تھا مگر بہرام نے کریم کلر کا شلوار سوٹ اور واسکٹ پہنی تھی، بہرام اور حوزان باقی سب لڑکوں کے ساتھ مردوں والی سائیڈ پر تھے

جبکہ لڑکیوں نے لہنگے پہنے تھے، مختلف رنگوں سے جگمگاتے دیدہ زیب لہنگے پہنے وہ سب بہت پیاری لگ رہی تھیں سر پر سلیقے سے حجاب اوڑھے ہوئے تھیں، سویٹی نے آج یلو کلر کا جگمگاتا لہنگا پہنا تھا، جبکہ حسال نے آتشی گلابی کرتی، یلو لہنگا اور دوپٹہ پہن رکھا تھا

انہیں باہر لا کر جھولے پر بیٹھایا گیا، تو قبیلے کی عورتوں نے اپنے قبائلی گیت گاتے ہوئے باری باری رسم ادا کی، یہ رسم چونکہ صرف خواتین نے کرنی تھی سولڑکے ابھی اس طرف آئے ہی نہیں تھے، ان خواتین کے بعد آب لوگوں نے رسم ادا کی، کل کی طرح آج بھی آہستہ آہستہ رش کم ہونے لگا

دو لڑکیاں سویٹی اور حسال کے مہندی لگانے لگیں، حرم اور حریم نے مہندی نہیں لگوائی کیونکہ پھر اگلے ہفتے تک اس کا رنگ ناں اترتا، پر نیاں تو ویسے ہی

ان سب چیزوں کو خود پر حرام کر چکی تھی، بچی گل تو آب نے اسے مہندی لگوانے کا کہا

"ام مہندی نئ لگوائے گا سردارنی، امارے لالہ جان کا شادی ہے تھوڑے دن بعد، پھر امارہ مہندی اترے گا نئ" گل نے معصومیت سے کہا تو سب لوگ مسکرا دیے وہ سب جانتے تھے گل کو سب سے زیادہ مجتبیٰ عزیز ہے، ہوتا بھی کیوں ناں اس نے ان بھیڑیوں سے اس کی عزت بچائی تھی

سب کے رسم کرنے کے بعد آب نے حوزان اور بہرام کو بلایا، کیونکہ انہیں اپنی اپنی دلہن کے ہاتھوں پر اپنا نام لکھنا تھا، اس رسم کی بات آتے ہی مشک کو بے ساختہ اپنی مہندی کی رسم یاد آئی جب شاہ زر نے اس کے ہاتھ پر ذی لکھا تھا

شاہ زیب جو ابھی لڑکوں کے ساتھ آیا تھا آب کے کان کے پاس جھک کر بولا، اسنے بھی تو شاہ زر کی مہندی پر ایک ناراض حسینہ تک اپنے دل کی بات پہنچانے کی کوشش کی تھی

شرم کریں زیب، آپ کے بچوں کی شادی ہے، اور آپ کو ہری ہری سوجھ رہی ہے "آب جھنپتے ہوئے اس سے بولی

میں تو اپنے پوتے پوتیوں کے سامنے بھی ایسے ہی کہوں گا زیب کی جان """ شرارت سے لب دباتے جھک کر سرگوشی کی تو آب شرم سے سرخ ہوتا چہرہ جھکا گئی، جبکہ اب حوزان سویٹی اور بہرام حسال کے پاس آکر بیٹھ گئے

بہرام خانزادہ" بہرام نے مہندی لیتے حسال کے دائیں ہاتھ پر دل بناتے اس میں چھوٹا سا کر کے لکھ دیا، یہ نام پڑھتے حسال کا دل دھڑکا تھا، یہی نام تو اس کے روم روم میں بسا تھا، اس کی محبت، اس کا شوہر

صرف کچھ پل ہیں دوری کے جانِ بہرام، اس کے بعد میں آپ کو بتاؤں گا" کے کتنی محبت کی ہے اس خانزادہ نے آپ سے" بہرام آہستہ سے مہندی کے بہانے جھکا تھا اور سر گوشی کرتے اس کی جان نکال گیا، وہ جو اسے سنجیدہ اور سڑیل سمجھتی تھی وہ اس کی ہر سوچ جھٹلاتا جا رہا تھا

حوزان خاقان" سویٹ چاہتی تھی وہ سویٹ کا خان لکھے، مگر بھول گئی تھی" کے آج کل وہ اس کا خان نہیں ہے بلکہ ایس پی حوزان خاقان ہے، اس نے سوچ لیا تھا کے وہ کل حوزان کو منا لے گی اس سے جو غلطی ہوئی اس کی معافی مانگے گی

@@@@@@@@@

حرم کو آب نے اندر سے مہندی اور گجروں کی تھال لینے بھیجا جو انہیں خاص خاص مہمانوں کو تحفے میں دینا تھے، حرم اپنا گرین اور ریڈ کلر کا لہنگا سمبھالتی کچن میں آئی، اس نے کبھی زندگی میں ایسا لباس نہیں پہنا تھا، لیکن آب نے ان کے لیے کافی بھاری لہنگے بنوا دیے تھے

اب بھی وہ بڑا سا تھال تھامے ایک ہاتھ سے لہنگا سمبھالنے کی کوشش کرتی وہ بامشکل قدم بڑھا رہی تھی، اس پر پاؤں میں پہنی ہیلز نے اس کی جان عذاب میں ڈال دی تھی، دو قدم چلی تو لہنگے پر ہیل آنے کی وجہ سے اس کا بیلنس بگڑا، مگر اس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتی دو مضبوط بازو اسے تھام چکے تھے

"دھیان سے یار، ایک ہی بیوی ہے میری، ایک ہفتے بعد خوش نصیبی سے رخصتی ہو رہی ہے، ایسے میں گر کر کیوں مجھ مسکین کی رخصتی رکوانی ہے" مجتبی کی آواز پر حرم نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں جنہیں وہ گرنے کے ڈر سے میچ گئی تھی، مجتبیٰ نے ایک ہاتھ سے تھال سمبھال لیا جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی نازک کمر کے گرد بندھا تھا

"توبہ ہے مجتبی، نہایت ہی کوئی شادی کو ترسے ہوئے انسان ہیں آپ، سب کی ہی شادی ہوتی آپ کی کوئی انوکھی تو نہیں ہو رہی، ابھی مجھے چوٹ لگ جاتی اور آپ کو رخصتی کی پڑی ہے" حرم کو تو اس کی بات نے غصہ ہی دلا دیا، مطلب اس کے گرنے کا خوف نہیں تھا اپنی رخصتی رکنے کی فکر تھی

مائی ڈیئر زندگی، ہوتی ہوں گی لوگوں کی شادیاں، مگر کوئی نہیں ہوگا جو تین" سال کی عمر سے شادی کے انتظار میں ہو"اس کا تپا ہوا چہرے دیکھتے سنجید گی سے کہا جبکہ اس کی گہری کالی آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں

تین سال؟ سیریسلی مجتبیٰ؟"حرم کو تو صدمہ ہی لگ گیا تھا،"

تو اور کیا، جس دن آپ پیدا ہوئی تھیں ناں، اس دن پھپھو نے کہا تھا مجتبیٰ" یہ تمہاری پرنسس ہے اور تم اس کے پرنس، تمہاری اس سے شادی ہو گی، اس دن سے لے کر آج تک اس شادی کی راہ دیکھ رہا ہوں جو ہو کر ہی نہیں دے رہی"مجتبیٰ جتنی سنجید گی سے بول رہا تھا حرم کا منہ کھلتا جا رہا تھا، یہ بات بھی مہمل نے ہی انہیں بتائی تھی

"آپ اب آکر بے شرم نہیں ہوئے، آپ پیدائشی بے شرم ہیں، چند گھنٹوں کی بچی پر لائن مارتے آپ کو شرم نہیں آئی ناں؟" حرم نے آئی برو اچکاتے اسے شرمندہ کرنا چاہا مگر وہ مجتبی کی کیا جو شرمندہ ہو جائے

"بس جی، یہاں بھی شروع ہو گیا، نہیں تم مجھے یہ بتاؤ کے تمہیں کوئی ادب لحاظ ہے یا نہیں؟" احتشام کسی کام سے اندر آیا تو سامنے مجتبی اور حرم کو دیکھ کر رک گیا، تب ہی اسے شرمندہ کرنے کو بولا

"یار چاچو ہر بار ویلن بن کر میرے رومینس میں خلل ڈالنا آپ پر فرض ہے کیا؟" حرم اس سے جلدی سے الگ ہوئی تو مجتبی جل کر بولا، ایک تو اس کا سسر خود ہی ظالم سماج کا کردار ادا کر دیتا تھا

"نہیں تو کیا تمہیں اپنی بیٹی کو تنگ کرنے دوں، تم میں تو شرم حیا سرے سے ختم ہو چکی ہے، ناں جگہ دیکھتے ہو ناں وقت "مصنوعی سنجید گی لیے وہ اسے لتاڑ رہا تھا

"چاچو، وہ کون تھا جو ہمارے گھر آ کر بھی جہاں پھپھو نظر آتی تھیں وہاں شروع ہو جاتا تھا، مجھے ابھی تک یاد ہے سب کچھ "مجتبیٰ بھی بازو چڑھاتا میدان میں اترا، حرم کو پتا تھا اب وہ دونوں جلدی نہیں رکنے والے سوچپ چاپ سر ہلاتے باہر نکل گئی

"دیکھو بھتیجے، یہ بار بار مجھے بلیک میل کرنا چھوڑ دو، میں بلکل شرمندہ نہیں ہونے والا "احتشام کو کونسا اس کی بات سے فرق پڑتا تھا

تو، میں بھی آپ کا ہی بھتیجا ہوں، اپنی ہنی کو پیار کرتا ہوں اور کروں گا، جب دل چاہے گا کروں گا، روک سکتے ہیں تو روک لیں" لبوں پر مسکراہٹ لاتے اسے جلایا تھا پھر اسے دیکھے بغیر باہر کی جانب بڑھ گیا

کچھ جرم نہیں عشق جو دنیا سے چھپائیں
ہم نے تمہیں چاہا ہے ہزاروں میں کہیں گے

اونچی آواز میں شعر پڑھتے احتشام کو زبان دکھاتے باہر بھاگ گیا، اس کے جانے کے بعد احتشام بھی مسکرا دیا، اسے بہت عزیز تھے وہ دونوں اور ان کی محبت، انہیں دل میں دعاؤں سے نوازتے وہ بھی اندر بڑھ گیا

@@@@@@@@@

باہر رسم تقریباً ختم ہونے والی تھی، حرم نے اپنے ساتھ ساتھ حریم کو بھی ہیلز پہنا دی تھیں، حریم اور ارتضیٰ کی ہائیٹ میں کافی فرق تھا وہ ارتضی کے سینے تک آتی تھی، تب ہی حرم میڈم کو شوق ہوتا تھا اسے ہیلز پہنا کر ارتضیٰ کے برابر کرنے کا، اب بھی ہیلز کی وجہ سے اس کے پاؤں دکھ رہے تھے

وہ مہمانوں سے ہٹ کر چلتی ہوئی دوسرے لان میں آ گئی، اس لان میں ایک طرف کچھ درخت تھے اور ایک درخت پر جھولا بندھا ہوا تھا، حریم آ کر اس جھولے پر بیٹھ گئی، اسے اچھا لگ رہا تھا ایسے اکیلے بیٹھنا، ارتضیٰ نے حریم کو ڈھونڈا تو وہ اسے کہیں نہیں دکھی

ارتضیٰ، جسے تم ڈھونڈ رہے ہو وہ سامنے والے لان میں جا رہی تھیں" داہیم" نے اسے ادھر ادھر دیکھتے دیکھا تو سمجھ گیا اسی لیے اس سے کہتا آگے بڑھ گیا، ارتضیٰ اس کے بتانے پر اس طرف آ گیا

"کیا ہوا پرنسس؟ آپ یہاں کیوں آگئیں؟" ارتضیٰ اسے جھولے پر بیٹھا دیکھا اس کے قریب آکر بولا

"کچھ نہیں، بس میں تھک گئی تھی، پاؤں بھی دکھ رہے تھے" حریم اسے دیکھتے آہستہ سے بولی،

"پاؤں کیوں دکھ رہے ہیں؟ آپ نے ہیلز پہنی ہیں ناں؟ میں نے منا بھی کیا تھا پھر بھی" ارتضیٰ پریشانی سے گھٹنوں کے بل اس کے سامنے نیچے بیٹھا، وہ جب بھی ہیلز پہنتی تھی اس کے پاوں میں سوجن آجاتی تھی

ارتضیٰ، پلیز مت کریں، میں ٹھیک ہوں اب" حریم اسے اپنے پاؤں سے" جوتا نکالتے دیکھ سٹپٹا گئی، ادھر ادھر دیکھتے پاوں کھینچنا چاہا مگر وہ اس پر رضامند نہیں تھا

چپ رہیں پرنسس، پاؤں دیکھیں اپنے، کیا حال کر لیا ان خوبصورت" پیروں کا" ارتضیٰ اس کے پاوں کو آہستہ آہستہ انگوٹھوں کی مدد سے دبانے لگا، حریم بار بار پیر پیچھے کرنے کی کوشش کرتی جسے وہ ناکام بنا دیتا

ارتضیٰ پلیز اٹھ جائیں، کوئی دیکھے گا تو کیا سوچے گا، آپ کیوں نہیں سمجھ" رہے، اچھا نہیں لگتا ایسے" حریم کو ڈر تھا کوئی اسے اس کے پیروں میں بیٹھا ناں دیکھ لے

مجھے کوئی پرواہ نہیں کوئی دیکھتا ہے یا نہیں، میرے لیے اگر کوئی اہمیت رکھتا ہے تو وہ آپ ہیں، آپ میری بیوی ہیں، آپ کے آرام کا خیال رکھنا میرا فرض ہے" دوسرے پاؤں کو بھی ہلکا ہلکا دباتے اسے آرام پہنچایا

"چلیں آپ کو روم میں چھوڑ آتا ہوں، اب آپ جا کر ریسٹ کریں" اسے آرام سے بازوں میں اٹھاتے اندھیرے والی سائیڈ سے حویلی کیطرف بڑھا، حویلی کا ایک دروازہ اس لان میں بھی کھلتا تھا اس وقت سب لوگ باہر لان میں تھے اسی لیے وہ اسے آسانی سے لے کر اوپر ان کے کمرے میں آ گیا اور اسے بستر پر بیٹھایا

"اب اٹھیے گا مت، اور بس سو جائیں، صبح تک بلکل ٹھیک ہو جائیں گی، میں بھی چلتا ہوں، گڈ نائٹ سویٹ ہارٹ" اس کے ماتھے پر نرمی اور محبت سے لب رکھتے وہ باہر نکل گیا، حریم بھی مسکراتے ہوئے چینج کرنے چل دی، وہ

ساری زندگی بھی سجدے میں گزارتی تو اللہ کے اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی تھی جو اسے ارتضیٰ کی صورت ملا تھا

گل بار بار کبھی حویلی کے اندر جاتی کبھی باہر آتی، لائیٹ اورینج اور سی گرین کلر کے لہنگے میں وہ اپسرا ءلگ رہی تھی، اوپر سے دوپٹے سے ملتی جلتی ہری آنکھیں وہ کسی کا بھی دل دھڑکا سکتی تھی

کیا بات ہے، آپ اس طرح یہاں کیوں گھوم رہی ہیں" شہیر کی اس پر نظر" پڑی تو دیکھا وہ بہت سی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی جس پر وہ اس کے پاس آکر سختی سے بولا

ام۔۔۔ام کو اپنا کمرہ نئ پتا، ام حرم بھابھی کا انتظار کر رہا ہے" اس کی سختی پر وہ سہمی تھی مگر پھر بامشکل آواز نکالتے اسے بتایا جو اس کی سہمی صورت دیکھ کر اپنے لہجے پر قابو پا گیا

کس کے کمرے میں رکی ہیں آپ؟" بامشکل آواز میں نرمی لاتے پوچھا،"

سویٹی کے روم میں" جھٹ جواب حاضر تھا، شہیر نے پاس سے گزرتے" ملازم سے کمرے کا پوچھا جس پر وہ اشارے سے بتاتا آگے بڑھ گیا

آئیں، آپ کو روم تک چھوڑ آوں" شہیر نے کہا تو وہ تھوڑا جھجھکتے ہوئے" اس کے پیچھے چل دی، وہ خاموشی سے سر جھکائے چل رہی تھی، کیونکہ اسے شہیر سے ڈر لگتا تھا

ایک بات تو بتائیں؟ میں کیا جن لگتا ہوں، جب بھی آپ سے بات کرنے لگتا ہوں آپ سہم جاتی ہیں؟" شہیر نے اس کا چہرہ دیکھتے نرمی سے پوچھا جس پر گل کو تھوڑی تسلی ہوئی

نئ، نئ بس ام کو ویسے ہی ڈر لگتی ہے" سیدھا سیدھا کہہ کر دوبارہ ڈانٹ نہیں کھانا چاہتی تھی اسی لیے جواب گول کر گئ

ہمم، ڈرامت کریں ورنہ آگے مشکل ہو جائے گی، چلتا ہوں گڈ نائیٹ"" ایک نظر اس کے کومل چہرے پر ڈال کر واپس پلٹ گیا، جبکہ گل اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی مگر پھر سر جھٹک کر چل دی

@@@@@@@@@

رسم ختم ہوتے سب لوگ آہستہ آہستہ جانے لگے سویٹی اور حسال کو بھی وہ لوگ روم میں لے گئیں، پرنیاں ان کے جانے کے بعد بھی وہیں لان میں بیٹھی رہی، اسے اچھا لگ رہا تھا یہاں اکیلے بیٹھنا، تب ہی داہیم اسے اکیلے بیٹھا دیکھ کر وہاں چلا آیا

"السلام علیکم، بھئی آپ تو بھول ہی جاتی ہیں ہمیں، جب تک یاد ناں کرواو تب تک یاد ہی نہیں کرتی آپ" داہیم اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتا شرارت سے بولا

"نہیں نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے، آج سارا دن بہت مصروف گزرا اسی لیے" پرنیاں نے اس کا منہ بنتے دیکھ کر کہا، جو پر وہ مسکرا دیا، پرنیاں مسکرا بھی نہیں سکی، اب تو اسے مسکرانے کے لیے بھی ہمت جمع کرنی پڑتی تھی

پری جانتا ہوں زبردستی کا دوست ہوں، مگر پھر بھی ایک دوست کی حیثیت سے ہی سہی، آپ کو کچھ کہوں تو مانیں گی؟" داہیم نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی

"مسکراتی رہا کریں، کیونکہ کبھی کبھار ہماری مسکراہٹ کسی کے لیے آبِ حیات کی طرح ہوتی ہے، کچھ لوگ ہماری مسکراہٹ کے لیے جیتے ہیں، تو خود کے لیے ناں سہی ان کے لیے ہی کبھی کبھی مسکرادیا کریں، آپ کو اداس دیکھ کر کئی لوگ اداس ہو جاتے ہیں" داہیم بلکل کسی موٹیویٹر کی طرح اس کا حوصلہ بڑھاتا رہتا تھا

"میں پوری کوشش کروں گی، میری وجہ سے کوئی اداس ناں ہو" پرنیاں نہیں چاہتی تھی اس کی اداسی کا رنگ کسی اور پر بھی چڑھے، تب ہی ہلکا سا مسکرا کر بولی

ویری گڈ، یہی امید تھی مجھے آپ سے ،او کے اب آپ بھی روم میں جائیں" کافی رات ہو گئی ہے" داہیم مسکرا کر کہتا اٹھا اور باہر نکل گیا، پرنیان بھی اس کے جاتے اندر کی جانب بڑھ گئی

رات گہری ہو گئی تھی، پوری خانزادہ حویلی پر نیند کی چادر اوڑھی جا چکی تھی ایسے میں کوئی تھا جو سکون میں نہیں تھا، اپنے کمرے سے نکل کر وہ سویٹ کے کمرے کی جانب بڑھا، ایکسٹرا چابی سے دروازہ کھولتے اندر گیا

بیڈ پر سویٹ کے علاوہ کوئی اور بھی تھا، مگر حوزان اندھیرے میں ابھی اپنی سویٹ کو پہچان سکتا تھا یہاں تو پھر بھی نائٹ بلب کی روشنی تھی، وہ سویٹ کے پاس اکر بیٹھا جس کے ہاتھوں پر اس کے نام کی مہندی رچی تھی، اسکا ہاتھ تھام کر ناک کے قریب لے جاتے گہرا سانس بھرا

آئی سوری خان کی جان، جانتا ہوں سزا لمبی ہو رہی ہے، مگر آپ سے زیادہ" اذیت میں میں ہوں، اس دن اس گھٹیا شخص کو آپ پر جھکا دیکھ کر میں نے کیسا محسوس کیا تھا میں لفظوں میں نہیں بتا سکتا، آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا" دل میں اس سے مخاطب ہوتے اپنے دل کی حالت اس پر آشکار کرنے لگا

پھر جیب سے مہندی نکال کر اس کے ہاتھ پر سویٹی کا خان لکھ گیا، وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھا، جانتا تھا اسے اپنا خان چاہیے تھا ہر پل ہر لمحہ، اپنے کام سے فارغ ہوتے آہستہ سے اس کے ماتھے پر لب رکھے، لمس اتنا نرم تھا کے اسے بامشکل محسوس ہوتا

صرف آج کی رات زندگی، کل آپ میرے پاس ہوں گی، صرف اور" صرف میری بن کر، ویٹنگ دیٹ مومینٹ ٹیر بلی "لب ہلائے بلکل آہستہ سرگوشی کرتے جیسے آیا تھا ویسے ہی روم سے نکل گیا

اور آخر کار وہ دن بھی آگیا جس کا ان سب کو انتظار تھا، خاص کر بہرام اور حوزان کو کیونکہ آج وہ دونوں اپنی اپنی محبت کو پانے جا رہے تھے، وہ محبت جو سالوں سے ان کے دل میں بسی تھی، جسے اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کیا تھا

بارات کا انتظام بھی حویلی میں ہی کیا گیا تھا، مگر بارات خاقان حویلی سے آنا تھیں، سو وہ سب لڑکے بارات کے ساتھ آنے کے لیے خاقان حویلی آگئے، ان سب نے آج کریم کلر کے سوٹ اور واسکٹ زیب تن کر رکھی تھی

حوزان نے کریم کلر کی شیر وانی پہنی تھی جس کے ساتھ سرخ کلا اور چادر کندھے پر پھیلا رکھی تھی، جبکہ بہرام نے کریم شیر وانی پہن رکھی تھی سر پر بڑا سا کلہ جو اس کی شخصیت میں چار چاند لگا رہا تھا، وہ دونوں ہی بہت وجیہہ لگ رہے تھے

بارات نکلنے کا وقت ہوا تو ان دونوں کے لیے منگوائے گئے گھوڑے لائے گئے، سفید رنگ کے نسلی گھوڑے اور ان پر براجمان شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والے دلہے دیکھنے والوں کو مبہوت کر رہے تھے خاقان حویلی اور

خانزادہ حویلی میں تقریباً پندرہ منٹ کا فاصلہ تھا سو باقی سب لوگ گاڑیوں میں تھے

خانزادہ حویلی کے باہر پہنچے تو ڈھول والوں نے ڈھول بجانا شروع کیا، شہیر، مجتبیٰ، ارتضیٰ، داہیم وہ چاروں ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈالنے لگے، بھئی آخر پنجابی تھے تو بتانا بھی تو تھا، انہوں نے زبردستی بہرام اور حوزان کو بھی ساتھ شامل کرلیا، اب سب مل کر بھنگڑہ ڈالتے بے تحاشہ حسین منظر پیش کررہے تھے

اندر آئے تو لان کو آج بھی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، کریم کلر کے صوفے مہمانوں کے لیے لگائے گئے تھے جبکہ ایک طرف بڑا سا سٹیج بنایا گیا تھا، جسے بیک گراؤنڈ میں بے شمار پھولوں سے ڈھک دیا گیا تھا، اور سٹیج کی اگلی جانب

بھی اسی طرح پھول لگے تھے، جبکہ سٹیج پر کچھ فاصلے پر دو صوفے رکھے ہوئے تھے

خاقان حویلی اور خانزادہ حویلی کی اکلوتی بیٹیوں کی شادی تھی، سو سب کچھ ان کے شایانِ شان کیا گیا تھا، وہ ساری لڑکیاں فلحال اندر روم میں تھیں، ان سب نے اج شارٹ شرٹس اور کیپری پہن رکھی تھی، اور ہمیشہ کی طرح سر پر خوبصورت حجاب سجے تھے

حرم نے سکن، حریم نے پیچ، گل نے کریم جبکہ پرنیان نے سفید رنگ کے خوبصورت کام والے لباس پہنے تھے، حسال نے سرخ رنگ کا لہنگا جس کے ساتھ گرین کلر کا بڑا سا دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا، جبکہ سویٹی کے لیے حوزان جو لہنگا لایا تھا وہ سب سے زیادہ حسین تھا

سرخ رنگ کی چھوٹی سی کرتی کے نیچے سے شروع ہوتا سرخ لہنگا، جس پر گولڈن کلر کا کام ہوا ہوا تھا، جو پورے لہنگے پر جال کی صورت بکھرا ہوا تھا، سرخ ہی دوپٹہ ،وہ لہنگا دیکھنے میں ہی اپنی مثال آپ تھا، حوزان کا کلہ اور سویٹی کا لہنگا ایک ہی رنگ میں تھے

خوبصورت سی جیولری اور لہنگے میں وہ دونوں ہی ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہی تھیں، آب، مشک، دلکش، سویرا، مہمل اور عائشہ نے بھی ہلکے رنگوں کے دیدہ زیب لباس زیب تن کر رکھے تھے اور وہ سب مہمانوں کے استقبال میں مصروف تھیں

کھانا کھاتے ہی دلہنوں کو باہر لانے کا شور گونج اٹھا، وہ چاروں ان دونوں کو لیے باہر آئیں ان کے چہروں پر گھونگھٹ ہونے کی وجہ بہرام اور حوزان انہیں دیکھ نہیں سکے تھے ان دونوں کو لا کر ان کے پہلو میں بیٹھا دیا گیا

سویٹی کی طرف سے دودھ پلائی کی رسم حریم اور گل کو کرنا تھی جبکہ حسال کی طرف سے مشک نے حرم اور پرنیاں کو رسم کرنے کے لیے بھیجا، پرنیان آج سب کچھ بھلائے اپنے اپنوں کے لیے مسکرا رہی تھی اور اس کی یہ مسکراہٹ کسی کو سکون پہنچا رہی تھی

حوزان نے حریم اور گل کو ایک ایک جیولری کیس پکڑاتے ان کے سر پر ہاتھ رکھا، بہرام نے بھی ان دونوں کو ویسے ہی جیولری کیس تھے، انہوں نے کیس کھولے تو ان کے اندر ان سب کے نام کے پہلے حروف سے مزین خوبصورت لاکٹس تھے، وہ چاروں مسکراتے ہوئے سٹیج سے اتر گئیں

"جی تو حوزان بھائی اور بہرام بھائی آج آپ لوگ آفیشلی شادی شدہ ہو گئے ہیں، کیا آپ لوگ اس حسین موقع پر ہم شدید کنواروں کو کوئی ٹپ یا کوئی نصیحت کرنا چاہیں گے" داہیم ان کو شرافت سے بیٹھا دیکھ کر میدان میں اترا

"یار یہ بات اس موقع پر نہیں پوچھی جاتی، اب وہ دونوں اپنے صدمے اور دکھ اپنی بیویوں کے پہلو میں بیٹھ کر تو نہیں بتا سکتے ناں، آخر کو ان بیچاروں نے اپنے گھر بھی جانا ہے" شہیر نے اس دونوں کے جھنپے ہوئے چہرے دیکھتے کہا جس پر محفل زعفران بنی تھی

"بیٹا فکر مت کر، اللہ نے چاہا تو بہت جلد تو بھی ان بیچاروں میں شامل ہونے والا ہے، پھر تجھے اچھے سے پتا چل جائیں گے ان کے دکھ" مجتبی کونسا ان سے کم تھا اسے بھی بیچ میں رگید گیا

کافی دیر وہ لوگ ان سے ہنسی مزاق کرتے رہے، رخصتی کا وقت ہوا تو ارتضیٰ اور داہیم نے حسال اور سویٹی کو قران کے سائے میں گاڑی میں بیٹھایا، سب سے ملتے ان دونوں کی آنکھیں چھلکی تھیں، رخصتی چاہے ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں ہو یا دور دراز جگہوں پر یہ موقع ہر لڑکی کے لیے مشکل ہوتا ہے کیونکہ اپنے ماں باپ اور پیاروں کو چھوڑنا آنسان نہیں ہوتا

@@@@@@@@@

رخصتی کے بعد ان دونوں کو خاقان قبیلے لایا گیا، ان سب لڑکوں نے ان دونوں کے لیے بہت خوبصورت کمرے سجوائے تھے، اب کی بار باقی سب لوگ بھی خاقان قبیلے ہی آ گئے، چونکہ یہاں بھی رسمیں وغیرہ ہونا تھی اسی لیے

ایک منٹ حوزان اور بہرام بھائی، کیا یار، اتنی بورنگ شادی بھی کسی کی" ہوتی ہے کیا؟ مطلب ناں کوئی شغل ناں مزاق، اسی لیے اب آپ لوگوں کو ایک رسم ادا کرنی ہو گی" رسموں سے فارغ ہوتے، اس سے پہلے کے وہ اپنی بیویوں کو لے کر آگے بڑھتے داہیم ان کے راستے میں آیا

اب کیا چاہتے ہو، سر پر پیر رکھ کر ناچیں تمہارے لیے؟" بہرام نے" بیزاری سے کہا ایک تو سارے دن کی تھکاٹ اوپر سے داہیم کی فضولیات

رہنے دیں، آپ نے ڈھول کی تھاپ پر ناچ لیا تھا مجھے ابھی تک وہی ہضم" نہیں ہو رہا، کہیں بد ہضمی ہی ناں کروا بیٹھوں" داہیم نے اس کے بھنگڑا ڈالنے پر چوٹ کی کیونکہ مسٹر شریف سے اس کی توقع اسے نہیں تھی

جلدی بولو کیا چاہتے ہو" حوزان نے جان چھڑانے والے انداز میں پوچھا،" جس پر داہیم کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ آئی تھی

کرنا کچھ یوں ہے کے آپ کو اپنی اپنی بیویوں کو بانہوں میں اٹھانا ہے، اور اپنی اپنی سریلی آواز میں ان کے لیے گانا گانا ہے، چاہیں تو غزل بھی کہہ سکتے ہیں" داہیم کی بات پر سب نے ہوٹنگ کی تھی جبکہ ان دونوں کا منہ کھلا تھا مطلب اٹھانے تک تو ٹھیک تھا مگر گانا اور غزل

یہ زیادہ ہو گیا ہے داہیم، ہم ایسا کچھ نہیں کرنے والے" بہرام نے صاف" انکار کیا تھا کیونکہ گانا اسے کوئی آتا نہیں تھا اور غزل وہ کبھی ناں کہتا

نہیں، تو پھر کھڑے رہیں یہیں" داہیم سینے پر ہاتھ باندھتے انکے سامنے" رک گیا، حوزان نے بے بس نظر بہرام پر ڈالی جس کا حال بھی کچھ مختلف

نہیں تھا، باقی سب بھی داہیم کا ساتھ دے رہے تھے سو مجبوراً اُنہیں حامی بھرنا پڑی

بہرام نے حسال کے نازک سے وجود کو نرمی سے بازوں میں اٹھایا، حسال کا دل اس افتاد پر زور و شور سے دھڑکنے لگا تھا، یہ تو شکر تھا کے وہ گھونگھٹ میں تھی ورنہ ان سب کا سامنا کیسے کرتی

تم میری کون ہو تم سے ہے تعلق کیسا
تم کسی دھند میں لپٹی ہوئی تنہائی ہو
میری شہرت ہو دعا ہو میری رسوائی ہو
بات کرتی ہو کبھی چپ میں بکھر جاتی ہو
کیوں میری روح کے گوشوں پہ ستم ڈھاتی ہو
تم میری کون ہو تم سے ہے تعلق کیسا

گنگناتی ہو تو محسوس یہ ہوتا ہے مجھے

جیسے دریاوں کے ساحل سے صدا آتی ہو

دور جاتا ہوں تو دامن سے لپٹ جاتی ہو

پاس آتا ہوں تو خوابوں میں اتر جاتی ہو

تتم میرے پاس ہو ناں دور میرے دل سے

تم میری کون ہو تم سے ہے تعلق کیسا

(وصی شاہ)

اپنے سنجیدہ اور گھمبیر لہجے میں بولتے وہ سب کو مبہوت کر گیا تھا،اس کی آواز سنتی حسال اپنے دل کی دھڑکن تک روک گئی تھی کے کہیں اس کی جذبوں سے بھرپور آواز اس کی دھڑکن میں گم ناں ہو جائے

یہ آپ کی بیوی ہیں بھائی، آپ کی زوجہ محترمہ، اتنا غور و فکر کرنے کی کیا" ضرورت تھی مجھ سے پوچھ لیتے" داہیم کی شرارتی آواز ان سب کو ہوش میں لائی تھی، اسکی بات پر بہرام خجل سا ہوتا حسال کو لیے اپنے روم کی طرف بڑھ گیا پیچھے ان سب کے قہقہے بے ساختہ تھے

اب وہ سب حوزان کی طرف متوجہ ہوئے جو شش و پنج میں مبتلا تھا، مگر پھر سب کو متوجہ دیکھتے آہستہ سے جھک کر اپنی سویٹ کو بانہوں میں بھرا، جو ایک دم گرنے کے ڈر سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں تھام گئی

حوزان تم سے گانا سننا ہے، ہمیں پتا چلا ہے ذیشان چاچو نے اپنی شادی پر گانا" گایا تھا سو آپ اسے اپنی خاندانی رسم سمجھتے ادا کرتے جائیں" شہیر نے حوزان کو دیکھتے لب کشائی کی، دو دن پہلے ہی ذیشان نے انہیں اپنی شادی کے بارے میں بتاتے ہوئے ذکر کیا تھا

تو ہی حقیقت، خواب تو، دریا تو ہی پیاس تو
تو ہی دل کی بے قراری تو سکون تو سکون
جاوں میں اب جب جس جگہ،
پاوں میں تجھ کو اس جگہ
ساتھ ہو کے ناں ہو تو ہے روبرو روبرو
تو ہم سفر، تو ہم قدم تو ہمنوا میرا
تو ہم سفر تو ہم قدم، تو ہمنوا میرا

حوزان نے جذبوں سے لبریز آواز میں آہستہ سے گانا گنگنادیا، اس کی آواز سچ میں پیاری تھی جو سب پر سحر ساطاری کر گئی، سب کی تالیوں کی گونج میں وہ سویٹی کو لیے اپنے روم میں آگیا جبکہ باقی سب بھی اپنے اپنے روم میں سونے چلے گئے

@@@@@@@@

بہرام نے اسے لا کر بیڈ پر بیٹھایا، بیڈ کو بہت خوبصورتی سے سرخ پھولوں اور سفید نیٹ سے سجایا گیا تھا، وہ خود بھی سیدھا ہوتے اس کے سامنے بیٹھ گیا، ہاتھ بڑھا کر اس کا گھونگھٹ پلٹ دیا، یہی وہ لمحہ تھا جو بہرام خانزادہ کو ساکت کر گیا

بالوں کو خوبصورتی سے سائیڈ کو کیے جن کے درمیان سے نکلا مانگ ٹیکا اس کی صبیح پیشانی پر چمک رہا تھا، ناک میں پہنی نتھ جس کے موتی کی جنبش کے ساتھ بہرام کا مضبوط دل بھی ہچکولے کھانے لگا تھا، عنابی لبوں پر سرخ رنگ اس کا ضبط آزما گیا تھا

وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی یا شاید بہرام کو لگ رہی تھی، مگر اگر اسوقت کوئی اس سے پوچھتا کے خوبصورتی کیا ہے تو وہ بے جھجک کہتا میری حسال ہیں خوبصورتی، حسال اللہ کی طرف سے اسے دیا گیا ایک قیمتی انعام تھی

آپ کو پتا ہے نعمت کیا ہے ؟" حسال کی جانب دیکھتے اس نے سنجیدگی سے " پوچھا جس پر وہ آہستہ سے پلکیں اٹھائے اسے دیکھ کر رہ گئی

کیا؟" دھیمی سی آواز میں پوچھا، کیونکہ اس وقت وہ چاہتا تھا کے حسال اس " سے پوچھے

آپ، آپ کی موجودگی، آپ کی محبت یہ ہے نعمت جو مجھ پر تمام ہو چکی ہے، " اللہ نے آپ کو مجھے دے کر مجھ پر تا عمر کے لیے سجدہِ شکر واجب کر دیا ہے "

اس کی گال کو نرمی سے چھوتے کہا تو حسال کا دل اتنی محبت پانے پر مغرور سا ہوا تھا

کئی لمحے خاموشی کی نظر ہوئے تھے، بہرام کچھ بول نہیں رہا تھا بس یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتا جا رہا تھا، بنا پلکیں جھپکائے، آنکھوں میں محبت کا جہان آباد کیے حسال کا چہرہ اس کی آنکھوں کی تپش سے جھلسنے لگا

آئیں سب سے پہلے اس پاک پروردگار کا شکر ادا کریں جس نے ہمیں ملایا" ہے، بنا کسی مشکل کے، بنا کسی آزمائش کے" بہرام اس کا ہاتھ تھام کر نیچے کھڑا کرتے بولا

پھر اسے لیے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا، اسے سامنے چیئر پر بیٹھاتے جیب سے مخملی کیس نکالا، اسے کھولتے اس میں سے خوبصورت سی بریسلیٹ

نکالتے اس کی کلائی کی زینت بنادی، اس کی کلائی کو لبوں سے چھوتے واپس رکھا پھر پنوں سے جکڑا اس کا دوپٹہ آزاد کروانے لگا

پندرہ سے بیس منٹ کی مشقت کے بعد وہ اس کی جیولری اور دوپٹہ اتارنے میں کامیاب ہوا تھا، حسال اندر جا کر وضو کر آئی، اس کے دوپٹے کو جائے نماز کے انداز میں بچھاتے کھڑا ہوا جو لہنگے پر چادر لے آئی انہوں نے اسی چادر پر نمازِ شکرانہ ادا کی، بہرام نے کہیں پڑھا تھا کے دلہن کے دوپٹے پر ایک ساتھ نماز پڑھنے سے اللہ پاک خوشیوں میں اضافہ کرتا ہے اور زوجین کے مابین محبت اور اتفاق بڑھتا ہے

نماز ادا کرنے کے بعد وہ اسے لیے بیڈ پر آ گیا، اسے سامنے بیٹھاتے اس کی گود میں سر رکھ گیا، حسال آہستہ آہستہ اس کے سر میں انگلیاں پھیرنے لگی، جو بار بار اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے چھو رہا تھا

"حسال آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں، آج کی رات کیا مانگیں گی آپ، میں پوری کوشش کروں گا آپ کو وہ چیز دینے کی" حسال اس کا خوبصورت چہرہ دیکھتے ہوئے بولا

"مجھے کچھ نہیں چاہیے بہرام، بس ایک وعدہ کریں، چاہے جو بھی حالات ہوں، جیسے بھی حالات ہوں آپ مجھ پر اعتبار کریں گے، کبھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑیں گے" حسال اس کے سر پر ہاتھ رکھتے محبت سے کہا کیونکہ میاں بیوی کے رشتے میں سب سے اہم چیز اعتماد اور اعتبار ہوتا ہے

"آپ فکر مت کریں میری جان، میں وعدہ کرتا ہوں ہمیشہ آپ پر اعتبار کروں گا، آپ کبھی کہیں خود کو اکیلا نہیں پائیں گی، ہر جگہ میں آپ کے پاس ساتھ رہوں گا" اس کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے اسے خود پر جھکاتے اس کا

ماتھے پر لب رکھتے کہا، اسے مزید خود پر جھکاتے وہ اس کے فرار کی راہیں مسدود کر گیا

ایک محبت بھری رات خاقان قبیلے میں اتری تھی، جہاں دو آدم زادوں کو ان کی محبت مل گئی تھی، بہرام اپنے ہر عمل سے اس پر اپنی محبت آشکار کر رہا تھا جو کچھ جھجھک کر اپنا آپ اپنے شوہر کے سپرد کر گئی

حوزان نے لا کر اسے بیڈ پر بیٹھایا اور خود الماری کی طرف بڑھ گیا، ان سب نے اس کے کمرے کو بہت خوبصورتی سے سجایا تھا، بیڈ کو وائٹ ٹیولپس اور گلابوں سے سجایا گیا تھا، بیڈ کے پیچھے دیوار پر اس کی اور سویٹ کی بڑی سی تصویر لگی تھی، اس کا کمرہ سفید رنگ سے مزین تھا

اپنے کپڑے لیتے وہ چینج کرنے چل دیا، سویٹی کچھ دیر انتظار کرتی رہی مگر پھر واشروم کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر آہستہ سے اپنا گھونگھٹ چہرے سے ہٹایا، مطلب وہ اس سے اتنا ناراض تھا کے اسے دیکھنا تک نہیں چاہ رہا تھا

وہ آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھی، بیڈ پر اور سائیڈ ڈرار پر بے شمار پھولوں کی پتیاں سجائی گئی تھیں، دماغ میں جھماکا ہوتے ہی وہ اپنے کام میں مشغول ہوگئی، اس وقت کا خان کی سویٹی بن گئی تھی، کچھ شرارتی سی، پاگل سی، اپنے کام سے فارغ ہوتے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی

حوزان فریش ہو کر باہر آیا، اچانک اس کی نظر بیڈ کی طرف گئی جہاں سویٹی غائب تھی، وہ دو چند قدم چلتا آگے بڑھا، بیڈ پر نظر پڑی تو وہاں پھولوں کی پتیوں سے دل بنایا گیا تھا

I m sorry Khan :(

انہی پتیوں کو جوڑ جوڑ کر دل کے نیچے یہ الفاظ لکھے گئے تھے،اسے اپنی سویٹی کی معصوم سی حرکت پر بے ساختہ پیار آیا، جانتا تھا وہ اس کی ناراضگی پر مرجھائی ہوئی ہے

آئی ایم سوری خان، پلیز اپنی سویٹی کو معاف کر دیں" اچانک چوڑیوں کی" کھنک سنائی دی،اس سے پہلے وہ مڑتا اس کے گرد بنا نازک ہاتھوں کا حصار اسے ساکت کر گیا، سویٹی کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش محسوس کرتے حوزان کا دل چاہا اسے دل میں چھپا لے

کیوں، آخر میں ہوتا کون ہوں آپ کو معاف کرنے یا ناں کرنے والا، میری اہمیت ہی کیا ہے آپ کی نظروں میں، آپ تو مجھ پر تھوڑا سا بھی بھروسہ نہیں کر سکیں، آپ کو لگا کے یہ مجھے کیا بچائے گا جو خود ہوسپٹل کے بستر پر پڑا ہے، سو میں خود ہی اپنے لیے سب کر لوں" حوزان نے ناراضگی سے اس کے بازو ہٹانے چاہے مگر وہ زور سے اس کی ٹی شرٹ تھام گئی

"پلیز خان، ایسا کچھ نہیں ہے، جب اس نے آپ کو مارنے کی بات کی تو یہ خان زادی ڈر گئی تھی، کیونکہ مجھ سے اگر میرے خان کو لے لیا جائے تو میرے پاس کچھ بھی نہیں بچتا، میرا وجود بھی نہیں، میں جانتی ہوں مجھے آپ کو بنا بتائے نہیں جانا چاہیے گا مگر مجھے اس وقت غصے میں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کے میں کیا کر رہی ہوں" اس کی پشت سے سر ٹکائے وہ آنسو بہا رہی تھی

یہاں، دیکھیں ناں پلیز خان، میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں مگر آپ" کی بے رخی برداشت نہیں کر سکتی میں، آپ کی آنکھیں مجھ سے بے نیاز رہیں یہ مجھے برداشت نہیں ہے، مجھے معاف کر دیں" بامشکل اس کا رخ اپنی جانب پلٹا، اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا، حوزان نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور جھک کر اس پر اپنی ساری شدتیں لٹادیں

بہت مجبور ہوں میں اس دل کے ہاتھوں، آپ کی غلطی پر میں اس سے بڑی" سزا نہیں دے سکتا آپ کو، اتنے دن سے میں کیسے آپ کو نظر انداز کر رہا تھا یہ صرف میں ہی جانتا ہوں یا میرا دل، آپ کو گوہر خان کے کمرے میں دیکھ کر میرے دل پر کیا گزری تھی یہ میں کبھی لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا، وہ آزین جنہیں میں نے اپنے سائے سے بھی چھپا کر رکھا وہ بغیر چادر کے ایک

درندے کے قبضے میں تھیں "اس کے گال سہلاتے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا

سویٹی کا چہرہ اس کی حرکت پر سرخ اناری ہو چکا تھا، وہ جانتی تھی اس دن حوزان کے دل پر کیا گزری ہو گی اور اس بات پر وہ خود کو بہت بار کوس چکی تھی

"مگر خان آپ کو پتا کیسے چلا کے میں وہاں ہوں؟" کچھ وقت خاموشی کی نظر ہوا تو سویٹی کو یاد آیا کے حوزان نے اتنی جلدی اسے ڈھونڈا کیسے، کیونکہ وہ گوہر خان کی بلکل ذاتی جگہ تھی

اس کی مدد سے خان کی جان "اس کے گلے میں پہنے لاکٹ پر جھکتے اپنی" محبت کی مہر لگائی، سویٹ بامشکل اس کے سہارے کھڑی تھی، حیرت سے اسے دیکھا لاکٹ سے کیسے، حوزان اس کی حیرت دیکھتے مسکرا دیا

جب بہادر نے مجھے بتایا کے گوہر خان آپ کے پیچھے پڑا ہے، تب ہی میں" نے آپ کی بر تھڈے کے لیے خاص یہ لاکٹ بنوایا تھا جس میں ٹریکینگ چپ لگی ہے اسی کی مدد سے میں نے آپ کو ٹریک کیا تھا" سویٹ نے غور سے لاکٹ کو دیکھا تو لاکٹ میں بنے دل کے اندر چپ اس انداز میں لگی تھی کے وہ اس لاکٹ کا ڈیزائن لگ رہا تھا

آپ کمال ہیں خان" سویٹ اس کی ذہانت پر عش عش کر اٹھی، وہ واقع ہی" بہت آگے کی سوچ رکھتا تھا

خان کی جان ان سب فضول باتوں کو چھوڑیں، آج ہماری ویڈنگ نائٹ "
ہے اس کے بارے میں سوچیں "اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اپنی
جانب کھینچا تو سویٹی سٹپٹا گئی، اس کی آنکھوں سے جھانکتے جذبے اسے
شرمانے پر مجبور کر رہے تھے

خان، وہ یہ ڈریس بھاری ہے، مجھے چینج کرنا ہے "بامشکل دھیمی سی آواز "
میں کہا تو حوزان اسے سہمتے دیکھ مسکرا دیا

آئی ول ہیلپ یو مائی کوئین "اس کے کان کی جانب جھکتے سرگوشی میں بولا، "
اسے یونہی تھامے رکھ کر اس کے دوپٹے کی پنز کھولنے لگا، دوپٹہ پاس رکھے
صوفے پر رکھتے اس کی بندیا ہٹائی، بندیا اتارتے اس کی جگہ لب رکھے، کانوں
سے جھمکے اتارتے مہر ثبت کی، سویٹی بامشکل اسکے سہارے کھڑی تھی

حوزان نے اپنی جیب میں سے مخملی کیس نکالا، اسے کھولا تو اس میں نازک سے ڈائمنڈ ٹاپس چمک رہے تھے، اس کے پینڈینٹ سے ملتے جلتے ٹاپس کیس میں سے نکال کر اس کے کانوں کی زینت بنا دیے

جائیں منہ دھو کر آئیں، وضو بھی کر لیجیے گا" اسے واشروم کی طرف بھیجتے" خود جائے نماز بچھانے لگا، اپنی جائے نماز سے چار قدم پیچھے اس کے لیے جائے نماز بچھائی، کچھ ہی دیر میں سویٹ لہنگے میں باہر آئی تو خان نے اپنی چادر اس پر اوڑھا دی

اس کی امامت میں نوافل ادا کیے، دعا مانگ کر اللہ کا بے تحاشہ شکر ادا کر کے خان نے اسے اپنے سامنے بیٹھایا اور اونچی آواز میں تلاوت کرنے لگا، اپنی پر سوز آواز میں سورت الرحمٰن کی تلاوت کرتے وہ اسے ساکت کر گیا تھا

ترجمہ: پس (اے گروہِ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے

اس آیت کی تلاوت کرتے وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتا جیسے وہ اس کے لیے اللہ کی وہی نعمت ہو جس کا شکر وہ کبھی ادا ناں کر پائے گا، اس کی آواز سنتے سویٹی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اللہ اپنی مخلوق پر کس قدر مہربان ہے ناں، کے اسے بے شمار نعمتوں سے نواز دیتا ہے، اور ساتھ ہی انسان کو یہ بھی بتا دیتا ہے کے اے بندے تو میری کسی ایک نعمت کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا

تلاوت سے فارغ ہو کر اس نے سویٹی کے آنسو صاف کرتے اسکے ماتھے پر لب رکھے، اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے اٹھایا، جائے نماز تہہ کرتے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے بیڈ کی طرف بڑا، بے شک محبت میں آزمائشیں آتی ہیں

مگر سچی محبت وہی ہوتی ہے جو ہر آزمائش میں ثابت قدم رہے، ان کی محبت کی تکمیل پر آسمان کے فرشتے بھی مسکرا دیے کے میاں بیوی کا ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھنا بھی ربِ کائنات کے نزدیک باعثِ ثواب ہے، حوزان کی سرگوشیانہ آواز پر چاند بھی بدلیوں کی اوٹ میں چھپ گیا

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو
میں کے صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو

نا تمہیں ہوش رہے ناں مجھے ہوش رہے
اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو

مسئلہ ہوں تو نگاہیں ناں چراؤ مجھ سے
اپنی چاہت کی توجہ سے مجھے حل کر دو

مجھ پہ چھا جاؤ اک آگ کی صورت جاناں
اور میری ذات کو سوکھا ہوا جنگل کر دو

جیسے صحراؤں میں ہر شام ہوا چلتی ہے
اس طرح مجھ میں چلو اور مجھے تھل کر دو

تم ہتھیلی کو میرے نام کی مہندی سے رنگو
اپنی آنکھوں میں میرے نام کا کاجل بھر دو

اسکے سائے میں میرے خواب دھک اٹھیں گے
میرے چہرے پہ چمکتا ہوا آنچل کر دو

دھوپ ہی دھوپ میں ٹوٹ کر برسو مجھ پر
اس قدر برسو میری روح میں جل تھل کردو

اپنے غم سے کہو کہ وقت میرے ساتھ رہے
اک احسان کرو اور مسلسل کردو

تم چھپالو میرا دل اوٹ میں اپنے دل کی
اور میری نگاہوں سے مجھے اوجھل کردو

@@@@@@@@

اگلا دن پوری آب وتاب کے ساتھ طلوع ہوا تھا، فضا میں محبت کی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی، نماز پڑھنے کے بعد، دن کے تقریباً گیارہ بجے کے قریب وہ

سب لوگ سو کر اٹھے تھے، آج ان کا ولیمہ تھا جو کے خاقان قبیلے میں ہونا تھا اس کے بعد آج ہی انہیں آسلام آباد کے لیے نکلنا تھا کیونکہ ارتضی اور مجتبیٰ کی شادی میں بہت کم دن رہ گئے تھے

بہرام اور حوزان ان دونوں کو کمرے میں چھوڑ کر انتظامات دیکھنے چلے گئے جبکہ کچھ ہی دیر میں ان دونوں کو تیار کرنے کے لیے پارلر والی آگئی، باقی سب بھی باری باری تیار ہو گئیں، آج ان سب نے نازک اور نفیس سی میکسی زیب تن کر رکھیں تھیں

حسال نے پنک شرٹ اور سکن دوپٹہ اور گرارہ پہن رکھا تھا جبکہ سویٹی نے آف وائٹ میکسی جس پر کہیں کہیں پنک کلر کے موتی سجے تھے پہن رکھی تھی، نازک سی جیولری اور میک اپ میں وہ دونوں بے انتہا خوبصورت لگ

رہی تھیں،اور سب سے بڑھ کر ان دونوں کے چہروں پر موجود بہرام اور حوزان کی محبت کا عکس جو انہیں مزید خوں صورت بنا رہا تھا

باقی سب کے ڈریس کا رنگ بھی پنک اور سکن ہی تھا،وہ سب کی سب ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہی تھیں،دوسری طرف ان سب لڑکوں نے بلیک ٹیکسیڈو سوٹ پہنے تھے سوائے بہرام اور حوزان کے جنہوں نے کریم کلر کے سوٹ اور واسکٹ زیب تن کر رکھی تھی

دلہنوں کو باہر لا کر ان دونوں کے ساتھ بیٹھایا گیا،داہیم مختلف اینگلز سے ان کی تصویریں بنا رہا تھا،اس نے حوزان اور سویٹی کو کھڑا کرتے تصویر بنائی،وہ انہیں پوز بتاتا جس پر وہ عمل کرتے

حوزان، اب تم سویٹ کی آنکھوں میں دیکھو" اس دونوں کو آمنے سامنے "
کھڑا کرتے بولا، سویٹ کو اب اس پر غصہ آرہا تھا، حوزان اس کا غصہ سے بھرا
چہرہ دیکھتے مسکرا دیا اچانک وہ جھکا اور اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا جسے داہیم
نے کیمرے کی آنکھ میں قید کر لیا

کچھ شرم کر لیں خان، یہ آپ کا روم نہیں ہے، سب مہمان ہیں یہاں ""
سویٹ اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے بولی مگر وہ بھول گئی تھی کے
سامنے حوزان خاقان ہے جے ایسی باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

تو کیا ہوا سویٹ ہارٹ، روم میرا نہیں تو کیا گھر بھی میرا ہے، اور بیوی بھی "
میری ذاتی ہے" اسی کے انداز میں کان کے قریب جھکتے کہا جس پر سویٹ منہ
بنا گئی، حوزان کی بے پناہ محبت نے ایک ہی رات میں اسے ساتویں آسمان پر
پہنچا دیا تھا وہ شخص عشق کی معراج کو چھو چکا تھا

داہیم ان سے ہٹ کر اب حسال اور بہرام کی طرف متوجہ ہوا، حسال تو بہرام کے سامنے سر بھی نہیں اٹھا پا رہی تھی، جسے وہ ہمیشہ سڑیل اور سنجیدہ سمجھتی تھی تو کتنا نرم، کتنا پیارا شخص تھا وہ ایک ہی دن میں جان چکی تھی

بہرام کھڑا ہوتے اس کی طرف ہاتھ پھیلا گیا، تاکے اٹھ کر تصویریں بنائی جا سکیں، حسال نے اس کی جانب دیکھا جو ہاتھ پھیلائے، لبوں پر مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا، حسال اس کی مسکراہٹ دیکھتے مسکرا کر اپنا ہاتھ اسے تھما گئی، داہیم کافی دیر ان کی تصویریں بناتا رہا

"آپ نے پیکنگ کر لی تھی ناں پرنسس؟" ارتضیٰ سٹیج سے کچھ دور کھڑی حریم کے پاس آتے بولا، جو حسین کپڑوں اور جیولری میں معصوم سا چہرہ لیے اس جیسے مضبوط انسان کا دل دھڑکا رہی تھی

جی، میں نے کرلی تھی، ہم یہاں سے سیدھا گھر ہی جائیں گے ناں ؟"حریم"
کے سوال پر ارتضی نے اثبات میں سر ہلایا، حریم خوشی اور اشتیاق سے
ارد گرد ہر جگہ کو دیکھ رہی تھی

کیا ہوا پرنسس؟ کیا آپ کو یہ جگہ پسند آئی؟"ارتضیٰ اس کے خوشی"
بھرے تاثرات جانچتا ہوا بولا

جی ارتضیٰ، یہ جگہ بہت پیاری ہے، کیا ہم دوبارہ یہاں آئیں گے؟"وہ یہ"
سوال اس سے کئی بار پوچھ چکی تھی کیونکہ اسے سچ میں وہاں دوبارہ آنا تھا

"بلکل میری جان، جب آپ چاہیں گی ہم تب ہی آجائیں گے" اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے نرمی اور محبت سے بولا، پھر اسے اپنے حصار میں لیتے سٹیج پر نظریں ٹکادیں

حرم اور مجتبیٰ تھوڑی دور اپنی بحث میں مصروف تھے، مجتبیٰ کو نا جانے کیا ملتا تھا حرم کو چڑا کر وہ جان بوجھ کر اسے چھیڑتا اور جب وہ چڑتی تو مسکرانے لگتا

"مس گل، کیا میں آپ سے تھوڑی دیر بات کر سکتا ہوں؟" شہیر چلتا ہوا گل کے پاس آیا جو کسی کا سے ایک سائیڈ پر آئی تھی، شہیر کے ایک دم بولنے سے وہ کچھ پل سہم گئی مگر پھر دل مضبوط کرتے سیدھی ہوئی

ج۔۔۔جی۔۔" وہ چاہ کر بھی اپنی ہکلاہٹ پر قابو نہیں پا سکی تب ہی آواز لڑکھڑا گئی

"دیکھیں گلِ لالہ میں کوئی دوسرے سیارے کی مخلوق ہر گز نہیں ہوں جو آپ ایسے ڈرتی ہیں مجھ سے، میں جانتا ہوں ابھی آپ چھوٹی ہیں اس سب کے لیے مگر میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور اپنے ماما بابا کو مجتبی کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں، میں بس یہ جاننا چاہتا ہوں کے آپ انکار تو نہیں کریں گی ناں؟" نہایت نرمی اور دوستانہ لہجے میں کہتے وہ اسے ساکت کر گیا تھا بے ساختہ اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا، وہ اب کیا جواب دیتی اس نے تو کبھی ایسا سوچا ہی نہیں تھا، مگر شہیر میں کوئی برائی بھی نہیں تھی

"مطلب آپ انکار نہیں کریں گی ہیں ناں؟" اس کے چہرے پر پھیلی حیا کی لالی دیکھتے شہیر کا دل جھوم اٹھا، مطلب وہ اسے ناپسند نہیں کرتی تھی

ام کو نئی پتہ، لالہ جان جو بھی فیصلہ لے گی ام کو منظور ہو گا" سر جھکا کر کہتی وہ وہاں سے بھاگ گئی، شہیر کھل کر مسکرایا تھا، تو اس کی منزل اتنی قریب تھی، مگر کیا سچ میں اتنی قریب تھی؟

@@@@@@@@@

ولیمے کے بعد وہ سب لوگ اسلام آباد کے لیے نکلے، الگ الگ گاڑیوں میں سوار وہ لوگ محو سفر تھے، ایک گاڑی میں داہیم، ذیشان، مشک، دلکش اور آب تھیں جبکہ ایک گاڑی میں ولید، احتشام اور مہمل، عائشہ اور سویرا تھیں، شاہ زیب اور شاہ ایک گاڑی میں تھے جن کے ساتھ گل اور پرنیاں تھیں

ارتضی، شہیر، حریم، حوزان اور سویٹی ایک گاڑی میں تھے جبکہ، مجتبیٰ، حرم، بہرام اور حسال ایک گاڑی میں تھے، ان دونوں کی گاڑیاں سب سے آخر میں تھیں، ایک پہاڑ سے نیچے کی جانب مڑتے ہوئے اچانک ارتضیٰ کی گاڑی کا ٹائر برسٹ ہوا تھا

ارتضی نے بامشکل گاڑی کو سمبھالتے بریک لگائی، دھیان دیا تو وہ گولی تھی جوان کی گاڑی کے ٹائر میں ماری گئی تھی، سویٹی اور حریم کی چیخ بے ساختہ تھی، مجتبی جوان سے تھوڑا سا ہی آگے تھا گولی کی آواز سنتے گاڑی موڑ کے اوٹ میں کھڑی کر گیا، وہ اور بہرام باہر نکلے

ارتضی، نے دروازہ کھول کر باہر نکلنا چاہا مگر حریم جو فرنٹ سیٹ پر تھی اس کا بازو جکڑ گئی، یہی حال سویٹی کا بھی تھا، شہیر کے اترتے خان نے اترنا چاہا مگر سویٹی نے زور سے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا

نہیں، پلیز ارتضیٰ، نہیں" حریم کا چہرہ زرد ہو چکا تھا، زین کو کھونے کے بعد "
اب وہ کسی اور کو کھونے کی ہمت نہیں رکھتی تھی

پرنس، یہاں دیکھیں، آپ جانتی ہیں ناں آپ کون ہیں؟ آپ حریم "
ارتضیٰ ہیں، لیفٹیننٹ حریم ارتضیٰ، آپ اس طرح خوفزدہ ہوں گی تو کیسے
چلے گا، اللہ پر بھروسہ رکھیں مجھے کچھ نہیں ہو گا" اس کا چہرہ تھپتھپاتے ارتضیٰ
اپنی بازو چھڑاتے باہر نکلا

سویٹی میری جان، کچھ نہیں ہو گا، ہم ہیں ناں، آپ خود کو سمبھالیں، حریم "
بھابھی پلیز" حوزان اس کا ہاتھ حریم کے ہاتھ میں دیتے باہر نکل گیا وہ دونوں
ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے رو دیں

"آہاں تو دلہے راجا نکل آئے گاڑی سے باہر، بھئی ہماری خانم کی شادی ہو اور ہم مبارکباد دینے ناں آئیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" اچانک گوہر خان چھے سات بندوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوا جن کے ہاتھوں میں گنز تھیں اور سامنے وہ لوگ خالی ہاتھ تھے

"گوہر خان اپنی بکواس بند رکھو، دوبارہ میری بیوی کا نام اپنی ناپاک زبان سے نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" سویٹ کا نام اس کے منہ سے سنتے ہی حوزان کا پارا ہائی ہوا تھا

"ورنہ کیا کر لو گے تم؟ ہاں بولو؟" گوہر خان اس کی دھاڑ کے جواب میں تمسخر سے مسکراتے ہوئے بولا

اگر مرد ہو تو ہتھیار پھینک کر مقابلہ کرو، ہمارے سامنے گن پکڑ کر اکڑنے "
کی ضرورت نہیں ہے "ارتضیٰ کی سنجیدہ مگر سخت آواز پر گوہر خان اس کی
جانب متوجہ ہوا، اگر ان سب کے ہاتھوں میں بندوقیں ناں ہوتیں یا ان کے
ساتھ ان کی بیویاں ناں ہوتیں تو اب تک وہ ان کا حشر کر چکے ہوتے

تم کون ہو یہ تو میں نہیں جانتا مگر ماننا پڑے گا، انسان جی دار ہو "گوہر خان کو"
اس کا رعب والا لہجہ پسند آیا تھا

اپنی ان گھٹیا حرکتوں کو سائیڈ پر کرو اور ہمت ہے تو مقابلہ کرو، ورنہ ان "
کھیلونوں سے ہم ڈرنے والے نہیں ہیں "اب کی بار شہیر نے لب کشائی کی
تھی وہ ان فوجیوں کے سامنے کھڑا انہیں گن سے ڈرا رہا تھا جو ان سے بچپن
سے کھیلتے آئے تھے

وہ کیا ہے ناں جوانو، کے میں زرا اور مزاج کا انسان ہوں، میں جوش میں "
ہوش کھونے والوں میں سے نہیں، میرا مقصد حوزان خاقان کی جان لینا ہے
اور وہ میں لے کر رہوں گا" گوہر خان گن کو حوزان پر تانتے ہوئے بولا،
سویٹ کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا اگر حریم نے اسے ناں تھاما ہوتا تو
وہ کب کی باہر نکل چکی ہوتی

دیکھو گوہر خان۔۔۔" مجتبیٰ نے آگے آکر بات سمبھالنی چاہی مگر اس سے "
پہلے ہی فضاء میں دوبارہ گولی کی آواز آئی، اس کے فوراً بعد دوسری گولی چلی،
حریم اور سویٹ کی چیخ بے ساختہ تھی جبکہ حرم اور حسال کا بھی دل دہلا تھا،
اس کے بعد کتنے ہی پل فضاء ساکت ہوئی تھی

لیپرڈ،بی ریڈی، ہم لوگ آج اپنے ٹارگٹ پر اٹیک کرنے والے ہیں،اب "
ہم مزید اسے آزاد نہیں چھوڑ سکتے "پینتھر کی آواز پر لیپرڈ نے سر ہلایا

آج انہیں اپنے ٹارگٹ کو پکڑنا تھا جو انٹر نیشنل ڈیلرز سے لین دین کرتا تھا، پاکستان کے مختلف علاقوں سے بچوں کو اور لڑکیوں کو اغواء کر کے انہیں آگے فروخت کرتا اس ڈیلر کی مدد سے وہ باہر کے ممالک میں موجود اس گروہ کو پکڑ سکتے تھے،وہ دونوں اپنے سفر پر گامزن تھے جہاں انہیں اپنوں کے بھیس میں چھپے بھیڑیوں کو پکڑنا تھا

اس سے پہلے کے گوہر خان گولی چلاتا اچانک انجانی سمت سے آتی گولیاں باری باری اس کے ارد گرد کھڑے اسلحہ برداروں کو زمیں بوس کر گئی،وہ پانچوں بھی حیرت سے اس غیبی مدد پر ارد گرد دیکھ رہے تھے،اچانک ایک

جانب سے مکمل کالے لباس میں ملبوس دو نقاب پوش گوہر خان کی جانب بڑھے

اس سے پہلے کے وہ گوہر خان کو پکڑتے، گوہر خان نے حوزان کی طرف دیکھتے گولی چلادی، شہیر نے عین وقت پر حوزان کو دھکا دیا، مگر دیر ہو چکی تھی، گولی شہیر کے سینے میں پیوست ہو گئی، حوزان نے بے ساختہ ہاتھ بڑھاتے شہیر کو گرنے سے بچایا

شہیر رررر" وہ سب بے ساختہ شہیر کی طرف بڑھے تب تک وہ نقاب" پوش گوہر خان کو قابو کر چکے تھے، لیپرڈ نے بندوق کا دستہ گوہر خان کے سر پر مارا، اسے کندھے پر ڈالتے وہ دونوں جیسے آئے تھے ویسے ہی وہاں سے غائب ہو گئے، ان سب کو اس وقت صرف شہیر کی فکر تھی اسی لیے اس کی طرف زیادہ دھیان نہیں دے سکے

حوزان، گاڑی کا دروازہ کھولو جلدی" مجتبیٰ چیخا تھا، شہیر کا خون تیزی سے" بہہ رہا تھا، سویٹ کو انہوں نے آگے والی گاڑی میں بھیج دیا ارتضیٰ ڈرائیونگ سیٹ پر تھا پیچھے حوزان، اور مجتبیٰ شہیر کو لے کر بیٹھے، ارتضیٰ نے ان کے بیٹھتے ہی گاڑی تیزی سے آگے بڑھا دی

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ سب سوات کے ایک نجی ہسپتال پہنچے تھے، کیونکہ اسلام آباد جانے کا رسک وہ نہیں لینا چاہتے تھے، شہیر کو فوراً ایمرجنسی میں لے جایا گیا آرمی سے وابستہ ہونے کی وجہ سے انہیں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا

ارتضیٰ نے داہیم کو فون پر احتیاط سے بتا دیا، داہیم نے بامشکل چہرے کے تاثرات نارمل رکھے کیونکہ اگر وہ پریشانی دکھاتا تو آب لوگ پریشان ہو

جاتیں، انہوں نے شاہ زیب کو فون کیا تو وہ اسلام آباد کی حدود میں داخل ہو چکا تھا، سو اسے بھی بتا دیا

انکل، گوہر خان نے ہم پر حملہ کیا تھا، شہیر کو گولی لگی ہے، ہم لوگ سوات ہوسپٹل میں ہیں" وہ نہیں جانتا تھا کے ان کا فون سپیکر پر ہے، پرنیان کا ہاتھ بے ساختہ دل پر گیا تھا جبکہ گل کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا، اس کی نظروں کے سامنے کچھ دیر پہلے والا شہیر آیا

میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں" گل کے کانوں میں اس کا دلکش لہجہ گونجا، نجانے کیوں مگر شہیر کا یہ پوچھنا اسے برا نہیں لگا تھا، دل انوکھے جذبوں سے روشناس ہوا تھا اور اب یہ سب، کیا اس کی زندگی میں خوشیوں کی مہلت اتنی کم تھی؟

"بیٹا میں یہاں بیسٹ سرجن سے بات کرتا ہوں وہ وہاں پہنچ جائیں گے، جیسے ہی کوئی امپرومنٹ ہوتی ہے ہم شہیر کو آسلام آباد شفٹ کروا دیں گے" شاہ زیب خود اپنے حواس کو سمبھالتا ہوا حوصلہ دینے کے لیے بولا

"انکل، ابھی تو ڈاکٹرز کوئی امید نہیں دکھا رہے، گولی بائیں کندھے پر لگی ہے، یہ تو شکر ہے مجتبیٰ نے خون روکنے کے لیے کپڑا باندھ دیا تھا، ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا" ارتضیٰ نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا

"اللہ خیر کرے گا انشاءاللہ، بہت پیارا بچہ ہے شہیر، اللہ اس کی عمر دراز کرے" شاہ زیب کی نظروں میں شہیر کا شرارتی انداز گھوما تو بے ساختہ دل سے اس کے لیے دعا نکلی تھی

آمین "ارتضیٰ نے کہتے فون بند کر دیا، پرنیاں اور گل کے منہ سے بھی" بے ساختہ آمین نکلا تھا، گل کا تو پورا وجود شہیر کے لیے دعا گو تھا، ہاں وہ محبت نامی جذبے سے واقف نہیں تھی، مگر اتنا جانتی تھی کے اگر شہیر کو کچھ ہوا تھا تو اس کی زندگی سے ایک اور محبت کرنے والا چلا جائے گا جو کے اب کی بار وہ برداشت نہیں کر پاتی۔

@@@@@@@@

وہ سب لوگ کئی گھنٹوں سے آپریشن تھیئٹر کے باہر بیٹھے تھے، گولی نکالی جا چکی تھی مگر تا حال کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا کیونکہ شہیر کو ابھی ہوش نہیں آیا تھا، سویٹی، حریم، حرم اور حسال ایک طرف میز پر بیٹھی تھیں، بہرام ایک نظر ان سب کو دیکھتا ہوا ہوسپٹل کنٹین کی طرف بڑھ گیا

کچھ ہی دیر میں وہ ان سب کے لیے چائے اور بسکٹس وغیرہ لے آیا، وہ سب ہی پریشان تھے، سر الگ درد کر رہے تھے، سو سب نے آرام سے کپ تھام لیے، مجتبیٰ سب سے الگ سر جھکائے زمین پر بیٹھا تھا، شہیر اس کا بیسٹ فرینڈ تھا، وہ دونوں کئی سالوں سے ساتھ تھے، آج اسے اس حال میں دیکھ مجتبیٰ کو اس کی تکلیف خود پر محسوس ہو رہی تھی

حرم بھابھی، آپ پلیز مجتبیٰ کو چائے پلا دیں، وہ کب سے اسی طرح بیٹھا" ہے، اس طرح اس کی اپنی طبیعت خراب ہو سکتی ہے" بہرام نے سر جھکائے حرم سے کہا تو حرم چائے کا کپ لیتی مجتبیٰ کے پاس آ گئی

مجتبیٰ!" حرم نے آہستہ سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا مگر مجتبیٰ کے" وجود میں جنبش تک نہیں ہوئی

"آپ کو پتا ہے ہنی، شہیر میرا بیسٹ فرینڈ ہے، آج تک اس نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا، کئی بار مجھ پر آئی مصیبت کو خود پر لیا ہے، ہر پل، ہر لمحہ میرے ساتھ رہا کبھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑا، آج وہ اس حال میں ہے، اور میں کچھ نہیں کر پا رہا" مجتبیٰ کے لہجے میں کرب اور بے بسی پنہاں تھی

"مجتبیٰ، آپ کو پتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے محبوب بندوں کی ہی آزمائش لیتا ہے، اور پھر اس پر صبر کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

ترجمہ: بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جو لوگ صبر کرتے ہیں وہی اسے پیارے لگتے ہیں، تکلیف بھی ان کو آتی ہے جن کو وہ چاہتا ہے کے وہ اس کے سامنے جھک کر روئیں، اس سے مانگیں، اللہ چاہتا ہے ہم اس سے شہیر بھائی کی زندگی مانگیں، اگر آپ اس طرح خود کو

کمزور کرتے ایک جگہ بیٹھ جائیں گے تو شہیر بھائی کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا، اٹھیں اٹھ کر اللہ سے مانگیں، وہ بھائی کو زندگی دے گا انشاءاللہ " حرم اس کے چہرے پر بکھرے قطروں کو صاف کرت بولی تو مجتبیٰ کو لگا جیسے کسی نے اس میں نئی امید، نئی روح بھر دی ہو

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پرئیر روم کی طرف بڑھ گیا، اسے اپنے دوست کی زندگی مانگنی تھی، اور وہ جانتا تھا ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا رب کبھی اسے مایوس اور خالی ہاتھ نہیں لوٹائے گا

رات گہری ہو چکی تھی، سویٹ کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، حوزان اس کے پاس آکر بیٹھا تو وہ اس کے کندھے سے سر ٹکاتے سو گئی، ارتضیٰ حریم کو پرئیر روم لے کر گیا تھا کیونکہ اسے بھی نماز پڑھنی تھی، جبکہ مجتبیٰ اور حرم پہلے سے ہی وہاں تھے، بہرام حسال کے پاس آکر بیٹھ گیا

"کیا بات ہے حسال، کیا سوچ رہی ہیں؟" حسال کی پر سوچ نظریں سامنے دیوار پر ٹکی دیکھ کر بہرام پوچھے بنا ناں رہ سکا

"بہرام، کچھ عرصے سے ہر چیز غلط ہو رہی ہے، ایک کے بعد ایک مشکلیں اور پریشانیاں آ رہی ہیں، اب بھی ہم سب کتنے خوش تھے، اور اب اچانک یہ سب؟" حسال فکر مند انداز میں کہتی اس کی طرف مڑی

"حسال، زندگی کبھی بھی پھولوں کا نام نہیں ہوتا، یہاں مشکلات اور پریشانیاں زندگی کا حصہ ہیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح خوشیاں اور مسرتیں ہیں، اگر اچھا وقت آیا ہے تو ضروری نہیں ہے وہ ابدی ہو گا، آزمائش تو لازم ہے ناں" بہرام نے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا

"شہیر بھائی کتنے اچھے تھے ناں، اتنی عزت سے بات کرتے تھے، ہماری شادی میں کتنے شوق سے حصہ لیا انہوں نے" حسال کو شہیر کی شرارتیں یاد آئیں وہ ان لوگوں میں سے تھا جو دوسروں میں خوشیاں بانٹتے ہیں

"بلکل میری جان، اور سب سے بڑھ کر وہ اس ملک کا محافظ ہے، اگر ہم آج سکون بھری زندگی گزار رہے ہیں تو اس کی وجہ پاکستان کے یہی بہادر سپوت ہیں، ان کے پیچھے ناجانے کتنی ماؤں، بہنوں کی دعائیں ہیں، مجھے پورا یقین ہے شہیر کو کچھ نہیں ہو گا، وہ باقی تمام جنگوں کی طرح یہ جنگ بھی جیت جائے گا" بہرام نے اس کا سر تھپتھپاتے کہا، وہ سب لوگ شہیر کے لیے دعائیں کرنے میں مصروف تھے

انشاءاللہ" حسال آنکھیں موندتے بولی، شہیر بہت خوش قسمت تھا جس" کے پیچھے بے شمار لوگوں کی دعائیں تھیں، اور ہوتی بھی کیوں ناں وہ شخص جو خود سے پہلے دوسروں کا سوچے، دوسرے کے لیے جیے، ایسے لوگ نایاب ہوتے ہیں

ڈھونڈوگے گر ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہیں جن کی حسرت وغم
اے ہم نفس وہ خواب ہیں ہم

@@@@@@@@@

لیپرڈ اور پینتھر گوہر خان کو لے کر اپنے اڈے پر آ گئے، اس دن جس شخص کو انہوں نے پکڑا تھا اس نے انہیں بتایا تھا کے سوات کا سردار گوہر خان ہی وہ شخص ہے جو پاکستان سے بچوں اور لڑکیوں کا اغواء کر کے باہر کے ممالک میں سمگل کرتا ہے، تب ہی انہوں نے گوہر خان پر حملہ کیا تھا

گوہر خان کو ایک اندھیرے کمرے میں قید کیا گیا تھا، اس کمرے میں سوائے روشن دان سے آ رہی روشنی کے اور کوئی روشنی کا ذریعہ نہیں تھا، اچانک چہرے پر بے شمار پانی گرنے پر گوہر خان ہوش میں آیا، مگر سامنے اتنا اندھیرا دیکھ کر اس کی روح فنا ہوئی تھی

ک۔۔۔ کون ہو۔۔ تم۔۔ لوگ" بامشکل کپکپاتے لہجے میں بولا، اس کا دل" اسے کسی مشکل کا اشارہ کر رہا تھا

تیری موت، بہت شوق ہے ناں تجھے معصوم جانوں سے کھیلنے کا؟ اپنی" سرداری کے نشے میں چور تو وقت کا فرعون بن بیٹھا تھا، مگر تو یہ کیوں بھول گیا کے فرعون کے پاس چاہے کتنی بھی بڑی فوج کیوں ناں ہو، پیسہ، دولت ہر چیز کی بہتات ہو، مگر اس کی قسمت میں غرق ہونا ہی لکھا ہے" سرد ترین لہجہ گوہر خان کو تھوک نگلنے پر مجبور کر گیا

دی۔۔۔ دیکھو، تمہیں۔۔ غلط فہمی ہوئی ہے۔۔ میں شریف آدمی ہوں""" اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے اس نے اپنی صفائی دیتے کہا

شریف، ہاہاہاہاہا، سنا تم نے لیپرڈ، یہ شریف ہیں" پینتھر کی تمسخر بھری" آواز پر لیپرڈ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی

"جی سر، پاکستان میں دو ہی تو شریف ہیں، ایک نواز شریف اور دوسرے ہمارے گوہر شریف "لیپرڈ کی طنزیہ مگر سخت آواز پر گوہر خان کا خون خوشک ہونے لگا تھا

"دیکھو، مجھے جانے دو، تم لوگ جتنے پیسے کہو گے میں دینے کے لیے تیار ہوں، مگر پلیز مجھے جانے دو۔ "گوہر خان گڑگڑایا

"چٹاخ، اپنی حرام کی کمائی سے تو اپنے جیسے حرام خوروں کو خرید سکتا ہے ہمیں نہیں، تو کیا ہمیں پیسے دے گا، اگر ہمت ہے تو بول اپنی دولت سے کے تجھے ہمارے ہاتھوں جہنم واصل ہونے سے بچا لیں "لیپرڈ نے اس کی بات پر زوردار تھپڑ اس کی گال پر مارا گوہر خان کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا محسوس ہوا، اس کے گال سنسنا اٹھے تھے

"اس سے پہلے کے میرا چیتا بے قابو ہو جائے جلد سے جلد ان بھڑیوں کے نام بتانا شروع کر دے جنہیں تو بچے سمگل کرتا ہے، ورنہ میں تو ویسے بھی تم جیسوں کو ہاتھ نہیں لگاتا" پینتھر نے سخت لہجے میں کہا

"میں۔۔۔میں نہیں جانتا، میں نہیں جانتا تم کیا کہہ رہے ہو" گوہر خان ہکلاتے ہوئے بولا،

"ہمم، لیپرڈ اسے زرا ہمارا اسپیشل ٹریٹمینٹ دو، تاکے اس کی یاداشت پر لگے جالے صاف ہو سکیں" پینتھر لیپرڈ سے کہتے خود پیچھے ہوتے کرسی پر بیٹھ گیا

لیپرڈ نے چھوٹا سا لوہے کا کٹر ہاتھ میں پکڑا اور اس کی طرف بڑھا، اس کے قریب چیئر گھسیٹ کر بیٹھا، آہستہ سے اس کا دائیاں ہاتھ اپنی گرفت میں لیا،

پہلی انگلی کے ناخن کے نیچے کٹر رکھتے اوپر کی جانب روز سے دبایا، ایک جھٹکے سے اس کا ناخن جلد سے الگ ہوا

آہھھہ "گوہر خان کی چیخ ان دونوں کے دلوں میں ٹھنڈک بن کر اتری تھیں، اس کے بعد بھی لیپرڈ نے بس نہیں کیا تھا بلکہ آہستہ آہستہ اس کی ساری انگلیوں کے ناخن اکھاڑ پھینکے، گوہر خان کی چیخیں، اس کے آنسو اور آہیں کچھ بھی ان پر اثرانداز نہیں ہو رہی تھیں، کچھ ہی دیر میں تکلیف کی شدت سے گوہر خان ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا

آج کے لیے اتنا کافی ہے لیپرڈ، چلو یہاں سے، بہت جلد یہ اپنا منہ کھولے گا" اور ہمیں وہ سب بتائے گا جو ہم جاننا چاہتے ہیں "پینتھر لیپرڈ سے کہتے کمرے سے باہر نکل گیا، لیپرڈ بھی ایک تیش بھری نظر گوہر خان پر ڈالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

@@@@@@@@@@@

اگلا دن طلوع ہوا تو ان سب کے چہروں پر رونق پھر سے بحال ہوئی جب ڈاکٹر نے اطلاع دی کے شہیر کو ہوش آگیا ہے، خطرے والی کوئی بات نہیں تھی، زخم بھی ایک ڈیڑھ ماہ میں مکمل طور پر مندمل ہو جاتا

وہ چاروں ایک ساتھ اندر بڑھے، جبکہ لڑکیاں ساری پریئر روم میں تھیں، فجر کی نماز پڑھ کر وہ وہیں سو گئی تھیں، وہ سب کمرے میں آئے تو سامنے ہی شہیر کا بازو پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا، جبکہ سرخی مائل رنگت میں آج زردیاں گھلی ہوئی تھیں

"ہاں بھئی شیر جوان کیسے ہو؟" ارتضیٰ نے اندر آتے بلکل سینئر آفیسر کی طرح پوچھا، جس پر پہلی بار ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ آئی تھی، شہیر بھی نقاہت زدہ سا مسکرادیا

"الحمدللہ سر، آپ سنائیں ہمارے باقی جوان تو ٹھیک ہیں ناں؟" شہیر کا اشارہ حوزان کی طرف تھا جسے سمجھ کر حوزان اس کے سامنے آیا

"نہیں، کیا لگا تھا آپ کو کمانڈر شہیر، ایس پی حوزان خاقان اتنا کمزور ہے کے ایک گولی بھی برداشت ناں کر پاتا، کس نے کہا تھا ہیرو بن کر سامنے آنے کے لیے" حوزان ساری زندگی کے لیے اس کا مقروض ہو گیا تھا جس نے اپنی جان کی پرواہ ناں کرتے ہوئے اس کی جان بچائی

بس کیا کروں، میں بہت سخی دل ہوں، کسی کو مشکل میں نہیں دیکھ پاتا""

با مشکل مسکرا کر آہستہ سے بولا ان سب کو جھک کر اس کی بات سننا پڑی

ویسے مجھے تو لگا تھا آج تو تو نہیں بچتا، مگر افسوس "مجتبیٰ مصنوعی افسوس کرتا"

اوپر کو دیکھ کر بولا

ابھی ہم زندہ ہیں جانی، اور میرے مرنے کے خواب دیکھنا چھوڑ دے، ابھی"

تو مجھے تجھے اپنا سالا بنانا ہے "مجتبیٰ اس کے قریب کھڑا تھا تب ہی آخری بات

پر اتنی آہستہ بولا کے با مشکل مجتبیٰ کو سنائی دی

ارے ہاں، ارتضیٰ، اس کے چکر میں ہم بھول ہی گئے، شاہ زیب انکل اور"

داہیم کو بتا دو اس نمونے کو ہوش آگیا ہے، اور انشاءاللہ شام تک ہم اسے

اسلام آباد لے جائیں گے" مجتبیٰ سیدھا ہوتے ارتضیٰ سے بولا جس پر وہ سر ہلاتے باہر نکل گیا

چل اب تو بھی سو جا، تھوڑا آرام کرے گا تو بہتر محسوس ہو گا" مجتبیٰ اس کے سر پر چپت لگاتے باہر کی طرف بڑھ گیا، حوزان اور بہرام نے بھی اس کی تقلید کی، جبکہ شہیر مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گیا، اسے ایک دم سے ہی اس معصوم حسینہ کی یاد آئی، نا جانے وہ اسے سوچتی بھی ہو گی یا نہیں، اور ایک اس کا دل تھا جہاں ہر وقت اسی کا خیال رہتا تھا

شام تک مجتبیٰ نے سپیشل ایمبولینس کا انتظام کر لیا تھا جس میں وہ لوگ شہیر کو اسلام آباد لے آئے، وہ ہوسپٹل نہیں رہنا چاہتا تھا اسی لیے ڈاکٹر سے پوچھ

کر اسے حیدر ولا لایا گیا، شہیر جانتا تھا ہوسپٹل تو وہ دشمنِ جاں کبھی نہیں آئے گی سو اس کے دیدار کی خاطر خود بھی وہیں آگیا

"بابا شہیر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، کیوں ناں شادی کی ڈیٹ آگے بڑھا دی جائے" شادی میں صرف تین دن رہ گئے تھے اور گھر میں سب شہیر کی وجہ سے پریشان تھے، مجتبیٰ نے اس کے گھر والوں کو فون کر دیا تھا ویسے بھی انہیں شادی میں شرکت کے لیے تو آنا ہی تھا

"ارے نہیں نہیں انکل، ایسا کچھ مت کریے گا، منتیں مانگ کر تو مجتبیٰ شادی کروانے جا رہا ہے، کیوں چاہتے ہیں کے گوہر خان کی گولی سے بچ کر میں مجتبیٰ کے ہاتھوں شہید ہو جاؤں" ارتضیٰ کی بات پر شہیر جلدی سے بولا، وہ نہیں چاہتا تھا اس کی وجہ سے اس کے دوست کی شادی میں کوئی رکاوٹ آئے

"او ہیلو، زیادہ شوخی مارنے کی ضرورت نہیں ہے، تو ناں بھی کہتا تو بھی میں شادی آگے نہیں بڑھانے والا تھا، اتنا پیار بھی نہیں مجھے تجھ سے کے تیری خاطر اپنی اکلوتی شادی لیٹ کروالوں" مجتبی اس کی شرارت پر طنزیہ انداز میں بولا

"بابا ہماری شادی لیٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، شہیر کا نکاح کینسل کر دیتے ہیں، ویسے بھی پٹیوں میں جکڑا دلہا اچھا نہیں لگے گا ناں؟" مجتبیٰ کنگھیوں سے شہیر کو دیکھتے ولید سے بولا، وہ ولید کو شہیر کی پسند اور پرپوزل کے بارے میں بتا چکا تھا

"لعنت ہو تجھ جیسے دوست پر، مطلب میں تیری شادی بچا رہا ہوں اور تو میرے نکاح کا دشمن بن گیا ہے، ظالم انسان" شہیر کے تو تن بدن میں آگ

لگ گئی تھی نکاح کینسل والی بات پر، ولید اور ارتضیٰ دونوں ان کی بحث پر ہنس رہے تھے

حوزان اور بہرام انہیں یہاں چھوڑ کر گھر واپس جا چکے تھے داہیم بھی آکر اس سے مل گیا تھا، گل کا دل چاہ رہا تھا بس ایک نظر اسے دیکھ لے مگر اتنی ہمت نہیں تھی اس میں، دوسری جانب شہیر جو اس کی خاطر ہوسپٹل نہیں گیا تھا وہ بھی اسے دیکھنے کے لیے بے چین تھا

" گل، بیٹا میں شہیر کی دوائی لینے جا رہا ہوں، اسے پانی چاہیے آپ زرا اس کے روم میں جگ رکھ آئیں " مجتبی شہیر کی بے چینی سمجھ رہا تھا تب ہی بہانے سے گل کو اس کے روم میں بھیجا، اسے اپنے دوست پر پورا بھروسہ تھا جس نے گل کو اپنی عزت کہا ہی نہیں سمجھا بھی تھا

جی لالہ "گل کو لگا جیسے من کی مراد مل گئی ہو،اس کے معصوم سے دل و"
دماغ پر سب سے پہلی چھاپ شہیر کے نام کی لگی تھی اور وہ جانے انجانے میں اسے دل میں بھی جگہ دے گئی

السلام علیکم "گل پانی کا جگ لے کر کانپتے ہاتھوں اور پیروں سے بامشکل"
اس کے کمرے تک آئی، دروازہ کھولتے اندر آئی تو سامنے ہی وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا، بائیاں ہاتھ پٹیوں میں جکڑا تھا جبکہ رنگت میں گھلی زردیاں ابھی بھی برقرار تھیں

وعلیکم السلام، آخر آپ کو بھی خیال آہی گیا بیمار کی مزاج پرسی کا"شہیر نے"
کہتے اس کے سارا دن ناں آنے پر شکایتی انداز میں کہا

ام کو لالہ جان نے بھیجا ہے پانی رکھنے کے لیے" وہ اس کی شکایت سمجھے بغیر" سادگی سے بولی تو شہیر کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے، لالہ جان کی چمچی

لالہ جان نے یہ بھی کہا تھا کے میرا حال بھی مت پوچھنا" دانت پیستے ہوئے" کہا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی

کیسی ہیں آپ؟ اب درد تو نہیں ہو رہی؟" جگ سائیڈ پر رکھتے پوچھا تو شہیر" مسکرا دیا، اس کا اندازِ تخاطب بھی اسی جیسا تھا کیوٹ سا

ام ٹھیک ہے، اب درد نہیں ہو رہی" شہیر بھی اسی کے انداز میں بولا تو گل" جھنپ گئی

ام چلتا ہے، آپ آرام کرو" گل بامشکل کہتے باہر بھاگنے لگی جب شہیر کی آواز پر رکنا پڑا

"گلِ لالہ، نکاح کی تیاری کر لیں، اپنے لالہ جان کی مہندی والے دن آپ ہماری جان بننے والی ہیں" شہیر مسکراہٹ دبائے بولا تو گل کا چہرہ سرخ ہوا تھا، کچھ بھی بولے بغیر جلدی سے باہر نکل گئی

"کتنی بے شرم ہیں یہ، ایسی باتیں کون بولتا ہے؟" باہر آ کر ایک نظر کمرے کے دروازے پر ڈال کر خود سے بڑبڑائی پھر سر جھٹکتے باہر نکل گئی

@@@@@@@@

"ارتضیٰ، بیٹا کہاں جارہے ہیں آپ؟"سویرا نے ارتضیٰ کو گھر سے باہر جاتے دیکھا تو بے ساختہ پکار بیٹھی، ارتضیٰ ان کی آواز پر واپس مڑا

"ماما پرنسس سے ملنے جارہا تھا، کل وہ کچھ پریشان تھیں، زیادہ بات نہیں ہو سکی اسی لیے سوچا اب جا کر مل آوں"ارتضیٰ نے مسکرا کر بتایا تو سویرا نفی میں سر ہلا گئی، پریشانی تو بہانہ تھی، اصل میں تو اسے سکون نہیں ملتا تھا ہر روز اپنی پرنسس کو دیکھے بغیر

"مگر بیٹا اب آپ شادی تک حریم سے نہیں مل سکتے"سویرا نے بڑے آرام سے کہتے اس کے سر پر بم گرایا تھا

"کیا مطلب ماما، میں کیوں نہیں مل سکتا اپنی پرنسس سے"ارتضیٰ کی آواز صدمے میں ڈوبی تھی وہ تین دن حریم کو دیکھے بغیر کیسے رہتا

"بیٹا جی عائشہ حریم کو مایوں بیٹھا چکی ہے، سو اب جب تک شادی نہیں ہو جاتی آپ کا اور حریم کا پردہ ہے، آپ اسے نہیں دیکھ سکتے" سویرا کو پتا تھا یہ یہ سب سن کران کا بیٹا بے ہوش ہو جائے گا کیونکہ ارتضیٰ اپنی پرنسس سے دور رہے یہ ناممکن تھا

"ماما یہ کیسی بے ہودہ رسم ہے، بھلا کسی بیوی کا اپنے شوہر سے بھی پردہ ہوتا ہے، میں نہیں مان رہا اس فضول رسم کو" ارتضیٰ کو اس وقت رسم کے ساتھ ساتھ رسم بنانے والے پر بھی غصہ آ رہا تھا

"بیوی نہیں منکوحہ" سویرا نے جیسے یاد دلایا تھا کے اڑومت ابھی وہ صرف منکوحہ ہے، ارتضیٰ غصے سے باہر کی جانب بڑھ گیا، سویرا نے تو منع کر دیا تھا مگر اسے یقین تھا ارتضیٰ اس معاملے میں کسی کی سننے والا نہیں ہے

باہر رات ہو چکی تھی، سوا ارتضی چپ چاپ ابراہیم ولا آ گیا، اسے اپنی پرنسس کو دیکھے بغیر نیند بھی کہاں آنی تھی اسی لیے سویرا کے روکنے کے باوجود وہاں آ گیا، اسے پتا تھا حریم کے روم تک کیسے جانا ہے، ویسے بھی وہ کمانڈر ارتضیٰ تھا جو اپنا راستہ بنانا جانتا تھا

بالکنی کے ذریعے اس کے روم میں آیا تو وہ بستر پر لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی، اگر ارتضیٰ کو اسے دیکھنے کی عادت تھی تو یہی عادت اس نے حریم کو بھی ڈال رکھی تھی، اور یہ تو ثابت شدہ ہے کے عادتیں محبت سے زیادہ خطرناک ہوتی ہیں

کیا ہوا پرنسس، نیند نہیں آ رہی ناں؟" وہ کروٹ کے بل لیٹی تھی جب" ارتضی اس کے کان کے قریب جھکتے آہستہ سے بولا

"ارتضیٰ آپ؟ آپ کب آئے" حریم اسے دیکھتے جلدی سے سیدھی ہو گئی، سائیڈ پر رکھا دوپٹہ اٹھاتے سلیقے سے خود پر پھیلایا

"میں تب ہی آیا جب میری پرنسس میری یاد میں کروٹ پر کروٹ بدل رہی تھی" آنکھوں میں شرارت لیے سنجیدگی مگر نرمی سے بولا تو حریم بے ساختہ جھنپ گئی، سچ ہی تو کہہ رہا تھا وہ

"نہ۔۔ نہیں تو، ایسا کچھ نہیں ہے، مجھے بس نیند نہیں آرہی تھی" حریم کو سمجھ نہیں آیا وہ اسے کیا جواب دے، شرم سے سرخ ہوتا چہرہ جھکا گئی

"آپ کے لیے یہ سب کچھ نہیں ہو گا مگر میرے لیے یہ بہت بڑا امتحان ہے، مطلب مجھے کہا گیا ہے کے میں اپنی پرنسس سے نہیں مل سکتا، وہ بھی تین

دن "ارتضی کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا اسے جانتے ہوئے بھی گھر والوں نے یہ بات کہی

میں نے منع کیا تھا ان سب کو مگر کسی نے میری بات نہیں مانی "حریم کی بات پر ارتضیٰ اس کے پاس بیڈ کراون سے ٹیک لگاتے بیٹھ گیا، حریم کی بازو تھام کر اس کا سر اپنے بازو سے لگایا

جو کوئی کچھ بھی کرتا ہے کرنے دیں، آپ بس یہ یاد رکھیں کے آپ ارتضیٰ" ولید حیدر کا سکون ہیں، وہ سکون جس کے بغیر ارتضیٰ کہیں نہیں رہ سکتا، یہ لوگ لاکھ پابندیاں لگالیں، میں ہر بار آوں گا آپ کے پاس "اس کے بال سہلاتے ہوئے محبت سے کہا تو حریم سکون محسوس کرتے آہستہ آہستہ انکھیں بند کرنے لگی، کچھ ہی دیر میں وہ سو چکی تھی

ارتضیٰ نے اس کا سر تکیے پر رکھا، محبت سے اس کے ماتھے کو چھوتے وہ سیدھا ہوا، ایک نظر اس کے معصوم اور پیارے سے چہرے پر ڈالتے جس راستے سے آیا تھا اسی سے واپس مڑ گیا

@@@@@@@@

حوزان اور سویٹی کی شادی کو دو دن ہوئے تھے اور حوزان صبح اٹھتے ہی پولیس سٹیشن جانے کی تیاری کرنے لگا، اس کی اس حرکت پر سویٹی کو غصہ آنے لگا تھا، مطلب اگر چھٹیاں دی ہیں محکمے والوں نے تو انہیں سکون سے گزارو مگر نہیں سکون کہاں تھا حوزان خاقان کی زندگی میں

خان میں بتا رہی ہوں آپ کو، اگر آپ آفس گئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں "
ہو گا" سویٹی کب سے اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی یہاں تک کے شاہ
زر اور ذیشان کی سفارش بھی لگوا چکی تھی مگر وہ سن ہی نہیں رہا تھا

خان کی جان کیوں تنگ کر رہی ہیں، بتایا ناں آج کمیشنر صاحب کے ساتھ "
ایک اہم میٹینگ ہے، جہاں میرا ہونا ضروری ہے" حوزان اس کے غصے سے
لال ہوتے چہرے پر نظر ڈال کر محبت سے بولا

مگر مجھے ارتضیٰ اور مجتبیٰ بھائی کی شادی کی شاپنگ کرنی ہے، اور آپ کو پتا"
ہے ناں میں آپ کے بغیر ہر گز شاپنگ پر نہیں جاؤں گی" سویٹی منہ
بسورتے بولی تو حوزان کو اس پر پیار آنے لگا

مگر سویٹ ہارٹ اتنے سارے کپڑے جو شادی پر ملے ہیں وہ کدھر گئے جو" اور شاپنگ کرنی ہے "اسے کمر سے تھام کر قریب کرتے مسکراہٹ دبائے اسے چھیڑا حالانکہ جانتا تھا اسے اپنی شاپنگ نہیں کرنی تھی

افففف، خاننن، ہمیں ان کے لیے گفٹس لینے ہیں، اپنے ڈریسز کے ساتھ" بھی میچینگ چوڑیاں اور باقی چیزیں لینا ہیں "ماتھے پر ہاتھ مارتے بولی تو حوزان کو مسکراہٹ ضبط کرنا مشکل لگنے لگا

افففف خان کی جاننن پلیز ابھی اپنے خان کو جانے دیں، پرامس جلد آجاؤں" گا اور پھر ہم شاپنگ پر چلیں گے، اوکے "اسی کے انداز میں ماتھے پر ہاتھ مارتے بولا تو وہ ناں چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی

"چلیں، اب اپنے خان کو گڈ بائے بولیں" اسے مسکراتا دیکھ حوزان نے اسے پیار کیا پھر سیدھا ہوتے بولا

"گڈ بائے خان، اپنا خیال رکھیے گا اور جلدی آیئے گا" ایڑھی کے بل اوپر اٹھتے آہستہ سے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے کہا

"گڈ بائے سویٹ ہارٹ، آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا" حوزان بھی یہی عمل دہراتے اپنی کیپ سر پر رکھتے کمرے سے باہر نکل گیا، سویٹ نے آیت الکرسی پڑھتے اس پر حصار کھینچا تھا

@@@@@@@@

پر نیاں کو سویرا کب سے کہہ رہی تھی اپنی شاپنگ کرنے کا مگر وہ ہر بار کرلوں گی، کرلوں گی، کہہ کر ٹال دیتی، آج سویرا نے اسے اچھا خاصا ڈانٹا تھا تب ہی آج وہ بامشکل خود کو راضی کرتے شاپنگ کے لیے نکلی تھی

کئی گھنٹے مال میں خوار ہونے کے بعد آخر کار اس نے اپنے لیے دو ڈریس لیے تھے، مگر وہ چاہ کر بھی برائیٹ کلرز نہیں خرید سکی، اس کا دل کسی چیز پر مطمئن نہیں ہو پاتا تھا، وہ مال سے نکل کر گھر کی جانب روانہ ہوئی،

ابھی وہ آدھے راستے پہنچی تھی جب اچانک ایک شخص اس کی گاڑی کے سامنے آیا، سپیڈ کم ہونے اور بر وقت بریک لگانے کی وجہ سے اس شخص کو کچھ نہیں ہوا، وہ شاید کسی سے بچ کر بھاگ رہا تھا تب ہی بغیر رکے بھاگ گیا، تب ہی کالے کپڑوں میں ملبوس نقاب سے چہرہ ڈھکے ایک شخص اس کے پیچھے گیا

پرنیاں انہیں دیکھنے کے لیے گاڑی سے باہر نکلی، وہ دونوں پرنیاں سے کچھ ہی فاصلے پر تھے، اچانک ہاتھاپائی میں اس شخص نے کالے کپڑوں میں ملبوس شخص کا نقاب چہرے سے ہٹادیا، اس شخص نے اپنا چہرہ اس آدمی سے چھپانے کی خاطر اس طرف گھمایا جہاں پرنیاں موجود تھی، پری کو سامنے دیکھ کر جھٹکا لگا تھا، وہ اس شخص کا اس حال میں اس جگہ تصور بھی نہیں رکھتی تھی

ہیلو پینتھر، کہاں ہو تم؟" لیپرڈ نے پینتھر کو فون کرتے پوچھا"

میں گوہر خان کے رائٹ ہینڈ کے پیچھے ہوں، اس کیس میں وہ بہت اہم " کردار رکھتا ہے، اسی لیے اس کا پکڑا جانا ضروری ہے "پینتھر شاید جلدی میں تھا تب ہی فون رکھ دیا، لیپرڈ بھی سر جھٹکتا اپنے کام کی جانب متوجہ ہوا

داہیم "پرنیاں کی سرگوشی نما آواز نکلی، اچانک داہیم کی نظر بھی پرنیاں پر"
اٹھی جو حیرت اور بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی

داہیم نے گن کا دستہ اس شخص کے سر میں مارا جس سے وہ بے ہوش ہوتے
نیچے گر گیا، داہیم اسے اٹھا کر پرنیان کی طرف بڑھا، جو بغیر ڈرے حیرت سے
اسے دیکھ رہی تھی

آپ۔۔کون ہیں آپ؟" پرنیاں کی سرد اور خشک آواز پر داہیم نے لب"
بینچے تھے

آج آپ نے یہاں جو بھی دیکھا اسے یہیں بھول جائیں، ناں میں آپ کو ملا،"
ناں آپ نے کچھ دیکھا" داہیم کی آواز پرنیاں سے زیادہ سرد اور سخت تھی،
اپنے ملک کے معاملے میں وہ کوئی نرمی نہیں رکھتا تھا

میں نے پوچھا کون ہیں آپ؟"پرنیاں پر جیسے اس کی بات کا کوئی اثر ہی نہیں ہوا تھا، اسی انداز میں بولی

"مارخور"یک لفظی جواب پرنیاں کو خاموش کروانے کے لیے کافی تھا، داہیم جانتا تھا پرنیاں سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے، اسی لیے چپ چاپ جس راستے سے آیا تھا اسی پر واپس بڑھ گیا

پرنیاں نے فخر سے اس کی پشت کو دیکھا، وہ خوش قسمت تھی کے اس کا دوست ملک کا محافظ تھا، وہ کچھ ناں کچھ تو اسے کالے کپڑوں میں ملبوس دیکھ کر سمجھ گئی تھی مگر اس کے منہ سے سننے کے بعد پر سکون ہو گئی

@@@@@@@@@@

آج صبح ہی شہیر کے ماما بابا بھی پہنچ گئے تھے، شہیر کی ماما سوبر اور نرم خو سی خاتون تھیں، جنہیں گلِ لالہ دیکھتے ہی پسند آگئی، ویسے بھی شہیر اکلوتا تھا سو انہیں بیٹی کی کمی بہت محسوس ہوتی تھی مگر اب انہیں لگنے لگا تھا کے گل کی صورت ان کی یہ کمی بھی دور ہو جائے گی

شام تک غزل بھی گھر پہنچ چکی تھی، ایک دن بعد مہندی تھی سو سب اسی کی تیاریوں میں مصروف تھے، حرم اور حریم کا ان دونوں سے پردہ کروایا جا رہا تھا حالانکہ سب جانتے تھے کے ان دونوں میں سے کوئی بھی بعض آنے والا نہیں ہے، مجتبیٰ کل تو نہیں آسکا ارشد ولا مگر آج غزل سے ملنے کے بہانے آگیا

"السلام علیکم پھپھو جانی، چاچو اور چیونٹی" وہ لاونج میں آیا تو مہمل، احتشام، غزل اور حرم اس کا سامان سامنے رکھے بیٹھے تھے، مجتبیٰ کی اندر آتے ہی سب سے پہلی نظر اسی دشمن جان پر پڑی تھی جو پیلے لباس میں سادہ سا چہرہ لیے اس کی دھڑکن بڑھا گئی تھی

"وعلیکم السلام بھتیجے، تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ جبکہ تمہارا ہمارے گھر داخلہ ممنوع ہے؟" احتشام نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا، غزل تب تک دوپٹے سے حرم کا چہرہ چھپا چکی تھی

"وہ چاچو، میں تو غزل سے ملنے آیا تھا، اتنے عرصے بعد ہماری چیونٹی گھر آئی ہے، سوچا اس سے مل لوں" غزل کو خونخوار نظروں سے گھورتے بولا تو وہ دانت دکھاتے ہنس دی

"ہاں، اچھی طرح جانتی ہوں میں کتنی محبت ہے آپ کو مجھ سے، اور یہ جو میرے بہانے میری بہن کو ملنے آئیں ہیں ناں سب معلوم ہے مجھے" غزل نے اس کی گھوری کا جواب دیا تھا مجتبیٰ ایک دم سٹپٹا گیا

"جائیں حرم، اپنے روم میں جا کر آرام کریں، مجتبیٰ غزل سے ملنے آیا ہے، چلا جائے گا تو آجایئے گا" احتشام ایک نظر مجتبیٰ پر ڈال کر مصنوعی سنجیدگی سے بولا تو مجتبیٰ نے دانت پیسے

"چاچو یار میں انہیں کھا تھوڑی جاؤں گا، بیٹھی رہنے دیں، ویسے بھی تو یہ سو گز کا گھونگھٹ نکال دیا ہے" مجتبیٰ جل کر بولا، گھونگھٹ میں ہی سہی وہ سامنے تو تھی مگر ان لوگوں سے یہ بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا

ارے بیٹا یہ رسم ہوتی ہے، دلہا دلہن شادی سے پہلے نہیں مل سکتے " بھتیجے کا" پھولا ہوا چہرہ دیکھ کر مہمل بھی شرارت سے بولی

کرلیں جتنے ظلم کرنے ہیں ظالم سماج، صرف دو دن، پھر میری ہنی ہمیشہ " کے لیے میرے پاس آجائیں گی، میں نے بھی پورا مہینہ اس کا آپ سب سے پردہ کروانا ہے یاد رکھیے گا" مجتبیٰ ان سب کو گھورتے ہوئے بولا

وہ اور ارتضیٰ دونوں ہی ان دونوں کے معاملے میں بہت پوزیسیو اور شدت پسند تھے، فرق صرف یہ تھا کے مجتبیٰ سب کے سامنے کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کر دیتا تھا جبکہ ارتضیٰ صرف اپنی پرنس کے سامنے خود کو ظاہر کرتا تھا

مجتبیٰ بھائی ابھی میری بہن ہمارے پاس ہے، اگر زیادہ دھمکیاں دیں تو یاد" رکھیے گا ابھی شادی ہوئی نہیں ہے" غزل ناک سے مکھی اڑاتے اسی کے انداز میں دھمکی دیتے بولی

تم مجھے روک کر تو دکھاؤ چیونٹی، اٹھا کر لے جاؤں گا تمہاری بہن کو اور کوئی" کچھ نہیں کر سکے گا" مجتبیٰ بھی مجتبیٰ تھا، ہار ماننا کہاں سیکھا تھا اس نے، اس کی بات پر حرم کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے، عجیب سائیکو فیملی میں پھنسی تھی وہ

کیا کہا مجتبیٰ ؟ مجھے سنائی نہیں دیا ذرا دوبارہ سے کہنا؟" احتشام مصنوعی" سنجیدگی سے بولا تو مجتبیٰ جلدی سے سیدھا ہوا

نہیں، نہیں چاچو، میں تو مزاق کر رہا تھا یار، اچھا مجھے ناں ضروری کام سے" جانا ہے تو میں چلتا ہوں" مجتبیٰ نے جانے میں ہی عافیت جانی، اگر کہیں

احتشام ضد پر آجاتا تو کہیں اتنے نزدیک آکر اس غریب کی رخصتی ہی ناں خطرے میں پڑ جاتی، اس کے جاتے ہی وہ سب مسکرا دیے

@@@@@@@@@

بہرام آفس سے آیا تو حسال آب کے پاس لاونج میں بیٹھی داہیم کے سر میں مالش کر رہی تھی، بہرام بھی چینج کرتا وہیں آگیا، شاہ زیب ابھی واپس نہیں آیا تھا، سویٹ کے جانے کی وجہ سے ان کے گھر کی رونق کم ہو گئی تھی۔ حسال تھی، مگر وہ فطرتاً خاموش طبع تھی

"لالہ جان، یار ہماری بھابھی کو ہنی مون پر کب لے کر جا رہے ہیں؟" ان دونوں کو دیکھتے داہیم کی رگِ شرارت پھڑکی تھی، آج ان دونوں کی شامت آنے والی تھی

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" بہرام نے ہلکی سی گھوری ڈالتے پوچھا، کبھی کبھی وہ بھول جاتا تھا کے بہرام اس کا بڑا بھائی ہے،

"بھئی شادی کے بعد سب لوگ ہنی مون پر ہی جاتے ہیں، تو ظاہر ہے یہی پوچھوں گا ناں، ویسے بھی بھابھی کے بھی کچھ خواب ہوں گے، خواہشات ہوں گی" شرارت سے لب دبائے بولا، آب اس کی بات پر مسکراہٹ دبا گئی جبکہ حسال نے اس کے سر پر چت لگائی

"تمہیں بہت پتا ہے ان کی خواہشات اور خوابوں کا، ماما، مجھے لگتا ہے بچہ بڑا ہو گیا ہے، کیوں ناں اس کی شادی کر دی جائے؟" بہرام اسے گھورتے آب سے بولا، جس پر حسال بھی مسکرا دی، کیونکہ بہرام ہر بات شادی کے نام پر بدک جاتا تھا

"ہاں لالہ، میں تو کب سے یہی کہنا چاہ رہا تھا کے بچہ بڑا ہو گیا ہے، اس پر بھی کوئی نظر کرم کریں" آنکھوں میں ایک حسین عکس لیے مسکراہٹ دبا کر بولا تو وہ سب حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے داہیم کی طرف متوجہ ہوئے

"بہرام، یہ ابھی داہیم نے ہی کہا ہے ناں؟" حسال تو صدمے سے گنگ بول بھی نہیں پا رہی تھی، مطلب شادی سے ذکر سے بھی بچنے والا داہیم خود شادی کی بات کر رہا

"جی بلکل، یہ داہیم خانزادہ ہی ہیں، کیا بات ہے شہزادے؟ کہیں محبت وحبت کا چکر تو نہیں؟" بہرام بھی آنکھوں میں شرارت لیے گویا ہوا

"بلکل لالہ، کچھ ایسا ہی سمجھ لیں" داہیم کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ تھی، اس کی مسکراہٹ دیکھ کر انھوں نے بے ساختہ اس کی نظر اتاری جو مسکراتے ہوئے بے حد وجیہہ لگ رہا تھا

"ماشاءاللہ، چشمِ بد دور کون ہے وہ پری جس نے ہمارے چھوٹے شہزادے کا دل چرا لیا" حسال صدقے واری جاتے بولی، آب بھی خوش تھی

"بس ہے ایک حسین پری، جب سہی وقت آئے گا تو ملوا دوں گا آپ سب کو بھی" داہیم کھوئے ہوئے لہجے میں بولا، سب نے بے ساختہ اس کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی

ہم انتظار کریں گے اس وقت کا، حسال میری ایک فائل نہیں مل رہی، پلیز" چل کر ڈھونڈ دیں" بہرام نے حسال سے کہا، جب سے وہ آیا تھا تب سے وہ اسے فراموش کیے بیٹھی تھی، مجبوراً بہرام کو ہی بولنا پڑا

جائیں جائیں بھابھی جی، بہرام بھائی کی ریڈ والی فائل نہیں مل رہی، آپ" روم میں جائیں گی تو جلدی مل جائے گی" داہیم اس کی حرکت سمجھ گیا تھا تب ہی شرارت سے حسال کے سرخ کپڑوں پر چوٹ کرتے بولا

حسال اس کی باتوں کو سمجھے بغیر روم کی طرف بڑھ گئی، جبکہ بہرام جانے سے پہلے اس کے کندھے پر تھپڑ مارنا نہیں بھولا تھا، حسال روم میں آتے واشروم سے آئل والے ہاتھ دھو کر باہر نکلی

"بہرام کونسی فائل کی بات کر رہے ہیں آپ؟ میں نے تو صبح سے کوئی فائل نہیں دیکھی" حسال نے ٹیبل پر دیکھا مگر اسے خالی پا کر بہرام کی طرف مڑی جو ابھی آیا تھا

"میری بھولی زوجہ محترمہ، داہیم نے بتایا تو کے مجھے میری ریڈ والی فائل چاہیے، اور وہ فائل اس وقت میری بانہوں میں ہے" شرارت سے لب دبائے اسے چھیڑا تو حسال بے ساختہ جھنپ گئی

"آپ بھی ناں؟ آب ماما کیا سوچ رہی ہوں گی" حسال سر جھکائے آہستہ سے بولی، جبکہ بہرام اس کی کمر سے تھامے اسے خود سے لگا چکا تھا

ماما کو پتا ہے ان کے بیٹے کی نئ نئ شادی ہوئی ہے،اور ان کی بہو کو بلکل خیال "
نہیں ہے کے جب شوہر کام سے واپس آئے تو اچھی بیویاں مسکرا کر ان کا
استقبال کرتی ہیں "اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوتے شرارت سے بولا

بہرام پلیز چھوڑیں، بابا آنے والے ہیں، ہمیں نیچے چلنا چاہیے،وہ لوگ کیا "
سوچیں گے "حسال خود کو چھڑواتے بولی مگر بہرام کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا

نو،پہلے مجھے ویلکم تو کریں ناں "بہرام پر شوخی سوار تھی اسی لیے اسے تنگ "
کر رہا تھا، حسال نے حیرت سے اسے دیکھا

السلام علیکم بہرام، ویلکم ہوم،او کے بول دیا اب چھوڑیں مجھے "حسال "
جلدی سے مصنوعی سا مسکرا کر بولی

"ایسے ویلکم بولتے ہیں شوہر کو؟" بہرام آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھتے بولا

"تو اور کیسے بولتے ہیں؟" حسال بھی حسال تھی اسے بہرام کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا

"ایسے" جھک کر شدت سے اسے پیار کرتے اسے اچھے سے بتایا تھا کے شوہر کو ویلکم کیسے کیا جاتا، حسال اس کی حرکت پر سٹپٹا کر باہر بھاگ گئی، تب ہی کمرے میں بہرام کا بھاری دلکش قہقہ گونجا

@@@@@@@@

آج ایک بار پھر وہ دل کی تاویلیں جھٹلاتا اس سے ملنے آیا تھا، پہلے کی طرح آج بھی اسے ایسے آنا اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر وہ مجبور تھا، اپنے دل کے ہاتھوں سو ایک بار پھر بے بس ہوتے اس کے پاس آگیا،

اس کے بیڈ کے قریب نیچے بیٹھتے یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھنے لگا، وہ اس چہرے کو چوبیس گھنٹے بھی دیکھتا تو بھی شاید اس کا دل سیراب نہیں ہو سکتا تھا، جبکہ مقابل وہ ہاتھ سر کے نیچے رکھے معصوم سا چہرہ بنائے سو رہی تھی

صرف کچھ عرصہ اور، پھر ہمارے درمیان کوئی ظالم زمانہ نہیں آئے گا، " جانتا ہوں میرا اس طرح آنا غلط ہے، مگر میں مجبور ہوں، مگر زیادہ دیر نہیں، بہت جلد میں زمانے کی ساری بندشوں کو توڑ کر آپ کو اپنا بنا لوں گا" وہ اسے چھو نہیں رہا تھا بس کچھ دور بیٹھا اس کا چہرہ حفظ کر رہا تھا

مقابل کی نیند بہت گہری تھی تب ہی وہ کچھ بھی سننے سے محروم تھی، کیونکہ اگر وہ ہوش میں ہوتی تو کبھی اس کو اجازت ناں دیتی اس طرح اپنے کمرے میں آنے کی،

ناجانے کتنے گھنٹے وہ چپ چاپ بیٹھا اسے دیکھتا رہا، پھر تہجد کے وقت اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر نکل گیا، بہت جلد ہر آزمائش دور ہونے والی تھی، سارا سچ سامنے آنے والا تھا

ہمیشہ نہیں رہتے چہرے نقابوں میں
سبھی کردار کھلتے ہیں کہانی ختم ہونے پر

@@@@@@@@@@

آخر کار یہ دن بھی گزر گیا اور آج ان کی مہندی تھی، چونکہ شادی سادگی سے کی جا رہی تھی سو زیادہ مہمان بھی نہیں بلائے گئے تھے، صبح سے سب لوگ تیاریوں میں مصروف تھے، شاہ زیب، شاہ زر اور ذیشان اپنی اپنی فیملیز کے ساتھ آ گئے تھے اسی وجہ سے اچھی خاصی رونق ہو گئی تھی

مہندی کی رسم ابراہیم ولا میں ہونا تھی، سو حرم اور حریم بھی وہیں آ گئیں، سب لڑکیاں مل کر جان بوجھ کر مجتبیٰ اور ارتضیٰ کو ان دونوں سے دور رکھ رہی تھیں مجتبی تو بدلے میں انکو برابر جواب دے رہا تھا جبکہ ارتضیٰ خاموشی سے مسکرا دیتا

شام کے وقت سب لوگ شہیر اور گل کے نکاح کے لیے جمع ہوئے تھے، ولید نے باپ کی حثیت سے گل سے اس کی رضامندی پوچھی جس پر وہ

شرماتے ہوئے فیصلہ ان کی مرضی پر چھوڑ گئی، ولید اس کی آنکھوں اور شرم میں اس کی رضامندی جان گیا تھا

گل نے سفید رنگ کا سادہ فراک اور سرخ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا، جبکہ شہیر نے بھی وائٹ سوٹ زیب تن کیا تھا، مجتبیٰ شہیر کی پٹی میں بندھی بازو دیکھ کر مسلسل اس کا ریکارڈ لگا رہا تھا

ٹوٹا پھوٹا دلہا پہلی بار دیکھا ہے ہم نے، ہیں ناں داہیم؟" مجتبیٰ اسے صوفے پر بازو گلے کے ساتھ بندھے لٹکائے دیکھ کر بولا

"تو تجھے کوئی مسئلہ ہے؟" شہیر تو اس کی ہنسی پر جل بھن گیا، اگر اس کا بازو ٹھیک ہوتا تو وہ اب تک اس کے دانت توڑ چکا ہوتا

مسئلہ تو کوئی نہیں، دیکھیں کہیں سائن غلط ناں کر دینا، ایویں نکاح ہوتے ہوتے رہ جائے" داہیم مجتبیٰ کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے بولا، باقی سب ان کی شرارتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے

"تم دونوں کی طرح الٹی کھوپڑی کا نہیں ہوں میں، میرا بائیاں ہاتھ زخمی ہے، جبکہ سائن مجھے دائیں ہاتھ سے کرنا ہے" شہیر منہ بسورتے ہوئے بولا تو سب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی

کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب بھی آ گئے، مجتبیٰ اندر گل کے پاس چلا گیا، مولوی صاحب اندر آئے تو گل کے ہاتھ پاؤں کپکپانے لگے، یہ لمحہ ہر لڑکی پر بھاری ہوتا ہے اس پر بھی تھا

گلِ لالہ بنت اسد خان، آپ کا نکاح شہیر خان ولد احمد خان سے باعوض حق " مہر سکۂ رائج الوقت کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے ؟" نکاح خوان کے الفاظ سنتے ہی گل کے گلے میں آنسوؤں کا گولا پھنسا تھا اپنے ماں باپ شدت سے یاد آئے تھے

مجتبیٰ نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ آہستہ سے اقرار کر گئی، نکاح ہوتے ہی گل نے تشکر بھری نظروں سے مجتبیٰ کو دیکھا وہ اس شخص کا احسان ساری زندگی نہیں بھول سکتی تھی جس نے ناں صرف اس کی عزت بچائی بلکہ اسے اس ظالم دنیا سے بچا کر اپنی سگی بہن سمجھا

کچھ ہی دیر میں شہیر بھی اقرار کر چکا تھا، مبارک سلامت کا شور اٹھا، سب لوگ باری باری شہیر کو مبارکباد دے رہے تھے، آخر میں ارتضیٰ اس کی طرف بڑھا

اگر کبھی میری معصوم سی بہن کو رلایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا، سمجھے؟""""
مجتبیٰ نے سختی سے کہا تو شہیر اسے گلے لگا گیا

آپ کا حکم سر آنکھوں پر سالے صاحب، میں یہ گستاخی کبھی نہیں کروں
گا" مسکراتے ہوئے کہا تو مجتبیٰ بھی پر سکون ہوتا مسکرا دیا

نکاح کے بعد سے شہیر گل سے ملنے کا موقع تلاش کر رہا تھا مگر اتنے مہمانوں
اور اوپر سے مجتبیٰ اور داہیم جیسے دوستوں کے درمیان سے اٹھ کر جانے کا
مطلب تھا خود کو ذلیل کروانا، مگر اس دل کا کیا کرتا جو بار بار اسے ایک نظر

دیکھنے پر اکسا رہا تھا، مجتبی اور داہیم اس کی بے چینی نوٹ کرتے مسکرا رہے تھے

مجتبیٰ، میرے ناں بازو میں درد ہو رہا ہے، تو میں سوچ رہا تھا کیوں ناں کچھ " دیر آرام کرلوں، پھر مہندی کی رسم شروع ہو گئی تو آرام نہیں کر سکوں گا" آخر کار اسے وہاں سے نکلنے کا بہانہ مل گیا، یہ الگ بات تھی کے اس کے دوست اچھی طرح جانتے تھے اسے کس آرام کی طلب ہو رہی ہے

پھر کیا ہوا جانی، تو میری خاطر آج کے دن بے آرام نہیں ہو سکتا، اور ہم تو" سرحدوں کے رکھوالے ہیں ہمیں کیا ڈران چھوٹی موٹی تکلیفوں سے" داہیم کو آنکھ مارتے مجتبیٰ نے اس کی پلیننگ پر پانی پھیرا تھا، شہیر دانت پیس کر رہ گیا

شہیر بیٹا، جاؤ آپ کچھ دیر آرام کر لو، پھر آپ کو مہندی کا فنکشن بھی تو اٹینڈ" کرنا ہے ناں؟" ولید اس وقت شہیر کو کوئی فرشتہ لگا تھا، اس کا دل چاہا ولید کے ہاتھ چوم لے جو اسے ان جنگلیوں سے بچانے آ گیا تھا

جی انکل" وہ جلدی سے کہتا اپنی جگہ سے اٹھ کر روم کی طرف بڑھا مگر اپنے" پیچھے اسے مجتبیٰ اور داہیم کا قہقہ سنائی دیا

وہ روم میں آیا تو اب اگلی مشکل یہ تھی کے اس معصوم حسینہ سے کیسے ملا جائے، کیونکہ وہاں تو بہت ساری لڑکیاں ہوں گی سو اس وقت وہ وہاں جانے کا رسک نہیں لے سکتا تھا، کافی دیر سوچ بچار کے بعد آخر اس نے پرنیاں کو فون کیا

السلام علیکم پری" بڑی محبت اور شفقت سے پکارا تھا جس پر پرنیاں نے " موبائل کان سے ہٹا کر دوبارہ دیکھا، شروع سے مجتبیٰ کا دوست ہونے کی وجہ سے اس کی سب گھر والوں سے اچھی خاصی جان پہچان تھی، وہ اور مجتبیٰ مل کر پرنیاں کو چڑاتے تھے سو اب اس کا باادب لہجہ پرنیاں کو ھضم نہیں ہو رہا تھا

وعلیکم السلام، خیریت ہے ناں شہیر بھائی؟" پری پوچھے بغیر ناں رہ سکی، " اسے کچھ گڑبڑ لگ رہی تھی

ہاں ہاں پری، سب خیریت، وہ ناں مجھے دوائی لینی تھی تو کیا تم پانی اور چائے" بھجوادو گی؟" بڑے محتاط انداز میں پوچھا کہیں لینے کے دینے ہی ناں پڑ جاتے

ٹھیک ہے بھائی، میں ملازمہ کے ہاتھ بھجوادیتی ہوں" پرنیاں سمجھے بغیر" آرام سے بولی

"ارے ارے، پری ملازمہ کو رہنے دو، ایسا کرو گلِ لالہ کے ہاتھ بھیج دو، مجھے اس سے کچھ بات بھی کرنی ہے" لہجے کو سرسری بناتے ہوئے کہا مگر پرنیاں سمجھ گئی تھی اس کی چالاکی

"اوہ تو سیدھا سیدھا کہیں ناں اپنی بیوی سے ملاقات کرنی ہے، اور میں کہوں شہیر بھائی آج مجھ سے اتنے پیار سے بات کیوں کر رہے ہیں" مصنوعی منہ بناتے کہا تو شہیر سٹپٹا گیا کہیں بنتی بات ناں بگڑ جاتی

"ایسا نہیں ہے پری، تم تو میری پیاری سی بہن ہو ناں، پلیز بھیج دو، بدلے میں جو مانگو گی وہ دوں گا" شہیر سب کی بار گزارش کرنے کے انداز میں بولا تو پرنیاں مسکرادی

ٹھیک ہے، مگر اپنا وعدہ یاد رکھیے گا" پری نے کہتے فون بند کر دیا، اور پھر" ناجانے اس نے کیسے گل کو منایا کے اگلے دس منٹ میں گل اس کے کمرے کے باہر گھڑی تھی، دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ ناک کیا

شہیر نے دروازہ کھولتے اسے اندر آنے کا راستہ دیا، وہ بامشکل قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی، ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ مشکل سے خود کو سہارا دیے کھڑی تھی، ورنہ دل تو چاہ رہا تھا ایک لمحے سے پہلے وہاں سے غائب ہو جائے

تو گلِ لالہ کیسا لگ رہا ہے مسز شہیر خان بن کر؟" آہستہ سے چلتا اس کے" قریب آیا، شہیر کو لگ رہا تھا اگر وہ ایک منٹ اور گھڑی رہی تو گر جائے گی، تب ہی اسے بازوں سے تھام کر کرسی پر بیٹھا دیا

"ام۔۔۔ام تو نئ پتا آپ کیا کہہ رہی ہے؟"اس بیچاری کو خاک بھی سمجھ نہیں آیا تھا وہ تو اپنی غیر ہوتی حالت کو سمجھنے سے قاصر تھی تو بھلا احساسات کا کیا بتاتی

"ام پوچھ رہی ہے، کیا آپ اس نکاح پر خوش ہیں؟"شہیر شرارت سے پر لہجے میں اسی کے انداز میں بولا تو روہانسی سی ہو گئی

"آپ امارہ مزاق اڑا رہی ہے" گل کے آنسو دیکھ کر شہیر تو سٹپٹا ہی گیا، اس نے تو صرف مزاق میں بولا تھا

"گل، گل میری جان، آئی ایم سوری، دیکھیں میں آپ کا مزاق نہیں اڑا رہا تھا، میں کیوں کروں گا ایسا؟"شہیر اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر آنسو صاف کرتے بولا

ام اچھا نئی بولتا، اسی لیے آپ ام پر ہنستی ہے، باہر بھی وہ انٹی ام پر ہنس رہا" تھا" باہر شاید کوئی خاتون اس کے اندازِ تخاطب پر ہنس پڑی تب ہی وہ کنفیوز ہو گئی تھی

گل، سویٹ ہارٹ آپ بہت پیارا بولتی ہیں، وہ آپ پر ہنس نہیں رہی ہوں" گی وہ آپ جب اتنا پیارا بولتی ہیں ناں تو وہ ہر کوئی محبت سے مسکرا دیتا ہے تب ہی وہ مسکرائی ہوں گی، آپ پلیز رونا بند کر دیں" شہیر اسے خود سے لگا کر بولا جواب آہستہ آہستہ سوں سوں کر رہی تھی

اچھا آپ رونا بند کریں میں آپ کے لیے کچھ لایا ہوں" اسے سیدھا کرتے" کہا تو وہ اپنے آنسو صاف کرتے حیرانی سے اسے دیکھنے لگی

شہیر نے جیب سے مخملی کیس نکالا، گل کی آنکھوں میں اشتیاق لیے اس ڈبی کو دیکھ رہی تھی، شہیر نے بوکس کھولا تو اس میں نازک سی بریسلیٹ جگمگا رہی تھی، اتنی خوبصورت بریسلیٹ دیکھ کر گل ساکت رہ گئی تھی

یہ۔۔۔یہ امارے لیے ہے؟" گل نے پرجوش سی آواز میں پوچھا تو شہیر" مسکرا دیا، ایک ہاتھ سے بریسلیٹ نکالتے ڈبی بند کی

بلکل میری جان، یہ میری پیاری سی بیوی کے لیے ہے، ایک چھوٹا اور حقیر" سا تحفہ، اجازت ہے؟" اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا تو وہ مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گئی، شہیر نے محبت سے بریسلیٹ اس کی کلائی کی زینت بنایا، پھر اس کے ہاتھ کو لبوں سے چھوا

بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے، مجھے قبول کرنے کے لیے""""

گل ساکت سی اس خوبرو شہزادے کو دیکھ رہی تھی جسے اللہ نے اس کی قسمت میں لکھا تھا، اگر اللہ نے اس سے ماں باپ کو لایا تھا تو بدلے میں بے شمار خوبصورت رشتوں سے نوازا تھا جن کا شکر وہ تا عمر ادا نہیں کر سکتی تھی

@@@@@@@@

مہندی میں چونکہ زیادہ لوگوں کو نہیں بلایا گیا تھا صرف خاص خاص مہمانوں کو ہی مدعو کیا تھا، رسم بھی زیادہ دھوم دھام سے نہیں کی جانی تھی، سب کچھ سادگی سے ہونا قرار پایا تھا، اسی لیے حیدر ولا کے لان میں ہی ایک طرف سجا ہوا جھولا رکھا گیا تھا

ارتضیٰ نے بلیک کرتے اور واسکٹ جبکہ مجتبیٰ نے سفید شلوار کے ساتھ براؤن کلر کا کرتا اور براؤن ہی واسکٹ زیب تن کر رکھی تھی، مجتبیٰ نے خود کو اس سے منفرد دکھانے کے لیے گلاسز لگا لیے، وہ بچپن سے ایسے ہی ارتضیٰ سے الگ نظر آنے کے لیے سفید چھوٹے چھوٹے شیشوں والے گلاسز لگا لیا کرتا تھا

کچھ ہی دیر میں وہ سب لوگ حریم اور حرم کو بھی وہاں لے آئے حرم نے پیرٹ گرین لہنگے کے ساتھ اور ینج کرتی اور دوپٹہ پہن رکھا تھا، بالوں میں ماتھا پٹی سجائے سائیڈ چٹیا کیے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی، جبکہ حریم نے ڈارک گرین لہنگے پر سرخ کرتی اور گولڈن سادہ دوپٹہ لے رکھا تھا بالوں کی فرنچ ناٹ بنائے جو آگے سجی تھی ہلکی سی جیولری میں صاف شفاف چہرے کے ساتھ وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی

ان دونوں کو لا کر ارتضیٰ اور مجتبیٰ کے ساتھ بیٹھا دیا گیا، ہر کوئی ان دونوں جوڑیوں کی بلائیں لے رہا تھا کیونکہ وہ لگ ہی اتنے پیارے رہے تھے، ولید اور سویرا نے آ کر سب سے پہلے رسم ادا کی، ان کی نظر اتارتے پیسے غریبوں کے لیے بھجوادیے

اسی طرح باری باری سب ان کی رسم کرتے اور نیچے اتر جاتے، پرنیاں نے سفید رنگ کی سٹائلش کرتی کے ساتھ گولڈن لہنگا اور دوپٹہ پہن رکھا تھا، گل کا لہنگا بھی ویسا ہی تھا بس اسکے لہنگے کا رنگ یلو اور گرین تھا

کیا ہوا پرنس؟" ارتضیٰ نے ایک نظر ساتھ بیٹھی حریم کے سر پر ڈالی" جس کے چہرے پر تھکاوٹ اور اداسی کے رنگ جھلک رہے تھے

کچھ نہیں ارتضیٰ، تھک گئی ہوں "آہستہ سے بولتے اسے مطمئن کرنا چاہا وہ" نہیں چاہتی تھی کے وہ پریشان ہو جائے مگر وہ یہ بھول رہی تھی کے وہ ارتضیٰ ہے

ماموں اور زین کی یاد آ رہی ہے؟"اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے پوچھا تو" حریم کے آنسو چھلکے تھے،اس کا آنسو ٹوٹ کر ارتضیٰ کے ہاتھ کی پشت پر گرا

پلیز پرنسس،آپ جانتی ہیں ناں آپ کے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں؟" پلیز روئیں مت، جانتا ہوں میں انہیں واپس نہیں لا سکتا مگر وہ جہاں بھی ہیں آپ کو روتا دیکھ کر انہیں بلکل اچھا نہیں لگے گا"ارتضیٰ کا بس نہیں چل رہا تھا اس کانچ کی گڑیا کو خود میں چھپا لے،اس کا ہر غم خود پر لے لے

میں کیا کروں ارتضی، مجھے وہ ہر پل، ہر لمحہ یاد آتے ہیں، اگر آج بھائی ہوتے "
تو وہ کتنا خوش ہوتے،" حریم سر جھکائے بولتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی، باقی
سب لوگ تھوڑا دور تھے اسی لیے وہ ضبط ہار گئی

پلیز پرنسس، میں یہاں سب کے سامنے آپ کو سنبھال بھی نہیں پا رہا"
پلیز روئیں مت،" ارتضیٰ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا، اس سے پہلے وہ کچھ
اور بولتا ایک ہاتھ حریم کے سر پر ٹھہرا تھا، ان دونوں نے سر اٹھایا تو سامنے
موحد کھڑا تھا

موحد بھائی" حریم کو خوشگوار حیرت ہوئی، اسے بلکل امید نہیں تھی کے "
موحد آئے گا مگر وہ اسے وہاں دیکھ کر بہت خوش تھی

"بلکل، میری بہن کی شادی ہو اور میں ناں آوں، یہ کیسے ممکن ہے، مگر یہ کیا، میری بہن اتنی پیاری دلہن بن کر روتے ہوئے بلکل اچھی نہیں لگ رہی" موحد نے اسے روتے دیکھا تو اس کے دل کو کچھ ہوا تھا، وہ نازک سی گڑیا سب کو بہت عزیز تھی

"مبارک ہو ارتضیٰ سر" ارتضیٰ اسے دیکھ کر کھڑا ہوا تو موحد اس کے گلے لگ کر بولا

"اچھا وہ بہن اور میں سر، یہ کیا بات ہوئی لیفٹیننٹ موحد، اگر تم مجھے بھائی کہو گے تو مجھے اچھا لگے گا،" ارتضیٰ نے محبت سے کہا تو وہ دونوں مسکرا دیے

"ضرور ارتضیٰ بھائی" موحد ان دونوں کی رسم ادا کرتے انہیں دعاوں سے نوازتا سٹیج سے اتر گیا، مجتبیٰ اور حرم کچھ دور بیٹھے تھے

دیکھیں پرنسس، اگر اللہ نے آپ سے ایک بھائی لیا ہے تو موحد، داہیم، "
حوزان اور بہرام کی صورت پانچ بھائی دیے بھی تو ہیں ناں، اچھا انسان ہوئی
ہوتا ہے جو اللہ کے فیصلوں پر سرِ تسلیم خم کرتا ہے، دکھ میں صبر اور سکھ میں
شکر کرتا ہے "ارتضیٰ آہستہ آواز میں بولا تو حریم کو احساس ہوا کے سچ میں وہ
شاید اللہ کی ناشکری کر رہی ہے، اسے صبر کرنا تھا کیونکہ یہی بہترین عمل ہے

@@@@@@@@

سویٹی، یار جلدی کریں، وہاں مہندی کا فنکشن ختم ہو جائے گا" حوزان کب "
سے تیار ہو کر باہر بیٹھا تھا جبکہ سویٹی آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی، باقی
سب لوگ جا چکے تھے، صرف وہی گھر رہ گئے تھے

آگئی خان، چلیں، چلیں چلیں "ایک ہاتھ سے دوپٹہ سمبھالتی دوسرے "
ہاتھ سے لہنگا پکڑے وہ بھاگ کر وہاں پہنچی حوزان جو اسے ڈانٹنے والا تھا اسے
دیکھتے سب کچھ بھول گیا

بلیک کرتی، ریڈ اور بلیک لہنگے اور ریڈ دوپٹے میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی،
سر پر ریڈ سٹالر سے خوبصورت سا حجاب کیے، سادہ چہرے پر سرخ لپ سٹک
لبوں پر سجائے وہ حوزان کو ساکت کر گئی

چلیں؟ "اسے وہیں رکا دیکھ کر سویٹی نے کھینچا جس پر وہ ہوش میں آی،"
ویسے بھی سویٹی نامی جادو جب اس کے سر چڑھ کر بولتا تھا تب حوزان خاقان
کو کچھ بھی یاد نہیں رہتا تھا

"سویٹی، میں سوچ رہا ہوں، ہم مہندی میں نہیں جاتے، یہیں رہتے ہیں، آج آپ اتنی پیاری لگ رہی ہیں کے دل چاہ رہا ہے آپ کو دیکھتا ہی رہوں"
حوزان نے شرارت سے کہا تو سویٹی نے اسے گھورا

"نووے، میں اپنی باربی کی شادی کا کوئی فنگشن مس نہیں کرنے والی، آپ جلدی چلیں" اسے گھوری سے نوازتے کھینچ کر باہر لے گئی

"باربی کون ہے؟" حوزان کو حیرت ہوئی، وہ باربی حرم کو کہہ رہی تھی یا حریم کو، کیونکہ وہ دونوں ہی بہت پیاری تھی، تو اس کی بیوی کس پر فدا ہوئی تھی

ارتضیٰ بھائی کی پرنسس، خان وہ اتنی کیوٹ ہیں، اتنی کیوٹ ہیں کیا بتاؤں، " میں جب انہیں دیکھتی ہوں تو دل چاہتا ہے انہیں پیار کرتی جاوں" وہ اشتیاق سے شروع ہو چکی تھی حوزان نے مسکرا کر اسے دیکھا

سویٹی خود بھی بہت کیوٹ تھی مگر اس کے چہرے پر ایک شرارتی سی چمک رہتی تھی ہمہ وقت جبکہ حریم وہ تو جتنی کیوٹ تھی اتنی ہی معصوم اور بھولی بھالی سی تھی، جیسے اس مکار دنیا کا حصہ ہو ہی نہیں

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ حیدر ولا پہنچ چکے تھے، جہاں باقی سب تقریباً رسم ادا کر چکے تھے صرف وہی دونوں رہ گئے تھے سو وہ چلتے ہوئے سیدھا سٹیج پر آئے

"حوزان یار ہم تیری شادی میں سب سے پہلے پہنچے تھے اور تم ہماری شادی میں سب سے لیٹ آئے ہو، لیٹ لطیف" مجتبیٰ نے آتے ہی اسے آڑے ہاتھوں لیا جس پر وہ مسکرا دیا

"مجھے کچھ مت کہہ، میں دو گھنٹے سے تیار بیٹھا ہوں، یہ تمہاری بہن نے لیٹ کروایا ہے" حوزان نے بڑے آرام سے سارا الزام سویٹی پر ڈال دیا

"ہاہہ خان، کتنا جھوٹ بول رہے ہیں آپ، بھائی ان کو اتنی مشکل سے اٹھایا میں نے اپنے تھانے کی فائل لے کر بیٹھے تھے، بعد میں جلدی جلدی کرتے مجھے بدنام کر دیا" سویٹی نے صدمے سے نکلتے اسے گھسیٹا

"بس بس یار، آپ دونوں لڑیں مت، آج معاف کر رہا ہوں، اس شرط پر کے آج آپ دونوں یہیں رکیں گے" مجتبیٰ نے ہاتھ اٹھاتے کہا تو انہوں نے شکر کا سانس لیا

"باربی، آپ کتنی پیاری لگ رہی ہو، ماشاءاللہ" ان کی رسم کرتے وہ دونوں ارتضیٰ اور حریم کی طرف بڑھے، سویٹ نے حریم کو دیکھتے کہا تو چٹاچٹ اس کے گالوں پر پیار کیا، ارتضیٰ اور حوزان اس کی حرکت پر ہنس دیے جبکہ حریم تو شرم سے لال ہو گئی

"بس کریں سویٹ بیٹا، ورنہ ارتضیٰ نے آپ کو باہر پھینک دینا ہے، ویسے بھی یہ اپنی پرنسس کو لے کر بہت ٹچی ہیں" سویرا نے ان کے پاس آتے کہا تو وہ سب مسکرا دیے

میں کیا کروں آنٹی، حریم ہیں ہی اتنی کیوٹ اور پیاری، خود باخود پیار آتا ہے"

ان پر" سویٹ نے بیچارگی سے کہا تو ارتضیٰ کے دل نے اس کی بات پر لبیک کہا تھا

مجھے بھی" آہستہ سے حریم کے پاس جھکتے کہا تو وہ شرم سے سرخ ہوتا چہرہ"

مزید جھکا گئی، سویٹ اور حوزان ان کی رسم ادا کرتے باقی سب کے پاس چلے گئے

@@@@@@@@@

سب مہمانوں کے جانے کے بعد وہ سب نوجوان پارٹی لان میں بیٹھے تھے،

سب لوگ اپنے بھاری بھر کم ملبوسات تبدیل کرتے ہلکے پھلکے ہو چکے تھے،

ملازمہ سے سب کے لیے چائے اور کافی بھجواتے سویرا سونے کے لیے جا چکی تھیں

"پری، پلیز کچھ سنا دو یار، بہت ٹائم ہو گیا تم نے سونگ نہیں سنایا" حرم نے کہا تو پری نے حیرت سے اسے دیکھا، وہ دونوں سکول سے ایک ساتھ رہی تھیں، پر نیان کی آواز بہت پیاری تھی اگر سکول، کالج فنکشنز میں قومی نغمے گاتی تھی، اور دوستوں میں کبھی کبھار کوئی گانا بھی گنگنا دیتی تھی

"حرم یار مجھے کہاں کچھ آتا ہے" اس نے دامن بچانا چاہا مگر وہاں اسے بخشا کس نے تھا، ارتضیٰ اور مجتبیٰ نے بھی فورس کیا تو مجبوراً اسے ماننا پڑا

آکھیاں نے آکھیاں نو رب جانے کیوں دیے فاصلے

آکھیاں نے آکھیاں نو رب جانے کیوں دیے فاصلے

روندیاں نے چھم چھم کر کے، تیری یادوں میں مر کے

پل گیاں جندڑی دے راستے

آکھیاں نے آکھیاں نو رب جانے کیوں دیے فاصلے

آکھیاں نے آکھیاں نو رب جانے کیوں دیے فاصلے

دنیا کی بھیڑ میں میں تنہا سی ہو گئی

پا کر جو تجھ کو کھویا خود ہی میں کھو گئی

دنیا کی بھیڑ میں میں تنہا سی ہو گئی

پا کر جو تجھ کو کھویا خود ہی میں کھو گئی

کیا بتاؤں تیرے بن، کاجل ہے یہ چھن

تار بھی بجھے بجھے ہیں رات میں

آکھیاں نے آکھیاں نو رب جانے کیوں دیے فاصلے

اکھیاں نے آکھیاں نو رب جانے کیوں دیے فاصلے

راہوں میں بیٹھے بیٹھے نین پتھرا گئے

خوشیوں کے ہونٹوں پہ درد کیسے آ گئے

راہوں میں بیٹھے بیٹھے نین پتھرا گئے

خوشیوں کے ہونٹوں پہ درد کیسے آ گئے

سپنے جو روٹھے روٹھے، جڑ کے جو دل ہیں ٹوٹے

ٹوٹی ہیں لکیریں بھی یہ ہاتھ میں

اکھیاں نے آکھیاں نو رب جانے کیوں دیے فاصلے

اکھیاں نے آکھیاں نو رب جانے کیوں دیے فاصلے

گانے سے زیادہ اس کی آواز میں موجود کرب اور ٹوٹے کانچ کی کرچیوں پر ان سب کے دل دکھے تھے، داہیم یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا، کاش وہ اس کی تکلیف دور کر پاتا، مگر وہ اس وقت خود کو سب سے زیادہ بے بس محسوس کر رہا تھا جو کچھ نہیں کر سکتا تھا

ایکسکیوز می "پری بامشکل کہتی وہاں سے بھاگنے کے انداز میں وہاں سے" نکلتی چلی گئی، ارتضیٰ اور مجتبیٰ نے دکھ سے اپنی پھولوں سی بہن کو وہاں سے جاتے دیکھا تھا

پر نیاں وہاں سے اوپر چھت پر آگئی، آنسو قطار در قطار اس کی حسین آنکھوں سے بہہ رہے تھے، وہ جتنا خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتی تھی سب مٹی کی دیوار ثابت ہو رہا تھا، کسی ناں کسی بات پر، کسی ناں کسی مقام پر اسے زین کی یاد آہی جاتی تھی

کچی عمر کی محبتیں، وہ بھی محرم محبتیں اتنی آسانی سے دل سے نہیں مٹتی، اس نے بھی تو اپنے محرم کو روح کی گہرائیوں تک چاہا تھا، اس سے محبت کی تھی، بلکہ اگر عشق کہا جاتا تو غلط ناں تھا، تو بھلا اتنی محبت کے بعد اسے دل سے بھلانا اتنا آسان ہوتا ہے؟

وہ وہاں اپنا دکھ ہلکا کرنے میں مگن تھی جبکہ اس سے کچھ دور موجود وہ شخص اس وقت خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہا تھا کے وہ ابھی اسے سمیٹ نہیں سکتا تھا، اس کے زخموں پر مرہم نہیں لگا سکتا تھا

@@@@@@@@@

اور پھر ہزاروں منتوں مرادوں کے بعد اس دن کا سورج طلوع ہوا تھا جس کا انتظار ارتضیٰ اور مجتبیٰ کو نا جانے کب سے تھا، ارتضیٰ کو اس کی پرنسس اور مجتبیٰ کو اس کی ہنی ملنے جا رہی تھی، ہمیشہ کے لیے، وہ دونوں بہت خوش تھے جس کا اندازہ ان کے چہرے سے لگایا جا سکتا تھا

ارتضیٰ تو پھر بھی خاموش تھا مگر اندرونی کیفیت اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی جبکہ مجتبیٰ تو پورے گھر میں چہکتا پھر رہا تھا، رات کو سب ادھر ہی رکے تھے سو صبح ناشتے کی میز پر انہوں نے خوب ہلہ گلہ کیا

انہی خوشیوں اور مسکراہٹوں کے درمیان دن بہت تیزی سے گزرا، ان دونوں نے نیوی بلو کلر کی یونیفارم پہن رکھی تھی، یہ مخصوص یونیفارم ہوتا ہے جو فوجی اپنی شادی پر زیب تن کرتے تھے، اپنی اپنی وردیوں پر اپنے میڈل اور بیجیز سجائے وہ بہت ہینڈسم لگ رہے تھے

بارات کا انتظام بینکویٹ میں کیا گیا تھا، سو وہ لوگ بارات لے کر سیدھا وہیں پہنچے تھے، آج بھی وہ سب لڑکے ان کی طرف سے تھے جبکہ لڑکیاں ساری حریم اور حرم کی جانب سے تھیں سوائے گل کے جو اپنے لالہ کی بارات کے ساتھ آئی تھی

ان سب لڑکوں نے بلیک ٹیکسیڈو سوٹ پہنے تھے، جبکہ سویٹی نے حوزان کی پسند پر سرخ کیپری اور شرٹ پہن رکھی تھی جبکہ حسال نے پیچ کلر کی

خوبصورت کیپری شرٹ پہنی تھی، گل نے مونگیا، پری نے سکن اور غزل نے انگوری رنگ کے ایک جیسے لباس پہنے تھے

حرم نے سرخ اور گولڈن خوبصورت لہنگا پہنا تھا، خوبصورت سے میک اپ اور جیولری میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی حریم نے ریڈ اور گرین کلر کا لہنگا پہنا تھا، اس کا معصوم چہرہ ہلکے سے میک اور جیولری میں مزید نمایاں ہو رہا تھا

نکاح چونکہ ہو چکا تھا سو کچھ ہی دیر میں ان دونوں کو باہر لایا گیا، حریم کو دیکھ کر ارتضیٰ سب کچھ بھول گیا تھا، ارد گرد موجود ہجوم، لوگ، آوازیں سب کچھ غائب ہو چکا تھا، مگر اچانک ہی وہ ہوش میں آیا، سب لوگوں کی نظروں کا فوکس حریم کا معصوم حسن تھا اور یہی چیز ارتضیٰ کو چبھ رہی تھی

ویسے تو زیادہ لوگ نہیں تھے، مرد بھی زیادہ تر بڑی عمر کے انکل تھے مگر ناجانے کیوں ارتضیٰ صاحب کی پوزیسیونیس جاگ رہی تھی وہ آرام سے اپنی جگہ سے اٹھا، اس کے قریب آتے اس کے سر پر لگی پن ہٹاتے دوپٹے کو گھونگھٹ کے انداز میں چہرے کے سامنے کر دیا

ساری ینگ جنریشن کا شور بلند ہوا تھا، مگر ارتضیٰ کو پرواہ کہاں تھی، آرام سے اس کا ہاتھ اپنے بازو میں ڈالتے ایک ہاتھ سے اس کا لہنگا سنبھالتے سٹیج پر لے گیا، سویرا اور ولید اپنے بیٹے کی دیوانگی دیکھ کر مسکرا دیے، عائشہ بھی بیٹی کی قسمت پر شاکر ہوئیں تھیں

"بھئی میرا بھائی ویسے تو بہت شرمیلا ہے، مگر جب بات ان کی پرنسس کی آتی ہے تب زرا یہ راؤڈی بن جاتے ہیں، خیر وہ تو اپنی پرنسس کو لے آئے

اب میں بھی اپنی ہنی کو سٹیج تک لے آوں" مجتبیٰ اس کے بیٹھتے ہی کھڑا ہوتے اونچی آواز میں بولا

آگے بڑھتے جھک کر ایک انداز سے حرم کے سامنے ہاتھ پھیلایا، وہ اتنا پیارا لگ رہا تھا کے بے ساختہ سب نے ماشاءاللہ پڑھی، حرم نے آہستہ سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو مجتبیٰ نے جھک کر اس کے ہاتھ کو لبوں سے چھوا

ولید کو بے ساختہ اپنے نکاح کا دن یاد آیا تھا، اس نے سویرا کو دیکھا تو وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی جیسے اسی لمحے میں پہنچ چکی ہو، ولید مسکرایا تو اسے دیکھتی سویرا بھی مسکرا دی، مجتبیٰ بڑے آرام سے اسے لے کر سٹیج پر جا کر بیٹھ گیا

تھوڑی دیر بعد دودھ پلائی کی رسم ادا کی گئی جو حسال اور سویٹی نے کی تھی، ان دونوں نے حسال اور سویٹی کو خوبصورت سے جیولری سیٹ دیتے رسم پوری کی، وہ دونوں بھی مسکراتے ہوئے سٹیج سے اتر گئیں

@@@@@@@@

سب لوگ باری باری ان دونوں جوڑیوں کو گفٹس دے کر واپس مڑ جاتے، ان سب کپلز میں سے سب سے پہلے بہرام اور حسال سٹیج پر آئے، مجتبیٰ اٹھ کر بہرام کے گلے لگا، جبکہ حسال نے حرم کو گلے لگایا

بہت مبارک ہو جوان، آخر آج آپ نے بھی شادی کا لڈو کھا ہی لیا" بہرام " نے شرارت سے اس کی پیٹ تھپتھاتے کہا تو مجتبیٰ قہقہ لگا گیا

ہاں بھئی مجھے ان لوگوں کو غلط بھی تو ثابت کرنا ہے جو کہتے ہیں شادی کا لڈو کھانے والے پچھتاتے ہیں، کیونکہ میں بلکل نہیں پچھتانے والا" مجتبیٰ محبت سے حرم کو دیکھ کر بولا

"بلکل، شادی بہت پیارا رشتہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا علیہ السلام کو جس حسین رشتے میں باندھا تھا وہ یہی رشتہ ازدواج تھا، ہم لوگوں نے ہی اس رشتے کو بدنام کیا ہے، میری دعا ہے اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے" بہرام سنجیدہ سے انداز میں اسے سمجھاتے ہوئے بولا

"آمین، تھینک یو بہرام بھائی" مجتبیٰ اس کی محبت پر مسکرا کر رہ گیا، ارتضیٰ اور حریم سے ملنے کے بعد وہ دونوں سٹیج سے نیچے اتر آئے، حسال چلتے ہوئے کونے والی ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئی، ہیلز کی وجہ سے وہ تھک گئی تھی

"کیا ہوا حسال؟ آپ ٹھیک ہیں؟" بہرام نے اسے وہاں دیکھا تو اس طرف آگیا

"جی، میں بلکل ٹھیک ہوں، پریشان مت ہوں، ماشاءاللہ ارتضیٰ اور مجتبیٰ بھائی کتنے خوش اور پیارے لگ رہے ہیں ناں؟" حسال سامنے مسکراتے ہوئے ارتضیٰ اور مجتبیٰ کو دیکھ کر بولی

"ہمم، کیونکہ جب محبت مل جاتی ہے ناں، وہ بھی پوری عزت کے ساتھ، تو انسان خود کو سب سے زیادہ خوش قسمت سمجھنے لگتا ہے، اس وقت احساسات یہ ہوتے ہیں کے ہم خود کو آسمان کی بلندیوں پر محسوس کرتے ہیں" بہرام اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے بولا

"آپ اتنی سمجھداری کی باتیں کیسے کر لیتے ہیں، مجھ سے تو ہضم ہی مشکل سے ہوتی ہیں" حسال اس کا سنجیدہ سا انداز دیکھ کر بولی تو بہرام مسکرا دیا

"کیونکہ سویٹ ہارٹ سمجھداری کی باتیں سمجھنے کے لیے سمجھدار ہونا ضروری ہے، بے وقوفوں کو ایسی باتیں سمجھ آتی بھی نہیں ہیں" سنجیدہ سے لہجے میں بولا، حالانکہ کے اس کی آنکھیں شرارت لیے ہوئے تھیں

"ہاں۔۔۔واٹ، آپ کا مطلب ہے میں بے وقوف ہوں" حسال جو اس کی بات سے متفق ہونے کا سوچ رہی تھی بات سمجھ آتے ہی زور سے بولی

"میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا، اب اگر آپ کو لگ رہا ہے تو بھلا میں آپ کو غلط بول سکتا ہوں؟" معصوم سا چہرہ بناتے بولا حسال اسے گھور کر رہ گئی

@@@@@@@@@

حوزان اور سویٹی بھی انہیں گفٹ دیتے ان سے مل کر نیچے اتر گئے، شہیر اور داہیم دونوں سٹیج پر آئے، مجتبیٰ اٹھ کر ان سے ملا تو دونوں نے ایک ساتھ اسے گلے لگاتے زور سے بھینچا

اوئے بدتمیزو، چھوڑو مجھے، ابھی ابھی شادی ہوئی ہے میری مار و گے کیا" سالو؟" مجتبیٰ کی ہڈیوں نے دہائیاں دیں تو وہ چیخا

کیا یار، آج ہمارے یار کی شادی ہوئی ہے اور ہم خوش بھی ناں ہوں؟"" شہیر نے خفگی سے کہا تو مجتبیٰ نے ان کی دو نمبر اداکاری پر دانت پیسے

یہ خوش ہونے کا کونسا طریقہ ہے، اپنی خوشی میں مجھ غریب کی ہڈیوں کا"
سرمہ بنا ڈالا، ابھی تو میرے دلہا بننے کا شوق بھی پورا نہیں ہوا" مجتبی انہیں
گھوری سے نوازتے ہوئے بولا تو انہوں نے دانت دکھائے

اچھا یار چھوڑ، آج ہم تیرے لیے بہت زبردست گفٹ لائے ہیں، وہ دیکھ""""
وہ دونوں اس کا دھیان ایک جانب کرتے ہوئے بولے، اچانک لائیٹس آف
ہوئیں اور سامنے پروجیکٹر پر فلم چلنے لگی

مجتبی کی آرمی ٹرینگ کے دوران لی گئی تصوریں، ایک میں بہت سارے
کیڈیٹس نے اسے کندھوں پر اٹھا رکھا تھا، ایک میں وہ سب لڑکے یونیفارم
میں رقص کر رہے تھے، کہیں وہ سب دوست اس کے چہرے پر کیک رگڑ
رہے تھے، اور ایک تصویر میں تو حد ہی ہو گئی مجتبیٰ کو فل سردی میں پانی میں

پش اپس کرنے کی سزا ملی تھی سئینیر سے، سردی کی وجہ سے اس کی ناک اور آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا، جبکہ چہرہ سرخ ہو چکا تھا

"اگر کوئی شرم ہوتی، کوئی حیا ہوتی، مگر تم دونوں کو کیا پتا یہ کیا ہوتی، اگر تصویریں لگانی ہی تھیں تو کوئی ڈھنگ کی لگاتے، یہ آخری تصویر لگانی ضروری تھی" فلم ختم ہوئی تو سب لوگ مسکرا رہے تھے، تب ہی مجتبیٰ نے ان دونوں کی گردن پر چت لگاتے کہا

"بے مروت، بے دید انسان ایک تو ہم دونوں نے ڈھونڈ کر تیری تصویروں کو اتنے خوبصورت انداز میں دکھایا اور تو ہمیں ہی آنکھیں دکھا رہا ہے" داہیم نے اسے گھورا جواب مسکرا کر انہیں دیکھ رہا تھا، اسے سچ میں ان کا تحفہ پسند آیا تھا

تھینک یو منحوسو، کبھی کبھی تم دونوں بھی اچھا کام کر جاتے ہو" ایک بار پھر ان دونوں کو گلے لگاتے کہا تو وہ دونوں مسکرا دیے

کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور اٹھا، بہرام نے آگے بڑھ کر حرم کے سر پر قرآنِ مجید کا سایہ کرتے اسے گاڑی میں بیٹھایا، احتشام نے اسے تھام رکھا تھا، وہ احتشام کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی، مجتبیٰ نے اس کے رونے پر لب بھینچے

جبکہ موحد جو کچھ ہی دیر پہلے آیا تھا اس نے حریم کا بھائی بن کر اسے گاڑی تک چھوڑا، ارتضیٰ نے اس دوران مسلسل حریم کا ہاتھ تھام رکھا تھا، حریم کو بے ساختہ باپ اور بھائی کی کمی کا شدت سے احساس ہوا، کوئی چاہے لاکھ محبت دے لیتا، مگر باپ اور بھائی کی جگہ کبھی کوئی نہیں لے سکتا

ارتضیٰ نے اسے خود سے لگاتے سہارا دیا، عائشہ سے ملتے وہ دونوں گاڑی میں سوار ہوئے، محبتوں اور چاہتوں سے سجا یہ قافلہ حیدر ولا کی جانب گامزن تھا، جہاں ایک نئی زندگی ان کی منتظر تھی

@@@@@@@@@@

حیدر ولا پہنچ کر مختلف رسموں کے بعد انہیں ان کے کمروں میں بھیجا گیا، ارتضیٰ اور مجتبیٰ اپنے روم میں جانے کے لیے بڑھے تو آگے گل اور پریاں کھڑی تھیں، ارتضیٰ نے پری کو جبکہ مجتبیٰ نے گل کو سویٹ اور حسال کے جیسے ہی سیٹ دیے، محبت اور شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ دونوں اپنے اپنے روم میں داخل ہوئے

ارتضیٰ اندر آیا تو سامنے ہی اس کی پرنسس خوبصورت سے لباس میں سر سے پاؤں تک سجی اس کا انتظار کر رہی تھی، اس کے نزدیک اس سے بڑی کوئی اور نعمت نہیں ہو سکتی تھی

السلام علیکم پرنسس "اس کے قریب بیٹھتے محبت سے اس کا ہاتھ تھامتے" بولا، حریم کو دل یکبار ہی دھڑکا تھا، ہاتھوں پر پسینہ اترنے لگا

وعل۔۔وعلیکم السلام " بامشکل آواز پر قابو پاتے آہستہ سے کہا، ارتضیٰ نے" ہاتھ بڑھاتے اس کا گھونگھٹ چہرے سے اٹھایا، وہ پری پیکر، حسین چہرہ اس کے سامنے تھا، ارتضیٰ کو اپنا دل ایک بار پھر سینے سے نکل کر اس کے نام ہوتا محسوس ہوا

میں چاہتوں کا حساب لکھ دوں

آ تجھ پہ کوئی کتاب لکھ دوں
کبھی کسی سے کیا ناں جس نے
میں وہ پیار، بے مثال لکھ دوں
میری نظر میں جو بس گیا ہے
وہ دلکشی، وہ جمال لکھ دوں
بہت دنوں سے سوچتا ہوں
تیرے نام ہر اک شام لکھ دوں
اب کے اگر گوارہ ہو تجھ کو
یہ زندگی تیرے نام لکھ دوں

دھیمی مگر گھمبیر آواز میں بولتے وہ حریم کو ساکت کر گیا تھا، یہ شخص جو اس وقت اس کے سامنے بیٹھا تھا وہ نا جانے عشق کی کونسی منزل پر تھا کے وہ ہر بار

اس کی محبت پر حیران رہ جاتی تھی، جب اسے لگتا تھا وہ اس سے زیادہ اسے نہیں چاہ سکتا وہ تب اسے غلط ثابت کر دیتا تھا

ارتضی نے محبت سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اس کے ماتھے پر اپنی عقیدت اور محبت کی مہر ثبت کی، آہستہ سے اس کی نم مگر حسین آنکھوں کو لبوں سے چھوا، وہ اس کی پرنسس تھی، جس پر اسے ہر ہر لمحہ پیار آتا تھا، جب بھی اسے دیکھتا تو خود کو بے بس محسوس کرتا

ارتضیٰ کا عشق حریم کے لیے جاوداں تھا، جسے ناں زوال تھا ناں فنا، جو ناجانے کب سے شروع ہوا تھا اور کب تک باقی رہنا تھا، یا شاید ارتضیٰ کی پہلی سانس سے اس کی آخری سانس تک رہنے والا تھا، ارتضیٰ اس کے گالوں پر پھیلی سرخی میں اضافہ کرتا کے تب ہی اس کا موبائل وائبریٹ ہوا

السلام علیکم، جی سر، اوکے سر، آئی ول بی دئیر ان ففٹین منٹس" ارتضیٰ" کال اٹھاتے بولا، حریم جس کا نازک دل اس کی قربت پر دھڑکے جا رہا تھا اس کے دور جانے اور اسکی بات پر ساکت ہوا تھا، اسے پتا تھا کے وہ ایک آرمی آفیسر کی بیوی ہے، جن کی زندگی میں پہلی ترجیح ان کا ملک ہوتا ہے، سو اسے بھی ہر وقت تیار رہنا تھا

پرنسس، ایک ایمرجنسی آگئی ہے، مجھے جانا ہو گا، آپ دعا کریے گا، " پریشان نہیں ہونا، اور رونا تو بلکل نہیں ہے اوکے، آپ جانتی ہیں ناں آپ کے آنسو آپ کے ارتضی کو تکلیف دیتے ہیں" ارتضیٰ اس کے پاس اتے بولا جو بیڈ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی، جھک کر اسے پیار کرتے ساتھ نصیحت بھی کر گیا

فی امان اللہ"آیت الکرسی پڑھ کر اس پر حصار کھینچتے حریم اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو چھپاتے بولی، ہر بار اس کے کسی مشن پر جاتے اس کی حالت ایسی ہی ہوتی تھی

اللہ حافظ جانِ ارتضیٰ "اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوا، کچھ پل اسی حالت میں رہتے وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا، اگر ایک پل اور رکتا تو حریم کے لیے اس کا عشق، اس ملک کے لیے اس کے عشق پر غالب آ جاتا، جو وہ کبھی ہونے نہیں دے سکتا تھا

مجتبیٰ روم میں آیا تو حرم گھونگھٹ چہرے پر ڈالے بیٹھی تھی، وہ پورے دل سے مسکرا دیا، کچھ لمحے پہلے تک وہ گھونگھٹ اس کے چہرے پر نہیں تھا، مگر جو بھی تھا اس رسم کا بھی الگ ہی چارم تھا، سو مسکراتا ہوا بیڈ پر آ کر اس کے قریب بیٹھا

اسلام علیکم" بہت محبت سے پکارا تھا، حرم کی دھڑکنیں الگ ہی لے پر محو" رقص ہوئیں،

وعلیکم السلام" آہستہ مگر دلکش آواز میں کہا تو مجتبیٰ نے ہاتھ بڑھاتے اس" کے چہرے سے گھونگھٹ الٹ دیا، اس نے پہلے اسے دیکھا تھا مگر اب یوں لگا جیسا یہ چہرہ پہلے سے زیادہ دلکش اور حسین ہو،

کیا ہیں آپ ہنی، جب جب آپ کو دیکھتا ہوں تب تب مجھ میں زندگی کا" احساس ملتا ہے، جب آپ مسکراتی ہیں تو لگتا ہے جیسے ساری کائنات کی خوبصورتی یہیں ان لبوں میں سمٹ گئی ہو، جب آپ مجھے دیکھتی ہیں تو دل چاہتا ہے وقت کی نبضوں کو تھام کر اسے وہیں روک دوں تاکے وہ لمحے پوری

زندگی پر محیط ہو جائیں" وہ اس کا ہاتھ تھامے ایک وجد کے عالم میں بول رہا تھا جبکہ حرم اپنا دل تھامے اس ساحر کا سحر خود پر طاری ہوتا دیکھ رہی تھی

"آج یہ دن، یہ لمحے میری زندگی کے سب سے حسین پل ہیں، کیونکہ اس میں آپ میرے پاس ہیں، میرے قریب، اتنا قریب کے میں بغیر کسی جھجھک کے آپ کو اپنی روح تک میں بسا سکتا ہوں" مجتبیٰ کا گھمبیر جذبوں سے چور لہجہ حرم کو سرخ کر گیا تھا

"مجتبیٰ۔۔ مجھ۔۔ مجھے چینج کرنا" اس نے پہلو بچا کر وہاں سے اٹھنا چاہا جب وہ اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے ساکت کر گیا

زرا ٹھہرو، میری حالت سنبھل جائے تو پھر جانا
دلِ بے تاب تھوڑا سا بہل جائے تو پھر جانا

ابھی تو فرقتوں کے سحر سے نکلا نہیں ہوں میں
تمہارے وصل کا جادو یہ چل جائے تو پھر جانا

بر اناں گر لگے تو سامنے بیٹھے رہو یونہی
تیرا چہرہ بصارت میں جو ڈھل جائے تو پھر جانا

کئی صدیوں رہا ہوں کرب کے اس زرد موسم میں
سنو یہ درد کا موسم بدل جائے تو پھر جانا

جمی ہیں ڈھڑکنیں تو منجمند ہیں ساری سانسیں بھی
بدن میں زندگی تھوڑی مچل جائے تو پھر جانا

ابھی مت جاؤ کے جکڑا ہوا ہے درد نے مجھ کو
تمہارے درد کا لوہا پگھل جائے تو پھر جانا

میرے دل میں ابھی جینے کی پھر خواہش سی جاگی ہے
یہ ننھی سی تمنا پھول پھل جائے تو پھر جانا

مجتبی کا دلکش لہجہ سنتے حرم ساکت ہوئی، وہ سارے زمانے کی محبت آنکھوں میں سموئے اسے دیکھتے ایک جذب سے بول رہا تھا جبکہ حرم یک ٹک اس کے ہلتے لبوں کو دیکھ رہی تھی

ایسے مت دیکھیں ہنی، بندہ بشر ہوں خطا بھی سرزد ہو سکتی ہے "اس کے کان کے قریب جھکتے شرارت سے بولا تو حرم سٹپٹاتے ہوئے نظریں جھکا گئی،

اس سے پہلے مجتبیٰ پیش قدمی کرتا، کھٹک کی آواز پر اس نے بے ساختہ کھڑکی کی طرف دیکھا

حرم کو چھوڑتے وہ کھڑکی کے پاس آیا، کھڑکی کھولتے باہر جھانکا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا، مجتبیٰ کھڑکی بند کرتے واپس آیا، حرم ابھی تک اس کی آواز کے سحر میں ڈوبی وہیں کھڑی تھی

مراقبے سے باہر آجائیں مسز، سین ختم ہو گیا" مجتبیٰ اسے ساکت دیکھتے" شرارت سے بولا، جس پر وہ جھنپتے ہوئے ہوش میں آئی

مجتبیٰ آپ ناں۔۔۔" حرم کو سمجھ نہیں آیا وہ اسے کیا کہے اسی لیے چپ کر" گئی، مجتبیٰ اس کے قریب آکر رکا، آہستہ سے اس کے کان کے قریب جھکا

کیا جانِ مجتبی، کیا میں "گھمبیر لہجے میں بولتا وہ ایک بار پھر اسے ساکت کر" گیا، اس کی خوبصورت آنکھوں کو دیکھتے مجتبی جھکا اور اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے، اس سے پہلے کے وہ مزید بہکتا ایک بار پھر کھڑکی پر آواز ہوئی

مجتبیٰ نے جا کر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا، مگر اس کے اندر کا فوجی ضرور جاگ چکا تھا، کھڑکی بند کرتے وہ اندر آگیا، حرم چینج کرنے کے لیے واشروم کی جانب بڑھ گئی

یار مار مار، ایک اور مار، اور زرا ابڑا اوالا مارنا" شہیر داہیم کو پتھر پکڑاتے ہوئے" بولا، ان دونوں کو کہاں مجتبیٰ کا سکون ہضم ہونا تھا

ہاں یار، بہت ترسا ہوا تھا ناں شادی کو، لے بیٹا اب لے مزہ" داہیم نے زور سے پتھر کھڑکی کی جانب پھینکا، تب ہی اسے اپنے کندھے پر چپت محسوس ہوئی

"کیا یار، ڈسٹرب مت کر، قسم سے مجتبیٰ کا حیران چہرہ بڑا مزہ دے رہا ہے مجھے، دیکھنا ابھی کھڑکی کھول کر یہاں وہاں دیکھے گا" وہ شہیر کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے ہوئے بولا

"گھٹیا انسانو، کبھی کوئی انسانوں والی حرکتیں بھی کر لیا کرو، جب جب میں تم دونوں کو انسان تصور کرنے لگتا ہوں تم دونوں بڑے آرام سے مجھے غلط ثابت کر دیتے ہو" مجتبیٰ کی آواز پر داہیم جھٹکے سے مڑا، پیچھے ہی وہ شہیر کو گردن سے دبوچے ہوئے تھا

مج۔۔۔ مجتبی، وہ ہم تو، ہاں، ہم تو باہر ہواخوری کرنے کے لیے آئے تھے، " ہیں ناں شہیر" داہیم جلدی سے ادھر ادھر ٹہلتے بولا

جو ہواخوری تم دونوں کر رہے تھے ناں مجھے اچھے سے پتا ہے، اور اب جو " کچھ میں تم دونوں کو کھلاوں گا ناں اس کے بعد تم دونوں کی کسی چیز کی تمنا نہیں رہے گی" دوسری بازو سے داہیم کی گردن دبوچتے وہ ان دونوں کو لیے ایک طرف بڑھا

اس کے بعد چراغوں میں روشنی ناں رہی، ان دونوں سے فارغ ہوتے وہ اپنے کمرے میں واپس آیا جہاں حرم دوپٹہ لیے عشاء کی نماز ادا کر رہی تھی، اسے دیکھ کر مسکراتے وہ خود بھی وضو کرنے چل دیا، اس سے تھوڑا سا آگے جائے نماز بچھاتے نماز ادا کرنے لگا

نماز سے فارغ ہوتے انہوں نے شکرانے کے نوافل ادا کیے، اللہ سے اپنی محبت اور زندگی کی دعا مانگ کر وہ دونوں وہاں سے اٹھے، مجتبیٰ نے نرمی سے اسے اپنی محبت بھرے حصار میں لیا، بچپن سے دل میں بسی محبت وہ وہ قطرہ قطرہ کر کے اس پر برسا رہا تھا، حرم اس کی محبت بھری پناہوں میں شرماتی، جھجھکتی خود کو اسے سونپ گئی جو اس کی محبت تھا، اس کا محافظ

@@@@@@@@@

ارتضیٰ تقریباً دو گھنٹے کا سفر کرتے بیس پہنچا تو اسے پتا چلا کے کسی نے اس کے آفس سے ان کی کنفیڈینشل فائل چرانے کی کوشش کی ہے، ویسے تو ایسا ہونا ناممکن تھا، کیونکہ ایک تو بیس میں کسی غیر متعلقہ شخص کا داخلہ ناممکن تھا، دوسرا وہ کبھی بھی اپنی فائلز یوں ہی وہاں نہیں رکھتا تھا

مگر یہ بات اتنی عام بھی نہیں تھی کے نظرانداز کر دی جاتی، کیونکہ اگر وہ شخص انہی میں سے تھا اس کا مطلب یہ تھا کے ان کے درمیان کوئی غدار موجود تھا، جو کے بہت بڑا خطرہ ثابت ہو سکتا تھا

ارتضیٰ نے اپنا آفس کھولتے سی سی ٹی وی فوٹیج نکالی، کیمرے میں ایک شخص بلیک ہوڈی میں ملبوس اس کے کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا، اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تب ہی ارتضی کی نظر اس کے بائیں ہاتھ پر گئی جہاں جانی پہچانی چیز جگمگا رہی تھی

سر آپ فکر ناں کریں، کوئی بڑا اشو نہیں ہے، یہ میرا ہی آدمی تھا شاید کسی" کام سے آیا ہو گا" ارتضیٰ سامنے دیکھتے پر سوچ انداز میں بولا

مگر کمانڈر ارتضیٰ اس طرح چوروں کی طرح آنے کی کیا ضرورت تھی ان" کو" چیف کو اس کی حرکت عجیب لگی، ارتضی ان کا بہت قابل آفیسر تھا سو انہیں اس کی بات پر یقین تھا

سر میں اس سے مل کر آپ کو مطلع کر دوں گا" ارتضیٰ ان سے کہتا وہاں" سے باہر نکل آیا، اس کے موبائل پر میسج ٹون بجی، کچھ ہی لمحوں میں وہ ایک گھر کے باہر کھڑا تھا دروازہ کھٹکھٹاتے انتظار کرنے لگا، کچھ دیر بعد دروازہ کھلا

آئیں، آئیں کمانڈر ارتضیٰ ولید حیدر، بہت اچھا لگا آپ کو اپنی سہاگ رات پر" اپنی بیوی کی بجائے اپنے سامنے دیکھ کر" فریحہ ہنس کر بولتی اسی کوئی پاگل معلوم ہوئی تھی،

چٹاخ، تم میری سوچ سے زیادہ گھٹیا ہو فریحہ، کیوں کی تم نے یہ واہیات" حرکت ؟"ارتضیٰ نے زوردار تھپڑ اس کی گال پر مارا، جبکہ وہ حیران ہونے کی بجائے ڈھٹائی سے مسکرا دی

کیونکہ میں جان گئی تھی کے تم میرے نہیں ہو سکتے، اسی لیے سوچا کیوں " ناں تمہاری شادی پر تمہیں ایسا تحفہ دوں کے تم اور تمہاری وہ پرنس ساری زندگی یاد رکھے، وہ اپنی شادی کی رات روتے ہوئے گزارے گی، چچچچ، اور تم یہاں خوار ہوتے پھروگے"وہ عجیب سائیکو حرکتیں کر رہی تھی، حسد میں آکر وہ اپنا کرئیر تک داؤ پر لگا گئی

تم نے پہلے وہ چوری کا ڈرامہ کیا، پھر خود میرے لیے وہ کلو چھوڑا، اور آخر" میں خود اپنا اڈریس مجھے سینڈ کیا، تم اپنی فضول سی سوچ کے پیچھے اس حد تک پاگل ہو چکی ہو کے غلط اور سہی کی تمیز بھی بھول گئی، یہ تک نہیں سوچا کے

تمہیں آرمی سے نکالا جا سکتا تھا، تمہارا کریئر تباہ ہو جاتا" ارتضی کو اب اس کے پاگل پن پر افسوس ہو رہا تھا

"مجھے فرق نہیں پڑتا اگر مجھے آرمی سے نکال بھی دیا تو، مگر جو خوشی آپ کو یہاں دیکھ کر ہو رہی ہے اور آپکی پیاری حریم کا روتا چہرہ تصور کر کے ہو رہی ہے وہ ناقابل بیان ہے" امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد تھی وہ جو آرمی میں بھی صرف اپنے شوق پر آئی تھی تب ہی اپنی ہار قبول نہیں کر پا رہی تھی

"تم پاگل ہو، تمہیں کیا لگتا ہے ایک رات کے لیے مجھے میری بیوی سے دور کر کے تم جیت گئی، تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے، میری محبت کی تکمیل کے لیے بے شمار راتیں ہمارے انتظار میں ہیں، جہاں تک حریم کے اداس ہونے کی بات ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے وہ اس لیے رو رہی ہو گی کے میں اسے وہاں چھوڑ آیا ہوں تو تم غلط ہو، وہ حریم ہے، لیفٹیننٹ حریم ارتضیٰ ہیں وہ، اگر آج میں

شہید بھی ہو جاوں تو وہ فخر سے سر اٹھا کر جئیں گی، اور تا عمر میری محبت کے سہارے گزار دیں گی، تم ہمارے جسموں کو کچھ پلوں کے لیے دور کر سکتی ہو، مگر ہماری روح کو نہیں جو ایک دوسرے سے جڑی ہے" ارتضیٰ تمسخرانہ انداز میں مسکرا کر بولا تو فریحہ ساکت ہوئی

چلتا ہوں، میری پرنسس بے چینی سے میرا انتظار کر رہی ہو گی، تم رہو" اپنے پاگل پن کے ساتھ" ارتضیٰ کہتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا، فریحہ کے دماغ میں سنسناہٹ ہونے لگی، ایک بار دل چاہا ارتضیٰ کی جان لے لے، مگر نہیں وہ اتنا نہیں گر سکتی تھی، وہ صرف انہیں الگ کرنا چاہتی تھی، خود قاتل نہیں بن سکتی تھی

ارتضیٰ دو گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد واپس ایا تو صبح کے چار بج چکے تھے، گھر آتے ہی وہ سیدھا اپنے روم کی طرف بڑھا، اندر آیا تو حریم سامنے ہی جائے نماز پر بیٹھی تھی، آنکھیں بند کیے وہ دعا مانگنے میں مشغول تھی

اس کا چہرہ دیکھتے ارتضیٰ ہو کو اپنی ساری تھکن ختم ہوتی محسوس ہونے لگی، وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا، حریم ارتضیٰ کا احساس محسوس کرتے آنکھیں کھول گئی، سامنے ہی وہ اپنی تمام تر دلکشی لیے کھڑا تھا، حریم کے دل نے بے ساختہ شکر کا کلمہ پڑھا تھا

ارتضیٰ، آپ" جائے نماز سامنے سے فولڈ کرتے وہ بولی تھی جب ارتضیٰ" جھک کر اسے بازوں میں اٹھا گیا، حریم اس کے عمل پر بے ساختہ سٹپٹا گئی

ششش، پرنس، کچھ مت بولیں، مجھے، میری محبت کو محسوس کریں، آج" یہ ارتضیٰ ولید حیدر آپ کو بتانا چاہتا ہے کے حریم ارتضیٰ اس کے لیے کیا ہیں، اور یہ بتانا لفظوں میں ممکن نہیں ہے" اس کی رت جگے کی چغلی کھاتی سرخ آنکھوں کو لبوں سے چھوتے محبت سے بولا

حریم کچھ لمحے اس کی محبت محسوس کرتے پر سکون ہوتے اپنا سر اس کے سینے سے ٹکا گئی، ساری رات اسکی زندگی کی دعائیں مانگتے اس نے جس کرب سے گزاری تھی اب اسے سامنے پاتے ہی ساری تکلیف دور ہو گئی تھی

@@@@@@@@@

اگلے دن وہ سب لوگ تقریباً ایک بجے کے قریب جاگے تھے، شام کو ان کا ولیمہ تھا سو مختلف کاموں سے فارغ ہوتے شام کے قریب پارلر والی انہیں

تیار کرنے کے لیے آ گئی، مہمل اور عائشہ اپنی بیٹیوں کے چہروں پر سجی سچی مسکراہٹ دیکھتے پر سکون ہوئیں تھیں

ارتضیٰ نے حریم کو خوبصورت اور نازک سے کنگن منہ دکھائی میں دیے تھے جو اس کی نازک کلائیوں میں آ کر سج گئے تھے جبکہ مجتبیٰ نے حرم کو خوبصورت وائٹ گولڈ کا پینڈینٹ پہنایا جس پر ان دونوں کے ناموں کا پہلا حرف کندہ تھا

شام میں حرم نے نیوی بلو اور وائٹ میکسی زیب تن کی تھی، جبکہ حریم نے پیچ کلر کی میکسی، خوبصورت سے میک اپ اور جیولری میں وہ دونوں نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھیں، جبکہ ارتضیٰ کل کی طرح اپنے یونیفارم میں ملبوس تھا، مجتبیٰ نے آج اپنی سفید یونیفارم پہنی تھی

لیڈیز اینڈ جینٹل مین پلیز پٹ یور ہینڈز ٹو گیدر فار مسٹر اینڈ مسز ارتضیٰ ولید" حیدر اینڈ مسٹر اینڈ مسز مجتبیٰ ولید حیدر" داہیم کی زوردار آواز پر ان سب کو دھیان انیٹرینس کی جانب گیا جہاں دیکھتے سب لوگ ساکت ہوئے تھے

@@@@@@@@

وائٹ یونیفارم میں مجتبیٰ جس کے ہاتھ میں اس کی سوارڈ آف آنر تھی جبکہ نیلی میکسی میں ملبوس حرم کے سر پر مجتبیٰ کی کیپ رکھی تھی، حرم نے مجتبیٰ کے بازو میں ہاتھ ڈال رکھا تھا، وہ دونوں ساتھ چلتے بے حد حسین لگ رہے تھے

جبکہ ان کے پیچھے ارتضیٰ تھا جس کے ہاتھ میں کاغذ سے بنا جہاز تھا ایک سائیڈ کو دیکھتے وہ ایک انداز سے کھڑا تھا جبکہ حریم کے ہاتھ میں مختلف بورڈ تھے جس پر مختلف الفاظ لکھے تھے ارتضیٰ کا ہاتھ تھام کر چلتی اس کی پرنسس بے تحاشہ خوش تھی

سویرا نے بے ساختہ ان کی نظر اتاری، داہیم اور شہیر نے خوب ہوٹنگ کی، حوزان اور سویٹی، حسال اور بہرام بھی ایک طرف کھڑے ان کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے، وہ لوگ سٹیج پر بیٹھے تو سب لوگ باری باری ان سے آکر ملنے لگے

سب مہمانوں سے فارغ ہونے کے بعد وہ سب نوجوان پارٹی وہاں کھڑی تھی، ان سب لڑکوں نے جینز پر مختلف رنگوں کی شرٹس پہنی تھی، سویٹی اور

حسال نے کلیوں والی فراکس زیب تن کر رکھی تھیں، پر نیاں اور گل نے بھی شارٹ فراک اور کیپری پہنی تھی

داہیم یہ تمہارے آنکھ کے نیچے کیا ہوا ہے ؟" بہرام نے داہیم کی آنکھ کے " نیچے نیلا نشان دیکھتے پوچھا تو اس نے بے ساختہ مجتبیٰ کو دیکھا جو مسکراہٹ دبا گیا

بتاؤ ناں داہیم، کیا ہوا ہے تمہاری آنکھ پر ؟" مجتبیٰ نے انجان بنتے پوچھا داہیم " نے دانت پیسے، کیونکہ اگر بہرام کو پتا چل جاتا ان کی کل والی حرکت کا تو ان کی خیر نہیں تھی

ہاں اور شہیر تمہارے چہرے پر بھی نشان ہیں؟ ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے تم" دونوں کو پیٹا ہو"ارتضیٰ نے شہیر کے چہرے پر بھی ویسے ہی نشان دیکھے تو بہت حد تک معاملہ سمجھ گیا

ہمم،آپ کے چہرے پر تو نشان ہے،کون ماری ہے آپ کو ام کو بتاؤ ام ابھی" اس کو اس کا نانی یاد دلا دے گا"گل نے شہیر کے چہرے پر نشان دیکھے تو اس کے اندر کی بیوی نے انگڑائی لی

اگر تو نے اپنی بیوی کو بتا دیا ناں کے یہ نشان کس چیز کے ہیں تو وہ تیرے چار" پانچ نشان اور ثبت کر دے گی"داہیم آہستہ سے شہیر کی طرف جھکتے ہوئے بولا،اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا،لالہ کی چمچی اسے مار ہی ناں ڈالتی

بتایا نہیں تم دونوں نے، کیا ہوا ہے یہ ؟" حوزان کی آواز پر وہ دونوں "
سیدھے ہوئے

وہ حوزان دراصل، ہاں ہم کل راستے میں گر گئے تھے، تب ہی چوٹ لگ "
گئی" داہیم جلدی سے بولا کل تو جو ہوا سو ہوا اگر ان سب کو پتا چل جاتا تو جو
ذلالت ہونی تھی وہ الگ ہوتا

ہمم، انسانوں والے کام کرو تو یہ سب ناں ہو، مگر تم دونوں میں ساری غیر "
انسانی عادتیں پائی جاتی ہے" مجتبیٰ نے بہت مہذب انداز میں انہیں جانور کہا
تھا

کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہیں آپ لوگ بھی، چھوڑیں ناں، آپ چاروں" کپلز یہ بتائیں ہنی مون پر کہاں جارہے ہیں؟"شہیر نے بات بدلتے کہا مخاطب وہ سب شادی شدہ حضرات تھے

ابھی فلحال تو کوئی پلین نہیں ہے، دیکھتے ہیں کیا حالات بنتے ہیں"حوزان" نے سنجیدگی سے کہا، فلحال اس کا کوئی کیس نکل آیا تھا جس میں وہ مصروف تھا

مختلف باتوں اور ہنسی مزاق میں یہ حسین شام بہت جلدی گزر گئی تھی، وہ سب ایک دوسرے کی سنگت میں خوش اور مطمئن تھے کیونکہ انہیں ان کی محبت مل چکی تھی

میرے دل کی ساری شدتیں
میرا اخلوص میری چاہتیں

اے دوست فقط تیرے لیے

میرا دکھ میرے سارے غم

میرا سکھ اور ساری راحتیں

اے دوست فقط تیرے لیے

میری ہنستی اکھیاں کھلتے لب

میری روح میرا دھڑکتا دل

اے دوست فقط تیرے لیے

یہ ہوا اور جگنو تتلی شبنم

یہ پھول کلیاں یہ چاند تارے

اے دوست فقط تیرے لیے

میری دعائیں میرے سجدے اور عبادتیں

میرے خواب میری ساری ریاضتیں

اے دوست فقط تیرے لیے

میری زندگی کا ہر ایک لمحہ

اور دل کی ساری حکایتیں

اے دوست فقط تیرے لیے

اے دوست فقط تیرے لیے

@@@@@@@@@

دو ماہ بعد۔۔۔

زندگی کے کشکول میں مزید سکے آ گرے تھے، وقت اپنی مخصوص رفتار سے اپنا مدار طے کر رہا تھا، ان سب کی زندگیاں اپنے معمول پر آ گئی تھیں، ارتضیٰ اور حریم ائیر فورس میں اپنے فرائض سر انجام دے رہے تھے

مجتبیٰ بھی نبوی، اپنی محبت، اپنے عشق کی آغوش میں اپنا فرض نبھارہا تھا، حرم اور پرنیاں ہوسپٹل میں مصروف ہوتیں تھیں، دوسری جانب حوزان پولیس فورس اور سویٹ اپنی ڈگری مکمل کررہی تھی، حسال نے ایک ماہ پہلے امید سے ہونے کی خوشخبری سنائی تھی تب سے بہرام نے اسے پلکوں پر بیٹھا رکھا تھا، اسنے اس کا آفس جانا بھی بند کردیا

داہیم اور شہیر بھی ایک بار پھر اپنا اپنا فرض نبھاتے تھے، وہ لوگ آخری بار مجتبیٰ اور ارتضیٰ کے ولیمے میں اکٹھے ہوئے تھے، اس کے بعد کسی ناں کسی کی ملاقات ہوجاتی تھی مگر ایک ساتھ وہ لوگ کہیں جمع نہیں ہوئے تھے

اوکے ماما جانی، میں ہوسپٹل کے لیے نکل رہی ہوں" حرم دودن کے لیے" گھر آئی تھی، آج ہی اسے واپس جانا تھا تب ہی صبح ناشتہ کرتے سویرا کو گلے

لگاتے اٹھی جب ایک دم چکر آیا، اس سے پہلے کے وہ زمیں بوس ہوتی سویرا اور ولید نے اسے تھام کر کرسی پر بیٹھایا

ہنی، آپ ٹھیک ہو بیٹا، کیا ہوا آپ کو؟" سویرا نے پوچھا تو حرم مسکرا کر سر جھکا گئی، اسے کافی دنوں سے اپنی طبیعت خراب لگ رہی تھی، اور اب اسے یقین ہو چلا تھا کے وہ پریگنینٹ ہے

آپ دادی بننے والی ہیں" سویرا کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی پھر" خود اپنا سرخ ہوتا چہرہ اس کے ساتھ لگتے چھپا گئی، سویرا اس کی بات پر کھل اٹھی۔

"تم سچ کہہ رہی ہو ہنی، ماشاءاللہ، جیتی رہو میری جان، اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں عطا فرمائے، ولی آپ دادا بننے والے ہیں" سویرا نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے کہا تو ولید بھی مسکرا اٹھا

"ماشاءاللہ اللہ آپ کو خوش رکھے بیٹا" ولید نے بھی اسے ساتھ لگاتے اس کے سر پر بوسہ دیا، حرم تو شرم سے سر بھی نہیں اٹھا پا رہی تھی

"مجتبیٰ کو بتایا؟" سویرا نے اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھتے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی

"نہیں ماما، وہ آئیں گے ناں پرسوں پھر بتادوں گی" مجتبیٰ پرسوں چھٹی پر آنے والا تھا سو اس نے فون پر بتانے کی بجائے مل کر بتانے کا ارادہ کیا

ٹھیک ہے بیٹا، جیسے آپ کو ٹھیک لگے، مگر آپ آج ہوسپٹل مت جاؤ، "ریسٹ کرو، کل چلی جانا" سویرا کو اب اس کی صحت کی فکر ہونے لگی تھی، ان کی دونوں بہویں ہی کھانے کے معاملے میں ماشاءاللہ تھیں

جی ماما، میں پری کو فون کر دیتی ہوں کے میں نہیں آسکتی" حرم نے موبائل نکالتے اس سے کہا اور پھر پری کو فون کرنے لگی، اسے اپنے ناں آنے کا بتاتے وہ خود ان کے پاس آکر بیٹھ گئی

@@@@@@@@

پرنیاں اپنے کیبن میں بیٹھی ایک مریض کا چیک اپ کر رہی تھی جب اس کے موبائل پر میسج آیا، پیشینٹ کا تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد وہ فری ہوئی تو موبائل پکڑا، وٹس ایپ پر ان نون نمبر سے وائس میسج آیا تھا

خیریت پوچھو کبھی تو کیفیت پوچھو

تمہارے بن دیوانے کا کیا حال ہے

دل میرا دیکھو، ناں میری حثیت پوچھو

تیرے بن ایک دن جیسے سو سال ہے

انجام ہے طے میرا، ہونا تمہیں ہے میرا

جتنی بھی ہوں دوریاں فلحال ہیں

یہ دوریاں فلحال ہیں

خیریت پوچھو، کبھی تو کیفیت پوچھو

تمہارے بن دیوانے کا کیا حال ہے

تمہاری تصویر کے سہارے موسم کئی گزارے
موسمی ناں سمجھو پر عشق کو ہمارے

نظروں کے سامنے میں آتے نہیں تمہارے
مگر رہتے ہو ہر پل منظر میں تم ہمارے

گر عشق سے ہے ملا، پھر درد سے کیا گلا
اس درد میں زندگی خوشحال ہے

یہ دوریاں فلحال ہیں
خیریت پوچھو، کبھی تو کیفیت پوچھو
تمہارے بن دیوانے کا کیا حال ہے

موبائل سے آتی گانے کی آواز پر وہ ساکت ہوئی تھی، اور یہ اس کے ساتھ پہلی بار نہیں ہو رہا تھا، پچھلے دو ماہ سے ہر دوسرے دن کوئی اسے اسی طرح کبھی کوئی سانگ، کبھی شاعری بھیج رہا تھا

شاید کوئی اپنی محبت اس پر آشکار کرنا چاہتا تھا، بنا بولے اپنے جذبات اس تک پہنچانا چاہتا تھا، جو بھی تھا مگر ہر بار اس قسم کے میسیجز پر وہ خود کو اس انجان شخص کو سوچنے سے روک نہیں پا رہی تھی

کون ہو تم؟ کیوں پیچھے پڑ گئے ہو میرے، میں شادی شدہ ہوں، میری جان" چھوڑ دو" تنگ آ کر اس نے اج پھر اس نمبر پر رپلائی کیا، دو منٹ بعد ہی میسج سین ہوا تھا

شادی شدہ نہیں بیوہ، مگر فکر مت کریں بہت جلد دوبارہ شادی شدہ" ہو جائیں گی" مقابل جو بھی تھا اس کے بارے میں اچھی خاصی معالومات رکھتا تھا

" جب یہ پتا ہے کے میں بیوہ ہوں تو یہ بھی جان لو کے اب میری زندگی میں کسی اور کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے، سو اپنی فضول کوششیں ترک کر دو"
پرنیاں کو اس ان دیکھے شخص سے چڑ ہونے لگی تھی

" آپ فکر مت کریں میڈم، ہمیں اپنے لیے جگہ بنانی آتی ہے، آپ کا دل پورا کا پورا اپنے نام ناں کیا تو ہم بھی ہم نہیں" اتنی ڈھٹائی سے بولے جانے پر اب پری کا دل چاہا تھا وہ سامنے ہو اور پری اس کا سر پھاڑ دے

بھاڑ میں جاؤ تم، فالتو انسان "غصے سے میسج کرتے موبائل آف کرنا چاہا جب" ایک سیکنڈ میں اس کا جواب حاضر تھا

آپ ساتھ چلیں، وہاں بھی چلا جاؤں گا" شرارتی ایموجی کے ساتھ آیا میسج" دیکھ کر پری نے موبائل دور کیا تھا، پتا نہیں کیا مصیبت گلے پڑ گئی تھی

@@@@@@@@@

حوزان آفس سے واپسی پر سویٹ کو لینے کے لیے اس کی یونیورسٹی آیا تھا، جہاں وہ اسی کے انتظار میں باہر کھڑی تھی، پولیس یونیفارم میں ملبوس حوزان خاقان، آنکھوں پر ڈارک سن گلاسز لگائے وہاں موجود کئی لڑکیوں کا دل دھڑکانے کا باعث بن رہا تھا

"السلام علیکم "سویٹی کے پاس آکر محبت سے بولا، جا کا دھیان اس سے زیادہ ارد گرد موجود لڑکیوں پر تھا جو کتنی بے شرمی سے اس کے خان کو گھور رہی تھیں

"وعلیکم السلام، چلیں خان گھر چلتے ہیں، ہمارا بے بی رو رہا ہو گا "اس کا بازو تھامتے اونچی آواز میں بول کر ان سب کو سنایا تھا، حوزان حیرے سے اسے دیکھنے لگا، کونسا بے بی رولا رہی تھی اب وہ

"سویٹی ڈارلنگ، ہماری شادی کو ابھی صرف دو ماہ ہوئے ہیں، یہ کونسی سائنس ہے جس میں شادی کے دو ماہ بعد ہی بے بی آجاتا ہے؟ "حوزان اسے چڑانے کے لیے اس کی طرف جھکتے بولا جس پر وہ سچ مچ چڑ گئی

چپ کر کے چلیں خان، ایک تو آپ اتنے ہینڈ سم بن کر میری یونی آجاتے ہیں، ساری لڑکیاں گھور گھور کر دیکھتی ہیں آپ کو، اب میں اتنا بھی نہیں بول سکتی" الٹا اس سے خفا ہوتے کہا تو حوزان سو جان سے قربان ہوا

"آپ کچھ بھی کہہ سکتی ہیں سویٹ ہارٹ، آپ ہر تو حوزان خاقان کی جان بھی قربان ہے" حوزان اس کی طرف جھک کر محبت سے بولا تو کئی نظروں میں ستائش ابھری تھی تو کچھ میں حسد اور جلن

"چلیں سویٹی، ہمارا تین سالا بیٹا اور ایک سالہ بیٹی دادا دادی کو تنگ کر رہے ہوں گے" حوزان اسی کے انداز میں اونچی آواز میں بولا تو سب لڑکیوں نے دیدے پھاڑ کر انہیں دیکھا تھا، وہ لوگ تو نازک سی سویٹی کو ایک بچے کی ماں نہیں مان رہیں تھیں اور اس نے دو ہی بنا ڈالے

یہ کیا تھا؟"سویٹی حیران پریشان سی اس کے ساتھ گاڑی میں اکر بیٹھی تو"
پوچھا

یار اب اگر ان کو روکنا ہی تھا میری طرف دیکھنے سے تو تھوڑا بڑا والا جھوٹ "
تو بولنا چاہیے تھا بس اسی لیے میں نے سوچا کچھ بڑا کروں"حوزان نے جھک
کر بولا اور محبت سے اسکا ماتھا چھوا،اس کی حرکت پر سویٹی مسکرا دی

@@@@@@@@@

دو دن بعد اتوار تھا،ولید نے سب فیملیز کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی،
مجتبیٰ،ارتضیٰ،حریم اور پری سب لوگ آرہے تھے سو اس نے شاہ زیب اور
شاہ زر کو بھی ساری فیملی سمیت بلا لیا،حریم ایک دن پہلے آگئی تو وہ اور پری مل
کر سویرا کے ساتھ کل کی تیاری کروانے لگی

حریم حرم کے لیے بہت خوش تھی، بچے کا سن کر وہ ابھی سے پر جوش ہو رہی تھی، شام تک مجتبی بھی پہنچنے والا تھا، شام کا کھانا بنا کر وہ لوگ باہر آئیں تو ارتضیٰ کی آواز سنائی دی جو حریم کو بلا رہا تھا

جائیں بھابھی جی، میرے بھائی کو آپ کی یاد ستانے لگی ہے "پری نے" شرارت سے کہا تو وہ سب مسکرا دیے

جی ارتضیٰ؟ آپ نے بلایا تھا؟" وہ کمرے میں آئی تو ارتضیٰ بیڈ پر لیٹا اسے" آوازیں دے رہا تھا

کیا یار، وہاں آپ کام میں مصروف رہتی ہیں اور یہاں آ کر کچن میں لگ جاتی "
ہیں، اور میں نے کتنی بار آپ کو منع کیا ہے کچن میں مت جایا کریں" ارتضیٰ
نے اس کا بازو تھامتے اسے اپنے پاس بیٹھایا

ارتضیٰ، پہلے ہی آپ کی وجہ سے ماما لوگ مجھے کسی کام کو ہاتھ تک نہیں "
لگانے دیتیں" حریم خفگی سے بولی، یہ ارتضیٰ کی محبت کا ہی اعجاز تھا کے حریم
اب بہادر بن رہی تھی، اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگی تھی

ہارٹ تو سویٹ ہارٹ پر نسس کام کرنے کے لیے تھوڑی ناں ہوتی ہیں، "
پرنسس کا کام تو صرف خوش رہنا ہوتا ہے، آپ بس خوش رہا کریں اس سے
زیادہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اس کے
ماتھے پر لب رکھے

میں بہت خوش ہوں ارتضیٰ، کیونکہ آپ میرے پاس ہیں، آپ ہیں تو کوئی" دکھ، کوئی تکلیف میرے لیے کچھ نہیں ہے" حریم اس کی محبت محسوس کرتے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی

اللہ نے چاہا تو میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گا پرنسس" اس کے بال" سہلاتے ارتضیٰ محبت سے بولا تو وہ پر سکون ہوتے آنکھیں موند گئی

@@@@@@@@@@

شام کو جس وقت مجتبیٰ گھر آیا سب لوگ سو چکے تھے، سو وہ بغیر کسی کو جگائے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، کمرے میں آیا تو حرم بھی اپنی جگہ پر لیٹی سو چکی تھی، بیڈ پر اس کے قریب آتے جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے، کتنے ہی لمحے اسے محسوس کرتے اٹھا اور چینج کرنے چل دیا

واپس آکر اس کے برابر لیٹ گیا، ابھی اسے لیٹے کچھ ہی دیر گزری تھی جب حرم نے اس کے گرد بازو حائل کرتے اس کے سینے پر ارر کھا، مجتبیٰ مسکرا دیا، مطلب وہ جاگ رہی تھی

ہنی، سویٹ ہارٹ آپ ابھی تک سوئی کیوں نہیں "اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے پوچھا

مجھے آپ کو کچھ بتانا تھا، اسی لیے انتظار کر رہی تھی "آہستہ سی آواز میں بولتی وہ اسے حیران کر گئی تھی، ایسی کیا بات تھی جو وہ اس طرح بول رہی تھی

بولیں ناں میری جان؟ کیا بات ہے؟"اس کے سر پر لب رکھتے پوچھا تو وہ"
مزید سر جھکا گئی

وہ۔۔۔، وہ آپ۔۔آپ۔۔۔"اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کس طرح بولے،"
کیا کہے، مگر بتانا تو تھا ہی

بولیں یار، پر سکون ہو کر بتائیں کیا ہوا؟"مجتبیٰ آہستہ سے سر جھکا کر بولا،"
اب تو اسے بھی تجسس ہونے لگا تھا

آپ بابا بننے والے ہیں"ایک ہی سانس میں بولتی وہ آنکھیں بند کیے اس"
میں چھپنے لگی، مجتبیٰ کو چند پل لگے تھے بات سنبھنے میں، وہ اچانک ہی اٹھ
بیٹھا ساتھ اسے بھی بیٹھایا

کیا، میں بابا، آپ سچ کہہ رہی ہیں، میں باپ بننے والا ہوں، اووو ہنی، میری" جان، تھینک یو سو مچ، لو یو میری زندگی" خوشی سے اسے جھنجھوڑتے اچانک اسے خود میں بھینچ گیا، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اپنی خوشی کا اظہار کیسے کرے

کب پتا چلا، اور اب کیوں بتا رہی ہیں؟" اچانک اسے اپنے مقابل کیا، جو" سرخ ہو رہی تھی

کافی دن سے طبیعت خراب تھی، کل باقاعدہ ٹیسٹ کروائے تھے، اور میں" موبائل پر نہیں بتانا چاہتی تھی اسی لیے نہیں بتایا، سوچا تھا سرپرائز دوں گی" سر جھکا کر بولتی وہ اسے اتنی پیاری لگی کے بے ساختہ اسے پیار کیا

یہ سچ میں بیسٹ سرپرائز تھا، میں بہت، بہت، بہت زیادہ خوش ہوں،" تھینک یو میری جان" اس کے ماتھے پر شدت سے لب رکھتے اسے خود میں

پہنچ گیا، حرم بھی اس کی خوشی سے رقص کرتی دھڑکنیں محسوس کرتے مسکرا کر آنکھیں بند کر گئی

@@@@@@@@@

اگلے دن وہ سب لوگ ان کے گھر جمع تھے، سردیوں کی وجہ سے وہ سب لوگ دھوپ سینکنے کے لیے باہر لان میں بیٹھ گئے، بڑے سب ایک طرف بیٹھے تھے اور بڑے دوسری جانب، سنیکس اور ریفریشمنٹ کا سامان سامنے رکھا تھا

اچانک مین گیٹ کے سامنے گاڑی رکنے کی آواز آئی، کچھ لمحوں بعد دروازہ کھلا تھا، اور کچھ لوگ اندر آئے جن کو دیکھ کر وہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے، ہر کوئی حیرت سے گیٹ کی جانب دیکھ رہا تھا

زین "سب کے لبوں نے ایک ساتھ حرکت کی تھی، آنے والوں میں "
آرمی یونیفارم میں ملبوس زین سب سے آگے تھا، جو سر پر کیپ اور کندھوں پر بیجز سجائے شان سے سر اٹھائے کھڑا تھا، ہر کوئی اسے دیکھ کر ساکت ہوا تھا کیونکہ یہ وہ آخری چہرہ تھا جسے دیکھنے کی وہ سب توقع رکھتے تھے

زین کے پیچھے ایک جانب اسی کے جیسے یونیفارم میں ملبوس داہیم کھڑا تھا، چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سجائے ان سب کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا جہاں اتنا سکوت تھا جیسے بھوت دیکھ لیا ہو، جبکہ اس کے برابر یونیفارم پہنے سر پر سلیقے سے حجاب کیے غزل کھڑی تھی جس کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ تھی

اچانک ان ساکت جسموں میں سے ایک میں حرکت ہوئی تھی، سفید فراک میں ملبوس پرنیاں یک ٹک اسے دیکھتی کھوئے کھوئے انداز میں چلتی اس تک آئی، ہر کوئی سانس روکے اسے دیکھ رہے تھے شاید اس کی حالت سمجھ رہے تھے، پرنیاں کے ارد گرد ہر چیز غائب ہو چکی تھی، اگر کچھ دکھ رہا تھا تو وہ تھا زین

اس کے بلکل قریب آکر رکی، اس کی پلکیں تک ساکت تھیں جیسے اگر دوبارہ پلکوں کو جنبش دی تو وہ غائب ہو جائے گا، آہستہ سے ہاتھ اٹھا کر اس کی یونیفارم پر اس کی نیم پلیٹ پر رکھا، زین کا دل چاہا اس کانچ کی گڑیا کو خود میں بسا لے جسے اس نے بہت تکلیف دی تھی

زین "لبوں نے بے آواز جنبش کی، ہر کسی کی آنکھ نم ہوئی تھی اس منظر پر، " وہ سب گواہ تھے پری کے غم کے، اس کی حالت کے، زین کا ضبط جواب دے

گیا، نم ہوتی آنکھوں سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما، جھکتے ہوئے پورے ہوش وحواس میں سب کی موجودگی فراموش کرتے عقیدت اور محبت سے اس کی پیشانی پر لب رکھے، کتنے ہی لمحے وہ اسے محسوس کرتا رہا

ناجانے کس کس کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا، پرنیاں کو پورا جسم کانپنے لگا، آنکھوں کی نمی رخساروں پر بہہ نکلی، اپنے محرم کا پہلا لمس محسوس کیا تھا اس نے وہ بھی تب جب اسے لگا تھا کے وہ اسے کھو چکی ہے

اچانک وہ سب کچھ فراموش کرتے اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی، اس کو روتا دیکھ حریم اور حرم کی آنکھوں سے بھی برسات جاری ہوئی تھی، پرنیان کی آواز میں اتنا درد اتنی تکلیف تھی کے زین کا دل بھی تڑپ اٹھا، اپنا فرض نبھاتے نبھاتے وہ پرنیاں کو تکلیف میں جھونک گیا تھا

ان دونوں کی گرفت ایک دوسرے پر اتنی مضبوط تھی کے جیسے اگر زرا سی گرفت ڈھیلی ہوئی تو وہ دوبارہ دور ہو جائیں گے، کیا چیز تھی ناں یہ محبت بھی، ناں اظہار کیا، ناں اقرار مگر ایک دوسرے کا احساس ملتے ہی سارے جذبات صاف ہو گئیے، دل کا بوجھ ہلکا ہوا اور دماغ نے شعور کی دنیا میں قدم رکھا تو پری پر گھڑوں پانی پڑ گیا

یہ کیا کر دیا اس نے، اتنی بے اختیار کیسے ہو گئی، وہ ایک جھٹکے میں اس سے الگ ہوئی تھی، اس وقت اس کے دماغ پر باقی سب کی موجودگی حاوی ہوئی تھی، اس نے خود سے بھی چھپ جانا چاہا، سب کیا سوچ رہے ہوں گے اس کے بارے میں

ایک منٹ پری، ابھی نہیں پلیز، کچھ حقائق سامنے آنا باقی ہیں، میں چاہتا" ہوں باقی سب کی طرح آپ بھی مجھے سنیں "پری نے وہاں سے جانا چاہا مگر زین اس کا بازو تھامتے اس کی کوشش ناکام بنا گیا

پری اس سے بازو چھڑواتے سر جھکا کر ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئی، اپنی بے اختیاری حرکت پر وہ شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی، جبکہ باقی سب کا دھیان اس وقت صرف اور صرف زین پر تھا جو اب عائشہ کے سامنے کھڑا تھا

مجھے فخر ہے تم پر میرے شیر، اور تمہارے بابا کو بھی تم پر ناز ہو گا، تم نے" ثابت کر دیا کے تم ایک محبِ وطن فوجی کے بیٹے ہو "عائشہ نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے فخر سے کہا، اس وقت ان سب پر انکشاف ہوا تھا کے عائشہ پہلے سے سب جانتی ہے

"اور، کس کی تھی یہ سب کیا ہے زین بیٹا؟ اگر آپ زندہ ہیں تو وہ ڈیڈ باڈی کس کی تھی، اور آپ اتنا عرصہ کہاں تھے، داہیم، غزل تم دونوں نے یونیفارم کیوں پہنا ہے؟ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے؟" شاہ زیب نے ان سے پوچھا جبکہ باقی سب کے ذہنوں میں بھی کم و بیش اسی قسم کے سوال گردش کر رہے تھے

"بابا میں اور زین کالج کے وقت سے دوست ہیں، ہماری ملاقات کالج میں ہوئی تھی، آپ جانتے ہیں مجھے بچپن سے ہی آرمی سے عشق تھا، زین سے ملا تو اس کی آنکھوں میں مجھے جنون نظر آیا، وطن سے محبت کا جنون، تب ہی ہم دونوں نے آرمی اور پھر آئی ایس ائی جوائن کرنے کا فیصلہ کیا، ولید انکل سے بات کی تو انہوں نے حامی بھر دی مگر ہمیں اس بات کو مخفی رکھنے کا کہا، اسی لیے ہم نے کبھی کسی کو کچھ نہیں بتایا" داہیم کی سنجیدہ آواز پر وہ سب لوگ متوجہ ہوئے

یہ اس وقت شروع ہوا جب ہمارا کالج کا آخری سال تھا، میں شروع سے" خاموش طبع اور چپ چاپ رہتا تھا، کوئی نہیں جانتا تھا کے میں کیا سوچتا ہوں، یہاں تک کے میری ماں بھی نہیں، اور ایک دن میں ماما کے پاس آیا" زین کھوئے ہوئے لہجے میں بولا جیسے اس وقت میں پہنچ چکا ہو

@@@@@@@@

ماضی۔۔۔

ماما، مجھے آئی ایس آئی جوائن کرنی ہے، میں ماموں سے بات کر چکا ہوں،" مجھے آپ کی اجازت چاہیے" جس دن ان دونوں نے ولید سے بات کسی اسی دن زین عائشہ کے پاس آیا جو اپنے کمرے میں موجود تھی

"میرے لیے اس سے بڑی بات اور کیا ہو گی زین کے میرا بیٹا اس ملک کا محافظ بنے، جس کی حفاظت کرتے میرے شوہر نے جامِ شہادت نوش کیا، میں نے تمہارے پیدا ہونے کے بعد سے ہی خواب سجانے شروع کر دیے تھے، تمہیں خاکی وردی میں ملبوس دیکھنے کے خواب" عائشہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولی

زین اپنی ماں کو دیکھ کر رہ گیا، جو اتنا بلند حوصلہ اور استقامت رکھتی تھی کے شوہر کو قربان کر کے اب بیٹے کو بھی سرحد پر بھیجنے کو تیار ہو گئی تھی، زین نے محبت سے عائشہ کے ہاتھوں کو تھام کر لبوں سے چھوا

"میں وعدہ کرتا ہوں ماما، ایک دن آپ کو اپنے بیٹے پر فخر ہو گا، مگر تب تک میری پہچان آپ کو سب سے چھپانی ہو گی" زین نے پر عزم لہجے میں کہا تو عائشہ سر ہلا گئی

سیکنڈ ائیر کے پیپرز ہوتے ہی ان دونوں نے آرمی میں ٹیسٹ دیا تھا، سلیکٹ ہونے اور ٹریننگ کے بعد انہوں نے اپنی مرضی سے آئی ایس آئی جوائن کی، جہاں ان کی پہچان بدل گئی، جہاں وہ دونوں زین اور داہیم نہیں تھے وہ پینتھر اور لیپرڈ تھے

پینتھر، تم دونوں کو ایک ضروری مشن دیا جا رہا ہے، پاکستان آرمی میں " ایک آفیسر ہے جو غدار ہے، وہ پاک آرمی کے بھیس میں راء کا ایجینٹ ہے، اور اس کا مشن آئی ایس آئی کے آفیسرز میں سے کسی کو ٹارگٹ کر کے اس سے انفارمیشن نکلوانا ہے، اس کے دو مین آدمی اس کے ساتھ ہیں، ایک پاکستان میں موجود ہے جبکہ دوسرا انڈیا میں موجود ہے" ولید نے زین کو مخاطب کرتے اسے کیس کے بارے میں بتایا

اس کا ایک آدمی رادھو اسلام آباد یونیورسٹی میں ہے، اور ان سب بچوں پر نظر رکھے ہوئے ہے جن کے والدین آرمی سے منسلک ہوں، انہیں ایک مہرے کی تلاش ہے، جس سے وہ اپنا کام نکلوا سکیں" ولید نے انہیں سارا معاملہ بتایا تو زین کے ذہن میں یہ ترکیب آئی

"سر، یہ ٹارگٹ میرا ہے، اسے میں اچیو کروں گا" زین نے مضبوط لہجے میں کہا تو ولید نے اثبات میں سر ہلا دیا، اور پھر شروع ہوا ایک ایسے زین کا کھیل جسے آرمی سے نفرت تھی، جس کا بس چلتا تو وہ آرمی سے منسلک ہر شخص کو تباہ کر دیتا

چار سال اس نے رادھو کو یہ یقین دلایا کے وہ آرمی سے نفرت کرتا ہے، گھر، دوست، رشتے دار ہر جگہ یہ بات عام ہو گئی کے زین کو آرمی سے نفرت ہے

اور وجہ عباد کی ناگہانی موت ہے، اس بیچ اس نے پینتھر بن کر بے شمار کیسز حل کیے، اپنی ذہانت اور قابلیت پر اس نے میجر کا عہدہ حاصل کیا

رادھو (مظہر) کو اس پر یقین نہیں تھا اس نے رام کی جھوٹی کہانی اسے سناتے اس کی ہمدردی حاصل کی، ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے کئی بندے زین کی نگرانی پر مامور کر دیے، یہاں تک کے اس کے گھر میں کیمرہ تک لگوا دیا، پانچ سال بعد وہ وقت آیا جب اسے اپنے اگلے قدم پر جانا تھا، رادھو کا شک پوری طرح ختم کرنا تھا

تب ہی عباد کی برسی والے دن اس نے لاونج میں ٹی وی توڑنے والی حرکت کی، کیونکہ لاونج میں لگے کیمرے سے رادھو سب کچھ دیکھ رہا تھا، پری اس کے کمرے میں اسے سمجھانے آئی تب بھی اس نے وہی سب کہا جو رادھو سننا چاہتا تھا

اور زین کا پھینکا تیر ٹھیک نشانے پر لگا، رادھو کو اسے جبران (رام) سے ملوانا تھا تاکے وہ اس سے اپنا کام نکلوا سکیں، اسی لیے اس نے اسے انڈیا چلنے کی آفر کی، زین اور داہیم بہت خوش تھے کے وہ اپنی منزل کے ایک قدم اور قریب آ گئے

ان ہی دنوں شاہ زیب اور داہیم ان کے گھر آئے، داہیم سوچ بھی نہیں سکتا تھا کے اس کے باپ کے جس دوست کے گھر انہیں جانا ہے وہ زین کا گھر ہو گا، پرنیاں کو جب اس نے پہلی بار دیکھا تو معصوم اور سنجیدہ سے چہرے والی پرنیاں اسے اچھی لگی تھی

زین اور اس نے سارا وقت ایک دوسرے کو اگنور کیا تاکے کوئی ان کے بیچ کا رشتہ ناں جان لے، شاہ زیب ولا میں صرف بہرام جانتا تھا کے داہیم کون

ہے، وہ لوگ اپنے کیس پر کام کر رہے تھے جب ولید نے انہیں ایک فی میل پارٹنر کا بتایا

سوان جب وہاں پہنچی تو زین تو آواز سے ہی اسے پہچان چکا تھا جبکہ داہیم کو ایک الگ سی چڑ تھی اس سے، وہ بہت قابل تھی، ہر کام وقت سے پہلے کر لیتی، تب ہی چھوٹی سی عمر میں اسے کیپٹن کا عہدہ مل چکا تھا، زین اور اس نے وہاں اپنا رشتہ چھپائے رکھا

داہیم کی چڑ آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی، اسے اس ننھی سی چڑیا کو چڑانے میں مزہ آنے لگا، محبت کے بارے میں اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا، ہاں مگر اسے غزل کا تپ جانا، اس کا دو بدو جواب دینا اچھا لگتا تھا، زین جس نے کبھی اپنے اور پری کے رشتے کے بارے میں زیادہ نہیں سوچا تھا، اس سے دور

جانے کے خیال سے اس پر آشکار ہوا کے وہ تو نا جانے کب سے اس نازک سی گڑیا کو دل کے نہاں خانوں میں چھپائے ہوئے ہے،

وہ نہیں جانتا تھا وہ انڈیا سے واپس آسکے گا یا نہیں، اسی لیے جانے سے پہلے دل کے مجبور کرنے پر اس سے ملنے اس رات اس کے فلیٹ چلا گیا، اس کا خوبصورت چہرہ دیکھ کر زین نے کس طرح خود پر ضبط کیا تھا یہ صرف وہ جانتا تھا، مگر وہ اپنے فرض پر اپنے جذبات کو حاوی ہونے نہیں دے سکتا تھا اسی لیے اس نے فرض کو چنا اور پھر وہ لوگ انڈیا پہنچے، ایک نئے سفر پر، ایک نئ منزل کی جانب، پلین میں زین رادھو کے ساتھ بیٹھا تھا جبکہ داہیم اور غزل کچھ فاصلے پر موجود تھے

جبران سے مل کر زین نے اسے بھی یقین دلایا کے وہ ان کے کام کا بندہ ہے، داہیم اور غزل کو اس کے بندوں پر نظر رکھنے کے لیے چھوڑ کر وہ خود ان کے

قریب رہنے لگا، معصوم اور بے وقوف زین بن کر، جبران نے اسے بلیک میل کر کے منایا، حالانکہ وہ بے وقوف یہ نہیں جانتا تھا کے وہ زین کے ہاتھوں مہرہ بن رہا تھا

غزل کے ساتھ رہتے رہتے داہیم کو احساس ہوا کے اس کا دل اس کا نہیں رہا، بلکہ وہ اسیرِ محبت ہو گیا ہے، اس وقت اس کے دل و دماغ میں پر نیاں کہیں نہیں تھی، بلکہ وہ تو کبھی کہیں تھی ہی نہیں، وہ صرف ایک لمحاتی اٹریکشن تھی شاید، غزل جب بھی کسی مشکل میں ہوتی تو اس کا دل تڑپ اٹھتا، کتنی عجیب بات تھی ناں، اسے ایک ایسی لڑکی سے محبت ہو گئی تھی جس کا چہرہ تک اس نے نہیں دیکھا تھا

پھر انھوں نے جبران اور رادھو پر حملہ کیا، وہ چاہتا تو ان پر اپنی حقیقت آشکار کر سکتا تھا مگر اگر پاکستان میں موجود اس ایجینٹ کو اس کی بھنک بھی لگ جاتی

توان کی چار سال کی محنت برباد ہو جاتی، اسی لیے اس کیس میں مدد کے لیے انہوں نے انڈیا میں پہلے سے موجود ایک آئی ایس آئی آفیسر سے مدد لی، حملے کے دوران زین ان کے ساتھ تھا جس نے دل کے مقام پر سرخ رنگ سے بھرا پیکٹ پہن رکھا تھا

جو گولی اس ایجینٹ نے زین کو ماری تھی وہ نقلی تھی، جبکہ دوسرے ہاتھ سے اصلی گن سے اس نے رادھو کو جہنم واصل کیا تھا، جبران کی نظر میں زین مر گیا تھا، اس جگہ لگے کیمروں میں بھی یہی دکھایا گیا، پاکستان میں موجود راء کا ایجینٹ زین کو بھول کر ان ایجینٹس کی تلاش کرنے لگا جس نے اس کے آدمیوں کو مار کر ان کا کھیل خراب کیا تھا، زین نے جبران سے اس ایجینٹ کا پتا جاننا چاہا مگر اسی رات اس نے خودکشی کرلی، مجبوراً اسے واپس آنا پڑا

وہ تینوں ایک نقلی ڈیڈ باڈی لے کر پاکستان آئے تھے، ولید نے ان کے آنے سے پہلے ہی سرد خانے سے ڈیڈ باڈی لر کر اس پر زین کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کروادی تھی جس سے لگے کے وہ باڈی زین کی ہے، اپنے کیس کے لیے فلحال انہیں زین کا قصہ ختم کرنا تھا کیونکہ زین کو ناں تو بغیر وجہ کے گھر سے اتنا عرصہ دور رکھا جا سکتا تھا اور ناں ہی اس کا منظرِ عام پر آنا سہی تھا

گھر میں صرف عائشہ، ولید اور احتشام کو علم تھا اس ساری حقیقت کا، ڈیڈ باڈی کو گھر لانا، وہ جنازہ وہ سب ضروری تھا تا کے ان کے بیچ چھپے غداروں کو یقین ہو جائے کے زین مر چکا ہے، ولید جانتا تھا اس سب میں سب سے زیادہ تکلیف اس کی اپنی بیٹی کو ہو گی، مگر اس وقت وہ دونوں باپ اور شوہر سے پہلے آرمی آفیسر زتھے جن کے لیے ان کے رشتے بہت بعد میں آتے ہیں

@@@@@@@@

زین ان سے چھپا ہوا ضرور تھا مگر انجان نہیں تھا، وہ ہر پل ان سب پر نظر رکھے ہوئے تھا، حریم کی حالت پر وہ تڑپا تھا مگر اسے یہ حوصلہ تھا کے ارتضیٰ اسے سنبھال لے گا، پر نیاں جو کہنے کو اس کی بیوی تھی مگر وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے جذبات سے انجان تھے، مگر اپنی موت پر پر نیان کے آنسو لاوا بن کر اس کے دل پر گرے تھے

یہ احساس اسے اندر سے کھا رہا تھا کے وہ لڑکی جس سے اس نے عشق کیا ہے وہ اس کے غم میں خود کو اندر ہی اندر ختم کرتی جا رہی ہے، مگر وہ مجبور تھا، اپنا کیس ختم ہونے تک وہ منظرِ عام پر نہیں آسکتا تھا تب ہی خود بھی اذیت کی اس بھٹی میں جھلسنے لگا

داہیم کو شاہ زیب کی زبانی جب علم ہوا کے پرنیان زین کی بیوی ہے تو اسے بہت تکلیف ہوئی تھی، پرنیان اسے اچھی لگی تھی ہاں مگر اس اچھا لگنے میں کوئی اور احساس شامل نہیں تھا، اسے برا اس لیے لگا کے وہ نازک سی لڑکی کیسے اتنا بڑا دکھ برداشت کر پاتی، وہ وہاں سے نکل کر سیدھا زین کے پاس آیا

گھٹیا انسان، شرم آرہی ہے مجھے تجھے دوست کہتے ہوئے "داہیم کو اس پر" غصہ تھا کے اس کا دوست ہوتے ہوئے بھی زین نے اسے اپنے نکاح کا نہیں بتایا، کیا ہوتا اگر وہ اس کی بیوی سے محبت کر بیٹھتا، کیا منہ دکھاتا وہ اسے

اب کیا کردیا ہے میں نے جو اچانک تجھے اتنا برا لگنے لگا ہوں؟"زین اس کے" اچانک غصہ ہونے پر حیرت زدہ تھا کل ہی تو وہ چھٹی پر گیا تھا

کیوں نہیں بتایا مجھے کے تیرا اور پرنیاں بھابھی کا نکاح ہو چکا ہے ؟ کمینے وہ" تیری جھوٹی موت کا سن پر تکلیف میں ہیں اور تو یہاں آرام سے بیٹھا ہے" داہیم نے اس کا کالر جھنجھوڑتے کہا

داہیم بھولو مت کے ہم کون ہیں ، ہمارے لیے سب سے پہلے اپنا فرض ہے ،" تمہیں کیا لگتا ہے ، پری کے آنسو دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے ، محبت ہیں وہ میری ، عشق ہیں میرا ، آج سے نہیں جب سے ہوش سنبھالا ہے تب سے ، ان کا ایک ایک آنسو یہاں گرتا ہے" اپنے سینے کے بائیں جانب اشارہ کرتے زین کرب سے بولا ، اس کی تکلیف محسوس کرتے داہیم نے لب بھینچے

تو بتا دے ان کو جا کر ، تو زندہ ہے ، کیوں کر رہا ہے ایسا ؟" داہیم کو وہ دونوں" ہی عزیز تھے وہ نہیں چاہتا تھا وہ دونوں تکلیف میں رہیں

آئی ڈونٹ نو کیسے مگر اس شخص کو کہیں سے شک ہو گیا ہے کے میں زین" ہوں، اور اس کیس میں میرا ہاتھ ہے، اس نے غیر محسوس انداز میں سب گھر والوں پر نظر رکھی ہوئی ہے، اگر میں وہاں گیا تو وہ لوگ پری کو ہرٹ کر سکتے ہیں جو میں برداشت نہیں کر پاؤں گا، بڑی تکلیف سے بچانے کے لیے انہیں یہ تکلیف دے رہا ہوں" بے بسی کے احساس تلے زین کا دل کر لایا تھا

ٹھیک ہے، تم نہیں جا سکتے ناں؟ میں تو جا سکتا ہوں، وہ میرے جان سے" عزیز دوست کی جان ہیں، اور میں انہیں اس طرح سسکتے نہیں دیکھ سکوں گا، تو مجبور ہے میں نہیں ہوں" داہیم کہتا وہاں سے نکل گیا

اس دن کے بعد سے اس نے پرنیان سے ملنا شروع کر دیا، پری کو اپنی باتوں میں الجھا کر اسے کچھ دیر کے لیے زین کے دکھ سے نکال دیتا، زین کو سکون ہوا تھا کے کم از کم اب پری پہلے کی طرح ہر وقت روتی نہیں تھی

وہ لوگ اس آدمی کو ٹارگٹ کر چکے تھے، اور اب صرف اس کی کسی ایک غلطی کے انتظار میں تھے تا کے انہیں پکڑ سکیں، اسی بیچ انہیں سمگلنگ کا کیس ملا، غزل کو جب زین نے کڈنیپرز کے ہاتھ لگنے کے لیے کہا تب داہیم پر اپنے جذبات پوری طرح آشکار ہوئے اور تب اسے لگا اگر غزل کو کچھ ہوا تو وہ بھی جی نہیں سکے گا

جس دن غزل کلب گئی وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہر مصلحت بالائے طاق رکھتے اس کے پیچھے گیا، اس نے اس دن پہلی بار غزل کو دیکھا تھا، اور اسے یاد آیا کے یہ چہرہ وہ پہلے دیکھ چکا ہے، وہ غزل تھی، احتشام ارشد کی بیٹی

کس قسم کے بھائی ہو تم، تم نے خود اپنی بہن کو دشمنوں کا نوالہ بنا دیا، ایک بات یاد رکھنا زین اگر انہیں کچھ ہوا تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا" غزل

کے اغواء ہوتے وہ ایک بار پھر زین کے سر ہوا تھا اور اس روز زین کو احساس ہوا کے اس کا دوست بھی اسی مرض کا مریض بن گیا ہے جس میں وہ مبتلا ہے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھ ہوتا ہے کیا

اگلے دن وہ لوگ شام میں انہیں لوگوں کے پیچھے ایک پارٹی میں گئے تھے، مگر وہاں پر پرنیاں کو دیکھ کر زین اور داہیم دونوں کا میٹر گھوما تھا، اوپر سے اس کا سوگوار حسن اسے سب میں نمایاں کر رہا تھا، زین کے اشارہ کرنے پر داہیم اسے لے کر گھر چلا گیا

اگلے دن بھی داہیم کی بے چینی کم نہیں ہوئی تھی، اسے کسی بھی طرح غزل کو سہی سلامت بازیاب کروانا تھا، اس کیس میں حوزان بھی ان کے ساتھ شامل تھا، جس سے رابطہ زین ہی کرتا تھا، اس جگہ غزل کو اس انجان شخص کے قریب بے بس دیکھ کر داہیم کا دل اس شخص کی جان لینے کو چاہا تھا

مگر اس کی شیرنی تھی ناں، جو ہر کام اپنے ہاتھوں سے کرنا پسند کرتی تھیں، داہیم کو حوزان کی شادی کے لیے کمراٹ جانا تھا، اسی سے زین کو علم ہوا کے پرنیان بھی وہاں جا رہی ہے، تب ہی اس رات وہ خود کو روک نہیں سکا اور حیدر ولا آ گیا

کھڑکی سے کودتے وہ پری کے روم میں آیا جو چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان لیے سو رہی تھی، زین کو اس کے آنسو تکلیف دے رہے تھے مگر وہ کچھ

نہیں کر سکتا تھا، دل تو کہتا تھا ہر دیوار گرا دے، اس نازک سی لڑکی کو اپنی پناہوں میں لے کر دنیا کے ہر غم سے دور لے جائے

مگر ایسا ہونا ممکن کہاں تھا، دو دن پہلے جب وہ شاپنگ پر گئے تھے پر نیاں کو ایک برائیڈل ڈریس کے سامنے آنکھوں میں حسرت لیے کھڑے دیکھ کر اس پر کیا بیتی تھی یہ صرف وہی جانتا تھا، اس نے اسی دن وہ لہنگا خرید لیا تھا

آئی ایم سوری پری، وعدہ کرتا ہوں اپنی ہر زیادتی کا کفارا اپنی بے پناہ محبت " سے ادا کروں گا" دل میں اس سے مخاطب ہوتے وقت دیکھا جہاں صبح کی آمد ہونے والی تھی، ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے بال ہٹانے چاہے تب ہی اس کے منہ سے اپنا نام نکلتا سن کر وہ ساکت ہوا، اس سے پہلے کے وہ خود پر چڑھا ہر خول اتار پھینکتا وہ وہاں سے نکل گیا

اگلے دن اس آدمی نے جب انہیں گوہر خان کا نام بتایا تب لیپرڈ نے اسے بتایا کے گوہر خان وہی آدمی ہے جس نے اس کی بہن کو اغواء کرنے کی کوشش کی تھی، وہ دونوں جانتے تھے کے حوزان سے بدلہ لینے کے لیے گوہر خان ان پر حملہ ضرور کرے گا

اسی لیے وہ دونوں کمراٹ آگئے، داہیم تو ان سب کے ساتھ ہی آیا تھا جبکہ زین ان کے بعد اکیلے وہاں آیا تھا، داہیم نے اسے اپنے فارم ہاؤس کی چابی دی تھی جو حویلی سے کچھ ہی دور موجود تھا

داہیم پری کو اداس دیکھ کر ایک بار پھر اسے سمجھانے کے لیے اس کے پاس آگیا، کیونکہ اس کی اداسی زین کو تکلیف دیتی تھی جبکہ شاہ زیب انہیں ساتھ دیکھ کر بہت کچھ غلط سمجھ بیٹھا تھا، تب ہی اس نے داہیم سے بات کی، مگر

داہیم کے انکار کے بعد وہ چپ کر گیا، داہیم اس کا اشارہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا مگر پھر جان کر انجان بن گیا

شادی خیر و عافیت سے گزر گئی تھی، زین کو افسوس تھا کے اس نے بہت سے قیمتی پل گنوا دیے، مگر جب اپنا فرض یاد آتا تو یہ سب بہت معمولی لگتا، اسے بس اس بات کا قلق تھا کے اس کی وجہ سے پری خوش نہیں ہو پا رہی تھی

ولیمے سے واپسی پر گوہر خان نے جب حملہ کیا تو اس نے داہیم کو فون کرتے آنے کا کہا، داہیم گاڑی ذیشان کے حوالے کرتا کسی دوست سے ملنے کا کہہ کر نکل گیا، کچھ ہی دور زین اس کے انتظار میں تھا، اس کے آنے پر ان دونوں نے گوہر خان پر حملہ کیا

شہیر کو گولی لگی تو سب اس کی جانب متوجہ ہوئے جس کا فائدہ اٹھاتے وہ لوگ گوہر خان کو لے کر نکل گئے، گوہر خان سے انہوں نے ان لوگوں کے نام جان لیے تھے جو بین الاقوامی سطح پر اس سمگلنگ کا حصہ تھے، اب زین کو امریکہ جا کر ان کا صفایہ کرنا تھا

"تو بہن کی شادی پر جا رہی ہیں سوان جی؟" داہیم نے سوان کو گھر جانے کے لیے تیار دیکھا تو شرارت سے بول اٹھا

"زین بھائی، اپنے دوست کو سمجھالیں، اگر انہون نے گھر میں میری طرف دیکھا بھی تو میں چھوڑوں گی نہیں انہیں" غزل اس کی بات پر زین کی طرف مڑی زین نے نفی میں سر ہلایا ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا

داہیم اگر تم نے غزل کو تنگ کیا تو میں تمہاری چھٹیاں کینسل کروادوں گا، "پھر بیٹھے رہنا" زین کی سنجیدہ آواز پر داہیم نے منہ بسورا سہی سڑیل انسان تھا وہ بھی

خود تو میری پیاری سی بھابھی پلس دوست کو تڑپاتا رہتا ہے اور مجھے بھی اپنے "جیسا بے حس بنانا چاہتا ہے" داہیم نے دانت پیستے کہا تو زین نے اسے گھوری سے نوازا

ایک طرف اس کی اکلوتی بہن کی شادی تھی تو دوسری طرف اس کا مشن، جس میں ایک بار پھر اس نے اپنے مشن کو چنا، مگر ابھی اس کے جانے میں ایک ہفتہ باقی تھا، اسی رات وہ ایک بار پھر حیدر رولا آیا تھا، وہ جانتا تھا یہ سب غلط ہے، اگر اس کی وجہ سے پری کسی کی نظروں میں آجاتی تو بہت برا ہو سکتا تھا

اسے دیکھ کر وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس مڑ گیا، حریم اور حرم کی مہندی کی رات جب وہ سب لان میں بیٹھے تھے تب بھی وہ چھت پر موجود تھا، پرنیاں کی آواز میں موجود کرب محسوس کرتے زین ایک بار پھر تڑپا تھا، پرنیاں کو چھت پر خود سے چند قدموں کی دوری پر موجود روتا دیکھ کر بارہا دل چاہا اسے تھام لے، اسے سمیٹ لے مگر افففف یہ مجبوری

اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا، ایک نئے سفر پر، ایک نئی منزل کی جانب گامزن جہاں اسے کچھ وحشی درندوں کا سامنا کرنا تھا، جو اس کے ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھ رہے تھے، داہیم اس سفر میں بھی اس کے ساتھ تھا

@@@@@@@@@@

امریکہ پہنچ کر وہ دونوں اس آدمی کی تلاش میں نکلے تھے جس کے لیے انہیں زیادہ تگ ودو نہیں کرنی پڑی، کیونکہ ڈیوس نامی وہ شخص وہاں جرم کی دنیا کا جانامانانام تھا، جس کے بہت سے کلبز اور بار تھے جن میں وہ مختلف ممالک کی لڑکیوں کو لاکر انہیں بیچ دیتا، کئی لڑکیوں کو ڈرادھمکا کر کال گرل بنادیا جاتا

جو بچے وہ دوسرے ممالک سے اغواء کرواتا تھا ان بچوں میں سے کچھ کے اعضاء نکال کر انہیں مہنگے داموں میں فروخت کیا جاتا تو کچھ کو معذور بنا کر ان سے بھیک منگوائی جاتی، غرض اس شخص نے ہر قسم کے گناہ کا بازار لگا رکھا تھا

داہیم وہاں اس شخص کے پاس رہائشی گنڈہ بن کر گیا، اس نے بہت سی جگہوں پر اسے زین کے حملے سے بچا کر اس کا اعتماد جیتا، بہت زیادہ شاطر ہونے کے باوجود اس شخص میں ایک خامی تھی، اور وہ یہ کے وہ خود کو بہت زیادہ چالاک

سمجھتا تھا، اسے ہر کسی سے دو قدم آگے رہنے کا شوق تھا مگر اپنے اس شوق میں وہ بھول گیا کے جو زیادہ تیز چلتے ہیں ٹھوکر بھی انہی کو لگتی ہے

داہیم نے آہستہ آہستہ اس کے ارد گرد موجود تمام لوگوں کو راستے سے ہٹا دیا، اور پھر ڈیڑھ ماہ کی ان تھک محنت کے بعد وہ شخص آئی ایس آئی ایجینٹس کا شکار بن گیا، ان دونوں نے اس کے بار اور کلبز میں ریڈ کروا کر سب بند کروا دیا، اور اینڈ میں اسے ایسی موت دی کے جس پر دیکھنے والے کی بھی روح کانپ اٹھے

"تیزاب سے بھرا بڑا سا ٹینک، جس کے اوپر رسی باندھی گئی تھی، اس رسی سے زین نے ڈیوس کے ہاتھ باندھ دیے اور اسے نیچے لٹکا دیا، ایک ایک سیکنڈ کے وقفے سے وہ رسی نیچے کو سرکتی تھی، سب سے پہلے ڈیوس نے اپنے

پیروں کو ہڈیوں تک جھلستے محسوس کیا، ناں وہ مر رہا تھا، ناں زندہ تھا، اور اسکی یہ تکلیف ان دونوں کے دل میں ٹھنڈک ڈال رہی تھی

"آج اپنے کیے کا عذاب بھگتو، ناجانے کتنے معصوم بچوں، لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی ہیں تم نے، آج ان سب کا حساب دو مگر یہ تو ابھی ہمارا حساب تھا، ہمارے ملک کی طرف میلی نگاہ سے دیکھنے کا انجام، ابھی تو تمہیں سب سے بڑی عدالت میں اپنے کیے کا پھل ملنا ہے" نفرت سے اسے دیکھ کر کہتے وہ دونوں وہاں سے نکل آئے

ایک بار پھر حق نے باطل کو شکست دی تھی، یہ فتح ان کی نہیں تھی، یہ فتح اللہ کی تھی، جس نے انہیں ظالموں کے لیے عزرائیل بنایا تھا، وہ رب ہی ہے جو ہمیشہ سے مظلوموں کی دادرسی کے لیے اپنے چنے ہوئے بندوں کو بھیج دیتا ہے، اور وہ بھی تو چنے ہوئے تھے

پاکستان واپس آکر ایک بار پھر ان کا سارا دھیان اس انڈین آفیسر پر تھا جو سالوں سے ان کے بیچ رہتے انہیں دھوکا دینے کی کوششوں میں تھے مگر وہ آئی ایس آئی تھے دنیا کی نمبر ون خفیہ ایجینسی، جنہیں دھوکا دینا ان جیسوں کے بس میں نہیں ہے

اس آفیسر نے بڑی ہی چالاکی سے آئی ایس آئی ایجینٹس کی تفصیل اکٹھی کی تھیں ناں صرف یہ بلکہ انڈیا میں موجود تمام آفیسرز کی تفصیلات بھی ان تک پہنچ چکی تھیں، اگر یہ فائل انڈیا پہنچ جاتی تو نا صرف ان آفیسرز کو نقصان پہنچ سکتا تھا بلکہ پاکستان کو بھی نا قابل تلافی نقصان ہوتا

وہ آفیسر فائل لے کر وہاں موجود اپنے آدمی کے پاس گیا، داہیم اور زین ان کے تعاقب میں تھے، وہ شخص ارد گرد دیکھتے چھوٹے اور پرانے سے گھر میں

داخل ہوا، اندر موجود شخص کے حوالے فائل کرتے وہ باہر نکلا جب دروازے پر دستک ہوئی، اپنی گنز نکالتے وہ دونوں احتیاط سے دروازے کی سمت بڑھے، ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا، وہاں کسی کو ناپا کر وہ دونوں حیران تھے

"کوئی بات نہیں یہاں پاس کے بچے اکثر ایسی شرارت کر دیتے ہیں" وہاں کا رہائشی شخص اس آفیسر سے بولا تو وہ دونوں پر سکون ہوئے، اس سے پہلے وہ دروازہ بند کرتا اچانک داہیم اور زین سامنے آئے، اس سے پہلے کے وہ دونوں سنبھل پاتے زین اور داہیم کی گن سے نکلی گولیاں ان دونوں کے سر کے آر پار ہوتے ان دونوں کو جہنم واصل کر چکی تھیں

فائل لے کر وہ لوگ ہیڈ کوارٹر پہنچے، چھے سال پرانا کیس بلآخر اپنے اختتام کو پہنچا، انہوں نے ناں صرف اس ایجینٹ کو مارا تھا بلکہ اس نے جو جال معصوم

لوگوں کے لیے پھیلایا تھا اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا، اب انہیں یقین تھا کے کچھ عرصہ راء ایسی اوچھی حرکت کرنے سے پہلے دس بار سوچے گا

بڑے بابا، کیا اب میں گھر جا سکتا ہوں؟" زین نے کیس ملنے کے بعد آج" پہلی بار ولید کو اصل رشتے سے پکارا تھا، ولید جانتا تھا وہ کیوں اتنا بے تاب ہے، تب ہی مسکرا دیا

جا سکتے ہو، مگر ابھی نہیں، دو دن بعد، میں چاہتا ہوں کے سب کو ایک ہی" بار میں ساری حقیقت سے آگاہ کیا جائے" ولید نے دو دن بول کر اسے تڑپا دیا تھا، پہلے تو مجبوری تھی، مگر اب بغیر وجہ کے پری سے مزید دوری اس کے لیے سوہانِ روح تھی

مگر کہتے ہیں ناں چاہے وقت کتنا ہی مشکل ہو آخر کٹ ہی جاتا ہے، یہ دو دن بھی کٹ گئے، ولید نے ان سب کو گھر دعوت اسی وجہ سے دی تھی، اور آج وہ سب حیرت سے زین کی بہادری اور ہمت کی داستان سن رہے تھے، خود کو مرا ہوا ثابت کرنا، گھر سے، اپنوں سے دور رہنا آسان تو نہیں ہوتا

@@@@@@@@@

تم نہیں جانتے زین ہم سب نے یہ دن کس تکلیف میں گزارے ہیں""

سویرا اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے بہتی آنکھوں سے بولی، زین نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر لبوں سے لگائے

پھپھو اگر تکلیف میں آپ سب تھے تو اتنی ہی اذیت میں میں بھی تھا، آپ" سوچ بھی نہیں سکتیں آپ سب کو تکلیف میں دیکھنا کس قدر مشکل کام تھا"

زین ان کے ماتھے پر لب رکھتے بولا تو وہاں موجود سب کی آنکھیں ایک بار پھر اشک بار ہوئی تھیں

بھائی۔۔۔" حریم کی پر نم آواز پر زین تڑپ اٹھا،اس کی نازوں پلی بہن جسے اس نے کبھی گرم ہوا بھی لگنے نہیں دی تھی، وہ کتنا روئی، کتنا تڑپی تھی اس کی جھوٹی موت پر

حریم، میرا بچہ، میری جان" زین بہن کو سینے سے لگاتے محبت سے بولا تو" حریم ضبط کھوتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی، وہ بھائی جسے مرا ہوا سمجھ کر وہ صبر کر چکی تھی وہ زندہ سلامت اس کے سامنے کھڑا تھا،اسے اس وقت اپنی خوشی ناقابل بیان لگ رہی تھی

زین کے بچے، تیری وجہ سے میری پرنسس اتنا روئی ہیں، خبردار اگر ہم" سے بات کی تو" ارتضیٰ نے مصنوعی خفگی سے کہتے حریم کو اس سے الگ کیا تو حریم نے اسے خفگی سے گھورا

میرے بھائی نے کچھ غلط نہیں کیا، یہ ان کا فرض تھا، آپ مجھے بھڑکائیں" مت" حریم آہستہ سے بولی تو ارتضیٰ کو اس کے ناراض ہونے کے انداز پر بھی پیار آنے لگا، جو آج پہلی بار اس سے خفا ہوئی تھی

بس بھئی ارتضیٰ، سمجھ جا بھائی بھائی ہی ہوتا ہے، آج تو تیری پرنسس بھی" پارٹی بدل گئی" مجتبیٰ شرارت سے بولا تو آخرکار سب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی، پرنیاں ان سب کو مصروف دیکھ کر آہستہ سے وہاں سے چلی گئی

کسی اور نے نوٹ کیا تھا یا نہیں مگر زین کر چکا تھا، اس نے بے ساختہ داہیم کو دیکھا، جو اسے اشارہ کرتے خود بھی اس کے پیچھے چلا گیا، جبکہ اب باقی سب باری باری زین سے گلے مل رہے تھے

"کیا ہوا پری؟ آپ یہاں کیوں آ گئیں؟" داہیم نے اسے دوسری جانب بنے لان میں بیٹھے دیکھا تو اس کے پاس آیا، جس کے چہرے پر عجیب سا احساس تھا

"آپ مجھ سے بات ناں ہی کریں تو بہتر ہو گا" پرنیاں نے خفگی سے اس سے کہا تو داہیم نے حیرت سے اسے دیکھا

""ہیں، مگر میں نے کیا کیا بھئی، مجھ غریب سے کیوں ناراض ہو رہی ہیں؟"" داہیم نے صدمے سے منہ کھولتے پوچھا تو پرنیاں نے خونی نظروں سے اسے دیکھا

ویسے تو آپ خود کو میرا دوست کہتے رہے، مگر اپنے دوست کے بارے میں" نہیں بتا سکے، مجھے روتا دیکھ کر، تڑپتا دیکھ کر آپ دونوں دوستوں کو مزہ آتا ہو گا ناں؟ اور میں بے وقوف ایک زندہ انسان کی موت پر روتی رہی" پرنیاں بہتی آنکھوں سے بولی تو داہیم نے سر جھکایا

داہی، جاؤ یہاں سے میں اپنی زوجہ محترمہ کے دماغ کی صفائی خود کرتا" ہوں" اس سے پہلے کے داہیم اپنی صفائی میں کچھ کہتا زین کی آواز پر وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے، زین کی گھمبیر اور جذبوں سے چور آواز پر پرنیاں کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا

جی تو زوجہ محترمہ اب فرمائیں، کیا کہہ رہی تھیں آپ؟" داہیم اٹھ کر گیا تو" زین اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھ گیا، پرنیاں نے وہاں سے جانا چاہا مگر زین اس کی کلائی تھام کر اس کی کوشش ناکام بنا گیا

آپ کو لگتا ہے کے میں کبھی آپ کو تکلیف دینے کا سوچ بھی سکتا ہوں؟"" اس کے مقابل کھڑے ہوتے پوچھا تو اس نے آنکھوں میں نمی اور شکایت لے کر اسے دیکھا

تو اور کیا تھا یہ سب، اگر اپنی مم کو بتا سکتے تھے تو مجھے کیوں نہیں، منکوحہ " تھی آپ کی، حق رکھتی تھی آپ پر" پری نے نم لہجے میں حق اور مان سے کہا تو زین بے ساختہ اسے اپنی جانب کھینچ گیا، وہ ایک ہی جست میں اس کے چوڑے وجود کا حصہ بنی تھی

"حق کی بات مت کریں مسز، اس لفظ پر بے شمار خوش کن احساسات یاد آنے لگتے ہیں، جنہیں نا جانے کب سے دل کے نہاں خانوں میں چھپا کر رکھا ہے" اس کی پیشانی سے ٹھوڑی تک انگلی سے صراط بناتے کہا تو پرنیان کی پلکیں رخساروں پر سجدہ ریز ہوئی تھیں، پورے جسم کا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا

"چھ۔۔ چھوڑیں مجھے" وہ کنفیڈینس سی پرنیان نا جانے کہاں گم ہوئی تھی، زین تو یہ حسین منظر دیکھ کسی اور جہاں میں پہنچ چکا تھا

"اتنی مشکل سے تو ہاتھ آئی ہیں اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دوں" زین بھی پھر زین تھا کہاں تو اتنا عرصہ خاموش رہ کر گزار دیا اور اب جب حالِ دل بیان کرنے پر آیا تو اس کی ننھی سی جان کو مشکل میں ڈال دیا

بابا جان "پرنیاں نے اس کے پیچھے دیکھتے خوفزدہ لہجے میں کہا تو وہ مسکرا دیا"

یہ ٹرکس بہت پرانی ہو چکی ہیں مسز، کچھ نیا آزمائیں "اس کی معصوم سی اداکاری پر زین کو بے ساختہ اس پر پیار آیا تھا

بیٹا ٹرک ضرور پرانی ہے مگر میری بیٹی کو ایسی ٹرکس کھیلنا نہیں آتا" ولید ہی آواز پر وہ کرنٹ کھاتا جلدی سے سیدھا ہوا، پرنیاں تو شرمندہ سی ہوتی روم میں بھاگ گئی جبکہ ولید اس کا جھنپا ہوا چہرہ دیکھ کر مسکرا دیا جو سر جھکائے کھڑا تھا، ولید اتنے عرصے بعد اپنی بیٹی کے چہرے پر پھیلا سکون دیکھ کر مطمئن ہو گیا

"کیا بات ہے بھئی؟ یہ وہی کھڑوس اور سڑیل میجر زین عباد ہیں ناں؟ میں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا؟" ولید کو جھنپا ہوا زین بہت پیارا لگا تبھی اسے چھیڑنے کو بولا

"بھئی بڑے بابا، اب میری بیوی میرے حوالے کریں، پہلے ہی اچھی خاصی خفا ہیں آپ کی بیٹی مجھ سے، سب کی شادی ہوگئی اب مجھے بھی میری بیوی چاہیے" زین جھنجھلاتے ہوئے بولا

"ہاہاہاہاہا شاباش ہے میجر صاحب، کرتا ہوں بات سب سے، آخر میرے شیر کو اس کی محنت کا انعام بھی تو ملنا چاہیے ناں" ولید نے فخر سے اسے گلے لگایا، بچپن سے اس نے کوشش کی تھی کے زین کو عباد کی کمی محسوس ناں ہونے دے، ہر بار اس نے غیر محسوس انداز میں اس کی پشت پناہی کی تھی، یہی وجہ تھی کے وہ کبھی بھٹک نہیں سکا

"افففف بھابھی جی، اب اور کتنا شرمائیں گی؟ میرا بھائی تو پہلے ہی آپ پر فدا ہے" سب بزرگ باہر محفل جمائے بیٹھے تھے جبکہ لڑکے سب باہر لان میں جمع تھے اور لڑکیاں اندر پرنیاں کے پاس تھیں، پرنیاں زین سے ناراض تھی مگر یہ بھی سچ تھا کے وہ بے تحاشہ خوش تھی

اس کی محبت، اس کا شوہر زندہ تھا، مگر اپنی کی گئی حرکت پر ان سب کی شرارتی نظریں خود پر محسوس کرتے وہ بیچاری منہ چھپانے کی جگہ ڈھونڈ رہی تھی، شرم سے سرخ ہوتی پرنیاں جھنپی جھنپی سی اتنی پیاری لگ رہی تھی کے وہ سب اس کی خوشی کے دائمی ہونے پر دعا گو تھیں، غزل زیادہ دیر چپ ناں رہ سکی تو بول اٹھی

"میڈم غزل، آپ تو چپ ہی رہیں، اتنی گھنی میسنی ہو تم، آئی ایس آئی جوائن کرلی اور بھنک تک نہیں لگنے دی" حرم نے غزل کے بازو پر چپت لگائی، اس نے اپنی سگی بہن تک کو نہیں بتایا

"سوری یار آپی، بابا اور ولید چاچو نے منع کیا تھا، میں نے ایف ایس سی کے بعد ٹرینگ سٹارٹ کر دی تھی، اور پھر قسمت سے آئی ایس آئی میں سیلیکٹ ہو گئی، مگر اپنے اس مشن میں زین بھائی کو وہاں دیکھ کر میں خود حیران رہ گئی تھی" غزل نے حرم کے گلے میں بازو ڈالتے بولا تو وہ سب مسکرا دیں

"وہ تو ٹھیک ہے غزل، مگر یہ تو بتا دو کے میرا دیور کیسا لگا تمہیں؟" حسال داہیم کی نظریں اور انداز دیکھ سمجھ گئی تھی کے یہ وہی پری ہے جس کا ذکر وہ اس دن کر رہا تھا

"ایک نمبر کا ٹھرکی، نظر باز، فلرٹ اور بد تمیز ہے آپ کا دیور حسال آپی،
موقع چاہیے ہوتا اسکو فری ہونے کا" غزل تو بھری بیٹھی تھی اس کی بات پر
سب کے قہقہے گونجے تھے

"اب اسی نظر باز، ٹھرکی، فلرٹ اور بد تمیز کے ساتھ رہنا تم نے ساری
زندگی بیٹا جی" مہمل کی آواز پر وہ سب حیرت سے دروازے کی سمت پلٹیں
جو سامنے مٹھائی لیے کھڑی تھی

"کیا مطلب ماما؟" حرم حیرت سے اٹھ کر اس کے پاس آئی

مطلب یہ کے اگلے مہینے کی پہلی تاریخ کو پری، زین اور شہیر، گل کی رخصتی" ہے اور ساتھ ہی ساتھ غزل اور داہیم کی شادی بھی" مہمل کی بات پر ایک دم ان چاروں نے شور مچایا تھا

غزل بیٹا تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے ناں ؟" مہمل نے غزل کے" چہرے پر آئی ہلکی سی مسکراہٹ دیکھتے پوچھا تو وہ اس کے کندھے میں سر چھپا گئی

جیسے آپ کو اور بابا کو ٹھیک لگے، مجھے کوئی اعتراض نہیں" غزل کے اقرار پر" ایک بار پھر کمرہ شور سے گونج اٹھا، مہمل نے بے ساختہ ان تینوں کے اچھے نصیب کی دعا کی تھی

کافی دیر وہ سب وہاں بیٹھی ہلا گلہ کرتی رہیں، غزل پانی پینے کے لیے کچن میں آئی وہ ابھی تک اپنی یونیفارم میں ملبوس تھی، پانی پی کر پلٹی تو سامنے ہی داہیم کھڑا شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا

"مبارک ہو سوان جی، سنا ہے آپ کی شادی ہو رہی ہے؟" مسکراہٹ دباتے بلکل سنجیدگی سے بولا

"خیر مبارک، جی سہی سنا ہے، نا جانے کس بندر سے ہو رہی ہے میری شادی، میں نے تو ابھی دیکھا بھی نہیں" سوان کونسا کم تھی اس سے اسی کے انداز میں بولی

"چچچچ پھر تو بہت افسوس ہوا، کہیں تو ملاقات کروادوں آپ کی، آپ کے ان سے؟" داہیم دو قدم آگے ہوتا اس کے مقابل آیا

"جی نہیں، بہت شکریہ میں نہیں چاہتی کے بابا کی خاطر میں نے جو ہاں کہی ہے اسے دیکھ کر مکر ہی ناں جاؤں" غزل کی بات پر داہیم کو تو مرچیں ہی لگ گئیں، مطلب کیا وہ اتنا خوفناک دکھتا تھا

"ایسی بھی بات نہیں ہے، دیکھا ہے میں نے آپ کے ہونے والے شوہر کو، اچھا خاصا ہینڈسم بندہ ہے، اتنی اچھی باڈی ہے بلکل شہزادہ ہے، آپ کے مقابلے تو بہت بہتر ہے" داہیم نے ایک ہی وار میں اپنا بدلہ لیا

"تو اس شہزادہ گلفام کو کہیں جا کر کوئی شہزادی ڈھونڈ لے، دوبارہ مجھے نظر آئے تو گنجا کر دوں گی" غزل اسے کہنی مارتے غصے سے باہر نکل گئی

یہ اچھا ہے، خود اتنا کچھ سنا دیا، میں نے دو لفظ بولے تو ناراض ہو گئی، چل "
بھئی، داہیم منا اپنی سوان کو، کہیں ایسا ناں ہو شادی کی رات تیری آنکھیں
پھوڑ دے "اس کا خوفناک روپ یاد کرتے جھرجھری سی لی

@@@@@@@@@

اگلے ہی دن سے تیاریاں شروع ہو گئیں، ارتضیٰ اور مجتبیٰ کی شادی پر جو
ارمان وہ سب پورے نہیں کر سکے تھے وہ اب کر رہے تھے کیونکہ اب ان
کے دلوں پر کوئی زخم نہیں تھا، کوئی تکلیف نہیں تھی جو انہیں خوش ہونے
سے روکتی، ان کا بیٹا واپس آ گیا تھا، ہر کوئی خوش تھا

"پری بیٹا، یہ کیا ضد ہے، زین کا تین دفعہ فون آچکا ہے، کیوں کر رہی ہیں آپ ایسا" زین نے فون کر کے پری کو شاپنگ پر لے جانے کی خواہش ظاہر کی تھی مگر پری کی ایک ہی ضد تھی کے وہ زین کے ساتھ نہیں جائے گی

"ماما، اپنے لاڈلے بھتیجے کو کہہ دیں زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں شادی کے لیے مان گئی ہوں یہی بہت ہے" پرنیاں منہ بسورتے ہوئے بولی، اس کا زین کو معاف کرنے کا فلحال کوئی ارادہ نہیں تھا

"پھپھو کے بھتیجے کو جو بھی کہنا ہے پھپھو کی بیٹی ڈائریکٹ کہہ لے، یہ ہر بار درمیان میں کبوتر لانا ضروری نہیں ہے" زین کی آواز پر وہ اپنی جگہ سے اچھلی

"آپ کو شرم نہیں آتی دوسروں کی باتیں چھپ کر سنتے ہوئے" پرنیاں نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو زین دلکشی سے مسکرا دیا

"جتنی اونچی آپ بات کر رہی تھیں میرے کان ناچاہتے ہوئے بھی اس سے مستفید ہوئے ہیں، اور رہی بات شرم کی تو اپنی ہی بیوی کی بات سننے میں کیسی شرم؟" سنجیدگی سے کہتے اس نے باور کروایا تھا کے وہ اس کا شوہر ہے، اس نے ارد گرد دیکھتے سویرا کو تلاش کرنا چاہا جو نا جانے کب وہاں سے جا چکی تھی

" دیکھیں"

دیکھ ہی تو رہا ہوں مسز" پرنیاں کی سنجیدہ سی بات پر گھمبیر لہجے میں بولتا وہ اس کی سٹی گم کر گیا

چلیں اب ورنہ مال بند ہو جائے گا" زین اسے خاموش کھڑا دیکھ دو قدم اس "
کی طرف بڑھا، اس کا ہاتھ تھامتے باہر نکل گیا، حجاب اس نے لے رکھا تھا سو
اسے واپس مڑنا نہیں پڑا

خیریت پوچھو کبھی تو کیفیت پوچھو
تمہارے بن دیوانے کا کیا حال ہے
دل میرا دیکھو ناں میری حثیت پوچھو
تیرے بن ایک دن جیسے سو سال ہے

گاڑی چلاتے زین گنگنایا تو پرنیاں کے ذہن میں جھماکا ہوا، مطلب اسے وہ
شاعری اور سانگ سینڈ کرنے والا اور کوئی نہیں زین ہی تھا، پرنیان نے
دانت پیستے اسے دیکھا

کیا ہو گیا مسزاب کیوں اس طرح گھور رہی ہیں مجھ مسکین کو؟" زین اس کی"
گھوری دیکھتے بولا

نہیں، ایک بات تو بتائیں، سٹاکر بن کر اپنی ہی بیوی کو میسج کرنا، چوری چھپے"
اس کے روم میں آنا کونسی شرافت ہے؟" پرنیاں اب پوری طرح اس کی
طرف مڑتے بولی

یار مجبوری تھی میری، سامنے سے آکر مل نہیں سکتا تھا مجبوراً اس طرح اپنا"
احساس دلانا پڑا، مگر آپ نے خیریت پوچھنے کی بجائے اچھی خاصی سناڈالی، یہ
کہاں کی شرافت تھی؟" زین معصوم سا چہرہ بناتے بولا تو وہ رخ پھیر گئی

اچھا بابا، سوری ناں، پلیز معاف کر دیں، اگلی بار کسی بھی مشن پر جاؤں گا تو" بتا کر جاؤں گا، وعدہ" زین نے اسے خاموش دیکھا تو بول اٹھا، مگر وہ چپ رہی کچھ دیر بعد اس کی سسکی سنائی دی تو زین نے تڑپ کر گاڑی روکی

پری میری جان پلیز، دیکھیں مجھے جو کہنا ہے کہہ لیں، مگر پلیز روئیں مت"" زین کو سمجھ نہیں آرہا تھا اسے کیسے چپ کروائے جو دھواں دھار رونے میں مصروف ہو چکی تھی

آپ۔۔۔ نہیں جانتے، کیسے گزارے ہیں یہ مہینے میں نے، جس انسان کے" بغیر آپ نے اپنی زندگی تصور بھی ناں کی ہو، اور اچانک آپ سے کہا جائے کے وہ شخص اب دنیا میں نہیں رہا تو دل پر کیا گزرتی ہے یہ آپ کبھی نہیں جان سکتے" پری روتے ہوئے بولی تو زین اسے اپنے حصار میں لے گیا

آئی ایم سوری جاناں، جانتا ہوں غلط کیا، مگر میرے سامنے دو راستے تھے، "ایک طرف میری جان تھی تو دوسری طرف میرا فرض تھا جس کے لیے میں نے اپنی جان بھی قربان کرنے کا عزم کیا تھا، آپ کو تکلیف دے کر میں خود بھی ایک دن بھی سکون سے نہیں گزار سکا، ہاں مگر آپ کی تکلیف کا مداوا میں پھر بھی نہیں کر سکتا" زین اس کا سر تھپتھپاتے بول رہا تھا

دوبارہ اگر کبھی ایسا کرنا ہو تو پہلے اپنے ہاتھوں سے میری جان لے لیجیے گا، "کیونکہ جو تکلیف میں نے سہی تھی وہ دوبارہ سہنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں" پرنیاں نم آنکھوں کو اس کے چہرے پر گاڑھتے بولی تو زین بے ساختہ ان نین کٹوروں پر اپنے لب رکھ گیا

کبھی نہیں میری جان، دوبارہ کبھی آپ کو اس درد سے نہیں گزاروں گا، "بس اسے میری پہلی اور آخری خطا سمجھ کر معاف کر دیں" زین تکلیف دہ

لہجے میں بولا تو پرنیاں کا دل پگھل گیا، آہستہ سے اس کی ٹھوڑی کو چھوتے پیچھے ہوئی، زین اس کی پیاری سی حرکت پر مسکرا دیا

ایک طویل امتحان اور بے شمار آزمائشوں کے بعد بلاآخر ان کی زندگی میں بہار کی آمد ہو چکی تھی، پرنیاں اور زین نے جو درد سہے تھے اس کے اجر کے طور پر اللہ نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ سے نوازا تھا

@@@@@@@@

شہیر آج واپس گھر جا رہا تھا کیونکہ وہاں بھی شادی کی تیاریاں کرنی تھیں، مگر وہ گھر جانے سے پہلے حیدر ولا آکر گل سے ملنا چاہتا تھا، نکاح کے بعد سے انہیں بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا، اب جب شادی میں محض ایک ہفتہ رہ گیا تھا تو اس کا دل ایک بار اسے گل سے ملنے پر مجبور کر رہا تھا

"ہیلو مجتبیٰ، کیسا ہے تو؟" شہیر نے گاڑی ڈرائیو کرتے مجتبیٰ کو کال کی

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ؟"

"میں بھی فٹ، یار گلِ لالہ کہاں ہیں، ایکچولی میں گھر جانے سے پہلے ایک بار ان سے ملنا چاہتا تھا" اس وقت وہ گل کے بھائی سے نہیں اپنے دوست سے بات کر رہا تھا

"گل تو آج حرم کے ساتھ ہوسپٹل گئی ہیں، انہیں واپسی پر پارلر جانا تھا تو اسی لیے" گل کئی بار گھر میں فارغ ہونے کی وجہ سے حرم کے ساتھ ہوسپٹل چلی جاتی تھی

چل ٹھیک ہے پھر، میں وہیں جا کر ان سے مل لوں گا "شہیر نے کہتے فون بند کر دیا، سی ایم ایچ کے باہر گاڑی روکتے حرم کو میسج کیا جس کے دس منٹ بعد ہی اسے سامنے سے گل آتی نظر آئی

السلام علیکم "گاڑی میں بیٹھتے ہی جھٹ سلام بولا، اس کی جلدی پر شہیر" کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی

"وعلیکم السلام"

یہ آپ کہاں جا رہی ہے، ام بس بات کرنے آیا تھا جو بھی بات کرنا ہے کرو،" اور ام کو واپس جانے دو" گل اسے گاڑی سٹارٹ کرتا دیکھ جلدی سے بولی

گل سویٹ ہارٹ ریلیکس کریں، آپ اس وقت اپنے شوہر کے ساتھ ہیں، "
کسی غیر کے ساتھ نہیں، ہم بس پاس ہی موجود ریسٹورنٹ تک جا رہے ہیں،
لنچ کر کے واپس آجائیں گے "اس کے کہنے پر وہ خاموش ہو گئی

ریسٹورنٹ میں شہیر نے ایک الگ کیبن لے لیا تھا تاکے وہ ریلیکس ہو کر لنچ
کر سکے، اس نے گل کی پسند کے لحاظ سے سب کچھ آرڈر کیا

گل اچانک اس طرح رخصتی ہو رہی ہے، آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟""
شہیر نہیں چاہتا تھا کے اس کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زبردستی ہو وہ محبت میں
بھی زور زبردستی کا قائل نہیں تھا

لالہ جان نے ام سے پوچھا تھا، اگر امارے لالہ جان کو کوئی اعتراض نئ تو ام" کو بھی نئ "لالہ جان کی چچی ان کی کسی بات میں لالہ جان کو ناں لائے ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا تھا

یار گل کبھی اپنے لالہ جان کے علاوہ بھی کسی کے جذبات کا خیال کر لیا" کریں، ایک تو یہ سالا کہیں جان نہیں چھوڑتا" پہلی بات اس سے کہتے آخری بات خود سے کہی ورنہ کہیں لالہ کی بہن اسے اس گستاخی پر کالے پانیوں کی سزا سنا دیتی

آپ امارے لالہ جان کو کچھ مت بولو، امارے لالہ جان سب سے اچھی" ہے" گل نے خفگی سے اسے گھورا جو رونی صورت بنا گیا

اپنے لالہ کی شان میں گستاخی معاف فرمائیں ملکہ عالیہ "شہیر نے بھلائی اسی" میں جانی کے اپنی غلطی مان لے،اس نے اب شادی کے بعد ہی اس سے تفصیلاً بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا

لنچ سرو ہوا تو انہوں نے چھوٹی چھوٹی باتوں کے دوران کھانا کھایا، شہیر آنکھوں میں محبت سموئے پوری دلجمی سے گل کی پیاری پیاری باتیں سن رہا تھا جس میں سب سے زیادہ ذکر اس کے لالہ کا ہی تھا، لنچ کے بعد وہ اسے واپس حرم کے پاس چھوڑ آیا

@@@@@@@@

اور پھر وہ دن بھی آگیا جب صبر کرنے والوں کو ان صبر کا اجر ملنے جا رہا تھا، ملک کے یہ رکھوالے جو اپنے ملک کی خاطر جان ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں آج

اپنی زندگی کے ساتھ تھے ،اپنی اصل خوشی کو پانے جا رہے تھے ، آج ان تینوں کی مہندی تھی ،اور مہندی سے کچھ دیر پہلے غزل اور داہیم کا نکاح تھا

داہیم نے اس دن کے بعد سے غزل سے رابطہ نہیں کیا تھا، غزل بھی سب کچھ بھولتی شادی کی تیاریوں میں مگن ہو چکی تھی ،وہ داہیم سے اپنے جھگڑے میں اپنی شادی کا مزہ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی

حریم بھی ہواؤں میں اڑتی پھر رہی تھی کیونکہ اس کے اکلوتے بھائی کی شادی تھی ،ارتضیٰ اتنے عرصے بعد اپنی پرنسس کے چہرے پر سجی خوشی دیکھ کر جیسے جی اٹھا تھا ،اب اس کی پرنسس بات بے بات مسکراتی تھی اور یہی بات اسے مسرور کیے دے رہی تھی

کیا بات ہے جاناں، جب سے بھائی ملا ہے آپ ہمیں بھول گئی ہیں ؟""""
ارتضیٰ نے حریم کو لاونج سے گزرتے دیکھا تو اسکی کمر کے گرد حصار باندھتے
اسے روم میں کھینچ لایا

نکاح چونکہ حیدر ولا میں ہونا تھا سو وہ سب لوگ دوپہر کے قریب حیدر ولا
آ گئے، حریم پچھلے دو ہفتوں سے ابراہیم ولا گئی ہوئی تھی اور تب سے ارتضیٰ
اپنی پرنسس کو دیکھنے کو ترس گیا تھا، اب موقع ملا تو فوراً فائدہ اٹھایا

"ماما ہمیں ڈھونڈ رہی ہوں گی، باہر نکاح شروع ہونے والا ہے، کیا کر رہے ہیں ارتضیٰ۔۔کی
ڈھونڈ رہی ہوں گی" ارتضیٰ نے غور سے اسے دیکھا جو وائٹ کیپری شرٹ
میں سرخ چنری لیے بہت حسین لگ رہی تھی، بالوں کو سلیقے سے بنائے ہلکے
ہلکے میک اپ اور جیولری میں وہ ارتضیٰ کو دیوانہ کر رہی تھی، جو خود بھی
وائٹ شلوار سوٹ میں وجیہہ لگ رہا تھا

نکاح میں بھی چلے جائیں گے، پہلے میرے اتنے دنوں کی اداسی کا حساب "
دیں، آپ کو معلوم ہے ناں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر بھی آپ کو
مجھ پر ترس نہیں آتا" ارتضیٰ مصنوعی خفگی دکھاتے بولا تو حریم مسکراہٹ دبا
گئی

میرے پیارے سے شوہر خفا ہیں اپنی پرنسس سے ؟" اس کا چہرہ دونوں "
ہاتھوں میں تھامتے بچوں کی طرح پچکارا ارتضیٰ کو اپنا دل سنبھالنا مشکل لگنے
لگا، مگر وہ اس کے ہاتھ ہٹاتے منہ پھیر گیا

دیکھو بے بی، آپ کے بابا آپ کی کیوٹ سی ماما سے خفا ہو گئے ہیں، ماما تو ان "
کو سرپرائز دینے والی تھیں، مگر لگتا ہے آپ کے بابا آپ سے ملنا ہی نہیں

چاہتے، چلو ہم چلتے ہیں" حریم مسکراہٹ دبائے اپنے وجود میں سانس لیتی اس کی محبت کو دیکھتے بولی تو ارتضیٰ کو جھٹکا لگا

کیا۔۔۔ کیا کہا آپ نے، بابا؟ مطلب میں، میرا مطلب آپ؟" ارتضیٰ" جلدی سے اس کے قریب آتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام گیا، حریم کی آنکھیں جھلملائی تھیں، وہ بس اثبات میں سر ہلا گئی

آہ، تھینک یو، تھینک یو سو مچ پرنسس، آپ سوچ بھی نہیں سکتیں یہ" میرے لیے کتنا بڑا سرپرائز تھا، آئی لو یو سویٹ ہارٹ" ارتضیٰ نے اس کا ماتھا چومتے اسے خود میں بھینچتے ہنس کر بولا تو وہ شرماتے ہوئے سر جھکا گئی

@@@@@@@@@@@@

حرم تیز تیز سیڑھیاں اترتے نیچے جا رہی تھی، سویرا نے اسے کوئی سامان منگوانے کا کہا تھا جو وہ کسی اور کو کہنے کی بجائے خود چلی گئی، لمبے سے سفید میکسی نما ڈریس میں اس کا پاؤں اٹھا، اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی سامنے سے آتے مجتبیٰ نے اسے سنبھالا

"دھیان سے ہنی، کیا کر رہی تھیں آپ؟! ابھی اگر کچھ ہو جاتا تو؟ یہ سب آپ خود کیوں لینے گئی تھیں" مجتبیٰ دھڑکتے دل کے ساتھ غصے سے بولا، خوف سے اس کا دل رک کر دھڑکا تھا اگر وہ نہیں آتا تو

سوری مجتبیٰ، وہ مجھے کوئی دکھا نہیں تو سوچا خود ہی جا کر لے آؤں" حرم خود بھی ڈر گئی تھی، ابھی ہی تو خوشیاں نے پوری طرح ان کے در پر دستک دی تھی

ہنی اب آپ اکیلی نہیں ہیں، ایک معصوم جان جڑی ہے آپ سے، آپ کی" زرا سی بے احتیاطی آپ دونوں کے لیے خطرہ بن سکتی تھی، اپنے لیے ناں سہی ہم دونوں کے لیے اپنا خیال رکھا کریں"سب لوگ باہر لان میں تھے تب ہی وہ دونوں آسانی سے وہاں کھڑے بات کر رہے تھے

مجھے معاف کر دیں مجتبی، میں اب سے بہت خیال رکھوں گی" جانتی تھی وہ" بے وجہ غصہ نہیں کر رہا، تب ہی آرام سے معافی مانگ لی

معافی مت مانگیں جاناں، بس اپنا خیال رکھا کریں، میرے پاس ایک ہی" بیوی ہے" اسے ریلیکس کرنے کے لیے شرارت سے بولا تو حرم بھی مسکرا دی

آپ کے پاس ایک ہے تو باقیوں کے پاس کونسا دس ہوتی ہیں، سب کی ایک" ایک ہی ہوتی" حرم اس کی بات پر منہ بسور کر بولی تو مجتبی کھل کر مسکرا دیا

کچھ کے پاس دو بھی ہوتی ہیں" لب دبائے معنی خیزی سے کہا جس پر اس" نے مجتبی کو زبردست گھوری سے نوازا

نہیں؟ تو کیا چاہتے ہیں آپ؟" تیکھے چتون سے پوچھا"

کچھ نہیں یار جیسا آپ سمجھ رہی ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے، میں بس یہ کہہ" رہا تھا کے اپنے پاس میری امانت ہیں آپ، سو میری امانت کا خیال رکھا کریں" شرارت سائیڈ پر کرتے گھمبیر لہجے میں بولا

حرم، مجتبی، چلو بیٹا نکاح کی رسم شروع ہونے والی ہے "سویرا نے دور سے" ان دونوں کو دیکھا تو وہ سر ہلا گئے، ایک دوسرے کو دیکھا، دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری، مجتبی نے اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی جس پر حرم مسکرا کر اپنا ہاتھ رکھ گئی

"غزل احتشام ارشد بنت احتشام ارشد آپکا نکاح داہیم شاہ زیب خانزادہ ولد شاہ زیب خانزادہ سے سکہ رائج الوقت حق مہر ادا کیا جاتا ہے، کیا آپ کو قبول ہے؟"

نکاح خواں کے الفاظ سنتے غزل ساکت ہوئی تھی، یہ سچ تھا کے اس نے بھی داہیم سے محبت کی تھی، مگر کبھی نہیں سوچا تھا کے کبھی وہ اس محبت کو پا سکے

گی، مگراس وقت اس کا دل اللہ کے حضور سجدہ ریز تھا جس نے بن مانگے اس کی جھولی اس کی خواہش سے بھر دی

"قبول ہے"

"قبول ہے"

قبول ہے" اپنے سر پر آتا احتشام کا ہاتھ محسوس کرتے اس کے لب آہستہ" سے ہلے، وہ بیٹیاں بہت خوش قسمت ہوتی ہیں جو ماں باپ کی دعاؤں کے سائے تلے من چاہے ہمسفر کی زندگی میں شامل ہوتی ہیں، اور غزل بھی ان میں سے ایک تھی

داہیم شاہ زیب خانزادہ ولد شاہ زیب خانزادہ آپکا نکاح غزل احتشام ارشد "
بنتِ احتشام ارشد سے سکہ رائج الوقت حق مہر ادا کیا جاتا ہے، کیا آپ کو قبول
ہے؟ "

داہیم کے روم روم نے نکاح خواں کے الفاظ کی تصدیق کی تھی،اس کی خوشی
اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی،وہ محبت جو چڑ اور لڑائی سے شروع ہوئی
تھی وہ آج ایک حسین منزل پا گئی تھی،اس کی محبت آج پوری عزت سے
اس کی محرم بن گئی تھی

"قبول ہے"

"قبول ہے"

قبول ہے "آرام وسکون سے اقرار کرتے وہ اسے غزل احتشام سے غزل "

داہیم خانزادہ بنا گیا تھا، کتنا دلکش لگتا تھا اپنے نام سے جڑا اس کا نام

مبارک ہو لالے آخر کار لیپرڈ کو اس کی سوان مل ہی گئی "نکاح کے بعد "

زین اس کے گلے لگتا شرارت سے بولا، اس کی بات پر داہیم کا دلکش قہقہ

گونجا

بس جی صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے، قسم کھائی تھی تجھے سالہ بنانے کی دیکھ لے "

بنا کر ہی دم لیا" داہیم خوش مزاجی سے بولتا ان سب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا

باری باری سب نے اسے مبارک باد دی، نکاح کے بعد مہندی کی رسم ہونا

تھی، باہر لان کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، تھوڑے تھوڑے فاصلے پر

تین صوفے رکھے تھے، وہ سب لوگ نکاح کے لباس تبدیل کرتے مہندی کے حساب سے تیار ہو گئے

لڑکوں نے تو صرف سفید سوٹ پر پیلی اور ہری چنری کا اضافہ کیا تھا جبکہ ان سب لڑکیوں نے خوبصورت اور دیدہ زیب لہنگے پہنے تھے، پری، گل اور غزل نے یلو کلر کے غرارے پہن رکھے تھے

ان تینوں کو لاکر ان کے ساتھ بیٹھایا گیا، سب شادی شدہ جوڑوں نے باری باری آکر رسم ادا کی، آج ان سب کے چہرے سچی خوشی سے جگمگا رہے تھے۔اپنی اپنی محبتوں کے سنگ ہنستے مسکراتے زندگی کے حسین پل بیتا رہے تھے

رسم سے فارغ ہوتے مجتبیٰ نے ڈھول والے کو بلایا تو ان سب لڑکوں نے خوب بھنگڑا ڈالا، وہ سب زین اور ارتضیٰ کو ان سب کے ساتھ کھل کر بھنگڑا ڈالتے دیکھ حیران تھیں، کیونکہ ان دونوں سے ہی انہیں ایسی توقع نہیں تھی

مہندی بھی باخیر و عافیت گزر گئی، داہیم نے بہت کوشش کی ایک بار غزل سے ملنے کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا، مجبوراً کل پر سب چھوڑتے باقی سب کے ساتھ گھر کی راہ لی، اگلا دن اپنے ساتھ ہنگامے لے کر طلوع ہوا تھا، سب کی بارات الگ الگ رکھنے کی بجائے ایک ساتھ ہی ہوٹل میں انتظام کر لیا گیا

زین نے آج بلیک شیروانی زیب تن کر رکھی تھی، اس کا دراز وجود بلیک شیروانی میں بچ رہا تھا، داہیم نے کریم جبکہ شہیر نے نیوی بلو کلر کی شیروانی پہن رکھی تھی، چہرے پر مسکراہٹ اور خوشی لیے وہ تینوں ہی نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے

جبکہ پری نے وہی مہرون لہنگا زیب تن کر رکھا تھا جو اس نے مال میں دیکھا تھا، اسے بیک وقت زین پر پیار بھی آیا اور غصہ بھی مطلب اتنی بھی کیا رازداری، غزل نے سرخ رنگ کا حسین جوڑا پہن رکھا تھا، جبکہ ان دونوں سے الگ گل کے سرخ لہنگے کی کرتی نیوی بلو اور سرخ رنگ میں تھی، وہ تینوں ہی ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہی تھیں

حسال، سویٹی، حرم اور حریم نے بھی کامدار جوڑے پہن رکھے تھے، غرض کے وہاں موجود ہر انسان خوبصورتی میں ایک دوسرے کو مات دے رہا تھا، بارات کا استقبال بہت شاندار طریقے سے کیا گیا تھا، حرم نے راستہ روکتے ان تینوں سے پیسے وصول کیے تھے، حریم زین کی طرف سے تھی، اور حسال اور سویٹی داہیم کی جانب سے سوان تینوں دلہنوں کی طرف سے یہ زمہ داری حرم نے اپنے سر لے لی

حسال، یہاں کیا کر رہی ہیں آپ، وہاں سب لوگ سٹیج پر جمع ہو کر رونق لگا"
رہے ہیں "ان تینوں کو سٹیج پر بیٹھایا تو باقی سب بھی ان کے پاس کھڑے
انہیں چھیڑ رہے تھے جبکہ بہرام کو حسال وہاں نظر نہیں آئی تو وہ اٹھ کر اسے
ڈھونڈتا ایک کونے میں آیا

جی بس آہی رہی تھی یہ نیکلس کھل گیا ہے، بند نہیں ہو رہا، اسی لیے یہاں"
آگئی "حسال کا ایک ہاتھ اپنی گردن پر تھا جہاں اس کا نیکلس گرنے ہی والا تھا

ہاتھ ہٹائیں" بہرام کی سنجیدہ آواز پر اس نے ہاتھ نیچے کیا تو بہرام نے آرام"
سے نیکلس کی چین کا ہک بند کر دیا

تھینک یو" حسال مسکرا کر اس کی جانب پلٹی جواب سنجیدہ سا کھڑا محبت سے "
اسے دیکھ رہا تھا

کیا ہوا؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟" حسال نے اس کی آنکھوں کے سامنے "
ہاتھ ہلاتے پوچھا

دیکھ رہا ہوں میری محبت نے آپ کو مزید حسین بنا دیا ہے" شرارت سے "
جھک کر بولا تو حسال بے ساختہ جھنپ گئ

ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے، میں ہمیشہ سے ہی پیاری تھی" حسال منہ "
بسورتے بولی

"ہاں ویسے یہ بھی ہے، تب ہی تو بہرام خانزادہ کو کہیں کا نہیں چھوڑا آپ نے "اس کا ہاتھ اپنی نرم گرفت میں لیتے مسکرا کر بولا

"یہ سب کتنا اچھا لگ رہا ہے ناں بہرام، آخر کار سب خوش ہیں، دل سے مسکرا رہے ہیں، میں آج بہت خوش ہوں "حسال سٹیج پر موجود ان سب کے چہرے کی رونق دیکھتے محبت سے بولی اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو جھلملائے

"بلکل، اب تو اللہ سے بس یہی دعا ہے کے اللہ سب کی خوشیوں کو بری نظر سے محفوظ رکھے "بہرام نے اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کرتے کہا تو وہ دل سے آمین کہہ گئی، بہرام نے ان گرے کانچ جیسی آنکھوں سے نمی چنتے اسے اپنے ساتھ لگا یا

شام، یہاں کیا کر رہے ہیں آپ؟ چلیں جلدی ولید بھائی پری کو لینے گئے ہیں، آپ جا کر غزل کو لے آئیں" مہمل احتشام کو ڈھونڈنے نکلی جو ایک سائیڈ پر کھڑا تھا، چہرے پر اداسی جھلک رہی تھی

مہمی یار میں کیسے اپنی بیٹی کو وداع کروں گا؟" احتشام کا لہجہ نم ہوا تھا"

شام، ہم کونسا پہلی بیٹی کو رخصت کر رہے ہیں؟ حرم کو بھی تو رخصت کیا تھا" ناں؟" مہمل اس کی حالت سمجھ رہی تھی، اس نے کبھی بیٹا ناں ہونے کا شکوہ نہیں کیا تھا ہمیشہ ان دونوں کو بیٹوں کی طرح پالا

ہاں، مگر حرم تو میرے اتنے قریب ہے، اس گھر میں میں جب چاہے آ جا" سکتا ہوں، مگر غزل، وہ میری وہ بیٹی ہے جس نے میرے نقشِ قدم پر چلتے

ہمیشہ میرا مان بڑھایا اور اب وہ مجھ سے دور ہو جائے گی" ایک باپ کا دل ہمیشہ اپنی بیٹیوں کے معاملے میں بہت نرم ہوتا ہے

"احتشام، یار ایسا کیوں بول رہا ہے، اگر حرم کا گھر تمہارے دوست کا ہے تو غزل کا گھر بھی تمہارے دوست کا ہے، ہم آج یہاں سے بہو نہیں بیٹی لے کر جا رہے ہیں، تم جب چاہو ہماری بیٹی سے ملنے آ سکتے ہو، اب اگر ایسی غیروں جیسی باتیں کی تو ہماری دوستی خطرے میں پڑ سکتی ہے" شاہ زیب اور آب جو ان کی طرف آ رہے تھے احتشام کی بات سنتے خفگی سے بولا

"بلکل احتشام بھائی، غزل ہماری بیٹی ہے، میں وعدہ کرتی ہوں کبھی اسے آپ کے گھر کی اور آپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی، اب آپ خوشی خوشی بیٹی کو رخصت کریں" آب بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے بولی تو احتشام مسکرا دیا

ولید پری کو، احتشام غزل اور مجتبی گل کو لے کر نیچے آئے، وہ تینوں انہیں اپنی جانب آتا دیکھ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے، سب سے پہلے ولید نے پری کا ہاتھ زین کے ہاتھ میں تھمایا، زین نے اس کا ہاتھ دباتے اسے اپنے ساتھ کا احساس دلایا

اس کے بعد داہیم نے بھی اسی انداز میں غزل کو سٹیج پر آنے میں مدد دی، شہیر نے بڑی محبت سے گل کا نازک مومی ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما، وہ تینوں ساتھ کھڑے اتنے حسین لگ رہے تھے کے سب نے بے ساختہ ان کی نظر اتاری

حرم نے غزل کی، سویٹ نے پری کی جبکہ حریم نے گل کی دودھ پلائی کی رسم ادا کی، زین اور شہیر نے آرام سے ان کی ڈیمانڈ پوری کی جبکہ داہیم پوری طرح حرم کو تپا رہا تھا آخر اس کے شوہر سے بدلہ بھی تو لینا تھا

داہیم بھائی آرام سے پیسے دیں اور بات ختم کریں" حرم اس فضول کی بحث سے تنگ آتے بولی

ایسے کیسے سالی صاحبہ، پہلے یہ بتائیں کے آپ مجھے دودھ کا گلاس دے رہی ہیں کے ڈرم جو ایک لاکھ مانگ رہی ہیں؟ داہیم دودھ کے گلاس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا

"یہ دودھ بہت خاص ہوتا ہے، اسی لیے اس کی جتنی قیمت مانگی جائے دینی پڑتی ہے" محرم نے اسے بڑے پتے کی بات بتائی باقی سب ان کی بحث انجوائے کر رہے تھے

"کیوں اس دودھ میں قارون کا خزانہ ڈالا ہے کیا؟ مجھے تو عام سا ہی لگ رہا ہے" داہیم دودھ کے گلاس کو ایسے گھور رہا تھا جیسے اس میں سے خزانہ نکلنے والا ہو

"اور اگر یہ اتنا ہی قیمتی ہے جتنا آپ بتا رہی ہیں، تو لوگ اسے پیتے کیوں ہیں، انہیں تو چاہیے اسے ساری عمر سنبھال کر رکھیں" سنجیدہ انداز میں کہتے وہ ان سب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا

"غزلللل" حرم نے چڑ کر غزل کو پکارا، جیسے کہہ رہی ہو دیکھ لو اپنے شوہر کو"

عزت سے جتنے میری بہن پیسے مانگ رہی ہے ناں دے دیں، ورنہ اس دن" کی بات بھولی نہیں ہوں میں" غزل نے اس کے قریب جھکتے سرگوشی کی تو داہیم منہ بسور گیا

یہ لیں بھابھی" چپ چاپ جیب سے پیسے نکالتے حرم کے حوالے کیے،" حرم کے ساتھ ساتھ باقی سب کے بھی قہقہے گونجے

دیکھ لو حوزان، ہمیں زن مرید کہنے والے اب خود بیوی کے اتنے فرمابردار" ہیں کے ایک بار کہنے پر ہی لائن پر آگئے" مجتبیٰ نے اس کی حوزان کی مہندی پر کہی بات کا حوالہ دیا جس پر محفل زعفران بنی تھی

بھئی، جتنی آپ کی سالی خطرناک ہے ناں، میں ان کی بات ناں مانوں اور" کل کے نیوز پیپر میں خبر ہو کے ایک بیوی نے شادی کی رات شوہر کی آنکھیں نکال دیں، یا انگلیاں کاٹ دیں، ناں بابا ناں، مجھے اتنی جلدی مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے" داہیم لہجے میں خوف پیدا کرتے ہوئے بولا، جس پر غزل نے اس کی پسلیوں میں کہنی ماری

اسی طرح خوشگوار انداز میں یہ وقت بھی گزر گیا، رخصتی کے وقت وہ تینوں رو دیں تو باقی سب کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں مگر یہ زمانے کی ریت تھی جسے نبھانا ہی تھا، اور آج کچھ اور لوگ بھی اپنی حسین منزل پا گئے تھے

@@@@@@@

حوزان اور سویٹی حوزان کی گاڑی میں سوار شاہ زیب ولا کی جانب گامزن تھے، حوزان نے سویٹی کو دیکھا جو نا جانے کن سوچوں میں گم تھی، کافی دیر وہ انتظار کرتا رہا مگر سویٹی کا ارتکاز توٹوٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا

خان "سویٹی کی پر سوچ آواز پر حوزان نے اس کی جانب دیکھا"

جی خان کی جان؟ "اسی نرمی اور محبت سے جواب دیا جو سویٹی کے معاملے میں اسکا خاصا تھی

خان آپ کو پتا ہے ارتضیٰ بھائی اور حریم کا بھی بے بی آنے والا ہے "" آنکھوں میں اشتیاق لیے پر جوش لہجے میں کہا تو حوزان مسکرا دیا

ماشاءاللہ یہ تو بہت اچھی بات ہے"حوزان کو دل سے خوشی محسوس ہوئی،"
مگر وہ شاید اصل بات تک نہیں پہنچا تھا

دیکھیں ناں خان سب کے پاس بے بی آنے والا ہے، صرف ہمارے پاس"
بے بی نہیں ہوگا"بچوں کی طرح منہ بسورتے کہا حوزان اس کی بات کا
مطلب سمجھتے لب دبا گیا

"مگر میرے پاس تو میرا بے بی ہے"

ہیں؟ کونسا بے بی؟ کہاں سے آیا"سویٹ نے اسے گھوری سے نوازا"

آپ ہیں ناں میری بے بی، آپ تو خود ابھی بے بی ہیں تو اور بے بی کا کیا" کریں گی" حوزان کے لیے ابھی بچوں کی ذمہ داری کے لیے سویٹ چھوٹی تھی سو فلحال وہ اس پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالنا چاہتا تھا

خان مزاق مت کریں، میں سیریس ہوں، مجھے بھی بے بی چاہیے، مجھے " نہیں پتا" سویٹ نے اس کی بات پر منہ پھلایا،

اوکے وعدہ رہا، جب آپ کی یونیورسٹی ختم ہو گی تب ہم اپنا بے بی لیں گے " اوکے، مگر تب تک ایسا کچھ نہیں ہو گا، کیونکہ ابھی آپ ڈبل ذمہ داری سنبھالنے کے لیے تیار نہیں ہیں" حوزان نے سنجیدگی سے سمجھایا

آپ ہمیشہ اپنی کرتے ہیں، میں آپ سے بات ہی نہیں کروں گی "سویٹ" ناراض ہوتے رخ پھیر گئی، حوزان جانتا تھا وہ اسے منا لے گا، سو فلحال ڈرائیونگ پر فوکس کر گیا

غزل کا شاہ زیب ولا میں استقبال بہت شاندار طریقے سے کیا گیا تھا، آب اپنی چھوٹی بہو کی ہر رسم بہت خوش دلی سے کر رہی تھی، حسال بھی بڑی بہو کا فرض نبھاتے ہر کام میں پیش پیش تھی، غزل کو اسکے روم میں لے جایا گیا سویٹ نے اس کا راستہ روکتے نیگ لیا، وہ بے چارہ بامشکل روم تک پہنچا تھا

کمرے میں آیا تو غزل ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی، داہیم ایک ہی جست میں اس تک پہنچا، اسے پتا تھا اس کی شیرنی آرام سے تو بلکل نہیں بیٹھے گی

"ارے ارے یہ کیا کر رہی ہیں جاناں، ابھی تو ہم نے آپ کو دیکھا بھی نہیں" اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا رخ اپنی جانب موڑا

"آپ کو کیا ضرورت ہے مجھے دیکھنے کی، میں کونسا کوئی بہت حسین اور غیر معمولی حسن کی مالک ہوں، کہاں آپ شہزادہ گلفام اور کہاں میں عام سی لڑکی" اسی کی کہی بات اسی کو سنائی گئی تھی

"کس کی یہ مجال کے میری بیوی کی شان میں ایسی گستاخی کی، ارے میری جان آپ تو وہ ہیں جسے دیکھ کر داہیم خانزادہ کے دل نے دھڑکنا شروع کیا تھا، مجھے آپ کی خوبصورتی سے محبت نہیں ہے غزل، مجھے آپ کے جذبے، آپ کے عزم، حوصلے اور بہادری سے عشق ہے، خوبصورتی تو ڈھل جانے والی چیز ہے، مگر میرا عشق جاوداں ہے" داہیم گھمبیر لہجے میں بولا تو غزل ساکت ہوئی تھی

"اس غزل کو تو میں نے بہت بعد میں جانا ہے، مجھے تو اس سوان سے عشق ہوا تھا جو مجھ سے لڑتی تھی، جھگڑتی تھی، میرے ہر کام میں ٹانگ اڑانا فرض سمجھتی تھی، اور جو اپنے ملک کی خاطر جان کی بازی لگانے سے بھی نہیں جھجھکتی تھی" اس کے ماتھے کو عقیدت اور محبت سے چھوتے بولا

"مطلب آپ کو سوان سے محبت ہے، غزل سے نہیں؟" غزل اس کی محبت محسوس کرتے ہلکی پھلکی ہوئی تو مصنوعی خفگی سے بولی

"سوان سے عشق لیپرڈ کو ہے، اور غزل داہیم خانزادہ، داہیم خانزادہ کا دل ہیں، جنہیں ہر روپ میں صرف میرے لیے بنایا گیا ہے، تھینک یو سویٹ ہارٹ میری زندگی میں آنے کے لیے" داہیم نے جیب سے مخملی کیس نکالتے خوبصورت سا بریسلیٹ اس کی کلائی کی زینت بنا دیا

اس ملک کے عشق کے بعد دوسری چیز جو میں اپنے لیے فخر سمجھتی ہوں وہ" آپ کا عشق ہے داہیم، میں نہیں جانتی آپ نے مجھ میں ایسا کیا دیکھا جو اتنا بڑا مقام دیا، مگر میں وعدہ کرتی ہوں اپنی آخری سانسوں تک آپ کے عشق کو خود میں بسا کر رکھوں گی" غزل اس کے ہاتھوں کو لبوں سے چھوتے احترام سے بولی تو داہیم مسکراتے اسے اپنے محبت بھرے حصار میں لے گیا

@@@@@@@@@

گلِ لالہ کو رخصت کر کے شہیر کے گھر لایا گیا تھا، خان ولا میں اس کا استقبال بہت محبت سے کیا گیا تھا، مسٹر اور مسز خان کو وہ بہت عزیز تھی، بہت سی رسموں کے بعد مسز خان اسے شہیر کے روم میں لے آئیں

گل، بیٹا اب سے یہ اپ کا روم ہے او کے، کسی چیز کی فکر نہیں کرنی، اور "بلکل ریلیکس رہیں" مسز خان اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ محسوس کرتے پیار سے بولیں تو گل کو تھوڑا حوصلہ ملا

یہ امارہ کمرہ ہے آنٹی ؟" گل حیرت سے اس شاندار کمرے کو دیکھتے بولی جو "سفید اور براون کمبینیشن سے سجا تھا

بلکل یہ آپ کا کمرہ ہے، اور آنٹی نہیں ماما، آج سے میں آپ کی ماما ہوں"" "مسز خان اس کے چہرے پر بچوں جیسا جوش و خروش محسوس کرتے مسکرا دیں

ٹھیک ہے ماما جان" گل ان کی محبت پر خوش ہوتے سر ہلا گئی، وہ اسے بیٹھا کر " چلی گئیں، ان کے جانے کے کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ سر جھکا گئی

شہیر چلتا ہوا آ کر اس کے قریب بیٹھ گیا، وہ اس کی سوچ سے زیادہ حسین تھی، یا شاید اسے لگتی تھی، گل اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے بے تحاشہ نروس ہو رہی تھی

"گل، ریلیکس ہو کر بیٹھیں جاناں، میں آپ کا شوہر ہوں، آپ کا محرم، آپ کا محافظ، آپ کو مجھ سے ڈرنے یا جھجھکنے کی ضرورت نہیں ہے" شہیر اس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے بولا تو اس کی اٹکی سانس بحال ہوئی

"آپ جانتی ہیں میاں اور بیوی کے رشتے میں سب سے پہلی چیز احترام اور محبت ہوتی ہے، اعتبار، اعتماد یہ سب مل کر اس رشتے کو خوبصورت بناتا ہے، میں چاہوں گا کے شوہر سمجھنے سے پہلے آپ مجھے دوست سمجھیں، مجھ سے

اپنے دل کی ہر بات بلا جھجک کریں" شہیر اس کا ہاتھ سہلاتے آہستہ آہستہ بول رہا تھا

"میں جانتا ہوں آپ نے بہت کچھ سہا ہے، بہت کچھ برداشت کیا ہے، مگر میں وعدہ کرتا ہوں جب تک سانس میں سانس ہے آپ کو دوبارہ کسی تکلیف سے گزرنے نہیں دوں گا، عزت، مان، محبت، اعتماد جو کچھ میرے بس میں ہوا سب دوں گا، بدلے میں مجھے صرف آپ کا یقین چاہیے، ہمیشہ بھروسہ رکھیے گا کے میں آپ کے ساتھ ہوں، بولیں رکھیں گی ناں؟" شہیر جانتا تھا وہ رشتوں کے معاملے میں بہت کچھ سہہ چکی ہے تب ہی اسے سمجھانا ضروری تھی، ساتھ ہی سائڈ سے مخملی کیس تھامتے خوبصورت سی آنگوٹھی اس کی انگلی میں پہنادی، اس کی باتیں انتے گل مسمرائز ہو چکی تھی، اس کے پوچھنے پر اثبات میں سر ہلایا

سب سے آخری مگر اہم بات، گل میں ایک فوجی ہوں، اللہ نے مجھے اس "ملک کی حفاظت کی ذمہ داری دی ہے، اگر کبھی اس ذمہ داری کو نبھاتے مجھے شہادت کا رتبہ مل جائے تو آنسو مت بہایے گا، بلکہ فخر کریے گا کے آپ ایک شہید کی بیوہ ہیں، یہ دنیا فانی ہے، ہم یہاں نہیں مگر جنت میں ہمیشہ ساتھ رہیں گے "شہیر نے سنجیدگی سے کہا تو گل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، ایک یہی تو رشتہ تھا اس کے پاس

ایسا مت بولیں، ام کیسے رہے گا آپ کے بغیر، آپ ام کو چھوڑ کر کبھی مت "جانا" گل اس کے سینے پر سر رکھتے بولی تو شہیر مسکرا دیا

ارے یار میں نے صرف ایک عام سی بات کہی ہے، اچھا آپ روئیں مت، "اللہ نے چاہا تو ہم اپنے پوتوں کی بھی شادی دیکھیں گے "شہیر اسے ہنسانے

کے لیے شرارت سے بولا تو وہ جھنپتے اسی میں چہرہ چھپا گئی، شہیر ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالتے اسے خود میں چھپا گیا

@@@@@@@@@

پرنیان کو ابراہیم ولا لایا گیا تو سب کے چہروں پر موجود خوشی اور مسرت قابل دید تھی، ہوتی بھی کیوں ناں، آخر کو اس گھر کے اکلوتے بیٹے کی شادی تھی، اس خاندان کی اکلوتی بہو، عائشہ تو پری کے صدقے واری جا رہی تھی

مختلف رسموں کے بعد پری کو زین کے کمرے میں بھیج دیا گیا، زین جانا چاہتا تھا مگر ارتضیٰ اور مجتبیٰ دونوں اسے روکے ہوئے تھے، داہیم نہیں تھا تو وہ دونوں داہیم کی کمی پوری کر رہے تھے

"زین کو اب کیا ہے یار، جانے دو مجھے، میری بیوی میرا انتظار کر رہی ہو گی" زین کو اب ان کی فضول باتوں پر غصہ آرہا تھا یوں ہی اسے بیٹھائے بول رہے تھے

"کیا ہو گیا ہے زین، اتنے عرصے بعد ملے ہیں ہم، تھوڑا وقت ہمارے ساتھ بھی گزار لو" مجتبیٰ مصنوعی سنجیدگی سے بولا تو زین نے دانت پیسے

"اچھی طرح جانتا ہوں میں تم دونوں کو، ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے مجھے واپس آئے، اور تم دونوں کی ساری محبت آج ہی اُمڈ رہی ہے" زین نے طنزیہ انداز میں کہا تو ارتضیٰ نے بھی مسکراہٹ چھپائی

"ہاں تو، محبت تو کسی بھی وقت اُمڈ سکتی ہے ناں، اب اس میں وقت کی کوئی قید تھوڑی ہے؟" ارتضیٰ بھی آج پوری طرح اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا

"نہیں، کونسا بدلہ لے رہے ہو تم لوگ مجھ سے ؟خود تو شادی کروا کر ماشاءاللہ سے والدین کے رتبے پر بھی فائز ہونے والے ہو، اور اگر مجھ غریب کی سنی گئی ہے تو تم لوگوں سے برداشت نہیں ہو رہا؟"زین کا بس نہیں چل رہا تھا ان دونوں کو اٹھا کر باہر پھینک دیتا

"زین، آپ ابھی تک روم میں نہیں گئے، پری ویٹ کر رہی ہوں گی، جائیں شاباش"احتشام کی آواز پر وہ زب سیدھے ہوئے، زین کو احتشام اس وقت فرشتہ محسوس ہوا تھا

"تھینک یو چاچو، لو یو، بائے"زین احتشام کے گلے لگتے وہاں سے بھاگا تو ان دونوں کے قہقوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا

حریم کو اس کا نیگ دیتے وہ روم میں آیا جہاں پرنیاں اپنا خوبصورت لہنگا بیڈ پر پھیلائے بیٹھی تھی، زین چلتا ہوا آکر اس کے سامنے بیٹھ گیا، اس کا سر جھکا ہوا تھا، مسکارے اور لائنر کے بوجھ سے جھکی آنکھیں، صبیح پیشانی پر سجی بندیا، گالوں پر قیامت ڈھاتی سرخی، سرخ لبوں کو چھوتی نتھ جو اسے اس وقت سب سے زیادہ پریشان کر رہی تھی

السلام علیکم "ہاتھ بڑھاتے آہستہ سے اس کی نتھ ناک سے الگ کرتے" سائیڈ پر رکھی، اس کے لمس پر پری کی دھڑکن رکی تھی

وعلیکم السلام "پری کے لبوں نے بے آواز حرکت کی، زین سیدھا ہوتے" اس کے دونوں ہاتھ اپنے پر حدت ہاتھوں میں تھام گیا

آج آپ کو اپنے سامنے اس طرح بیٹھا دیکھ کر مجھے سمجھ نہیں آرہا کے اس "
رب کا شکر کن الفاظ میں ادا کروں، میں جانتا ہوں کبھی آپ سے کچھ کہا
نہیں، کوئی حق نہیں جتایا، کوئی سرگوشی، کوئی لمس نہیں بخشا، مگر آج میں
اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ اعتراف کرتا ہوں کے مجھے آپ سے عشق ہے "
زین محبت سے اس کے ہاتھوں کو لبوں سے چھوتے بولا

" وہ عشق جو بچپن سے میری رگوں میں دوڑ رہا ہے، پانچ سال کا تھا میں،
جب بابا نے مجھ سے کہا تھا کے یہ میری پرنسس ہیں، جنہیں میرے لیے
دنیا میں اتارا گیا ہے، اس پانچ سالہ بچے نے اپنے باپ کی بات گرہ سے باندھ
لی تھی، ہوش سنبھالا تب بھی میرے دل و دماغ میں صرف یہی بات تھی
کے آپ میری ہیں، میرے لیے بنائی گئی ہیں " پری نے اس کی بات پر حیرت
سے سر اٹھایا

"نکاح سے پہلے ہی میں جانتا تھا کے آپ میری رگ رگ میں خون بن کر بہتی ہیں، نکاح ہوا تو باقی سب کی طرح میں بھی بہت خوش تھا، ہاں مگر ارتضیٰ اور مجتبیٰ کی طرح مجھے جذبات کا اظہار کرنا نہیں آتا تھا، ناں ارتضیٰ کی طرح عملاً اظہار کر سکا، اور ناں مجتبیٰ کی طرح الفاظ ہی چن سکا" زین وہ وقت یاد کرتے مسکرا دیا

"پھر جب آئی ایس آئی جوائن کی تو پینتھر نے جنم لیا، جس کے سینے میں دل تھا ہی نہیں، جو دشمنوں کے لیے موت کا فرشتہ تھا، اپنے فرض نبھاتے نبھاتے میں آپ کی طرف موجود فرائض کو فراموش کر گیا، زین کو مار کر آپ کو تکلیف دی، اور آپ سے دور رہتے خود بھی پل پل مرتا رہا" زین کے لہجے اور آواز میں وہی تکلیف تھی جو پرنیاں نے سہی تھی

جانتا ہوں معافی کے قابل نہیں ہوں، کیونکہ میں اس دل کو دُکھانے کا"

مرتکب ہوا ہوں جو بہت پہلے سے میرے حوالے کر دیا گیا تھا، مگر آج میں

آپ سے وعدہ کرتا ہوں جب تک زندگی ہے دوبارہ کبھی آپ کو میری وجہ

سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، کبھی آپ کی آنکھوں میں آنسو نہیں آئیں گے"

زین اس کی آنکھوں میں موجود نمی کو لبوں سے چنتے بولا پری اپنا رونا بھول کر

اسے دیکھے گئی

میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں پری، محبت تو شاید کہیں پیچھے رہ گئی، یہ تو"

میرا عشق ہے جو دن بادن بڑھتا جا رہا ہے، جس کی کوئی حد نہیں، جو ازل سے

ہے اور ان شاء اللہ ابد تک رہے گا، آئی لو یو پری، لو یو مور دین ایوری تھنگ"

اسے اپنی بانہوں میں لیتے اس کے ماتھے پر لب رکھتے محبت سے بولا

پری پر سکون ہوتے اپنا آپ اسکے حوالے کر گئی، جس کے ہر ہر لفظ سے اس کے لیے محبت جھلکتی تھی،ان دونوں نے ہی بہت تکلیفیں جھیلی تھیں، مگر ان کا عشق جاوداں تھا،جو اتنی آزمائشوں کے بعد بھی قائم رہااور آخر کار اپنی منزل پا گیا

@@@@@@@@@

یہ منظر تھااسلام آباد کے ایک شاندار بینکویٹ کا،جہاں آج لیفٹیننٹ کمانڈر شہیر،میجر داہیم خانزادہ اور میجر زین عباد ابراہیم کا ولیمہ تھا،جہاں دلہا کے علاوہ باقی دوست حضرات بھی اپنے اپنے یونیفارم میں ملبوس بے حد وجیہہ لگ رہے تھے

دلہنوں میں سے کیپٹن ڈاکٹر پرنیاں ولید اور کیپٹن غزل احتشام نے اپنی اپنی یونیفارم پہنی تھی جبکہ گلِ لالہ سکن میکسی میں غضب ڈھا رہی تھی، تینوں کے چہروں پر سجے محبت کے رنگ انہیں مزید حسین بنا رہے تھے

غزل کو چھیڑتا داہیم جس پر اس کی گھوری دیکھنے کو ملتی، گل کی معصوم بتاتوں پر مسکراتا شہیر، زین کی بے باک سرگوشیوں پر جھنپتی پری تو حسین لگ ہی رہے تھے مگر ان سے کچھ دور مجتبیٰ کو نخرے دکھاتی، اس سے لڑتی جھگڑتی حرم، خان سے بات بات پر ضد کرتی، ناراض ہوتی سویٹ بھی کسی سے کم نہیں تھے

حسال کا خیال رکھتا، اس کی چھوٹی چھوٹی باتیں سنتا بہرام اور اپنی پرنسس کو پلکوں پر بیٹھانے کو بے تاب، اس کے ہر قدم پر دل بچھانے پر تیار ارتضیٰ نظر

لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے، ایک دوسرے کو چھڑتے، ہنستے مسکراتے زندگی کی خوشیاں کشید کر رہے تھے

کرتا ہوں تجھ میں دن گزر میں

کرتا ہوں تجھ میں شب بسر

کرتا ہوں تجھ میں ہی سحر میں

جیتا ہوں تجھ کو دیکھ کر

دل تیرے بن ٹھہرا سا ہے

تو دھڑکنوں کا ہے سفر

کانٹوں بھرا ہر راستہ

پھولوں کی ہے تو راہ گزر

جاوداں ہے عشق تجھ سے

جاوداں ہے

جان ودل کے درمیاں ہے

درمیان توہاں

جاوداں ہے عشق تجھ سے

جاوداں ہے

جان ودل کے درمیاں ہے

درمیان توہاں

بیک گراؤنڈ میں چلتا میوزک اور وہاں موجود وہ حسین جوڑیاں اس ماحول کو ایک عجیب سا حسن بخش رہی تھیں

یہ ملک کے وہ محافظ تھے جو اس ملک کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں، جن کے لیے سب سے پہلے اپنا ملک ہوتا ہے، مگر اس کے علاوہ وہ بھی

عام انسان ہوتے ہیں، ان کے بھی جذبات، احساسات ہوتے ہیں، وہ بھی کسی کے لیے ان کا سب کچھ ہوتے ہیں

مگر اپنے دل میں موجود وطن کی محبت کو ہر محبت پر فوقیت دیتے یہ جیالے سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہیں، عشق ہر روپ میں انوکھا ہوتا ہے، چاہے خدا سے ہو، چاہے اپنے ملک سے یا کسی انسان سے جس دل میں یہ بس جائے پھر تا عمر کے لیے انہیں امر کر دیتا ہے

ختم شد